

جواب عرض

LuraTech

فروری 2013

www.luratech.com

ماہنامہ لاہور
جوارِ عرض
ماہ فروری 2013ء کے شمارے
دیوانگی نمبر کی جھلکیاں

بکھری بکھری سی ہے زندگی
مجید احمد جانی۔ ملتان

دورِ استے
محمد شہباز علی۔ گجراتوالہ

یہ ستم نہ بھولے گا
منظور اکبر تہسم۔ جھنگ

یہ جو محبت ہے
شاہد حسین شاہ بخاری۔ نکلن پور

آخر بے وفا کون
محمد شوکت۔ مانسہرہ

تیری بارش آخری سانس
ادمان عظم۔ فیصل آباد

تیری وفا میں
عمر دراز ساہر۔ خوشاب

چاند چھپا بادل میں
ریکس صدام سائل۔ خان پیر

بے وفا سے وفا
شاز یہ چوہدری۔ شیخوپورہ

زخمی محبت
سیف الرحمن زخمی۔ سیالکوٹ

خونفک کی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خونفک میں شائع ہونے والے تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ خاں گنیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریڈنگ روم، لاہور)

ماہنامہ لاہور
جوارِ عرض
ماہ فروری 2013ء کے شمارے
دیوانگی نمبر کی جھلکیاں

دیوانگی
کسور کرن۔ پٹوکی

غلطی
محمد عمران مجید۔ رحیم یار خان

درو دل کی آواز
شبیر احمد۔ شیخوپورہ

خاموش محبتیں
آر۔ اے۔ راجیل۔ جھمرہٹی

تمہیں میری قسم
ایم۔ حاصل پور

رحمِ دل چھپا کے
سید عمران حیدر بخاری۔ سرگودھا

جیانہ جائے
عنصر علی۔ گجراتوالہ

میرا سہانا بچپن
قاضی شیر محمد عثمانی۔ مظفر گڑھ

محبت کی فضا
مد حسین بلوچ۔ پاکپتن شریف

میری خطا
راشد لطیف۔ ملتان

خونفک کی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خونفک میں شائع ہونے والے تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ خاں گنیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریڈنگ روم، لاہور)

آئینہ روبرو

----- اکتوبر کا ماہنامہ معمول کی طرح آخری ہفتے میں ملا۔ میری پوسٹنگ آجکل سکرو میں ہے۔ یہاں پر آپ کا ڈائجسٹ تاخیر سے کیوں آتا ہے؟ عرصہ دراز بعد محفل میں حاضر ہو رہا ہوں لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ میں جواب عرض سے دور رہا اس بار فیصلہ کیا کہ اپنی رکینت کال بحال کروں۔ سرورق پر حسین پرقتہ و فساد و جنگ و جدل حسب معمول اپنی تمام تر عنانیوں، مکاریوں اور جلوؤں کے ساتھ جلوہ گر تھی۔ اسکو دیکھ کر دل گاڑن گاڑن ہو گیا۔ ہم نے ایسی ساحرانہ کینیت میں ڈوبے ورق گردانی کی تمام لکھاریوں کی داستان نے پورا پورا تاثر چھوڑا۔ اور اپنے قلم کیساتھ پورا پورا انصاف کیا۔ گلدستہ میں حسب معمول کافی معلومات تھی۔ میری زندگی کی ڈائری کیساتھ بھی دوستوں نے صحیح انصاف کیا۔ دل گاڑن گاڑن ہو گیا۔ مجھے سب سے بہترین ماں سے پیار کا کالم پیارا لگتا ہے۔ اللہ کرے جواب عرض دن دو گنی اور رات چو گنی ترقی کرے آئین۔ (عامر شہزاد اجنبی۔ چکسو نم شو کوٹ)

----- جون کا محبت نامہ بہت سی تاخیر سے جدہ کے اخبار فروش سے ملا جو تقریباً 20 دن لیٹ تھا خدا جانے کیا وجہ تھی میں تو چکر لگا لگا کر تھک گیا تھا۔ اب جب ملا تو بہت ہی دکھ ہوا کیونکہ میری غزل پرانے رسالے سے ہی شائع کر دی تھی باقی دوستوں کا تو بہت کچھ پڑھنے کو ملا ہم ہی شاید اس قابل نہیں خالد سناول صاحب اور جناب شہزاد سلطان کیف صاحب عروج پر ہیں خدا آپ کو دولت ایمانی سے مالا مال کرے آئین۔ میرا پیارا اور خاص دوست جو جواب عرض کا پرانا قاری ہے اس نے مجھے آج ہی فون پر بتایا کہ بھائی اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے میری دلی دعا ہے کہ میرے دوست بلال طایف والے کو اللہ تعالیٰ خوشیاں ہی خوشیاں دے آئین۔ اور ساتھ ہی اس نے خبر سنائی کہ اس کا برادران لاء اسی دن فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس میں جگہ دے اور بلال بھائی اور اس کے اہل خانہ کو صبر دے آئین۔ ثم آئین باقی پاکستان کے حالات آپ سب کے سامنے ہیں میری آپ سب سے گزارش ہے کہ اللہ کے حضور دعا کریں وہ اپنا خاص کرم ہم پر کرے اور اس ملک کو جنت بنا دے آئین۔ (ایم وائی سچا۔ جدہ K.S.A)

----- محترم جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم کے بعد عرض ہے میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب چاہتا ہوں جناب نے پہلی دو کہانیاں شائع کر کے بندہ ناچیز کے دل کی حوصلہ افزائی کی پہلی یورپ کی خواہش۔ یورپ کی بے وفا فضا کی بھرپور کامیابی کے بعد وفا کا جرم ارسال کر رہا ہوں۔ اسی امید پر پہلے کی طرح آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ پہلے بھی آپ نے میرا فرانس کا نمبر لکھا ہے شمار قارئین نے مبارکباد دی اب پاکستان کا نمبر

بھیج رہا ہوں اس امید پر کہ آپ میری کہانی کے ساتھ لکھ دیں گے تمام قارئین کی رائے کا انتظار رہے گا چھوٹی موٹی غلطیوں کو درست کر دینا آپ کی عین نوازش ہوگی۔ بہت شکریہ۔ (مرزا عمران حسین پردیسی۔)

----- ماہ جولائی 2012 کا جواب عرض پڑھا بہت اچھا تھا۔ سب کہانیاں بہت ہی اچھی تھیں۔ پر سب سے اچھی اور میسٹ کہانی دو گام تھی منزل بہت بہت اچھی کہانی تھی۔ اور بھی سب کہانیاں اچھی تھیں۔ اور شاعری بھی سب نے بہت اچھی کی تھی۔ غزلیں اور اس بار گلدستہ اور احوال زیریں بھی بہت اچھی تھی۔ آخر میں سب لکھنے اور پڑھنے اور تمام صاف کو میری طرف سے، بہت بہت سلام و دعا۔ (ثوبیہ حسین۔ کہونہ)

----- ماہ جون 2012ء کا جواب عرض بہت دیر سے ملا۔ اس بار تو سب نے کمال کا لکھا ہے سب کی ستوری ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ میرے خیال میں تو لوگوں میں زیادہ ٹیلنٹ ہے۔ اور میری گزارش ہے کہ پلیز قسطوں والی کہانیاں نہ لکھا کریں۔ کیونکہ پھر دوسروں کو موقع نہیں ملتا۔ جواب عرض میں نئے آنے والی کو بھی جگہ دینی چاہیے۔ تاکہ سب کی کہانیاں شائع ہو سکیں۔ میں ہر ماہ آپ کو کچھ نہ کچھ لکھ کر اور کوپن بھی بھیجتی ہوں پر شائع نہیں ہوتے شاید انکل نے میرے کوپن شائع نہ کرنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ پلیز پلیز انکل میرے بھی کوپن کو شائع کریں۔ اور پلیز جو اپنا فون نمبر شائع کر دانا چاہتے ہیں ان کی یہ درخواست پوری کر دیں تاکہ ہم مجبوری کی وجہ سے کہانیاں ان سے نکھوا سکتے ہیں۔ اور شاعری بھی سب کی اچھی تھی۔ اور بھائی تنویر خالد، دو کوئٹہ سے گزارش ہے کہ دوسروں کو دفاتر کرنے سے آپ بھی نہیں کرتے وفا ہر انسان ایک جیسا نہیں ہوتا بلکہ اپنے اپنے اعمال ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو مضبوط رکھئے۔ اور میری رائے میں مباح آپ کی کرسیدان نے لکھا ہے کہ میری زندگی میں کوئی خوشی نہیں غم ہی ہیں۔ خوشی دینے والا اوپر ہے۔ وہ آپ کو شاید آزار پہا ہے۔ آپ کی طرح اور بھی بہت سے لوگ ہیں۔ جن کو بہت دکھ اور غم ہیں آپ میری دعا ہے کہ میرے حصے کی خوشیاں بھی آپ کو مل جائیں اور کوئی غم نہ آئے آپ کی زندگی میں سدا خوشی رہے (آئین۔ میری طرف سے صاف اور پڑھنے لکھنے والوں کو بہت بہت سلام و دعا۔ کوئی غلطی ہوئی ہو تو معافی چاہتی ہوں۔ (ثوبیہ حسین۔ کہونہ)

----- منی کا شمارہ پڑھا۔ کہانیوں میں اللہ نے بے درد کی احمقانہ عشق، انتظار ساقی کی اوکھے پینڈے عشق دے، مجید احمد جانی کی کوئی تجھ سا ڈھونڈوں کہاں سے اور شاعر احمد حسرت کی ساون کی پہلی بارش بہت پسند آئیں۔ طویل انتظار کے بعد میری ادنیٰ سی کاوش قصور کس کا کی اشاعت نے ممنون کیا۔ غزلوں نظموں میں اکثر دوسروں کی شاعری کو اپنے نام سے منسوب کر کے شائع کر دیا جاتا ہے۔ پلیز اس طرف توجہ دیں۔ اگر ذاتی شاعری نہیں تو انتخاب کا لفظ لکھ دیا کریں۔ دیگر جو نمبر ننگانے کی آپ کی پالیسی ہے وہ مجھ سے بالاتر ہے۔ والسلام۔ (خالد فاروق آسی۔ علی پورہ۔ ملت کالونی فیصل آباد)۔ بانی۔ محترم شہزادہ عالمگیر صاحب، محترم شہزادہ امتش صاحب، محترم ریاض احمد صاحب السلام علیکم۔ جناب علی

امید کرتا ہوں کہ آپ اور آپکی پوری ٹیم اللہ کے کرم سے سب ٹھیک ہو گئے اور جناب عالی ماہ جون کا جواب عرض ابھی تک مارکیٹ میں نہیں آیا اور اس ماہ کا جواب عرض بہت لیٹ ہو گیا ہے۔ جناب ریاض کو بہت بہت سلام پیش کرتا ہوں اور جناب عالی اس غریب بندہ کی طرف بھی نظر کرنا اور شہزادہ اتمش صاحب سے بھی درخواست کرتا ہوں جناب عالی آپ بھی ہمارا خیال رکھنا جناب عالی کچھ غزلیں ارسال کر رہا ہوں پلیرز ان کو بھی جلد از جلد شائع کر دیں اور میں تمام قارئین کو اور شاعر لوگوں کو بہت بہت سلام کہتا ہوں۔ اور جولوگ مجھ کو فون کال کرتے ہیں ان سب کو بہت بہت سلام ہو۔ شکریہ جناب آپ میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ آخر میں دعا۔ اللہ تعالیٰ شہزادہ عالمگیر صاحب کو جنت میں گھر دے۔ آمین (محمد لقمان اعوان۔ سریانوالہ)

۔۔۔۔۔ اپریل کا شمار ملا۔ کہانیوں میں آنسوؤں کے بے موسم بادل ایم جاوید نسیم چوہدری کی، آوارگی کہاں جا کے ٹھہری انتظار حسین ساقی کی تنہائیوں کا ہر ملک عاشق کی اور انداز سیمائی دوست محمد ڈوکی اچھی کاڈشیں تھیں۔ غزلوں میں شاہد سلیم آف کپے موڑ اور نوید اختر سحر آف خانوں کی غزلیں پسند آئیں۔ کالم آئینہ ویر میں صدا بھائی نے تفصیل سے ایک شام شہزادہ عالمگیر کے نام کی روداد بیان کی ہے اور اس تقریب کو باقاعدہ ہر سال منانے کا عزم کیا ہے۔ آپ دوستوں کے تعاون اور محبتوں سے ہی یہ ممکن ہوگا۔ دیگر کالوں میں کوئی تبدیلی لائیں۔ اور جدت پیدا کریں۔ دیگر تمام دوستوں کو سلام عرض ہے۔ مس کالیں دینے والے دوستوں سے معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ یہ کوئی مناسب بات نہیں ہوتی۔ والسلام (خالد فاروق آسی۔ علی پورہ۔ ملت کالونی فیصل آباد)

۔۔۔۔۔ شہزادہ اتمش بھائی صاحب۔ السلام علیکم۔ جناب عرض ہے کہ میں آپکے رسالے جواب عرض کا مستقل قاری ہوں شہزادہ عالمگیر صاحب کا بے حد افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ بھائی عرض ہے کہ میں ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں اور یہاں سے جواب عرض ملنا مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس رسالے کو اتنی مقبولیت دی ہے کہ ہمارے نزدیک شہر پہنچنے تک یہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ بھائی عرض ہے کہ مہربانی کر کے اس ماہ کا جواب عرض مقرر کردہ پتے پر ارسال کر دیں مہربانی ہوگی اگر ہو سکے تو ہر ماہ اس پتے پر رسالہ ارسال کریں۔ (عدیل شہزاد)

۔۔۔۔۔ ماہ جولائی کا جواب عرض کے نام۔ ماہ نامہ جواب عرض ٹی دکھی نگری میں سلام عرض کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ دوست احباب اور جواب عرض نیم خوش و خرم ہوں گے۔ سب سے پہلے تو میں ایک گزارش کرتا ہوں کہ جناب جواب عرض کی ٹیم سے کہ پلیرز فون نمبرز کا سلسلہ دوبارہ شروع کریں تاکہ تمام قارئین اور رائیٹرز ایک دوسرے سے رابطے میں رہیں۔ نمبرز شائع نہ کرنے سے ایک تو دوستوں کا رابطہ نہیں ہو پاتا اور دوسرا جواب عرض کی ڈیٹا میں بھی (اللہ تعالیٰ نہ کرے) کمی ہو رہی ہے۔ میری آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ اس فون نمبرز کے سلسلے کو دوبارہ شروع کیا جائے۔ شکریہ (کریم بگٹی)

۔ سوئی گیس

اس بار بھی میں دوستوں کا مشکور ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کر رہے ہیں۔ اور خاص کر جواب عرض، سسٹم کا مشکور ہوں کہ وہ مجھے جواب عرض میں جگہ دے رہے ہیں ان دوستوں میں جناب عمر دراز باداہ جزانوالہ۔ جناب منظور اکبر تبسم جھنگ۔ جناب ندیم عباس ڈھکوسا بیوال۔ جناب اللہ دتہ بے درد راولپنڈی۔ محترمہ آمنہ راولپنڈی، جناب محمد یونہا بھائی لاری اڈ فیصل آباد۔ جناب محمد شفقت نیوالہ 34 چک فیصل آباد۔ محترم جناب ثار احمد حسرت، جناب حماد ظفر ہادی شامل ہیں۔ میں آپکا دل کی تھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔ کہانیوں میں۔ میرا پہلا پیار۔ نائلہ طارق لیہ۔ کشور کرن، خوبصورتی عذاب بن گئی۔ حقیقت زندگی، صدام حسین سادل خان بیلہ۔ اللہ دتہ بے درد راولپنڈی کینٹ۔ مجید احمد جائی تیرے غم نے پردیسی کر دیا۔ قسمت مجھ پر مہربان ہوگئی، خذ محمود سانول مروت۔ مڈر عمران ساحل کی قسم تیرے آنچل کی اور ہمیشہ ساتھ چلنا۔ مس صبا کرسیدال کی کہانیاں اچھی تھیں۔ آپ سب کو مبارک ہو۔ اس بار پھر اپنی شاعری پا کر خوشی ہوئی۔ ساتھ ہی محترمہ اے۔ آر۔ رحیلہ جھمراشی اور آپی کشور کرن کی شاعری بھی بہت پسند آئی۔ باقی کو پن سب اچھے تھے مبارک ہو۔ سب کو سلام، پیار اور دعا۔ صدا خوش رہو۔ والسلام۔ ارمان سنگم۔ تحصیل ضلع فیصل آباد)

۔۔۔۔۔ السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ میں بالکل ٹھیک ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جواب عرض کی ٹیم اور میرے سبھی پیارے دوست بالکل ٹھیک ہو گئے۔ سب سے پہلے تو میں معذرت خواں ہوں کہ میں کچھ ماہ تک جواب عرض میں کچھ نہ بھیج سکا۔ جس کی کمی میں اب پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ جن لوگوں نے میری شاعری اور کہانی کو سراہا۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔ ان لوگوں کی فہرست یہ ہے۔ جون کے شمارے میں۔ منظور اکبر تبسم۔ عمر دراز بادشاہ۔ جبرائیل آفریدی۔ ندیم عباس ڈھکو۔ آصف سانول۔ میاں شکیل کشور، ثار احمد حسرت۔ اللہ دتہ بے درد۔ اور ابھی بہت سے دوست جنہوں نے میری حوصلہ افزائی کی میں ان کے نام یہ ہیں۔ ملک محمد عاشق ساجد۔ آسیہ چغتائی لالہ موہی۔ ایم خالد محمود سانول مروت زخم لمبے ملک محمد عاشق ساجد۔ آسیہ چغتائی لالہ موہی۔ مرجھایا ہوا پھول۔ ایم خالد محمود سانول۔ آداب محبت راخت وفا لاہور۔ گہرے رنگ وفا کے۔ مڈر عمران ساحل۔ ان سب کو مبارک ہو۔ شاعری میں: باجی کشور کرن۔ نسیم شہزادی عرف رانوفتہ بھٹنڈ۔ سرفراز انجم۔ عمر دراز ساگر۔ میاں شکیل کشور۔ شانہ پروین و ہازی۔ آمنہ راولپنڈی اور گلشن ناز بھٹہ قریشی۔ ان کو میری طرف سے مبارک ہو۔ ویلڈن گرلز اینڈ بوائز۔ باقی کو پن بھی کے اچھے تھے۔ میری تحریروں میں پسند کرنے کا شکریہ۔ سب کو مبارک اور سلام دعا۔ آپکا اٹھار مان سنگم۔ (ارمان سنگم۔ تحصیل ضلع فیصل آباد)

۔۔۔۔۔ ماہ جولائی شمارہ پیاسی آنکھیں نمبر 5 جولائی کو لاجیسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی جواب عرض تو میری جان ہے اس کو کبھی ہم سے جدا نہ کرنا۔ میں نے سب سے پہلے باجی نائلہ طارق کی میرا پہلا پیار کی آخری قسط پڑھی تو مجھے بہت پسند آئی

میری طرف سے باجی تائید طارق کی میرا پہلا پیار کی آخری قسط پر بھی جو مجھے بہت پسند آئی میری طرف سے باجی تائید طارق کو اچھی کہانی لکھنے پر مبارکباد قبول ہوا رئیس صدام حسین کی حقیقت زندگی بہت پیاری کہانی تھی اس طرح کہانیاں کبھی کبھی پڑھنے کو ملتی ہیں میری طرف سے رئیس صدام حسین کو بہت بہت مبارکباد قبول ہو۔ مدثر عمران ساحل کی قسم تیرے آنچل کی بہت پیاری کہانی تھی میری طرف سے مدثر صاحب کو مبارکباد قبول ہو میری دعا ان کے ساتھ ہے دو گام تھی منزل بہت پیاری کہانی تھی زخمی کی طرف سے ان کو مبارکباد قبول ہو مس صبا کو مبارکباد قبول ہو آخر میں ایک گزارش شہزادہ انش صاحب تھی۔ پیار کرنے والوں کے لیے میری طرف سے مس صبا کو مبارکباد قبول ہو آخر میں ایک گزارش شہزادہ انش صاحب کے نام۔ جواب عرض کبھی بند نہ کرنا یہ میری جان ہے۔ (سیف الرحمن زخمی۔ یالکوٹ)

۔۔۔۔۔ السلام علیکم! کے بعد عرض خدمت ہے کہ کالم آئینہ روبرو کے توسط سے ہم اپنی رائے کا اظہار وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ آپ قارئین کی رائے کا احترام نہیں کرتے آپ صرف اپنی کہتے ہیں ہماری نہیں سنتے جواب عرض کے معیار کو بہتر بنانے کیلئے ہم جو بھی تجاویز پیش کرتے ہیں ان پر کوئی عمل نہیں ہوتا جواب عرض۔ مانا کہ پاکستان کا نمبر 1 ڈائجسٹ ہے۔ لیکن بھائی اس لحاظ سے بھی یہ ڈائجسٹ نمبر 1 ہے کہ آپ ڈائجسٹ کی قیمت دیگر رسالوں سے زیادہ ہے۔ یہ تو ہماری محبت ہے جواب عرض سے کہ ہم ہر ماہ اپنا پیٹ کاٹ کر آپ کا رسالہ خریدتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ ورنہ جواب عرض میں ایسا کچھ بھی نہیں۔ محترم بھائی جواب عرض میں تبدیلی لانے کی کوشش کریں فضول کالموں کو بند کر دیں۔ کالم آئینہ روبرو میں بہت سے قارئین کے خطوط کا جواب دیا کریں۔ شہزادہ عالمگیر مرحوم اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کرے۔ جواب طلب خطوط کا اسی کالم میں جواب بھی دیا کرتے ہیں لیکن آپ نہ تو جواب دیتے ہیں۔ اور نہ ہی قارئین کو متوجہ کرنے کیلئے کوئی لفظ لکھتے ہیں۔ جبکہ ادارہ یہ بھی نہیں لکھ رہے ہیں۔ (امین فردانصاری۔ کراچی)

۔۔۔۔۔ سب سے پہلے تمام ماہنامہ جواب عرض لاہور کی ٹیم کو میری طرف سے السلام علیکم! میں نے زندگی میں پہلی بار ماہنامہ جواب عرض لاہور اپریل 2012ء معصوم حسین نمبر۔۔۔۔۔ جھنگ بازار سے خرید اور مطالعہ کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ عزت مآب بانی ماہنامہ جواب عرض لاہور جناب شہزادہ عالمگیر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تو بہت دکھ ہوا میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ شہزادہ عالمگیر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ جب میں نے اس کی ورق گردانی کی تو بار بار پڑھنے کو جی چاہا لیکن آنسوؤں کے بے موسم بادل حکیم ایم جاوید نسیم انصاری چوہدری فیصل آباد میرا سچا کون؟ محمد خان انجم لدھے وال۔ دیا پور۔ قسمت کے کھیل نزلے۔ راشد ڀٲوگی۔ واہ تیری دوستی۔ راجہ غلام مرتضیٰ آزاد کشمیر۔ وغیرہ کہانیاں پڑھیں اور دل کو بھاگیں۔ لیکن حکیم محمد جاوید نسیم انصاری کی کہانی آنسوؤں کے بے موسم بادل اور محمد خان انجم کی کہانی میرا سچا کون؟ نے دل چھو گیا۔ یہ دو کہانیاں پڑھتے ہی میں رو دیا۔ شاعرہ کشور کرن اور شاعر عاشق حسین

جواب عرض ڈائجسٹ

جواب عرض 10 فروری 2013

آئینہ روبرو

ساجد کے اشعار دل کو چھو لینے والے تھے اور بھی بہت دلچسپ باتیں تھیں۔ لیکن ایک بات کہنا چاہوں گا کہ عشق، محبت سے ہٹ کر کوئی اسی دل کو چھو لینے والی کہانیاں بیان کریں جو دل کی گہرا یوں تک پہنچ جائے۔ میں نے بہت سے ناول وغیرہ پڑھے ہیں لیکن جو احساس آپ کے ناول میں محسوس کیا ہے کسی اور میں محسوس نہیں ہوا۔ کیونکہ اس میں محسوس ہوتا ہے کہ انسان حقیقت کی دنیا میں جی رہا ہے اور یہ ناول پڑھ کر مزید پڑھنے کو جی کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اور زیادہ ترقی اور شہرت دے۔ (آمین) آپ کی چاہت کا طلبگار۔ (عمر فاروق نی۔ کھیوا جھنگ)

۔۔۔۔۔ محترم ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم! امید ہے کہ آپ سب ماہ نامہ جواب عرض شاف والے خیریت سے ہونگے۔ ہم جناب محترم شہزادہ عالمگیر صاحب کی تعزیت میں چند الفاظ لکھنا چاہتے ہیں۔ لہذا مہربانی فرما کر اس کو مناسب جگہ پر شائع کر کے ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس کی بہاریں نصیب فرمائے۔ آمین۔ اللہ رب العزت جل شانہ پیارے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ سے ان کے ساتھ رجیسی اور کریمی والا معاملہ افرما کے ان کی قبر کو روشن اور منور فرمائے۔ اور لو اھقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ آپ سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت دے اور جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی سے نوازے آمین۔ یارب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ ہم سب دعا گو ہیں اور ہمیشہ ہی رہیں گے اللہ تعالیٰ پیارے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ان کو غریقین رحمت کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔ دعا گو: (پیر زادہ سلیم قادری۔ ساہیوال)

۔۔۔۔۔ سب سے پہلے جواب عرض کے قارئین کو میرا محبت بھرا سلام ماہنامہ جواب عرض ماہ جولائی ملا جسے دیکھا آنکھ بھر آئی کیونکہ پہلے صفحے پر ہماری جان شہزادہ عالمگیر کا نام آنکھوں کے سامنے آ گیا دس منٹ ایسے ہی گزر گئے پھر کہانیاں پڑھی جو بہت پسند آئی ان میں میرا پہلا پیار خواہ بھڑو ترقی عذاب بن گی۔ (کشور کرن) کی یہ کہانی مجھے بہت اچھی لگی۔ کرن باجی ویسے تو میں آپ کی ہر تحریر پڑھتا ہوں مگر یہ ان سب سے زیادہ اچھی ہے۔ پہاڑی محبت پرنس صاحب سے ادھورے رہ گئے شعیب اختر آسی قصور وار کون۔ اللہ دتہ بے درد جناب کیا آپ کو درد نہیں ہوتا مجھے تو لگتا ہے آپ کو کافی درد ملے ہیں پھر میں اکیلا رہ گیا محمد شوکت گلاب جاسن احمد نجی ادھوری داستان شہباز اکمل قسمت مجھ پر مہربان ہوگی۔ ایم خالد محمود سانول قسم تیرے آنچل کی مدثر عمران ساحل اور تیرے غم نے پردیسی کیا۔ مجید احمد جانی کی یہ کہانی تو سب سے زیادہ اچھی تھی جناب ہماری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اس طرح اچھی لکھتے رہے آپ کی ہر کہانی میرے اس ہے۔ جب شاعری کی طرف آیا تو ہوش اُڑ گئے کیونکہ شاعری ہی کچھ ایسی تھی شاعروں میں کشور کرن ہی کی شاعری پاک وطن کمال کی تھی اور اے۔ آر۔ راحیل نے تو پہلے کی طرح زبردست شاعری کی ہے بہت اچھی لگی درد ہی درد تھا بے بسی یاد بے وفا ایک حقیقت آنسو اور نام محبت بہت اچھی تھی اور شاعر ارمان سنگم نے تو ہم کو تڑپا دیا ارمان سنگم صاحب آپ کی شاعری بھی اچھی تھی پورا ماہ جوابی

جواب عرض ڈائجسٹ

جواب عرض 11 فروری 2013

آئینہ روبرو

زبردست تھا بہت خوش ہوئی یہ جان کر کہ شہزادہ صاحب کے نام نمبر آئے گا۔ سب کہانیاں اور شاعری بہت اچھی تھی۔ سب قارئین کو میری طرف سے محبت بھر سلام قبول ہو۔ میری دعا ہے کہ جواب عرج کی دکھی نگری دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ جواب عرض کا دیوانہ (رانا بابری ناز۔ شاہیار ہاؤس لاہور)

۔۔۔۔۔ ماہ جولائی 2012ء کا جواب عرض خرید تو میری جان میں جان آگئی بہت ہی اچھا تھا اس میں شاعر بھی بہت اچھی شاعری کر رہے ہیں۔ ارمان سنگم میرے بھائی آپ کی شاعری کی تو مثال ہی نہیں سب دوست بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ اس بار اسلامی نہیں تھا بڑا دکھ ہوا۔ ہر چیز جواب عرض میں ہوتی ہے لیکن اسلامی صفحہ گم ہو گیا پلیز اتش بھائی اسلامی صفحہ ضرور شائع کیا کریں۔ پلیز بھائی ندیم عباس ڈھکوی کوئی سنوری شائع کریں پلیز۔ کہانیوں میں سب سے پہلے مجھے میرے پیارے بھائی اور سب سے اچھے دوست مجید احمد جانی کی سنوری اچھی لگی اس کے بعد دو گام تھی منزل۔ نامعلوم کی سنوری بہت پسند آئی پلیز اپنا نام ضرور لکھا کریں۔ نالکھ طارق آپ کی۔ سنوری میرا پہلا پیار بہت زیادہ اچھی تھی میں نے پہنی قسطوں میں تعریف اس لیے نہیں کی کیونکہ جب کہانی مکمل ہو جاتی ہے میں پھر پڑھتا ہوں۔ میں ان دوستوں کو پیار بھرا سلام پیش کرتا ہوں۔ عابد رشید۔ پنڈی۔ عابد لونہ جھنگ۔ منظور اکبر تبسم جھنگ۔ ندیم عباس ڈھکوی ساہیوال۔ محمد خاں انجم۔ احمد خان خمی دکھی۔ علی حیدر۔ جبرائیل آفریدی۔ ارمان سنگم۔ محمد اسد۔ افضل اعوان۔ شرافت علی۔ شہباز مری۔ شہزاد توقیر۔ باقی سب دوستوں کو بھی سلام میری دعا ہے سب خوش رہیں اور جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے میں بہت ساری سنوریاں بھیج چکا ہوں لیکن ایک بھی نہیں آئی پلیز ہمیں بھی شکر یہ کہنے کا موقع دیں۔ (توقیر اسلم تنہا۔ نلہ گلوٹھ شرقی۔ تونسہ شریف)

۔۔۔۔۔ السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ پیاری شہلا باجی شہزادہ اتش بھائی میں جواب عرض کا بہت پرانا قاری ہوں لیکن میں نے جواب عرض میں لکھا کچھ نہیں میں نے شہزادہ بھائی آپ کو انکل شہزادہ عالمگیر صاحب کی وفات پر خط لکھا لیکن افسوس کہ شاید اب تک نہ پہنچا یا شاید بندانا چیز کا خط لکھنا آپ کو اچھا نہ لگا۔ لیکن آپ نے شائع نہ کیا باجی جان شہزادہ بھائی میں پہلے ہی بہت دکھی ہوں باجی جان آپ میرا یہ خط ضرور شائع کریں اور میرے لیے کوئٹہ ضرور شامل کریں اور کہانیوں کی طرف آتا ہوں جناب حکیم ایم جاوید تبسم صاحب کی کہانی آنسوؤں کے بے موسم بادل اس کے بعد واہ تیری دوستی راجہ غلام مرتضیٰ صاحب کی کہانی پڑھی ماشاء اللہ پہلے کی طرح بہت ہی اچھا لکھا تھا۔ اپریل، مئی، جون کے رسالے نہیں پڑھ سکا۔ بھائی جاوید صاحب آپ واقعی بہت اچھا لکھتے ہیں آپ کے قلم میں واقعی درد ہے اور اگر کسی قاری کے پاس یہ رسالے ہوں تو مجھے بھیج دیں آپ کی مہربانی ہوگی اور شہزادہ بھائی خط ضرور شائع کرنا باقی سب قارئین کو اور راسخ زکو پیار بھر اسلام اور راسخ ز سب ہی اچھا لکھتے ہیں۔ شہزادہ بھائی خط اور کوئٹہ شائع ضرور کریں اللہ تعالیٰ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے

آمین اور ہمارے محسن کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی فیملی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (علی فیض زراچ)

۔۔۔۔۔ جواب عرض کے تمام شاف اور قارئین اور راسخوں کو میری طرف سے خلوص بھر اسلام ماہ جولائی 2012ء کا جواب عرض بیسی آنکھیں نمبر بہت ہی خوبصورت تھا۔ بھائی اتش صاحب اس بار آپ نے جواب عرض میں عرض کی آپ کی سائنٹ پر پاکستانی ہیروئن اور دوسری طرف انڈین ہیروئن کو براجمان کر دیا تھا۔ خدا نخواستہ ان دونوں کا آپس میں جھگڑا ہوا جاتا تو کیا بنتا۔ خیر یہ تو ایک مذاق تھا۔ اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف میرا پہلا پیار۔ نالکھ طارق۔ خوبصورتی عذاب بن گئی۔ کشور کرن۔ پہاری محبت۔ پرنس مظفر شاہ۔ حقیقت زندگی۔ صدام حسین ساحل۔ سینے ادھر سے رہ گئے۔ شعیب اختر آسی۔ بلا عنوان۔ اختر پردیسی۔ قصور وارکون۔ اے ڈی بے درد۔ سچی محبت رحمت خان کھوسہ کی کاوشیں اپنی مثال آپ تھیں بھائی جان اور بہنوں کو میری طرف سے مبارک باد۔ دو گام تھی منزل بھائی جان آپ کی سنوری تو بہت زبردست تھی لیکن آپ نے اپنا نام کیوں نہیں لکھا تیرے غم نے پردیسی کیا بھائی مجید احمد صاحب آپ کو مبارک باد نہ دی جائے تو آپ کے ساتھ زیادتی والی بات ہے آپ نے تو میرے سارے زمخوں کو تازہ کر دیا۔ دوسری داستان۔ شہباز اکمل۔ فرحان بھائی ہم دعا کرتے ہیں کہ آپ کی محبت کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچے میں اکیلا رہ گیا، شوکت بھائی آج کل کون کسی کا ہوتا ہے، گلاب جاسن۔ احمد بھائی آپ کی سنوری واقعی گلاب جاسن کی طرح تھی قسمت مجھ پر مہربان ہوگئی۔ خالد بھائی دعا کیا کرو دوسروں کی قسمت بھی اچھی ہو۔ ہمیشہ ساتھ چلتا ہے۔ صبا، بہن آپ مجھ سے رابطہ کریں مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔ قسم تیرے آنچل کی۔ مدثر بھائی اللہ کے سوا کسی کی قسم نہیں اٹھانی چاہیے۔ والسلام (ایم عاصم چوک میتلا)

۔۔۔۔۔ برادر محترم جناب شہزادہ عالمگیر صاحب۔ آداب و سلام! بھیا آپ کی والدہ صاحبہ کی وفات کی خبر پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔

(اناللہ وانا علیہ راجعون) اللہ تعالیٰ والدہ ماجدہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔ اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔ پیارے بھیا یہ میری دوسری کاوش ہے پلیز اسے اپنے رسالے میں جگہ دیکر مجھے لکھنے کا موقع دیں۔ میں پکا لکھاری نہیں ہوں اسی لیے میری غلطیاں آپ خود دور کریں دیں۔ شکریہ۔ یہ کہانی 95 جنوری میں شروع ہوئی تھی اس کا ایڈ ستمبر 97ء میں ہوا جو نہایت ہی برا تھا۔ میری دعا ہے کہ جواب عرض دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے آمین۔ آخر میں تمام غلطی کے ارکان کے لیے آداب و سلام۔ خدا حافظ۔ (ڈاکٹر ذوالفقار حسین۔ ہومیو پیتھک۔ ضلع لودھراں)

۔۔۔۔۔ ماہ جولائی کا شمارہ کافی لیٹ ملا۔ سب سے پہلے اپنے کو پین دیکھے انتہائی دکھ ہوا کہ میں ہر ماہ باقاعدہ خط اور دوسری چیزیں بھیج رہا ہوں مگر 5 ماہ کے خط غائب اور پتہ نہیں کیا کر رہے ہیں۔ کمپوزنگ والوں سے درخواست ہے کہ برائے

باقی زندگی کی ڈائری دکھ دو گلدستہ ماں کے پیار کا اظہار بہت زبردست چل رہا ہے۔ اللہ پاک جواب عرض کو ہمیشہ اپنے مقام میں قائم رکھے۔ آمین۔ (مصطفیٰ گل۔ لیاری کراچی)

۔۔۔ السلام علیکم! شہزادہ بھائی اینڈ معزز قارئین۔ آپ کو یہ جان کر حیرت تو ہوگی کہ میں پچھلے 6 سال سے باقاعدگی سے خوفناک پڑھ رہا ہوں لیکن لکھنے کی جسارت پہلی بار کی ہے۔ میرے نہ لکھنے کی وجہ ہیں۔ یہ الفاظ "شہزادہ انکا" میں نے بڑی محنت سے کہنا ہی لکھی تھی آپ نے اسے ردی کی نوکری میں پھینک دیا "شہزادہ صاحب میں نے بڑی محنت سے غزل لکھ کر بھیجی تھی آپ نے شائع کیوں نہیں کی" ان الفاظ کو جب میں پڑھتا تھا تو میرا لکھنے کو سن نہیں کرتا تھا کہ میں بھی کوئی چیز محنت سے لکھ کر بھیجوا دو رہی کی نوکری میں چلی جائے۔ لیکن آج میں یہ خط اور کچھ اشعار وغیرہ لکھ کر آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اگر یہ شائع ہوگئے تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا۔ آمین (ساجد انصاری۔ جلاپور بھنیاں)

۔۔۔ السلام علیکم! شہزادہ اتش صاحب اس دفعہ جواب عرض نے بڑا انتظار کرایا آخر کار دمبر کو جواب عرج کا شمار ملا۔ اینڈ شہزادہ اتش صاحب نے جواب عرض کو اتنی خوبصورتی سے سچایا سب سے پہلے کشور کرن کی تحریر خوبصورتی عذاب بن گئی پڑھی اور دکھ درد انسان کا ساتھی ہے کرن باجی پانی کی طرح سوکھ جاتا ہے۔ مس صبا نے کشف اور کنل کو دوست کی مثال بنا دیا خوبصورت تحریر ہے۔ اینڈ غزل نے خوبصورت لفظوں کے ساتھ اپنی تحریر کو سجایا اللہ پاک انہیں زیادہ اچھا اور اصلاحی پہلو جانے کی توفیق دے۔ شاز یہ چودھری کی تحریر ماں باپ کا پیار اور ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ والدین اپنی اولاد کے بارے میں کبھی نہیں سوچ سکتے۔ اس کے بعد سحر سائرہ ارم کی انتہائی خوبصورت تحریر پڑھی واہ کیا بات ہے کہ محبت کا دستور آج کے کھونے دور میں بھی امر ہے کیونکہ یہ رشتہ امر ہے آج مجھے یہ تحریر پڑھ کر جواب عرض کا وہ دور یاد ہے جب عزیز مہر النساء اینڈ زیب النساء کی تحریر جسے میر قارئین کی واہ واہ تھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سجاو کو اقصیٰ کے بدلے رائیل کو آنکھ کا پھول بنا کر بھیجا۔ باقی سب دوستوں کی تحریریں قابل عزیز تھیں آخر میں قارئین کو التماس کروں گا کہ شہزادہ اتش کا ساتھ دیں۔ انہیں یہ محسوس ہو کہ شہزادہ بھائی ہمارے درمیان نہیں۔ اور آپکو پتہ ہونا چاہیے کہ صحافی اور اینڈ صاحب کتنی مشکل سے ادارہ چلاتا ہے میں شہزادہ اتش کو درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی جواب عرض کے لیے دن رات محنت کریں کیونکہ یہ ہمارے بانی شہزادہ عالمگیر کا ایک انمول تحفہ ہے یہ ان کی آخری گفت تاحیات قارئین تک پہنچانا آپ کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس امتحان میں کامیاب کرے۔ (آمین) (السلام)۔ (ایم عباس پرارہ۔ رکن پور جیمیارہاں)

ماہ اگست 2012ء کا جواب عرض پڑھا۔ چلو انکل شہزادہ عالمگیر صاحب اس دنیا سے چلے گئے اس لیے ذاتی صفحہ نہیں لکھا جاتا۔ کم سے کم اسلامی صفحہ شائع کیا کریں اس سے آپکے کاروبار میں ترقی ہوگی کیا ہم مسلمان نہیں اور کہانیاں بھی کچھ خاص نہیں تھیں۔ (توقیر اسلم تنہا۔ تونسہ شریف)

جواب عرض 15 فروری 2013

مہربانی کمپوزنگ پردھیان دیں۔ بھائی میری سنوری آپ کے دفتر میں آپ کی توجہ سے محروم ہے مہربانی نظر ثانی کریں اب آتے ہیں رسالے کی طرف کہانیوں میں میرا پہلا پیار نائل طارق لہ۔ خوبصورتی عذاب بن گئی۔ کشور کرن چوکی ہمیشہ ساتھ چلتا۔ مس صبا کمر سیداں۔ تیرے غم نے پردیسی کر دیا۔ مجید جانی ملتان اور سب سے بہترین قصور وار کرن۔ جناب اللہ تہ بے درد۔ روانیری دو گام تھی منزل نامعلوم بہت اچھی تھی۔ باقی بھی سب نے بہت محنت کی میری طرف سے سکومبارک ہو۔ گلدستہ چودھری ظہیر احمد کوٹلی۔ اکرم منا۔ خانپور۔ عاجز اوستار۔ افتخار احمد۔ جھنگ کا گلدستہ بہت پیارا تھا۔ زندگی کی ڈائری۔ عقیل آرائیں چکوال۔ بہت اچھی تھی مختصر اشتہارات میں راشد کشور۔ جبرائیل آفریدی۔ ایم افضل کھرا سلمیٰ ردا کے اشتہارات بہت پیارے تھے۔ غم کے بعد خوشی کا ملنا میں صائمہ مرید۔ جبرائیل آفریدی۔ کلثوم۔ کراچی مار سے پیار کا اظہار۔ عمران فنا۔ بلوچستان۔ مجید احمد ملتان۔ محمد خان انجم دیپالپور۔ اے ڈی ناز۔ ساہیوال۔ غزلوں میں کشور کرن۔ اور ارمان سنگم کی شاعری پسند آتی۔ آخر میں دعا ہے کہ جواب عرض کے سب قارئین خوش رہیں۔ میری طرف سے سب کو سلام۔ شیا زہ جز انوالہ۔ اشفاق بٹ۔ لالہ موسیٰ۔ شہباز گل۔ عمر بٹ۔ سلٹی رور۔ فیصل سعید۔ انتظار ساقی۔ ملک عمر ناز، بشارت اقبال۔ پیاری آپ کی گل عائشہ۔ عاکشہ جی۔ اور باقی سب کا شکریہ جو بندہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں آخر میں پھر سب کو دل کی گہرائیوں سے سلام ہو۔ (ایم ارشد وفا۔ گوجرانوالہ۔ مدینہ ایجوکیشن سکول گوجرانوالہ)

۔۔۔۔ پیارے بھائی شہزادہ عالمگیر صاحب۔ السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ خیریت سے ہوں گے اور آپ کے گھر میں بھی سب خیریت ہوگی۔ میں کافی عرصہ سے جواب عرض پڑھ رہا ہوں۔ یہ بہت ہی اچھا رسالہ ہے۔ جس میں سے ہر ایک دو دوستوں سے دوستی بھی ہوئی ہے اس کا ہر کالم بہت اچھا ہے میں بھی جواب عرض کے کالم ملاقات کا حصہ بننا چاہوں۔ برائے مہربانی فرما کر آپ میرے بارے میں بھی کالم ملاقات شائع کریں۔ میں آپ کا شکر گزار رہوں گا۔ مجھے اگر کے جواب عرض کا اب بے چینی سے انتظار ہے آپ اگست کے جواب عرض میں میرا تعارف ضرور شائع کریں۔ شکریہ فرماؤ نمبر بھی آپ نے میرا ضرور شائع کرنا یہ۔ فقط آپ کا دوست (دعاف محمود۔ تحصیل ضلع چکوال)

انتظار کی گھڑی واقعی موت کے برابر میں ہے۔ ماہ جولائی کا جواب عرض کا انتظار کرتے کرتے 13 جولائی کو لی مارکیٹ کسی بک اسٹال میں نظر آیا خدا کا شکر ادا کر کے خرید فوراً گھر میں جا کر بسم اللہ سے ابتدا کر دی مگر سوائے مایوسی میں حاصل نہیں ہوا کیونکہ اس دفعہ بھی شدید انتظار کے باوجود ہمارا کوئی کوپن شائع نہیں ہوا ہے لیکن پھر بھی ہار تو نہیں مانی۔ کہتے ہیں مایوس کیوں کھڑا ہے مگر اللہ بہت بڑا ہے۔ کیا ہوا اگر اس میں ہمارا کوپن نہیں آیا تو کیا ہم پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔ جواب عرض میں ہماری سچی دوستی ہے اور سچے دوست کو با آرام سے نہیں بھول پائیں گے خیر یہ تو ہوتا ہی رہے گا مگر اس دفعہ پیاسی آنکھیں نمبر۔۔۔ کی کچھ کہانیاں پڑھیں بہت بور ہو گیا اسلئے کسی کا نام نہیں لکھتا ہو

جواب عرض 14 فروری 2013

آئینہ روبرو

دیوانگی

--- تحریر - کشور کرمن - پتو کی قسط نمبر ---

عاصم اب ہاتھ پکڑا ہے تو اس کو چھوڑنا نہیں ہے یہ سننا تھا کہ عاصم نے ایک جگہ سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور عجیب سی نظروں سے اس کو دیکھنے لگا مہک تم سب کچھ نہ سمجھ رہی ہو میں وہ نہیں کرتا چاہتا ہوں جو تم چاہتی ہو میں وہ کرنا چاہتا ہوں جو میرا کہتا ہے تم میری کہانی کو جانتی ہو اس کے باوجود بھی تم وہ کچھ کر رہی ہو جو صرف اور صرف اپنی زندگی کو روگ لگانے والی بات ہے کاش اس وقت ارم کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوتا تو مجھے یوں لگتا جیسے دنیا جہاں کی خوشی مجھے مل گئی ہو۔ عاصم کی باتیں سن کر مہک کا جی چاہا کہ وہ رو دے وہ پچھتا رہی تھی کہ اس کو اس کا ہاتھ پکڑے رکھنا چاہیے دینا چاہیے تھا لیکن جو ہو گیا سو ہو گیا۔ چلتے چلتے اس نے بھی فیصلہ کر لیا کہ جس طرح وہ اس کو ترپا رہا ہے وہ بھی اس کو ترپائے گی اس نے کہا عاصم جانتے ہو وہ بڑا کون ہے جس سے تم ملنے جا رہے ہو۔ ون ہے وہ۔ اس نے مہک کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ چاند ہے یہ احاش۔ وہ نیچر تو بہت سی اچھی بات ہے پھر تو تم کو سہارک ہو۔ کہ تمہیں چاہئے والا مل گیا ہے۔ بار میں جاتی ہو کہ مجھے چاہئے والے بے شمار ہیں لیکن جو میں کہنا چاہتی ہوں شاید تم سن نہ پاؤ ہو سکتا ہے کہ تم کو میرے سہارے کی ضرورت پڑے۔ کیا مطلب۔ وہ نہ سمجھتے ہوئے بولا مطلب یہ کہ تمہاری ارم اس لڑکے پر مارتی ہے اس سے پیار کرتی ہے اس کے لیے وہ مرنے کو بھی تیار ہے۔ کیا کیا عاصم کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ بار بار مہک کو دیکھنے لگا اور ساتھ چلتی ہوئی ارم کو بھی کیا یہ جگہ کہہ رہی ہے اس نے ارم سے پوچھا۔ کیا۔ وہ انجان بولنے ہوئی۔ یہ کہ تم اس لڑکے کو چاہتی ہو جس کو ملوانے جا رہی ہو۔ ایک سنسنی خیز کہانی

آہ۔ تھی مٹھاس تھی اس کی آواز میں چاند اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے بار بار اسے دیکھ رہا تھا جس میں اس کو چھہ در پیل ایک سہانی آواز سنائی دی تھی۔ یہی آواز تھی جو اس کو سوچوں کے ظالم میں ڈبوئے جا رہی تھی حالانکہ اس نے اس قبل بھی کسی لڑکی کو اس نے گہری نظروں سے دیکھا بھی نہ تھا اور یہ آواز۔ چاند ایک آہ سی بھر کر رہ گیا یہ کوئی اس کا جاننے والی نہ تھی بلکہ ایک انجان سی کال تھی ایک روٹک مہر تھا۔ روٹک مہر ہلکا سا کوروٹک نمبر بنا کر کر بات کی تھی یہ مہر چاند کو اس کے دوست نے دیا تھا اور کہا تھا کہ اس لڑکی کو پھنس لو بہت سی امیر گھرانے کی سے ایک دفعہ تمہارے قابو آئی تو یوں سمجھ لینا کہ تمہاری زندگی سنو گئی لیکن چاند نے کہا تھا کہ اسے دولت سے پیار نہیں ہے اسے کوئی ایسا ساتھی چاہیے تھا جو اس کی زندگی کو سنو سکے حالانکہ کئی لڑکیاں اس سے رابطہ کرنے کو ترستی تھیں لیکن اس کو ان میں وہ بات نظر نہ آئی تھی جو وہ چاہتا تھا۔ آج وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت فارغ تھا اس کو بھی آج کوئی کام نہ تھا اس نے دوست کے دیئے ہوئے نمبر پر کال کر دی فون فوری اوکے کر دیا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز نے اس کو سوچوں میں ڈال دیا وہ اس کی آواز میں مدد بوش ہوتا جانے لگا۔

آپ ون۔ بہت سی شائستگی سے اس کو آواز سنائی دی آواز ایسی تھی کہ وہ مدد بوش سا ہو گیا جس کس سے ملنا ہے انجمن سے میری بات کرو ادین چاند نے جان بوجھ کر ایسا کہہ دیا کیوں کہ اس کے پاس کوئی بہانہ نہ تھا۔ یہ انجمن کا نمبر تو نہیں ہے۔ یہ تو میرا ہے۔ ہاں میرا نمبر ہے وہ بولی۔ وہ سو رہی لیکن جی آپ ون ہیں۔ میں ون ہوں میں مہک ہوں۔ دوسری



طرف سے آواز سنائی دی واقعی وہ مہک تھی اس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ چاندنی کی طرح ٹھنڈی اور رس بھری آواز تھی۔ جی وہ۔ وہ۔ اس سے بولا نہ گیا۔ وہ کیا بتاتا اس کے پاس کوئی بھی الفاظ نہ تھے اور آواز اس قدر سحر انگیز تھی کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ فون بند کر دے گا نمبر نہیں ہے۔ میرا نام چاند ہے۔ اوکے سوری۔ وہ یہ کہہ کر فون بند کرنے لگی تھی کہ چاند بول پڑا۔

نہیں نہیں فون بند نہ کرنا۔ کچھ باتیں ہی کر لیتے ہیں۔ اس کی بات سن کر دوسری طرف سے تھوڑی سی مسکراہٹ کی آواز اسے سنائی دی۔ لوجھلا یہ کیا بات ہوئی کہ بات کر لیتے ہیں۔ اس کی بات میں بہت تھوڑا واقعی اس نے ٹھیک کہا تھا کہ بات کرنے کا کوئی فائدہ۔ لیکن وہ کیا جانے کہ چاند ایسی بات کیوں کر رہا تھا وہ تو اس آواز کی مدد ہوشی میں ڈوبنا جانتا تھا اور جو کہ وہ بے چارہ تھا۔ اچھا سناؤ کون سی باتیں کرنی ہیں آپ نے دوسری طرف سے وہ رس بھری آواز سنائی دی۔ وہ وہ کچھ نہیں بس آپ کی آواز چلی گئی اس میں بہت محاسن تھے بلکہ بہت ہی اچھی لگی تھی اس لیے کہہ دیا۔ وہ مسکرا دی اسے یوں لگا جیسے وہ کوئی پاگل ہے۔ اچھا مجھے کام ہے میں پھر کال کروں گی۔ نہیں نہیں وہ یکدم بول پڑا ابھی بند نہ کرنا ابھی ابھی۔ وہ یوں بولا جیسے وہ اس کے سامنے ہو اور وہ اس کو جانے نہیں دینا چاہتا ہو۔ وہ ایک بار پھر مسکرا دی اور بولی ہاں لو نہیں بند کرتی بتائیں کیا باتیں کرنا تھیں آپ نے اس نے سوال کیا۔ پتہ نہیں وہ اب کی بات اس کے سحر سے باہر نکلا۔ بس ایسی آواز میں نے پہلی بار سنی ہے۔

کیا ہے میری آواز میں جو کسی اور کی آواز میں نہیں ہے۔ وہ بولی تو وہ لا جواب ہو گیا اس کے پاس کوئی بھی جواب نہ رہا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بولا آپ کیا کرتی ہیں۔ میں کیا کرتی ہوں اچھا میں سوچ کر بتاتی ہوں شاید وہ بھی فارغ تھی جو اس سے باتیں کرنے لگی تھی یا پھر اس کو جان لگی تھی کہ یہ کوئی دیوانہ انسان ہے جو لڑکیوں کی آواز سن کر بے بس ہو جاتا ہے۔ آپ نے بتایا نہیں ہے۔ چاند نے کہا۔ ہاں ہاں ایک عورت گھر کے کام کے علاوہ اور کیا کر سکتی ہے میں سارا دن گھر میں گھر میں ہوتی ہوں اور گھر کے کاموں میں لگی رہتی ہوں کالج جانا اور اور کالج سے واپس آ کر گھر کے کاموں میں لگ جانا سب کام ہے میرا اور کچھ پوچھنا ہے اس نے بتانے کے بعد سوال کر دیا۔ ہاں ہاں میں یہاں ایک آفس میں کام کرتا ہوں خدا نے بہت پیارا بنایا ہوا ہے۔ اس کی بات سن کر دوسری طرف سے ایک تھقبے کی اسے آواز سنائی دی تھقبے کی کیوں کر دی اس نے پوچھا بھی نہ تھا کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا ہے۔ اچھا مجھے کچھ کام ہے میں پھر کال کروں گی اس نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔ فون بند ہونے کے بعد وہ آواز کے سحر میں ڈوب گیا۔ اور سوچنے لگا کہ وہ کالج میں پڑھتی ہے کون سے کالج میں پڑھتی ہے میں اس سے ضرور جانوں گا اور پھر اس حسینہ کو بھٹوں گا۔



یہ کیسا انسان تھا مہک فون بند کرنے کے بعد سوچوں میں کھوئی میں کس سے بات کرنا چاہتی تھی اور یہ کون بول پڑا ہے بالکل پاگل ہے بہت کم ایسے انسان ہیں جو ایسا کرتے ہیں خواہ مخواہ لڑکیوں کی آواز سن کر ان پر عاشق ہو جاتے ہیں ایڈیٹ۔ لوفر۔ کمینہ۔ بڑا آیا مجھے اپنی باتوں میں لانے والا جی آپ کی آواز بہت پیاری ہے میں عاصم کے علاوہ کسی کا سوچ سکتی ہو وہ میرا محبوب ہے میری جان سے میرا سب کچھ ہے کیا ہوا جو وہ مجھ سے دور رہتا ہے ایک دن وہ میرے ضرور قریب ہوگا اتنا قریب ہوگا کہ جو میں نے سوچا بھی نہ ہوگا۔ وہ عاصم کی گہری سوچوں میں کھوئی اور کھوئی ہی چلی گئی اس کو اس کا حسین چہرہ دکھائی دینے لگا۔

پہلی ملاقات اپنے ہی کالج میں ہوئی تھی وہ آج ہی کالج میں آیا تھا اور بہت ہی مینڈم اور پیارا تھا وہاں ہی اس نے اس کو دیکھا تھا وہاں ہی وہ دل باری تھی اور اس کے بعد اس نے کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی سناہ لیا تھا تین چار

ملاقاتوں میں اس نے عاصم کے بارے میں پتہ چلا لیا تھا کہ وہ کسی اور لڑکی سے پیار کرتا ہے اور وہ لڑکی کوئی اور نہ تھی ارم تھی ہاں اس کی دوست اس کی کلاس فیلو ارم اور وہ جانتی تھی کہ ارم کا اس کی طرف کوئی بھی رجحان نہ تھا وہ اپنی مستی میں مست رہنا چاہتی تھی اور اس کی زندگی کا مقصد شغل تھا ہر کسی سے ہنس کر باتیں کرنا اس کی فطرت تھی اور خدا نے اسے بہت ہی خوبصورت بنایا تھا اتنا حسین کہ خود مہک بھی اس سے دوستی کرنے لگی اور وہ اس کی دوست بن گئی تھی لیکن صرف اس کی ہی نہ تھا بلکہ اور لڑکیوں اور لڑکوں کی بھی وہ دوست تھی اس کی کوئی بھی خاص دوست نہ تھی سب ہی اس کے لیے خاص اور اور عام تھیں ہر کسی کو وہ ایک ہی نظر میں دیکھتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ جلد ہی پورے کالج میں ایک ہنس لڑکی کے نام سے جانی جانے لگی تھی اور جہاں تک عاصم کی بات تھی عاصم سے بھی اس نے ہنس کر بات کی تھی اور عاصم اس کی مسکراہٹ کو مزہ مانتا تھا اس کا ہو گیا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ ہر کسی سے ہنس کر بات کرنا اس کی فطرت ہے اس کے نزدیک کوئی بھی خاص بات نہیں ہے جبکہ عاصم دھیرے دھیرے اس سے پیار کرنے لگا تھا اور اس کے پیار میں بہت آگے نکل گیا تھا لیکن اپنا حال دل اس کو سنا نہ سکا تھا بلکہ یوں سمجھ لو کہ وہ اس سے پیار کر کے اپنے دل کو ایک روگ سالگ بٹھا تھا جب وہ بھی اس کو کسی لڑکے سے بات کرتے ہوئے دیکھتا تو پورا دن جلتا ہی رہتا۔ وہ چاہتا تھا کہ ارم صرف اس سے ہی بات کرے اس کے ساتھ ہی رہے لیکن یہ اس کی شخص ایک سوچ تھی ارم ایسا بھلا کب کرنے والی تھی عاصم ایک صاف گوانسان تھا اس نے اس سے کچھ بھی نہیں چھپایا تھا سب کچھ ایک کھلی کتاب کی طرح اس کی سامنے رکھ دیتا تھا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کسی اور سے پیار کرتا ہے اس کی پوجا کرنے لگی اور کرنی ہی چلی گئی ہر وقت اس کے بارے میں سوچتی رہتی رات کو اس کو نیند تک نہ آتی اور نئی بات تو وہ وہی دیتی وہ عاصم کو سب کچھ بتانا چاہتی تھی کہ عاصم تم جس کے لیے مر رہے ہو وہ وہ تم سے پیار نہیں کرتی ہے وہ کسی سے بھی پیار نہیں کرتی ہے اس کے لیے اپنی زندگی کو یوں روگ لگا دو لیکن کہہ بھی نہ سکتی تھی کیوں کہ ایسا کہہ کر وہ خود بھی عاصم کی نظروں میں گرنا نہیں چاہتی تھی وہ تو اس کے بغیر خود کو ادھورا سمجھتی تھی۔ آہ عاصم یہ تو نے مجھے کیا کر دیا ہے یوں مجھے بے بس کر دیا ہے کیوں مجھے اپنی نفرت دے رہے ہو کیوں نہیں سوچتے کہ میرے دل میں تمہارے علاوہ اور کوئی بھی نہیں سما سکتا ہے میں تمہاری ہوں اور ہمیشہ تمہاری ہی رہوں گی وہ اکثر رو دیتی تھی وہ بستر پر گر کر ہوتی اپنے محبوب کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اسے موبائل پر کال آگئی۔ اس نے ہنر دیکھا تو اچھل ہی پڑی وہ کوئی اور نہیں اس کا محبوب تھا اس کا پیار تھا اس کی جان تھا اس کی دنیا تھا۔

! مہک۔۔۔ آج بہت دنوں بعد اس کی آواز اس کو سنائی دی تھی اس کی آواز بہت ہی پیاری تھی ہاں بہت ہی پیاری ہے جذبات میں اس نے موبائل سکریں ہی چوم لیا۔ جی جی میری جان بولیں کیسے فون کر دیا مجھ بے چارے جاری کہ وہ خوشی سے اچھل پڑی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ مایوسیوں کی وادی میں کھوئی چلی گئی عاصم کہہ رہا تھا مہک میں کیا کروں جی چاہتا ہے کہ میں خود کشی کر لوں یا کچھ کھا کر مر جاؤں تم تو سب کچھ جانتی ہو میں ارم کے بغیر ایک پلی بھی نہیں رہ سکتا ہوں وہ میری زندگی سے میری جان ہے۔ وہ یہ سن کر کانپ کر رہ گئی کہ اس نے ایسا کیوں کہہ دیا ہے وہ کتنی بولی آواز میں بولی ہاں ہاں بول لیا ہوا تم اتنے اداس کیوں ہو اور ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ کیا بتاؤں وہ ارم۔ ایک بار پھر ارم کا نام سننے ہی وہ بچھ سی گئی اس کو ایک کرٹن سالگ کیوں وہ جانتی تھی کہ وہ ارم کو دل و جان سے چاہتا ہے وہ ہی اس کا پیار ہے۔ آج اس نے مجھ سے بہت برا کیا ہے میں اس کے لیے جان بھی دینے کو تیار ہوں لیکن وہ مجھے لفت تک نہیں کرواتا ہے آج میں نے اس سے اظہار محبت کیا تھا مجھے موقع ملا تو میں نے اس کو دل کا خال بتا دیا لیکن اس نے میرے دل کے ٹکرے کر دیئے مجھے صاف کہہ دیا۔

اے سزدیکھو مجھے تمہارے پیار کی ضرورت نہیں ہے پیار کرنے والے ہزاروں میں میرے پاس ہاں دوست بن کر جو بھی بات کرو میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن جہاں تک پیار ہے وہ میں کسی سے بھی نہیں کر سکتی ہوں کیوں کہ پیار صرف

ایک ہی یہ جاتا ہے جو میں کرچکے ہوں مجھے اب اس کے علاوہ کسی کے بھی پیار کی ضرورت نہیں ہے۔ اف خدایا۔ نمک عاتق کی باتیں سن کر رونے لگی۔ جس کے لیے وہ مرنے کو تیار تھی جس کے لیے وہ راتوں کو سوئی نہ تھی وہ اس کے سامنے کسی اور کا نام لے رہا ہے اسکے لیے خودکشی کرنا چاہ رہا ہے اس کا جی چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روے اور کہہ دے کہ ارم میں انہی کوئی بات ہے جو مجھ میں نہیں ہے میں ارم سے زیادہ خوبصورت ہوں اس سے زیادہ پیاری ہوں۔ میں نے ارم کے ساتھ پورا پورا معازنہ کیا ہے اور محسوس کیا ہے کہ میں اس سے زیادہ حسین ہوں۔ لیکن وہ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا ہے۔ یہی زندگی ہے جسے چاہا جائے وہ نہ ملے۔ کہاں گئی ہو۔ اس کو آواز سنائی دی۔۔۔ یہاں ہی ہوں تمہاری باتیں سن رہی ہوں وہ بولا۔۔۔

چھوڑ دیا ایسا ہو جاتا ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ میں جب تک اس کو اپنی محبت میں لے نہ آؤں گا اس وقت تک چین سے نہیں سوؤں گا۔ کیا کیا۔ یہ سب سنتے ہی کانپ سی گئی اس کے ہاتھ موہاں لگ کر اٹھا وہ بے بس ہو گئی تھی۔ اس کی آواز جو کہ ابھی تک اس کے کانوں میں گونج رہی تھی وہ بستر پر گر گئی اور سوچنے لگی اور سوچتی ہی چلی گئی رہا اس نے بند کر دیا تھا اور اپنے محبوب کی آواز کی گونج میں کھوئی جا رہی تھی اس کو کبھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے واقعی اس کی آواز میں محاسن تھے جو اسے بہت ہی اچھی لگی ہے وہ بار بار اس کے لفظوں کو سوچتی جا رہی تھی اور اسکو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔ اس کا دل چاہنے لگا کہ وہ اسے کال کرے اور اس کی آواز سے وہ جو بھی ہے اچھا ہے یا برا۔ دل لگی کر رہا ہے یا نہیں لیکن مجھے اس سے پیار ہے میں تو اس کی دیوانی ہوں اس کی آواز بہت ہی اچھی ہے اس کے بولنے کا انداز بہت ہی اچھا ہے وہ ایسا ہی سوچتی جا رہی تھی گھر والوں کی موجودگی میں وہ خود ہی سکراتی جا رہی تھی اور گھر والے اس کو دیکھ رہے تھے کہاں سے ہے یہی تو آج صبح ہی صبح بہت اچھے موڈ میں ہے تیرے لیے اس کی سکرابٹ بناتی ہے کہ کم کو ضرور کوئی اچھا خواب دکھائی دیا ہے وہ ماں کی بات سن کر بس گئی۔

ماہی خواب تھا بہت ہی سہانا خواب کاٹھی یہ خواب میں پھر سے دیکھ سکوں وہ یہ بات کہتے ہوئے چن چن میں چلی گئی۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ اس کے دل پر کیا بیت رہی تھی اس نے کیا کچھ بھید دیا تھا اس نے باتیں نہیں کی تھیں بلکہ اس کے دل پر ترشول برسائے تھے ارم کا نام لے کر میں اس کو مرنے نہیں دوں گی وہ ہے تو میں ہوں وہ نہیں تو میں بھی نہیں ہوں میری زندگی اس کے دہرے ہی ہے اور میں اس کو کیوں اپنے سے دور ہونے دوں۔



چاندنی کیفیت بہت ہی عجیب ہو رہی تھی وہ بار بار فون کو دیکھ رہا تھا رات گہری ہو چکی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے کمر پر پہنچ کر اس کے سوچ کر رک جاتا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کے پاس ہو اور اس کے پیچ سے اس کی زندگی میں کوئی بڑا واقعہ پیش نہ آ جائے۔ زندگی میں پہلی بار اس کو کسی کی آواز اچھی لگی تھی اور ایسی اچھی لگی تھی کہ وہ اس آواز کا دیوانہ بن کر رہ گیا تھا حالانکہ اس کو چاہنے والی کئی لڑکیاں تھیں جن کو وہ لطف بھی نہیں کر دیتا تھا لیکن آج اس کو یوں لگ رہا تھا کہ یہ رے بنا انسان کچھ بھی نہیں ہے اور جس سے پیار ہو جائے اس کے چہرے کو نہیں دیکھا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں جانا جاتا ہے کہ وہ کیسی ہے اچھی ہے یا بری ہے بس وہ ایسی ہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ بار بار فون کو دیکھ رہا تھا اس نے کہا تھا کہ میں دوبارہ کال کروں گی لیکن ابھی تک اس نے کال کیوں نہیں کی تھیک ہے وہ نہیں کرتی تو نہ اسے میں خود ہی کر لیتا ہوں یہ فیصلہ کرنے کے بعد اس نے اس روٹنگ نمبر پر کال کر دی۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

تم ابھی تک جاگ رہے ہو سوئے نہیں ہو اس آواز کا لہجہ نہایت ہی ہلکا تھا اور باتیں لگ رہا تھا کہ جیسے صدیوں کی پیار ہو۔ بس خند نہیں آ رہی ہے۔ چاند نے مسکرتے انداز میں کہا کہ تو وہ سرد آدھ بھر کر رہ گیا تو روزانہ ایسے ہی جاگتے رہتے

ہو۔ نہیں نہیں وہ اس کی بات پر فوری بول پڑا آج پہلی رات ہے جو مجھے جگائے ہوئے ہے اس کی کوئی خاص وجہ۔ اس نے سوال کیا۔ ہاں وجہ ہے وہ جلدی ہے۔ بولا بتاؤ کیا وجہ ہے میں بھی جانوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو اس بار آواز کافی عجیبہ تھی۔ وہ وہ نہیں نہیں ابھی میں کچھ بھی نہیں بتاؤں گا لیکن تم بھی تو ابھی تک جاگ رہی ہو تم کیوں نہیں سوئی ہو۔ اس کی بات سن کر وہ سردی بھر کر بولی دیکھو نوجوان میں صبح کی دیکھ رہی ہوں کہ تم مجھے جھلا دینے لگے کہ تم ہو اور تم کون ہو تو مجھ سے سوال کرنے والے کہ میں کیوں جاگ رہی ہوں میں جاگوں یا سوؤں تمہیں اس سے کوئی بھی غرض نہیں ہوئی چاہے اور ہاں سنو مجھے آج کے بعد کال نہ کرنا اس نے غصے سے فون بند کر دیا۔ چاند کے دل کو ایک جھکا سا لگا جو جو کچھ اس نے سوچا تھا وہ سب اسے بیکار جاتا ہوا محسوس ہوا لیکن پھر سوچا کہ شروع شروع میں ایسا ہو جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے آزمانا چاہتی ہو کہ میں اس کے لیے یہ قرار دیتا ہوں یا نہیں۔ ابھی وہ اس کے بارے میں سوچ رہی رہا تھا۔ کہ اس کے دوست کی اسے کال آئی اپنے دوست کا نمبر دیکھتے ہی اس نے کال اسے کر لی۔ اور بولا۔۔۔

جی جناب آج کہاں غائب رہے تھے سارا دن۔ میں نے کہاں غائب ہونا ہے میری اس جان نے میرا جینا حرام ٹھکر دیا ہے ذرا بھی لفٹ نہیں کرواتی ہے پتہ نہیں وہ کیا جا رہی ہے۔ اس کی بات سن کر وہ زور سے تھپتھپا لگا کر بس دیا اور بولا لڑکیاں شروع شروع میں ایسا ہی کرتی ہیں بعد میں یہ زندگی کا سا بھی بند جاتی ہیں آج میں نے بھی ایک لڑکی کو کال کی تھی کیا کہتے اس کے وہ شیرادی ہے شیرادی اس کی آواز میں اتنی محاسن ہے ایسا جادو ہے کہ جی چاہتا ہے کہ وہ ساری زندگی بولتی رہے اور میں سنتا رہوں یا رکھتا ہوں یا نہیں اس کا اس کی آواز میں جادو ہے بہت ہی اچھی آواز ہے اس کی جی چاہتا تھا کہ اس کی آواز کے سحر میں ڈوب رہا ہوں۔ اچھا اچھا دیر کی گئی وہ خوش سے بولا کیا کوئی ایسی بات ہوئی جس سے پتہ چلے کہ وہ تمہارے ساتھ چل سکے نہیں یا ابھی تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن میں اس کو ضرور قابو کر لوں گا بس دیکھتے جانا۔ ٹھیک ہے یا تم کا کیا ہوا جادو اور میرے لیے بھی دعا کرو کہ اس کے دل میں میرے لیے محبت بھر جائے۔ ہاں تم میرے لیے دعا کرنا اور میں تمہارے لیے کروں گا۔

وہ بولا یا تم پر حیرانگی ہو رہی ہے کہ تم پر تو ہزاروں لڑکیاں مرتی تھیں ان میں سے کسی کی آواز تم کو پسند نہ آئی تھی جو ایک روٹنگ نمبر کی لڑکی کی آواز پر مرنے ہو اس کی بات سن کر چاند کے منہ سے ایک آہ نکلی اور بولا میں تو سوچ سوچ کر پچھلے ہو رہا ہوں کہ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں ایک انجان لڑکی پر مرنے لگا ہوں جس کو دیکھا نہیں ہے لیکن یہ روٹنگ نمبر نہ تھا میرے ایک دوست نے دیا تھا اس نے کہا تھا کہ یہ لڑکی اگر قابو ہیں آگئی تو مجھ کو کہ تمہاری زندگی بن جائے گی اور یوں لگتا ہے کہ اس کو قابو کرنا بہت ہی مشکل ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرح ضد کا بہت لکا ہوں جس کو پسند کر لیتا ہوں اس کو اپنا کر ہی دم لیتا ہوں وہ آج خمرے دکھا رہی ہے کل کو دیکھنا وہ میرے آگے پیچھے کھوے گی۔ اوہ باری ہو شاید تمہاری بھول ہے آج وہ وقت نہیں رہا ہے آج بہت کچھ بدل گیا ہے لڑکیوں کے ذہن بھی بدل گئے ہیں وہ کچھ ہونے لگا ہے کہ سوچنا مشکل ہو رہا ہے جس کو نہ چاہا جائے وہ پیچھے پیچھے بھاگتی ہے اور جس کی پوجا کی جائے دن رات اس کے نام کی مالا پروٹی جائے وہ ہاتھ نہیں آتی ہے میرے ساتھ ایسا ہی ہو رہا ہے ایک لڑکی میرا نام لے لے کر جی رہی ہے اور جبکہ مجھے اس سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے اور انہی کی اور بھی ہیں لیکن میرا دل آیا بھی ایک لڑکی پر جو ایک عام سی ہے لیکن اس کے نقوش اس قدر ظالم ہیں کہ دیکھنے والا بس دیکھتا ہی رہ جاتا ہے اس کی آنکھوں میں ایک ایسی کشش ہے کہ جو کسی اور لڑکی میں نہیں ہے یوں سمجھو کہ میں اس کی آنکھوں پر مرنے لگا ہوں۔۔۔ اور میں اس کی آواز پر۔۔۔ چاند نے فوری آگے سے جواب دیا۔ اور پھر کچھ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد ان کا رابطہ ختم ہو گیا فون بند ہو گیا۔



مجھے ارم کا کچھ کرنا ہوگا اس کو اپنے محبوب سے دور کرنا ہوگا جب تک وہ اس کی زندگی میں رہے گی تب تک وہ مجھے

لغت نہیں دے گا اور میں ساری زندگی یوں یوں تڑپ کر بسر نہیں کرنا چاہتی ہوں میں اپنا پیار پانے کے لیے کچھ بھی کرگزروں گی۔ مہک نے پختہ ارادہ کر لیا اور اب اس پر عمل کرنے کا سوچنے لگی اس نے ایک فیصلہ کر لیا کہ وہ چاند کا نمبر اس نوے کی اور سب کی کہ یار یہ لڑکے دن رات مجھے تنگ کرتا ہے اس سے میرا پیچھا چھڑاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ میرے ایسا کرنے سے وہ لڑکا رپر پر عاشق ہو جائے اور اور عاصم کو اس سے نفرت ہو جائے ہاں وہ ایسا ہی کرے گی اس نے فیصلہ کر لیا اور کالج جانے کی تیاری کرنے لگی جلد ہی وہ کالج پہنچ گئی ابھی کوئی لڑکیاں اور لڑکے وہاں آئے تھے وہ اپنے روم میں چل گئی دیکھا تو ہاں عاصم پہلے سے موجود تھا اس کو دیکھتے ہی وہ چونک سی گئی وہ آنکھیں بند کئے ہوئے سوچوں میں غرق تھا آپ۔۔ آپ سب آئے وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔۔ میں میں۔۔ وہ دھیرے سے منس دیا مجھے تو خود پتہ نہیں ہے کہ میں کب آیا ہوں۔

عاصم وہ دھیرے سے بولی میں جانتی ہوں سب جانتی ہوں لیکن ایک بات کہنا چاہتی ہوں جو شاید تم بھی جانتے ہو کہ ارم کو تم سے ذرا بھی پیار نہیں ہے وہ ہر کسی کے ساتھ ایسے ہی بولتی ہے وہ کسی اور سے پیار کرتی ہے اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ کسی ایک لڑکے سے پیار کرتی ہے جو کالج کا نہیں ہے کسی آفس میں کام کرتا ہے اور ایک رنگ نمبر پر اس کو پیار ہو گیا تھا وہ اس کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہو تم اس کے لیے خود کو برباد نہ کرو مجھے تمہاری حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے۔ مہک کی بات سن کر عاصم نے ایک آہی بھری اور کہا۔ لیکن مہک میں اپنے دل کو کیسے سمجھاؤں جو اس کی تمنا کرتا ہے اس کی پوجا کرتا ہے اس کے لیے تڑپتا ہے میں جانتا ہوں کہ وہ ہر کسی سے منس کر بولتی ہے اور یہی بات مجھے اچھی نہیں لگتی ہے میں نے ایک دن اس سے کہا تھا کہ ایسا نہ کرے لیکن اس نے مجھے خوب کھڑی کھڑی سناٹی تھیں کہ میں کون ہوتا ہوں اس کی زندگی میں مداخلت کرنے والا۔ لیکن وہ کس سے پیار کرتی ہے یہ تم نے مجھے حیران کر دیا ہے کہ وہ کالج کا نہیں ہے جبکہ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ کالج میں ہی سے کسی سے پیار کرتی ہوگی۔

ہاں میری اس سے ایک دن بات ہوئی تھی میں نے اس سے پوچھا تھا کہ تم ہر کسی سے یوں منس کر باتیں کرتی ہو اور کی لڑکے تمہارے عاشق بنے ہوئے ہیں تم نجائے کن کن کا دل تو زری ہو اگر تمہارا کسی نے دل تو زرا تو پھر تمہیں عقل آجائے گی عاصم میری بات سن کر وہ جھجک اٹھی اس کے دل کو ایک جھٹکا لگا تھا میں نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے میں یہ سب دیکھ کر تڑپ گئی کہ اسے کیا ہو گیا ہے میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں بھی کسی سے پیار کرتی ہوں اور بہت کرتی ہوں لیکن میں محسوس کرتی ہوں کہ وہ میرے پیار کی قدر نہیں کرتا ہے شاید لڑکیوں سے باتیں کرنا اس کی عادت ہے اور وہ ہر کسی سے دل لگی کرتا ہے لیکن وہ میرے دل کو نہیں جانتا ہے کہ میرا دل اس کو کتنا چاہتا ہے کتنا پیار کرتا ہے۔ وہ عاصم ہی سن کر تڑپ سا گیا۔

اس کا مطلب ہے کہ جسے میں چاہتا ہوں وہ کسی اور کے لیے تڑپ رہی ہے۔ عاصم کی اس بات پر مہک نے بھی ایک سر آہ بھری اور کہا ہاں ایسا ہی ہوتا ہے ہر کوئی ایک دوسرے کے پیار کو ترس رہا ہے جسے چاہا جائے وہ کسی اور کو چاہتا ہوتا ہے میرا ابھی ایسا ہی حال ہے میں بھی تمہیں دل سے پیار کرتی ہوں لیکن تم۔۔ پلیز مہک ایسی بات نہ کرو دیکھو تم میری دوست ہو میں جانتا ہوں تم بہت پیاری ہو بہت اچھی ہو لیکن میں تمہیں کوئی بھی دھوکہ نہیں دینا چاہتا ہوں اگر تم کو کہ میرے دل میں تمہارا پیار سے تو یہ ایک جھوٹ ہوگا بہتر یہی ہے کہ ہم دونوں دوست بن کر رہیں۔ وہ اس کی بات سن کر چپ ہو گئی وہ کیا کہہ سکتی تھی جو کہنا تھا اس نے کہہ دیا تھا اب اس کے پاس اور کوئی بھی الفاظ نہ تھے لیکن وہ ہنسا پیچھے بننے والی کہاں تھی وہ اس کی دیوانی تھی اس کے عشق میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن ارم کس کے عشق میں ڈوبی ہوئی تھی وہ سوچنے لگی وہ تو گھر سے سوچ کر آئی تھی کہ وہ اس کو چاند کا نمبر دے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا نمبر لینے سے انکار کر دے اگر وہ نمبر لے لیتی تو کوئی بھی فرق نہیں پڑتا تھا مسئلہ اس کا نہ تھا مسئلہ تو عاصم کا تھا جو اس پر مرتا جا رہا تھا وہ تو یہ سب کچھ اس لیے کرنا چاہتی تھی کہ عاصم

اس کی طرف لوٹ آئے لیکن۔۔۔

وہ ایک آہ بھر کر وہ گئی اتنے میں ارم کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے کمرے میں داخل ہونے کی دیر تھی کہ عاصم کا چہرہ دکھا۔۔۔ ہاں نازندہ نکل سا گیا۔ یوں لگا جیسے اس کے بے جان جسم میں جان پڑ گئی ہو مہک سے یہ سب دیکھا نہ گیا وہ کمرے سے باہر نکل آئی اس کی پٹلیں جھپکنے لگیں۔ جی چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔ لیکن وہ کسی واپنا تماشہ دکھانا نہیں چاہتی تھی ضبط نہ کرنا ہی اس کے لیے بہتر تھا جو اس نے کر لیا لیکن جب اس نے عاصم کو کمرے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تو حیران سی رہ گئی وہ اس کا جائزہ لینے لگی وہ بھر اہوا تھا اس کے چہرے پر جو رونق آئی تھی وہ مٹ چکی تھی کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔ کچھ نہیں یار۔ وہی جو ہر روز ہوتا ہے پتہ نہیں اس کو کس بات کا خمار بنے کیوں مجھے ہر وقت نظروں سے گراننا چاہتی ہے بتاؤ کیا میں خوبصورت نہیں ہوں۔ کیا مجھ میں کوئی کمی ہے نہیں عاصم تم بہت خوبصورت ہو بہت ہی خوبصورت ہو کالج میں تم سے زیادہ مجھے کوئی بھی خوبصورت دکھائی نہیں دیتا ہے تو پھر اس کو میں خوبصورت کیوں دکھائی نہیں دیتا ہوں۔۔۔ کیوں مجھ سے نفرت کرتی ہے وہ کیوں مجھے نظروں سے گراننا چاہتی ہے۔ میں نے اس سے صرف اتنا ہی پوچھا تھا کہ ارم یہی ہو تو وہ مجھ پر پھٹ پڑی بولی۔

میں تین ہوں یہی نہیں ہوں تم کو اس سے کوئی مطلب۔ مہک بتاؤ میں نے کوئی غلط بات کی تھی اس سے اور اس کا بڑبڑاؤ۔۔۔ اچھا میں جا کر اس کو سمجھاتی ہوں۔ مہک نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا وہ عاصم کی ایسی حالت نہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ اپنے محبوب کے چہرے پر زردی نہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ تیزی سے کمرے میں چلی گئی سامنے ہی اداس سی ارم بیٹھی ہوئی تھی ارم وہ کچھ یہ سب اچھا نہیں کر رہی ہو۔۔۔ یہ سنتے ہی ارم نے اس کی طرف دیکھا کیا مطلب میں کچھ نہیں سمجھتی ہوں۔ اس نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا تم سب سمجھتی ہو جانتی ہو کہ عاصم تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا ہے اس کا چہرنا تمہارے لیے ہے۔ اور ایک تم ہو کہ اس کو لفت تک نہیں کرواتی ہو مہک کی یہ بات سن کر وہ ایک سردی سانس بھر کر وہ گئی میں نے اس کو کہا ہے کہ وہ مجھ پر مرے میں نے اس کو کہا ہے کہ وہ میرے لیے اپنی زندگی کو روگ لگائے وہ پاگل ہے یہ سب جانتے ہوئے بھی کہ میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں میرے پیچھے لگا ہوا ہے تم تو جانتی ہو کہ انسان زندگی میں صرف ایک باری پیار کرتا ہے جو میں کر چکی ہوں اور اس کے علاوہ کسی اور کو میں پیار تو کیا پیار کی ایک جھلک بھی نہیں دینا چاہتی ہوں اس کی بات سن کر مہک ایک سردی آہ بھر کر رہ گئی اور بولی۔

ہاں ارم تم نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ انسان زندگی میں صرف ایک ہی بار پیار کرتا ہے میں جانتی ہوں میں بھی اس پیار میں ڈوبی ہوئی ہوں اور جس سے پیار کرتی ہوں وہ کسی اور سے پیار کرتا ہے۔ اس کی بات سن کر ارم نے گہری نظروں سے مہک کی طرف دیکھا اور پھر پچھلی سی مسکراہٹ مسکرا دی اور بولی میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا ہے میں بھی جس کو چاہتی ہوں وہ بھی کسی اور کو چاہتا ہے اس نے میری زندگی کو تھکا کر رکھا ہے نجائے اس لڑکی میں ایسی کون سی خوبی اس کو دکھانی دی ہے جو مجھ میں نہیں ہے۔ کیا کیا۔ مہک چونک سی اور بولی کیا تیرے ساتھ بھی۔۔۔ ہاں میرے ساتھ بھی ایسی ہی کہانی ہے وہ پاگل ہے میرے پیار کو سمجھ نہیں رہا ہے میری پرواہ ہی نہیں ہے وہ یہ دیکھ ہی نہیں رہا ہے کہ میرے دل میں اس کے لیے کتنا جذبہ ہے جتنی چاہت ہے وہ مجھ کو کتنا ضرور ہے لیکن پیار کی نظروں سے نہیں دوست کی نظروں سے اور میں چاہتی ہوں کہ وہ دوست کی نظروں سے ہٹ کر پیار کی نظروں سے مجھے دیکھے میرے دل کو پرے اور جان سکے کہ میرے دل میں کیا ہے۔ اوہ پاگل ہے یہ ساری دنیا۔ مہک ایک آہ بھرتے ہوئے بولی۔ یعنی تیری اور میری ایک ہی کہانی ہے۔ ہاں شاید۔ میں تو تم سے ایک اور کام کروانے آئی تھی لیکن اب تمہاری باتیں سن کر میں وہ کام کب اور سے کروا لیتی ہوں۔ کیسا کام ہے بتاؤ ارم نے کہا تو مہک بولی۔

نہیں یار میں سمجھ رہی تھی کہ لڑکوں سے زیادہ فری ہو جاتی ہو ایک لڑکا کئی دنوں سے مجھے تنگ کر رہا ہے اس نے مجھے

دیکھنا بھی نہیں ہے صرف ایک بار میری اس سے فون پر دو گن نمبر پر بات ہوئی تھی بس وہ میری آواز پر مرمتا ہے پوری پوری رات مجھے بیار بھرے سچ کرتا رہتا ہے یوں لگتا ہے کہ جیسے اسے پیار کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہے اور میں سوچ رہی تھی کہ اس کو لڑکیوں سے باتیں کرنے کا بہت ہی شوق ہے میں تم کو اس کا نمبر دینا چاہتی تھی کہ تم اس کو کسی طرح سے میرے پیچھے سے بٹھا دو مہک کی بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی یہ کون سا شے کام ہے اگر تم کو اس سے دلچسپی نہیں ہے تو میں اس سے تمہارا پیچھا چھوڑ سکتی ہوں کیا یاد کرو گی تم بھی مجھے نمبر دو اس کا واقعی ارم۔۔۔ مہک خوش ہوتے ہوئے بولی تو ارم ہنس دی اور بولی ہاں واقعی۔۔۔ پھر مہک نے چاند کا نمبر اس کو لکھوا دیا نمبر کو دیکھتے ہی وہ چونک سی گئی۔ مہک نے دیکھا کہ اس کا چہرہ بچھنے لگا تھا اس کے چہرے کی کیفیت بدلنے لگی تھی اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔ یہ یہ نمبر تمہارا ہے پاس کیسے آیا۔ کیا مطلب۔۔۔ مہک کچھ بھی نہ سمجھتے ہوئے بولی۔

مطلب یہ کہ یہ لڑکا تم کو تنگ کرتا ہے۔ ہاں یہ لڑکا ہی مجھے پوری پوری رات تنگ کرتا ہے یہ دیکھو اس کے سچ کی لمبی لائین لگی ہوئی ہے میرے موہاں پر۔۔۔ مہک نے ان بکس کھولا تو ارم سچ پڑ گئی۔ کیا تم اس کو جانتی ہو مہک نے پوچھا۔۔۔ جانتی نہیں ہواں اس پر مرتی ہوں اس سے پیار کرتی ہوں اس کے بغیر جی نہیں سکتی ہوں یہی تو ہے جس کے لیے میں سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہوں۔۔۔ اوہ سوری۔۔۔ مہک نے کہا۔۔۔ بہت ذہیل انسان ہے یہ میں اس سے کرلی ہوں کہ اپنا چاہتا ہے اور میں اس سے جان چھڑانا چاہتی ہوں۔۔۔ اوہ شٹ۔۔۔ بہت ذہیل انسان ہے یہ میں اس سے کرلی ہوں کہ دو دو ہاتھ ارم نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ اور مہک حیرانگی سے اس کو دیکھتی جا رہی تھی۔ عجیب اتفاق ہو رہا تھا عجیب سی کہانی چل پڑی تھی سب کچھ ہی الٹ ہو گیا تھا محبتوں نے عجیب سا رنگ پکڑ رکھا تھا جاتی بکھری جا رہی تھیں سب جگہ ہی الٹ ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ دونوں کی زبانیں تنگ تھیں۔ کیونکہ ارم بھی یہ بات جانتی تھی کہ جس سے وہ پیار کرتی ہے وہ مجھ سے پیار کرتا ہے اور جس سے میں پیار کرتی ہوں وہ مہک سے پیار کرتا ہے عجیب سے کہانی تھی۔

مہک یہ سب کیا ہو رہا ہے وہ مر جھائے ہوئے انداز میں بولی۔ ہاں ارم میں بھی تیرے چہرے کو دیکھ رہی ہوں اب ایک ہی کام ہو سکتا ہے کہ تم میرا عاصم مجھے لداؤ اور مجھ سے اپنا چاند لے لے۔ تجھے میرے عاصم کی ضرورت کی نہیں ہے اور مجھے تیرے چاند کی ضرورت نہیں ہے۔ ارم یہ کیا سا قبضہ لگا کر ہنس دی اور بولی میری طرح تو بھی پاگل ہے ہم تو ایسا کرنے کو تیار ہیں لیکن وہ پاگل ہیں ان کو کون سمجھائے کہ ان پر کون مرتا ہے وہ الٹ چل رہے ہیں۔ تیرے والا میرے لیے مرنے کو تیار ہے اور میرے والا تم پر جان بچھاؤ کرنا چاہتا ہے ان کے دلوں میں ہم ہیں۔ ارم یہی تو بات ہے ان کے دلوں میں ہم نے ایک دوسرے کا پیار ڈالنا ہے اگر ایسا کر سکیں تو ہمیں اپنی اپنی منزلیں مل جائیں گی ورنہ دھیرے دھیرے موت کو گنگے لگانا پڑے گا۔



چاند نے آج آفس سے چھٹی کی تھی وہ صبح ہی سے ایک کالج کے گیٹ کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا وہ مہک کو تلاش کرنا چاہتا تھا اس نے کہا تھا کہ وہ کسی کالج میں پڑھتی ہے اب تک اس نے تین کالج دیکھ لیے تھے اور تینوں کالجوں میں مہک اسے نہ مل سکی تھی اس نے کئی لڑکیوں سے مہک کا پتہ کروایا تھا لیکن اس کو ناکامی ہوئی تھی اب چوتھا کالج تھا جہاں وہ کھڑا تھا اس کو یقین تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہاں ہی وہ مل جائے اس کی متلاشی نظریں چلتی پھرتی لڑکیوں میں مہک کو تلاش کر رہی تھیں وہ پاگل تھا صرف اور صرف ایسے بھلا اس کو مہک نے مل جانا تھا اس کا طریقہ کار غلط تھا لیکن اس کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا۔ دوست کو بھی اس نے فون کیا تھا اس سے بھی پوچھا تھا کہ جو نمبر اس نے اس کو دیا ہے وہ کون سے کالج میں پڑھتی ہے اور دوست نے بھی کہہ دیا تھا کہ وہ نہیں جانتا ہے بس اس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہے کہ وہ کسی بڑے گھر

کی لڑکی ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں جانتا ہے اس نے اس کو پھنسانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ناکام ہو گیا تھا اس لیے اس نے اس کو اس کا نمبر دیا تھا کہ وہ نمائی کر لے ہو سکتا ہے کہ وہ کامیاب ہو سکے۔ پوران وہ کالج کے باہر کھڑا رہا لیکن اس کو اس کی جان کہیں بھی دیکھائی نہ دی ہو سکتا ہے وہ اسی کالج میں پڑھتی ہو اور اس کے پاس سے گزر گئی ہو لیکن اس نے اس کو دیکھا تو نہ تھا اس کا کالج میں لڑکے بھی آ جا رہے تھے اس نے ایک فیصلہ کر لیا کہ وہ کسی لڑکے کی مدد لے گا اور اس کے ذریعے یہ کام ہو سکے گا چاہے اس کے لیے وہ کسی لڑکے کو قلم بٹنی یوں نہ لگا دے اس نے اپنے اس فیصلہ پر عمل کرنے کے لیے لڑکوں کے چہروں کو پڑھنا شروع کر دیا اور پھر اس کو ایک لڑکا دکھائی دیا جو چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ کسی سے پیار کرتا ہے کیونکہ وہ بھی چاند کی طرح لڑکیوں کے چہرے دیکھ رہا تھا ان لڑکیوں میں کسی لڑکی کو تلاش کرتا پھر رہا ہو۔ وہ اس کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ اس کو ایک جانی پہچانی آواز سنائی دی۔ تم تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ وہ آواز سن کر چونکا وہ آواز کسی اور کی نہ تھی ارم کی تھی جس نے اس کو دیکھ لیا تھا۔ اوہ آپ۔۔۔ یہاں کیا کر رہی ہیں۔ میں یہاں پڑھنے آئی ہوں لیکن تم۔

ابھی وہ اتنی ہی بات بتا رہی تھی کہ وہ لڑکا جو اس کو پیار کا مارا ہوا دکھائی دیا تھا وہ تیزی سے ان کی طرف آتا ہوا دیکھائی دیا وہ عاصم تھا۔ ارم یہ کون ہے۔ اور تم اس سے۔ ارم نے عاصم کو دیکھا تو آگ بولہ ہو گئی ہوئی تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے یہ کون ہے کون نہیں ہے تجھے اس سے کیا۔ وہ ارم کی باتیں سن کر چپ چاپ ایک طرف وچل دیا۔ تم یہاں مہک کو تلاش کرنے آئے ہو ارم کی زبانی مہک کا نام سنتے ہی وہ چونک سا گیا۔ تم کو کیسے پتہ چلا کہ میں اس کو تلاش کرنے آیا ہوں اور یہاں تم مہک کو جانتی ہو۔

ہاں میں جانتی ہوں اس کو وہ میری کلاس فیلو ہے اگر کہو تو تمہاری ملاقات کروادو اس نئے۔۔۔ ہاں ہاں ارم خدا کے لیے میرا ہے کہ مر وادو دیکھو میں کئی دنوں سے اس کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں کئی کالجوں تک گیا ہوں لیکن وہ کہیں بھی نہیں ملی ہے اب تم نے بتایا ہے تو دل کو تسلی ہو گئی ہے۔ ارم نے ایک گہری سانس لی اور بولی وہ مجھ سے زیادہ حسین نہیں ہے پلیز ارم یہ ایسی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے بس تم مجھے ایک بار اس کا دیدار کروادو۔ میں اس کی ایک جھلک دیکھنا چاہتا ہوں بس ایک جھلک اس نے مجھے اپنی آواز سن کر بے بس کر دیا ہے رات بھر میرے کانوں میں اس کی رس گھولتی رہتی ہے ایک لمحہ بھی چین نہیں ہے مجھے۔ وہ بولنا جا رہا تھا اور ارم کو فوجی جا رہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ رو دے وہ اسے کچھ سے بغیر اندر نہ گت میں داخل ہو گئی سامنے کمرے ہی مہک بیٹھی ہوئی اس کی حالت دیکھ کر وہ چونک سی گئی کیوں کیا ہوا تمہیں تم نے صبح ہی۔ اس سے بولنا نہ دیا وہ مہک سے کندھے پر سر رکھ کر رو دی۔

کیا ہوا ہے ارم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ میں ہوں ناں تیرے ساتھ۔ وہ وہ باہر کھڑا ہے۔ لیکن وہ میرے لیے نہیں آیا تیرے لیے آیا ہے تم کو تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ لیکن کون کس کی بات کر رہی ہو۔ چاند کی وہ روتے ہوئے بولی۔ چاند کا سامنے ہی مہک اچھل سی پڑی اس کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور بولی اچھا تو یہ بات ہے تو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے تو میرے ساتھ دیکھنا میں اس کو ایسی ایسی سناتی ہوں کہ وہ دوبارہ مجھے ملنا تو کیا میرا نام بھی لینا تو ارمانہ کرے گا۔ نہیں مہک نہیں۔ تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گی وہ ٹوٹ جائے گا۔ اس کے دل کو صدمہ لگے گا اور میں اس کو کسی بھی صدمے میں نہیں دیکھ پائوں گی۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

بہت عجیب سا منظر تھا وہ جسے دیکھا نہیں جا رہا تھا مہک نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بولی پھر بتاؤ میں کیا کر دوں جو جیتی ہوں کرتی ہوں۔ مہک کی بات سن کر وہ ایک سرد آہ بھر کر رہ گئی اور سوئے گئی میں بھلا کیا کہہ سکتی ہوں اس پاگل کو کیسے سمجھاؤں کہ جس کے لیے وہ یہاں آیا ہے اس کو اس کی ضرورت نہیں ہے اس کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ تو کسی اور سے پیار کرتی ہے یہ دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے۔ بولوانا میں کیا کہوں اس سے مہک نے اس کو دلاسا دیتے ہوئے

کہا۔ تو وہ چپ رہی تب مہک نے خود ہی کہا ہاں میں ایک کام کر سکتی ہوں۔ کیا کیا وہ جلدی سے بولی چاند سے کہو کہ وہ میرے ساتھ جائے میں چاند سے ہنس ہنس کر باتیں کروں گی اور وہ یہ سب دیکھ کر مجھ سے دو ہو جائے گا۔ مہک کی بات سن کر ارم۔ غصے سے ہاتھ دھو کر جان پر گئی تھی بولی۔

ہاں مہک نے یوں ٹھیک کہا ہے میں ابھی چاند کو کہتی ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ چاند کی ٹیبل پر چلی گئی اور مہک اس کو جاتا ہوا دیکھتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ چاند کے پہلو میں بیٹھنے سے یہ سب برداشت نہیں ہوتا تھا۔ لیکن ایسا ہی ہوا تھا ارم اس کے بالکل ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔ عاصم اسے اپنے پاس بیٹھا دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا ارم مجھے یقین تھا کہ تم ایک دن میرے پاس نہ رہو۔ آؤ گی مہک نے تم کو میرے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہوگا کہ میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں۔ ہاں عاصم مہک نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے اور یہ سب کچھ تم نے خود بھی مجھے بتایا ہوا ہے لیکن ابھی مجھے تم سے ایک کام کرنا ہے۔ ہاں ہاں ہاں ہاں کو ایک تو یہ ہزاروں کام کرنے کو تیار ہوں اگر کوہوتو موت کو بھی مٹھے سے لگانے کو تیار ہوں۔ بولو میری کیا ضرورت پڑی ہے میں تمہارے کون سے کام آ سکتا ہوں۔

تم کو مہک کے ساتھ باہر جانا ہوگا تم نے دیکھا تھا ناں جس سے میں باتیں کر رہی تھی۔ ہاں ہاں۔ کیا کہنا ہے اس کو عاصم جلدی سے بولا اس کو تم نے کچھ نہیں کہنا ہے مہک نے کہنا چو بھی کہنا ہے تم نے بس مہک کے ساتھ ساتھ کرنا ہے اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی اور پھر ارم نے اس کو تمام باتیں آجھادیں۔ ٹھیک ہے یہ بھلا کون سا کام سے میں سمجھا کہ تم مجھ سے جان مانگنے آئی ہو اتنا کہہ کر وہ اٹھا اور مہک کے پاس آیا۔ اور اس کا بازو پکڑ لیا۔ عاصم کو اس کا کہہ کر وہ خوشی سے اچھل پڑی اس کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اس کا ساتھ تھا مٹھے والا اس کا عاصم سے ارم کھڑی ان کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی اور پھر پوچھیں باہر جا کر چائے پیتے ہیں ہاں آؤ مہک نے خوشی سے اپنی سین پر اسے اٹھتے ہوئے کہا اس کو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی سہانا پسندائیدہ رہی ہو وہ بار بار اپنی آنکھیں بند کرتی اور کھڑکی کے کہیں یہ خواب تو نہیں ہے لیکن یہ خواب نہ تھا اپنی بھی دور بات سب حقیقت تھی وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑانا نہیں چاہتی تھی وہ عرصہ سے چاہ رہی تھی کہ اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ہو جو آج ہو گیا تھا۔

ارم کا ہاتھ پکڑا ہے تو اس کو چھوڑنا نہیں ہے یہ سننا تھا کہ عاصم نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور غیب سے ارم۔ اس کو دیکھنے لگا کہ مہک تم سب کچھ غلط سمجھ رہی ہو میں وہ نہیں کرنا چاہتا ہوں جو تم چاہتی ہو میں وہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہتا ہے تم یہ کی کہانی کو جانتی ہو اس کے باوجود بھی تم وہ کچھ کر رہی ہو جو صرف اور صرف اپنی زندگی کو روک لگے۔ وہ بات سنے کا اس وقت ارم کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوتا تو مجھے لوں گا جیسے دنیا جہاں کی خوشی مجھے ملتی ہو۔ عاصم کی باتیں سن کر مہک کانچی چاکا کہ وہ روئے وہ بچھتا رہی تھی کہ اس کو اس کا ہاتھ پکڑ۔ رکھنا چاہیے دینا چاہیے تھا لیکن جو بوجھ ہو گیا۔ چلتے چلتے اس نے بھی فیصلہ کر لیا کہ جس طرح وہ اس کو تڑپا رہا ہے وہ بھی اس کو تڑپائے گی اس نے کہا عاصم یہ بوجھ لو کہ کون سے جس سے تم مٹنے جا رہے ہو۔ کون سے وہ۔ اس نے مہک کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ چاند سے میرا حلق۔ اوہ پھر تو بہت ہی اچھی بات ہے پھر تو تم کو مبارک ہو۔ کہ تمہیں جاننے والا مل گیا ہے۔ ہاں میں جانتی ہوں کہ مجھے جاننے والے بے شمار ہیں لیکن جو میں کہنا چاہتی ہوں شاید تم سن نہ پاؤ ہو سکتا ہے کہ تم کو میرے سہارے کی ضرورت ہے۔ یہ مطلب۔ وہ نہ سمجھتے ہوئے بولا مطلب یہ کہ تمہاری ارم اس لڑکے پر مرنے سے اس سے پیار کرتی ہے اس کے لیے وہ مرنے کو بھی تیار ہے۔ کیا کیا عاصم کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ بار بار مہک کو دیکھنے لگا اور ساتھ چلتی ہوئی ارم کو بھی یہ یقین کہہ رہی ہے اس نے ارم سے پوچھا کیا۔ وہ انجان ہنستے ہوئے بولی۔ یہ کہ تم اس لڑکے کو چاہتی ہو جس کو موانے باریں ہو۔

ہاں یہ سب جج ہے۔ یہی وہ لڑکا ہے جس نے مجھے بے بس کیا ہوا ہے جو مجھے راتوں کو سوئے نہیں دیتا ہے یہی ہے

جس کے لیے میں تمہارے پیار کو ٹھکرا رہی ہو۔ اوہ تو یہ بات ہے اس کا مطلب ہے کہ مجھے کچھ کرنا ہوگا۔ کیا مطلب۔ ارم نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔ مطلب بہت جلد سامنے آ جائے گا۔ اس نے بے دھیانی سے کہہ دیا اور پھر تینوں کا دل سے باہر نکل گئے جہاں وہ ایک طرف کھڑا تھا اس نے دور سے ہی مہک کو دیکھ لیا تھا اور اندازہ لگایا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس نے اس کو پکڑ لیا ہوا ہے وہ کیا حسن دیا ہے خدا نے اس کو میری چوٹیں بہت ہی اچھی ہے وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔ یہ سن کر عاصم نے اس سے کہا بیو۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے بولا اس کی نظریں بار بار مہک کا ہاتھ پر مرنے لگی تھیں ان کی تعریف اس نے مہک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ مہک ہے۔ واقعی اس کا نام مہک ہی ہونا چاہیے تھا اس نے دل ہی دل میں کہا۔ جس قدر اس کی آواز حسین اور اس میں جادو ہے اس سے زیادہ یہ خود۔ سن اور اس کے حسن میں جادو ہے۔

آؤ بیٹھیں چائے پیتے ہیں وہ خوشی سے بولا اور ساتھ ہی ایک کٹھن میں چلے گئے۔ وہ مہک کے سامنے بیٹھنے چاہتا تھا کہ جلدی سے ارم اس کے سامنے بیٹھ گئی وہ بھلا کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ اس کے علاوہ کوئی اور لڑکی اس کے سامنے بیٹھے۔ ارم اور مہک ایک طرف تھیں جبکہ عاصم اور چاند ایک طرف تھا۔ اگر ارم میرا ساتھ نہ دیتی تو ہو سکتا۔ کہ مہک کو تلاش کرتے کرتے میری عمر بیت جاتی اس نے باتوں کا آغاز کر دیا۔ اب مسے یہ باتیں تو بعد میں ہوتی رہیں گی پہلے اپنے بار۔ میں بتاؤ کہ تم کیا ہو کیا کرتے ہو۔ میں ایک آفس میں ملازم ہوئی اور اللہ کے فضل سے سب کچھ میرے پاس ہے بس مجھے کسی کا پیار چاہیے تھا اس کی میرے اندر کی تھی اور جس کی مجھے تلاش تھی وہ مل گئی ہے۔ وہ مل گئی ہے۔ مہک نے سخت لہجے میں کہا۔ لیکن عاصم نے مہک کو اشارہ کر دیا کہ وہ اپنا بچہ نرم رکھے۔ وہ چپ ہو گئی۔ بعض لوگ دیکھنے بدلنے مالک بن جاتے ہیں اور بعض قریب رہ کر بھی دل سے بہت دور ہوتے ہیں چاند نے کہا تو ارم کانچی چاکا کہ وہ اٹھ کر چلی جائے لیکن وہ جا نہیں سکتی تھی کیونکہ آج وہ کوئی فیصلہ کرنا چاہتی تھی کوئی ایسا فیصلہ جو ان سب کی زندگی کے لیے بہتہ ہو۔ اس کی دوا گئی میں وہ سب اچھے ہوئے تھے اس سے باہر نکلنا چاہتے تھے۔ دیکھو چاند صاحب۔ مہک نے کل سے کہا اس بار اس سے اپنا بچہ تخت نہ کیا تھا۔

تمہاری بات شاید سچ ہو کہ کچھ لوگ قریب رہ کر دل پر اثر نہ کر سکتے ہوں اور کچھ لوگ دور رہ کر بھی دل کے مالک بن جاتے ہیں میں تمہاری باتوں سے اتفاق کرتی ہوں لیکن دلوں پر کسی کا کوئی بھی اختیار نہیں ہوتا ہے دل کسی ایک پر آتا ہے جو اگیا سو گیا وہ اچھا ہو یا برا بس اسے کی تمنا اور چاہت شروع ہو جاتی ہے تم میرے بارے میں غلط سوچ لے کر آئے ہو میری چاہتی تو تمہیں ہے عزت کر سکتی تھی لیکن میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں صرف تمہیں سمجھاؤں گی کہ آواز پر دل نہیں دیتا ہو سکتا ہے کہ یہ انسان کی سب سے بڑی غلطی ہو میری آواز تم کو اچھی لگی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے بھی تمہاری آواز اچھی لگی ہو۔ اور پھر ایک دن کی بات سے محبت نہیں ہو جاتی ہے انسان اپنی زندگی جی رہا ہوتا ہے اور اس کی زندگی میں بہت کچھ ہو جاتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے کہ تم سے بات کرنے سے پہلے میں کسی کو اور چاہتی تھی اور کسی اور سے محبت کرتی تھی۔ اور وہ مجھ سے دور نہیں ہے میرے پاس ہے ہر وقت میرے پاس ہوتا ہے اور اگر تم چاہو مجھی تو اسے میرے دل سے نہیں نکال سکتے ہو اور نہ ہی میں اس کو دل سے نکالنا چاہوں گی۔ تم مجھے پیار کرتے ہو یا نہیں مجھے تم سے کوئی بھی غرض نہیں ہے بہتہ یہی ہے کہ جو تم کو چاہتا ہے اس کو اپنا لو اس میں تمہاری خوشی ہے اور اس کی خوشی جو تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ مہک کی سن کر ارم کے چہرے پر روشنی ابھر نے لگی اس نے پاؤں سے اس کے پاؤں کی آڑی کو دبایا جیسے جلدی سے وہ مہک سے میرے دل کی بات کہہ دیتی ہو۔ اور اپنی بات کو جاری رکھو۔ چاند میں جانتی ہوں کہ تم کو کون چاہتا ہے۔ یہ جیسو تمہارے سامنے بیٹھی ہوئی ہے اس کو اپنا لو۔ یہ سننا تھا کہ عاصم کی آنکھیں لال ہونے لگیں اس کا دماغ ٹھونسنے لگا اس نے پاؤں کا گلاس پکڑ لیا جیسے وہ انجمن میں کسی ایک کا خون کر دے گا۔ جاری ہے اگلی قسط کا انتظار کریں۔

د غلطی

✓...تحریر: محمد عمران حمید، رحیم یار خان

سحر میں نے تمہیں کتنا سمجھایا مگر تم تو بڑے عشق و محبت کے دعوے کرنے والی تھی اب سوچو کہ تم نے کیا کیا ہے مگر فری خاموش رہی سحر اسے دلیلیں دیتی رہی اور بولنے پر اکساتی رہی فری نے صرف اتنا کہہ کر مجھے اپنے عدیل پر بھروسہ ہے وہ ضرور مجھ سے شادی کرے گا پھر فری نے عدیل سے شادی کیلئے زور دینا شروع کر دیا مگر وہ ہر مرتبہ نال دیتا کوئی نہ کوئی بھانہ بنا دیتا اسی طرح تقریباً 6 ماہ گزر گئے اور فری ماں بننے والی تھی اس کا اس کی ماں کو پتہ چلا تو اس پر توجیسے سکتے طاری ہو گیا کہ اس کی کنواری بیٹی ماں بننے والی ہے جب یہ راز کھل گیا تو اس کی ماں نے عدیل سے رابطہ کرنا چاہا تو اس نے شادی سے صاف انکار کر دیا اور کچھ دنوں کے بعد اپنے دوسرے ملک جانے کی اطلاع دی اور کہا کہ ہو سکے تو فری مجھے بھول جانا فری کا رو کے برا حال تھا اور وہ اس وقت کو کوستی کے کاش اس نے سحر کی باتوں پر غور کیا ہوتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

ہر انسان کی زندگی میں غم اور خوشی دونوں ہوتے ہیں کوئی اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکا کہ وہ آج تک خوش رہا ہے یا اسے کبھی غم نہ ملا ہو اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کی زندگی غموں پر مشتمل ہے اور اسے کبھی کوئی خوشی نہ ملی ہو کیونکہ زندگی غم اور خوشی دونوں کا نام ہے خوشی کئی رنگ لے کر آتی ہے اور غم بھی اپنے روپ بدلتا رہتا ہے خوشی سے غم تک کا سفر اکثر انسان کی اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا ہی نتیجہ ہوتا ہے جس کا احساس غلطی کرنے والے کو بعد میں ہوتا ہے مگر اس وقت سوائے پچھتانے کے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا اور انسان کی غلطی اس کا غم بن کر اسے کسی ذہنی تاگن کی طرح ڈستی رہتی ہے مگر انسان بے بس ہوتا ہے

جواب عرض

جواب عرض 28 فروری 2013

غلطی

جواب عرض 29 فروری 2013



میں غم ہی غم ہوتے ہیں زیادہ تر لوگ توجہ نہ دیتے ہیں کہ امید چھوڑ جاتے ہیں اور بہت کم ہیں جو بس کرم برداشت کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں انسان اپنی زندگی میں کئی ایسی نحوکر کر رہا ہوتا ہے جن کے بارے میں اس نے کبھی سوچا بھی نہ ہو لیکن جب بھی زندگی میں یادیں اس کے دل کا دروازہ کھٹکتی ہیں تو اسے اچھے پر مجبور کر دیتی ہیں اور کچھ غلطیاں تو انسان کو اپنی نظروں سے ہی گرا دیتی ہیں ایسے میں اگر کوئی غم بانٹنے والا نہ ہو تو انسان ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو دھرتی پر بوجھ سمجھتا ہے اور اپنے ہی وجود سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

حقیقت پر مبنی ایسی ہی ایک کہانی میں قارئین کی نذر کرنا چاہتا ہوں رفیق صاحب ایک بہت ہی بڑے بزنس مین تھے ان کا کاروبار نہ صرف پاکستان میں بلکہ بیرون ملک میں بھی پھیلا ہوا تھا ان کی شادی ایک اچھے گھرانے میں کی گئی تھی شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی خدا تعالیٰ نے ان کو ایک پھول جیسی بیٹی سے نوازا اور ڈاکٹر حضرات نے رفیق صاحب اور ان کی فیملی کو اطلاع دی کہ ان کی بیوی یعنی عالیہ اس آپریشن کے بعد دوبارہ بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں رہی سب کو صدمہ تو ہوا مگر کبھی پری کی آمد نے سب کے چروں کو کھلا دیا تھا وہ خوبصورت ہی اتنی تھی کہ ہر کسی کو اچھی لگتی تھی رفیق تو بہت ہی خوش نظر آ رہے تھے انہوں نے کبھی پری کا نام فریج نہ رکھا اور سب لوگ پیار سے اسے فریج بکارتے تھے جب فریج تقریباً چار سال کی ہوئی تو اسے رفیق نے ایک اچھے اور معیاری سکول میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے داخل کروا دیا ان کے پاس خدا کا دیسا بچہ تھا گاڑی، بنگلہ، نوکر چاکر اور پیسے کی خوب میں پیل تھی کچھ عرصہ فریج کو اس سکول میں پڑھنے دیا اور پھر اسے اس کے دادا دادی کے پاس دوسرے شہر میں بھی اچھے اور مہذب ترین سکول میں داخل کروا دیا گیا جیسے جیسے اس کی عمر بڑھ رہی تھی ویسے ہی اس کی خوبصورتی ابھرتی جا رہی تھی اس سکول میں اس کے کافی دوست بن چکے تھے جن میں سحر سب سے اچھی دوست تھی یہ دونوں اپنی ہر بات ایک دوسرے سے شیئر کرتی تھیں اور یہ دونوں بہت

زیادہ ذہین تھیں پورے سکول میں ان دونوں کی ذہانت مشہور تھی میں یہ بات بتاتا چلوں کہ فریج وہاں کے ہاسٹل میں ہی رہتی تھی اور سحر اس کی روایت بھی تھی وہ دونوں ایک رات نینٹ پر چینگ کر رہی تھیں کہ ان کا رابطہ ایک عدیل نامی لڑکے سے ہو گیا پھر وہ اکثر انٹرنیٹ پر ان سے گفتگو کرتا کرتا تھا اور آہستہ آہستہ ان کی دوستی ہو گئی عدیل کسی دوسرے شہر میں رہتا تھا اور اس کا تعلق بھی ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تھا ان کی دوستی آہستہ آہستہ بڑھنے لگی بڑھتے بڑھتے محبت کی شکل اختیار کر چکی تھی فریج ہر وقت عدیل کے ہی خیالوں میں کھوتی رہتی تھی اور سوچتی رہتی تھی کہ جانے وہ حقیقت میں کب ہو گا وہ سچا ہے یا جھوٹا سحر اکثر اسے سمجھاتی کہ دیکھو فریج یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ تم اس عمر میں ان چکر میں مں پڑوان کاموں کے لیے ابھی عمر پڑی ہے کیوں اپنی زندگی برباد کرنے پر تلی ہوئی ہو مگر فریج جیسے سحر کی بات کا اثر ہی نہ ہوا۔

وہ تو بس ہر وقت عدیل کے بارے میں سوچتی رہتی پھر اس نے عدیل سے بات کی کہ وہ اس سے ملنے کیلئے آئے عدیل تو شاید اسی انتظار میں تھا کہ فریج کوئی اشارہ دے پھر انہوں نے چٹھی کے دن ملنے کا پروگرام بنایا آج صبح سویرے ہی فریج اٹھ کر فریج ہوئی اور نہ جانے کیا کیا سوچ رہی تھی کہ سحر نے اسے چونکا دیا کہ جناب آج اتنی خوشی اور صبح صبح یہ تیاری کیسی آج تو چٹھی ہے تب فریج نے سحر کو بتایا کہ آج مجھ سے ملنے میرے خوابوں کا شہزادہ آ رہا ہے اور تم میرا پوری طرح ساتھ دو گی فریج نے سحر کو ہاتھ سے پکڑ کر جیسے اعتماد میں لیتے ہوئے کہا سحر نہ بانا نہ میں ایسا کرنے سے بہت گھبرائی ہوں تو تو مجھے بھی مروائے گی میں تو کہتی ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے سنبھل جا ان چار محبت کے چکروں سے دور ہی رہو تو اچھا ہو گا مگر اس پر جیسے محبت کا بھوت سوار تھا اور اسے عدیل کی بات رہ رہ کر یاد آ رہی تھی پھر اس نے منت سماجت کرتے ہوئے سحر کو راضی کر لیا پھر وہ اپنی تیاری کے ساتھ ٹھیک دس بجے مقرر جگہ پر پہنچی تو کیا دیکھتی ہے سامنے دو لڑکے کسی کا انتظار کر رہے ہیں ان میں ایک تو معمولی شکل و صورت کا تھا

سفید لباس میں لمبوں تھا اور دوسرا نہایت ہینڈسم اور کسی فلمی ہیرو سے کم نہ تھا جو بیلو چیخو اور بلیک جیکٹ میں تھا آنکھوں پر سیاہ چشمہ سلی براؤن بال اور ہاتھ میں چابی پکڑے ہوئے تھا جس میں ریڈ کلر کا ایک بول نمارنگ تھا جو اس نے فریج کو پہچاننے کیلئے نشانی دی تھی فریج کی نظر تو اس کے چہرے سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور وہ بھی ان کی جانب ہی دیکھ رہا تھا یہ دونوں ایک دوسرے کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے برسوں کا بیسا پانی کی گود بکھتا ہے یہ دیکھ کر سحر نے فریج کو بکھوڑ دیا اور بولی تم چیز کیا ہو پہلے پوچھ لو یہ عدیل ہے بھی یا کوئی اور تو فریج نے بتایا کہ اس نے مجھے جو بتایا تھا یہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے اتنے میں وہ لڑکا ان کے قریب آ پہنچا اور بولا اکیسویں!

کیا آپ فریج ہی ہو فریج تو جیسے بولتی ہی بندھتی سحر بولی آپ کون؟ تو اس نے بتایا کہ مجھے عدیل کہتے ہیں اور میں فریج سے ملنا چاہتا ہوں اور اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا فریج نے کانپتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔

فریج کی اس وقت عجیب سی کیفیت تھی وہ پوری طرح گھبرائی ہوئی تھی پھر اس خاموشی کو عدیل کی آواز نے ختم کیا اور اپنے دوست سے ان کی ملاقات کروائی اس کا نام رؤف بتایا اور فریج نے اسے اپنی دوست کے بارے میں بتایا کہ یہ ہے سحر بانی اس کے بارے میں آپ شاید اچھی طرح جانتے ہیں تو عدیل نے جلدی سے جواب دیا میں صرف اور صرف اس لڑکی کو جانتا ہوں جس کا نام تو شاید فریج ہی ہے مگر وہ ہے قدرت کا شاہکار بھولی صورت گھٹاؤں جیسی رلفیں غلاب کی پتھری جیسے نرم و نازک ہونٹ براؤن آنکھیں اور آنکھوں میں جوانی کی ابھرتی ہوئی مستی اور اس مستی میں ڈوب کر اپنا آپ گوانے کو جی جاتا ہے سحر دھیرے سے شرماکر بس کہیں نظر ہی نہ لگا دینا میری دوست کو عدیل کا دوست یعنی رؤف بالکل ہی بے بس مزاج کا تھا اسے ہم لوگوں سے صرف سیلو بٹائی اور کچھ اور حاکم فہم نہ تھا تو فریج عدیل اور سحر تھے وہ کچھ دیر یہی نہ سنے ایک دوسرے کی تعریفیں

کرتے رہے اور پھر قریب ہی لان میں جا بیٹھے سحر نے ان دونوں کو اکیلے چھوڑ دیا اور خود کچھ دھرت کر کسی میگزین کی ورق گردانی کرنے لگی یہ دونوں اپنی دنیا میں کچھ اس طرح کھو گئے کہ ان کو وقت کا کچھ احساس ہی نہ ہوا انہوں نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اور کبھی بھی جدا نہ ہونے کے وعدے کیے پھر یہ لوگ ایک ریسٹورنٹ میں چلے گئے وہاں پر کھانا وغیرہ کھایا اور ایک دوسرے سے دوبارہ ملنے کے وعدے کیے اور جدا ہو گئے۔ اس ملاقات کے دوران عدیل اسے اپنے بارے میں بہت کچھ بتایا اور اسے یہ بھی بتایا کہ باہر جا رہا ہوں میری کوشش ہوگی کہ جانے سے پہلے تم سے شادی کر لوں اور ہم، نہ لے لے اید ہو جائیں گے پھر دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمیں ملے نہیں روک سکتی اور جب انے فریج کو کیا کیا سبز باغ کھائے۔ وہ تو بس ہر وقت ہی اس کے بارے میں سوچتی رہتی تھی اس کی دوست اسے کافی سمجھاتی تھی اس پر تو محبت کا بھوت سوار تھا وہ کسی قسم کی کوئی دلیل سننے کو تیار نہ تھی۔

پھر اس کے بعد ان کی ملاقات کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا کبھی کبھی بھی نہیں اب، شرفی اور عدیل اکیلے ہی ملنے تھے اور خوب جی بھر کر باتیں کرتے ایک دوسرے سے عہد و پیمان کرتے اور اپنی دنیا میں من رہتے فریج کا دھیان آہستہ آہستہ اپنی تعلیم سے ہٹا جا رہا تھا اور آج کل وہ کچھ پریشان بھی رہتی تھی۔ پوچھنے پر وہ کسی کو کچھ بھی نہ بتاتی اور بات نال دیتی کسی پھر ایک دن ہم کلاس میں تھیں کہ فریج کو کسی نے بلا کر بنایا کہ آپ کا کوئی انتظار کر رہا ہے جب ہم دونوں باہر آئیں تو عدیل ہمارے سامنے تھے ہم نے اس سے اس طرح آنے کی وجہ پوچھی تو عدیل بولا کہ من نہیں لگ رہا تھا اور فریج سے ملنے اور باتیں کرنے کو جی کر رہا تھا سو چلا آیا فریج اس کے ساتھ تاجانے کہاں چلی گئی اور شام کو واپس پہنچی تو پوچھنے پر پہلے تو اس نے نال منولی کی مگر پھر سب کچھ بتا دیا کہ میں اور عدیل اس کے کسی جاننے والے سے لھر پڑے تھے وہ کہیں گئے ہوئے تھے اور مکان کی چابیاں عدیل کے پاس تھیں سحر جلدی سے سب ٹھیک تو ہے نہ مگر فریج نے رونا شروع کر دیا اور سب رو کر

دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تو اس نے بتایا کہ ہم دونوں پیار محبت میں سب حدیں پار کر چکے ہیں ہمیں اس کا ہوش آنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ تو بہت برا ہو چکا ہے مگر عدیل برابر مجھے دلا سے دیتا رہا کہ ہم جلد ہی شادی کر لیں گے میں نے تو اس پر اعتماد کیا تھا اور اس کی ہر بات مجھے جی جی رنی تھی میں خاموش ہو گئی اور وہ مجھے یہاں تک چھوڑ کر چلا گیا۔

سحر میں نے تمہیں کتنا سبھا یا مگر تم تو بڑے عشق و محب کے دعوے کرنے والی تھی اب سوچو کہ تم نے کیا کیا ہے سحر فری خاموش رہی سحر اسے دلہیں دیتی رہی اور میں نے اپنی اسانی رتی فری نے صرف اتنا کہہ کر مجھے اپنے عدیل پر غم و حسرت سے وہ ضرور مجھ سے شادی کرے گا پھر فری نے عدیل سے شادی کیلئے زور دینا شروع کر دیا مگر وہ ہر مرتبہ نال دیتا کوئی نہ کوئی بہانہ بنادیتا اسی طرح تقریباً 6 ماہ گزر گئے اور فری ماں بننے والی تھی اس کا اس کی ماں کو پتہ چلا تو اس پر تو جیسے سکتا طاری ہو گیا کہ اس کی کنواری بیٹی ماں بننے والی ہے جب یہ راز کھل گیا تو اس کی ماں نے عدیل سے رابطہ کرنا چاہا تو اس نے شادی سے صاف انکار کر دیا اور کچھ دنوں کے بعد اپنے دوسرے ملک جانے کی اطلاع دی اور کہا کہ ہو سکے تو فری مجھے بھول جانا فری کا رو رو کے برا حال تھا اور وہ اس وقت کو کوئی کاش اس نے سحر کی باتوں پر غور کیا ہوتا تو یہ نہ دیکھتا پڑتا۔

اب عالیہ بیگم بہت بڑی مصیبت میں پھنس چکی تھی کہ ان کے شوہر رفیق کو اس بات کا علم ہو گیا تو ایک قیامت برپا ہو جائے گی فری کو صرف ایک کمرے تک محدود کر دیا گیا ڈاکٹر حضرت اس سے رابطے کئے گئے تو انہوں نے اس بات کی تصدیق تو کر دی کہ ماں بننے والی ہے مگر جب اس کا پچھرا رخ کرنے کا بولا گیا تو ڈاکٹر نے جواب دے دیا کیا امراض دوران ماں اور بچی کی جان چلی جائے تو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے بلکہ اس سے دونوں کا بچنا مشکل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک نام نہان بانی ہو چکا ہے اور دوسرا بچی کی عمر ہوئے کی وجہ سے ہم یہ نہیں کر سکتے ہاں اس پر ڈاکٹر ایسا کر سکتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو سلامت رکھے اسے کون چکھے شاید یہ خدا کی مرضی تھی کہ آنے والا اس دنیا

میں آکر رہے گا۔

عالیہ بیگم ہر طرح پھنس چکی تھی کہ اگر کسی طرح بات ظاہر ہو گئی تو ایک انجانا طوفان آجائے گا وہ ہر وقت پریشان رہتی تھی جوں جوں ڈیوری کا وقت قریب آتا جا رہا تھا رفیق صاحب اپنے بزنس کے سلسلے میں زیادہ تر باہر تو رہتے تھے اور بہت ہی کم گھر میں ہوا کرتے تھے فری کے کمرے میں صرف اس کی ماں یعنی عالیہ بیگم کے سوا اور کسی کو بھی جانے کی اجازت نہ تھی فری ہر وقت عدیل کی تصویر سے باتیں کرتی رہتی اور روتی رہتی تھی۔

عالیہ بیگم نے موقع دیکھ کر رفیق صاحب سے بات کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں فری کو ساتھ لے کر چلوں دن صحت افزا مقامات کی سیر کو چلی جاؤں اس سے فری کی طبیعت بھی سنبھل جائے گی رفیق صاحب نے بیٹی کی خوشی کیلئے اس کی اجازت دے دی ڈیوری کا وقت بھی قریب ہی تھا عالیہ بیگم نے بڑی سمجھداری سے یہ معاملہ سنبھالا اور پیکنگ وغیرہ کرنے کے بعد صحت افزا مقامات کی طرف چل نکلے وہاں پہنچتے ہی ایک ہوٹل میں کمرہ بک کر دیا اور ایک اپنی جاننے والی کی مدد سے وہاں پر والی وغیرہ کا انتظار کر دیا اور ڈیوری کر دیا فری نے ایک بہت ہی خوبصورت بچی کو جنم دیا تھا بچی نہ صرف خوبصورت ہی تھی بلکہ تندرست بھی تھی اور پیدائش کے وقت اس کا وزن سات پاؤنڈ تھا اور اس وقت فری کی عمر صرف سولہ سال تھی۔

بچی اتنی خوبصورت تھی کہ فری کو اپنے تمام دکھ بھول چکے تھے وہ تو بس ہر وقت اس بچی کے ساتھ رہتی تھی دن رات بھارت اسے ذرا بھی اپنے سے دور نہ ہونے دیتی تھیں رات بھر اس کے کپڑے بدلتی اور مختلف پوز سے اس کی تصویریں اتارتی رات ہی فری کو بس اس بچی کے سوا اس جہان بے کار لگ رہا تھا اس کے برعکس عالیہ بیگم بھی بزم ہو جاتی تھی کہ تم نے یہ کتنی بڑی غلطی کی ہے اب اس بچی کو کون سنبھالے گا کون اس کی پرورش کرے گا کون اسے نام دے گا یہی سوال فری کے ذہن میں بھی آتے تھے کہ یہ اچھے لوگوں میں پرورش پالے گی، اچھی تعلیم حاصل

کے گی مگر وہ سب کچھ بھول کر اس کے ساتھ ہی مگن رہتی تھی حالانکہ اسے یہ بھی پتہ تھا کہ وہ اس سے جدا ہونے والی ہے پھر شاید کبھی زندگی میں ملے بھی یا نہ ملے کیونکہ پچھڑ کر ملنا تو نصیب کی بات ہوتی ہے۔

ادھر عالیہ بیگم اپنے جاننے والی کی مدد سے کسی ایسی گھر انے کو ڈھونڈنے کیلئے بے تاب تھی جو چند روپوں یا کسی بھی قیمت پر بچی کو اپنانے کیلئے تیار ہوں وقت اپنی رفتار سے گزرتا گیا پھر ایک دن عالیہ بیگم کی جاننے والی اپنے ساتھ ایک ٹورٹ اور مرد کو لے کر آئی جو شاید بے اولاد تھے عالیہ بیگم نے فری سے بچی لے کر ان لوگوں کو سونپ دی فری کا اس وقت بہت ہی برا حال تھا جب چنانچہ کہ آہ آہ بالکل ہالگوں کی طرح کر رہی تھی عالیہ بیگم نے بھی اپنے دل پر پتھر رکھا اور بیٹی کو بڑی مشکل سے سنبھالا اور دلا سے وغیرہ دیتی رہی فری تو شاید اب اندر سے بالکل نوٹ چکی تھی کیونکہ اس سے اس کے جسم کا ایک ٹکڑا الگ ہو رہا تھا شاید جب کوئی اپنا جدا ہوتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

اسی شام عالیہ بیگم نے واپسی کا رخ کیا اور فری کو لے کر واپس گھر آ گئیں فری تو اب بس ہر وقت گم سم رہتی یا بچی کی تصویروں سے ہی باتیں کرتی رہتی تھی اور وہ اپنے کمرے میں بی مقید رہتی تھی کھانا پینا، سونا، جینا، سنورنا تو بالکل اس کے لیے بیگانہ ہو چکا تھا عالیہ بیگم ہر وقت اسے سمجھاتی اور تسلیاں دیتی رہتی اور جیسے کی تلقین اور امید دگاتی مگر اس کی یہ غلطی اس کے لیے روگ بن گئی تھی اور اس غم میں ایک مریض بن چکی تھی۔

پھر کچھ حالات نے پلٹنا شروع کیا تو فری نے پچھڑے ہوؤں کی یادوں کو بھلانے کیلئے اپنے خدا سے رجوع کیا نماز پڑھتی اور اپنے لیے صبر کی دعائیں کرتی اور نجانے پوری پوری رات اپنے پروردگار سے کیا باتیں کرتی رتی اپنے کیے ہوئے گناہوں کی مغفرت مانگتے تھے والوں نے کئی دفعہ اس سے شادی کے بارے میں بات کرنا چاہی مگر اس نے منع کر دیا وہ اب اسنے رضوں کو تازہ نہیں کرنا چاہتی تھی اسے اپنی غلطی پر بے حد نادمگی تھی اب نہ تو بھی

اس نے عدیل کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور نہ ہی اس نے کبھی سحر سے رابطہ کرنا چاہا البتہ ایک دو مرتبہ سحر اسے ضرور ملنے لگی تھی اس نے اس دن کے بعد بھی اپنے تخت جگر بھی پری کو بھی دیکھنے کی ضد نہ کی تھی۔ شاید اسے اب اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال آ چکا تھا۔

بھی بھی فری تنہا ہوئی تو اسے یہی احساس کھائے جاتا کہ وہ صرف چند لوگوں کے لیے سرور کیلئے ایک گناہ کبیرہ یعنی زنا جیسے گناہ نے کھیل سے گزر چکی تھی جس کی سزا شاید اب وہ بھی جان بھگت رہی تھی ایسی کتنی ہی لڑکیاں اور لڑکے یہ سب جانتے ہوئے بھی کہ زنا جیسا گناہ جرم گناہ کبیرہ کے زمرے میں آتا ہے پھر بھی شرم و حیا کی تمام حدیں عبور کر جاتے ہیں شیطان تو بے شک یہی چاہتا ہے کہ وہ بی آدم کو تباہ و برباد کر دے اس طرح جب کوئی وہ جوان جسم ملتے ہیں تو شیطان کو تو جیسے جشن منانے کا موقع مل جاتا ہے وہ انہیں دنیا و مافیاء سے بے خبر کر کے ایک دوسرے میں اس طرح مگن کر دیتا ہے جیسے وہ صرف ایک دوسرے کیلئے ہی ہے یوں حالانکہ یہ ایک حرام کام ہے جب یہ ہوش میں آتے ہیں تو سب کچھ لوٹ چکا ہوتا ہے لڑکی اپنی عزت و عصمت اور آبرو گنوا بیٹھتی ہے مگر افسوس کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا اگر سوچا جائے کہ اس سے پیدا ہونے والے بچے کا کیا قصور ہے جو آنکھ کھولنے سے پہلے ہی تہمت کا شکار بن چکا ہے بائے افسوس اگر ہم نے نبی کریم کے احکامات کے مطابق زندگی گزاری ہوئی تو یہ حالات کبھی بھی پیدا نہ ہوتے نہ ہی کوئی فری غم کا شکار ہوئی اور نہ ہی کوئی بچی پیدا ہونے کے بعد کسی کے طعنوں پر پلٹی۔

میری تمام قارئین سے التماس ہے کہ اس محبت کے سفر میں کوئی ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں کہ جس سے کسی دوسرے کی یا اپنی خود کی زندگی اجیرن بن جائے کیونکہ کچھ غلطیاں انسان کو اپنے غم دیتی ہیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خوشی کو ترستا ہے اور ایک مریض کی طرح نظر آتا ہے اور ہر انسان کو اپنی خطاؤں کا خلیازہ تو بھگتنا ہی ہے۔



خاموش محبتیں

✖ تحریر: اے آر احوالہ منظر، جھمرہ ٹی، فیصل آباد

باہر سے ایمبولینس کی آواز آئی جب عالیہ بیگم اور رخسار نے بنا کہ یہ آواز ان کے گھر کے باہر سے آرہی ہے وہ دونوں بھاگ کر باہر گئیں تھوڑی دیر میں ایمبولینس کی آواز سن کے اور بھی لوگ جمع ہو گئے تھوڑی دیر بعد دلاور اور احسن نے دو بوڑی باہر نکالیں عالیہ بیگم اور رخسار ابھی تک کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھیں وہ اب تک سمجھ رہی تھیں کہ یہ ذیذ بوڑی کسی اور کی ہوں گی لیکن جب انہیں ان کے گھر کی طرف لایا جانے لگا تو وہ دونوں دوڑ کر دلاور اور احسن کے پاس گئیں اسما بھی ساتھ ہی تھی احسن یہ کون ہیں عالیہ بیگم نے حیرانگی سے پوچھا انٹی وہ وہ احسن اپنے جذبات کو کنٹرول میں نہ رکھ سکا اور عالیہ بیگم کے گلے لگ گیا اور اس نے روتے ہوئے بتایا کہ انٹی یہ سجاد انکل اور رضا ہیں، نہیں عالیہ بیگم نے ایک جھٹکے کے ساتھ احسن کو دھکا دے دیا یہ تم کیا کہہ رہے ہو احسن تمہیں کچھ ہوش بھی تو ہے جب دلاور نے آگے بڑھ کے سجاد اور رضا کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو عالیہ بیگم کی چیخ نکل گئی اور رخسار بھی رضا کا خون سے بھرا چہرہ دیکھ کر بے ہوش ہو گئی اسما نے بڑی مشکل سے عالیہ بیگم کو سنبھالنا ہر طرف قیامت کا منظر تھا عالیہ بیگم چیخ چیخ کر سجاد سے پوچھ رہی تھی کہ اس نے اسے اتنا بڑا دھوکہ کیسے دے دیا اس نے تو ہمیشہ ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا ساتھ جینے مرنے کی قسم کھائی تھی اب کیسے تم اپنی قسم توڑ سکتے ہو۔ اب کیسے مجھے چھوڑ کر جا سکتے ہو عالیہ بیگم کبھی سجاد کو پکارتی اور کبھی رضا کو وہ بار بار بے ہوش ہو جاتی سب اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے۔ مگر اسے کہاں ہوش تھا جس کی دنیا اس کے سر کا تاج اور بڑھاپے کا سہارا چھین گیا ہو۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

قسط نمبر 1

زندگی اور محبت، کہتے ہیں زندگی سے تو محبت ہے اور محبت ہے تو زندگی ہے مگر کبھی کبھی محبت کے ہوتے ہوئے یہ زندگی نہیں رہتی اور اگر زندگی ہوتی ہے تو محبت نہیں رہتی، اور یہ زندگی ویران لگنے لگتی ہے اجنبی سی لگنے لگتی ہے ہاں یہ زندگی کیا ہے آج تک جس کسی نے اس زندگی کو پڑھنے کی کوشش کی ہے وہ الجھتا ہی جاتا ہے ہر انسان کی زندگی کے بارے میں اپنی الگ الگ رائے ہوگی جن لوگوں کو اس زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ملتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ زندگی خوشیوں کا گھر ہے اور جن لوگوں کو زندگی میں صرف غموں سے دکھوں سے وابستہ ہو وہ صرف یہی کہتے ہیں زندگی ایک دکھوں کا کنواں ہے جس میں چاہے جتنے مرضی دکھ شامل ہوتے جائیں وہ کبھی نہیں بھرتا ہاں مگر ایک اور دکھ کے شامل ہو جانے سے پرانے دکھوں کی یادیں ضرور تازہ ہو جاتی ہیں یہاں میں زندگی کی خوشیوں کا ذکر کرنا چاہتی ہوں یہ زندگی کبھی

جواب عرض

جواب عرض 34 فروری 2013

خاموش محبتیں

تو کسی کی جھولی میں اتنی خوشیاں بھر دیتی ہے کہ انسان خوشیاں سنبھال نہیں پاتا اور کبھی یہ زندگی اتنے دکھ دیتی ہے کہ انسان مرنے کی تمنا کرنے لگتا ہے مگر اسے اپنی نہ سہی۔ اپنوں کی خوشیوں کیلئے جینا پڑتا ہے میں یہ نہیں کہتی کہ انسان کو زندگی میں دکھ کی دھلے ہیں ہاں خوشیاں ملتی ہیں مگر کبھی بھی ان خوشیوں کی معیاد بہت کم ہوتی ہے خوشیاں آتی ضرور ہیں انسان کی زندگی میں مگر وہ اپنی معیاد پوری کرنے کے بعد انسان کو غموں کے حوالے کر کے رخصت ہو جاتی ہیں ہر انسان خوش قسمت نہیں ہوتا کہ خوشیاں کھڑی اس کے دروازے پر دستک دے رہی ہوں اور وہ انہیں اندر آنے کی اجازت نہ دے انہیں باہر دروازے سے رخصت کر دے ہاں یہ سچ ہے کہ انسان اپنی قسمت خود سونپتا رہے اور بگاڑتا ہے چاہے تو وہ خوشیوں کو اندر آنے کی اجازت دے دے چاہے نہ دے مگر شاید دنیا کا کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہوگا کہ وہ چاہے اس کی زندگی سے خوشیاں دور رہیں کیونکہ انسان خوشیوں کی جگہ غموں کو نگلے لگائے گا ہاں مگر کبھی بھی حالات کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ انسان چاہے کبھی اپنی زندگی میں خوشیوں کو آنے کی اجازت نہیں دے سکتا حالانکہ خوشیاں اس انسان کے ایک اشارے کی منتظر ہوتی ہیں وہ آگسٹ لائے بیٹھی ہوتی ہیں کہ کب وہ شخص اشارہ کرے اور ہم اس کی زندگی میں داخل ہوں جن کے لیے ہمیں خدا نے بھیجا ہے مگر ہم انہیں اپنی زندگی میں شامل نہیں کر پاتے اور ہمیشہ کیلئے دکھوں کو نگلے سے لگا لیتے ہیں کن کے لیے؟ یہاں یہ بھی ایک سوال اٹھتا ہے آخر انسان ایسا کیوں کرتا ہے اس کی کیا مجبوری ہوتی ہے کیوں وہ آگے بڑھ کر ان خوشیوں کو نگلے سے نہیں لگا سکتا۔ شاید خود کی نہیں اپنوں کی خوشیوں کے لیے ہاں ازل سے ہی ایسا ہوتا آیا ہے کہ انسان اپنوں کی خوشیوں کے لیے خود کی خوشیوں کو قربان کرتا آیا ہے اور آج تک کر رہا ہے کبھی بھی حالات کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ہمیں خود کی اور اپنوں کی خوشیوں میں سے کسی ایک کو چننا پڑتا ہے تو اکثر ہمیں بلکہ بیشتر لوگ اپنی خوشیوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنوں کی خوشیوں کو چھتے ہیں حالانکہ ہم اچھی طرح جانتے ہوتے ہیں کہ ان خوشیوں کے ساتھ ہماری زندگی جوڑی ہے اگر ہماری زندگی میں یہ خوشیاں نہیں تو کچھ بھی نہیں سب جانتے ہوئے بھی انسان کو خود کیلئے خوشیوں کی بجائے آہوں، سسکیوں کو چننا پڑتا ہے صرف اپنوں کی خوشیوں کی خاطر وہ اپنے جن کی آنکھوں میں ہم ذرا بھی آنسو نہیں برشت کر سکتے ہاں میں آج آپ کی بہن اے آرا حیلہ منظر، ایک بایوں کہہ لو ایک نہیں دو عورتوں کی ایسی داستان لے کر حاضر ہوئی ہے۔

دو عورتیں دونوں نے اپنوں کی خوشیوں کی خاطر اپنی خوشیوں کا گلہ کھونٹ دیا۔ ایک عورت جس نے اپنوں کی خوشی کی خاطر ہر قربانی دی دکھ سہے مگر کبھی اپنوں کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دیئے ایک وہ عورت جس نے اپنی خوشی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنوں کی خوشیوں کو ترجیح دی وہ محبت جو اس کا سب کچھ تھی جس محبت سے اس کی ہر خوشی جڑی تھی زندگی نے اسے ایسے حالات پر لا کھڑا کیا جہاں اسے اپنی محبت کا گلہ گھنٹ کر اپنوں کی خوشیاں چننا پڑیں وہ اپنے جو اسے جان سے بھی چھوڑا ہے تھے اور اس کی محبت ہمیشہ کیلئے اس کے دل میں خاموش محبت تھوڑی بن کر رہنے لگی۔ مگر شاید اس کی محبت جتنی بھی زندگی کو اس پر نرم آگیا تو اچانک سے اس کی زندگی میں خوشیاں لوٹ آئیں اس کی محبت کی صورت میں اسی لیے تو میرا کہنا ہے کہ زندگی ہے تو محبت ہے اور اگر محبت ہے تو زندگی ہے اور ان دونوں کے ساتھ ہونے سے ہی انسان کی زندگی میں خوشیاں ہیں اگر دونوں ساتھ نہیں تو خوشیاں کہیں بھی نہیں۔

آلی ہوپ قارئین آپ اس کہانی کو پڑنے کے بعد خود ہی ہو گئے کہ ہاں کبھی کبھی ہمیں خود کی خوشیوں کو قربان کر کے اپنوں کی خوشیوں کو چننا پڑتا ہے قارئین سب سے پہلے میں آپ سب قارئین کو دل کی گہرائیوں سے سلام کہتی ہوں سب لوگوں کو جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں جو مجھے اور لکھنے کا حوصلہ دیتے ہیں کس کس کا نام لکھوں، چلو ایسا کرتی ہوں میں کسی کا نام نہیں لکھوں گی کیونکہ اگر کسی کا نام سب ہو گیا تو آپ کہو گے کہ ہم راحیلہ کی تحریروں کو لایک کرتے ہیں مگر اس نے ہمارا نام نہیں لکھا ہمارا شکریہ ادا نہیں کیا ہاں کچھ لوگوں نے اس کا شکوہ بھی کیا اس لیے میں سوری کرتی ہوں جن کا میں شکریہ ادا نہیں کر سکی۔ مگر آج میں سب کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جن لوگوں نے میری گزشتہ کہانیوں اور اب تک کی شائع

ہونے والی شاعری کو پسند کیا ہے بی بیوی آپ سب کو یقین نہیں آئے گا جب آپ قارئین کے خطوط پڑھتی ہوں تو دل کو بہت خوش ہوتی ہے کبھی کبھی تو یہ آنکھیں بھی بھراتی ہیں مگر پھر آپ سب کا پیار اور چاہیں پڑھ کر آنسو خود ہی سوکھ جاتے ہیں جب خوشی رشتوں سے اعتبار رکھتا ہے تو فرضی رشتوں پر یقین کرنے کو دل نہیں چاہتا مگر آپ سب کے خطوط پڑھ کر بلکہ ہم جواب عرض کے قارئین کا پیار دیکھ کر لگتا ہے شاید دنیا میں فرضی رشتوں میں محبت موجود ہے یہ الگ بات ہے کہ اپنے خون کے رشتوں نے بہت چوڑی پہنچائی ہیں میں اپنی گزشتہ سنواری دل کے ارمان کے بعد ایک اور سنواری لے کر اس محفل میں حاضر ہوئی تھی مگر وہ اب تک شائع نہیں ہوئی ہے اور پھر اس کے بعد آج یہ سنواری لے کر حاضر ہوئی ہوں یہاں میں آپ کو ایک بات بتاتی چلوں ایک سنواری شائع ہوئی محبت کے اس پار وہ میں نے نہیں لکھی اتفاق سے اس راسخ صاحبہ کا نام بھی راحیلہ نکلا اور آپ لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ سنواری میں نے یعنی اے آرا حیلہ منظر لکھی ہے مگر دوستو میں کفرم کر دوں کہ وہ میں نے نہیں لکھی وہ کسی اور نے لکھی ہے اور ساری مبارکباد مجھے دے دی ہاں خوشی ہوئی مگر سب مبارک باد میرے حصے کی نہیں تھی وہ تو میری ہم نام کے حصے کی تھی ہاں تو ہم نام بہن جی سب سے پہلے تو اچھی سنواری لکھنے پر مبارکباد دیتی ہوں اور جو قارئین نے غلطی سے میرے نام کی وہ بھی آپ کے نام کرنی ہوں مگر ہم نام بہن اس میں سب کی کیا غلطی ہے آپ کو چاہیے تھا نہ کہ آپ اپنا پورا نام لکھ کر بھیجیں آپ نے صرف مس راحیلہ لکھا اس سے تو کسی کو بھی غلطی لگ سکتی ہے خیر آئندہ دھیان رکھیے گا کہ جب کبھی کوئی سنواری یا تحریروں کو اپنا پورا نام لکھ کر بھیجو بمعہ فادر اور شی کے نام کے ساتھ۔ آئی ہوپ ہم نام بہن آپ آگے خیال رکھو گی تاکہ قارئین کو غلطی نہ لگے اور یاد رہے کہ دو الگ الگ لوگ ہیں ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ میں نے دل کے ارمان کے بعد، ایک اور سنواری لکھی تھی بعنوان پیاری ماں جو میں نے اپنی حالات زندگی کے بارے میں لکھی تھی کیونکہ بہت سے قارئین میرے بارے میں جاننا چاہتے تھے مگر افسوس آج اسے بڑھ سال ہونے کو آ گیا ہے مگر اسے ابھی تک جواب عرض میں جگہ نہیں ملی کیونکہ میں اس کی وجہ نہیں جانتی شاید میری سنواری جواب عرض کے معیار پر پوری نہ اتری ہو یا شاید کوئی اور وجہ ہو سکتی ہے اب تو شہزادہ انکل بھی ہمارے بیچ نہیں رہے جن سے ریکویسٹ کروں کہ پلیز میری سنواری کو شائع کیا جائے کیونکہ میں نے سنواری اپنی ماں کے اصرار پر لکھی تھی جس میں میں نے اپنی ماں کی زندگی کے بارے میں لکھا تھا میری ماں چاہتی تھی کہ کیسے خون کے رشتے اکیلا چھوڑ جاتے ہیں، در در کی شکوکیں کھانے کے لئے مگر ماں تو ماں ہوتی ہے ماں کچھ بھی کر گزرتی ہے بھیک مانگنا پسند کر لیتی ہے مگر اپنے بچوں پر کبھی آنچ نہیں آنے دیتی۔ بس یہی بتانے کی چھوٹی سی کوشش کی تھی مگر نہ جانے وہ جواب عرض کے آس میں ہیں دب کر رہ گئی ہے نا جانے اس کی کب باری آئے گی اب شہزادہ انکل تو رہے نہیں میں آتش بھائی سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ میری سنواری کو شائع کر کے ایک ماں کی خواہش کو پورا کیا جائے میں آپ کی بہت شکر گزار رہوں گی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بلکہ کچھ نہیں بلکہ سارے مرد حضرات یہی کہتے ہیں کہ فون نمبر شائع کیا جائے ای میل ایڈریس شائع کیے جائیں مگر میں تو یہی کہتی ہوں کہ نہیں یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔

دوستو پہلے ہی اس فون انٹرنیٹ نے زندگی کو اتنا برا بنا دیا ہے جہاں پہلے ہر کام ہاتھوں سے لکھ کر تحریر کی شکل میں ہوتا تھا ہاں اب اس کی جگہ فون ای میل اور میسج نے لے لی ہے مگر جواب عرض کی شکل میں ہم آج بھی قلم کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے ہیں کبھی کبھی مجھے بہت ہنسی آتی ہے جب ہمارے گھر کے بچے مجھ سے کہتے ہیں کہ راحیلہ آپ کی سکول جاتی ہو جب میں کہتی ہوں کہ نہیں تو وہ الٹا پھر سوال کر دیتے ہیں کہ آئی تو پھر آپ کیوں لکھی رہتی ہیں لکھتے تو وہ ہیں جو سکول جاتے ہیں تو میں ان سے کہتی ہوں کہ جب تم سب بڑے ہو جاؤ گے تو تم کو پتہ چلے گا کہ میں کیا کہتی ہوں۔ یقین ماننے جب قلم اٹھا کر جواب عرض کے قارئین کے لیٹر کے جواب ان کا شکریہ ادا کرنے کیلئے لکھتے بیٹھتی ہوں، بلکہ نہ صرف میں آپ سب بھی جب بیٹھتے ہوں گے تو بہت خوشی ہوئی ہوگی کیونکہ ای میل انٹرنیٹ فون میسج سے وہ خوشی نہیں

ملتی جو لیکھ کر ملتی ہے اور پھر جب ان کا شائع ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے تو اس کا بھی ایسا ہی مزہ ہوتا ہے ہاں اگر آپ سب چاہتے ہیں کہ فن نمبر شائع کیے جائیں تو آپ سب ٹھیک ہی کہتے ہوں گے مگر کبھی کبھی لوگ اس سے غلط کام بھی لینے لگ جاتے ہیں یہی کچھ دوستوں کے ساتھ بھی ہوا کہ انہیں میرا نام لے کر تنگ کیا جاتا ہے کہ ہم راحیلہ منظر بات کر رہی ہیں سوای لیے جہاں فن نمبر شائع ہونے کے فائدے ہیں وہاں نقصان بھی ہیں۔

اگر پھر بھی آپ بڑے چاہتے ہیں تو ہم چھوٹوں کو آپ کی بات کا احترام کرنا پڑے گا ہاں میرے پاس بھی سب قارئین کے نمبر نوٹ ہیں جن جن کے شائع ہوتے تھے مگر میں نے کبھی کسی کو کنٹیکٹ نہیں کیا مجھے لکھ کر جواب دینا زیادہ اچھا لگتا ہے آخر میں پھر سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ یہ سنوڑی پڑھ کے ضرور بتائیے گا کہ کہاں تک لکھنے میں کامیاب ہوئی اگر بری لگے تو بلا جھجک کہہ دیں کیونکہ کچھ لوگوں کو دل کے ارمان بھی کوئی ناول یا افسانہ لکھنے میں اور شاید یہ بھی لگے وہ کیا ہے نا جس کہانی میں اینڈ ہیرو اور ہیروئن مل جائے وہ سب کو ناول ہی لگتی ہے کیونکہ حقیقت میں تو کوئی ملنے سے رہا۔ اسی لیے ہم کو صرف ایسی سنوڑی ناول اور افسانہ ہی لگتی ہے وہ اس لیے کہ آج کل کے دور میں صرف ناول میں ہی محبت ملتی ہے ورنہ کہاں حقیقت میں دودل ملتے ہیں میں آپ لوگوں سے جھوٹ نہیں بولوں گی یہ سنوڑی فرضی ہے اور کسی ہے یہ تو آپ سب پڑھنے کے بعد ہی بتائیں گے جس کا مجھے شدت سے انتظار رہے گا اور ہاں اتنی دیر تک سنوڑی کی بزم سے دور رہی اس کے لیے دل سے سوری کہتی ہوں مگر کیا کروں دل کے ارمان اور پیاری ماں لکھنے کے بعد حالات ہی کچھ ایسے تھے کہ کچھ لکھنے کو جی نہیں چاہتا تھا ہر وقت یہ ڈر لگا رہتا تھا کہ نجانے یہ زندگی ہمارے ساتھ اور کیا کھیل کھیلنے والی ہے مگر اب سب کچھ ٹھیک ہے کیونکہ میری ماں نے حالات کا ڈر کر مقابلہ کیا ہمیشہ کی طرح اور زندگی پھر سے اپنی ڈگر پر چل نکلے جب میری سنوڑی پیاری ماں شائع ہوئی تو آپ کو سب پڑھنے کو ملے گا کہ زندگی کیا کیا کھیل کھیلتی ہے ہماری زندگیوں کے ساتھ دعا کرتی ہوں جلد شائع ہو جائے اور تھوڑی دوری میری اپنی مصروفیات ہوتی ہیں آج کل کی تیز ترین لائف میں ایک اکیلے انسان ایک اکیلی جان کے لیے سب کچھ سچ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے گھر یلو مصروفیات کے ساتھ ساتھ یہ سب کام لکھنا لکھنا بہت مشکل سے سچ کرتی ہوں گھر کے کام چھوڑ دیتی ہوں اسی سے ڈانٹ بھی پڑتی ہے مگر پھر بھی جواب عرض ساتھ ساتھ ہوں اور رہوں گی کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ کاش میری ایک بڑی بہن ہوئی تو کبھی اتنی دوری نہ رہتی جواب عرض سے خیر اب جو بھی ہے میں ہمیشہ جواب عرض کے ساتھ ہی رہوں گی یہ میرا خود ہے آپ لوگوں سے وعدہ ہے میں جواب عرض اور آپ سب کو کبھی نہیں بھولوں گی اور آپ بھی اپنی اس ناچیز بہن کو یاد رکھیے گا اور اپنی رائے سے نوازتے رہیے گا کیونکہ آپ کے خطوط پڑھ کے ہی اور لکھنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے آپ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ کتنا بور کر رہی ہوں آپ سب کو اپنی بورنگ باتوں سے چلو اب اور نہیں کرتی آتے ہیں اصل کہانی کی طرف خاموش محبتیں ہاں میں نے اس سنوڑی کا نام خاموش محبتیں رکھا ہے اپنی اس فلم سے خاموش محبتوں کو لفظوں میں پردہ کہاں تک لکھنے میں کامیاب ہوئی ہوں ضرور بتائیے گا انتظار رہے گا۔ خدا حافظ سب قارئین، ریڈرز، رائٹر اینڈ سٹاف جواب عرض سب ہمیشہ خوش رہیے اس ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں۔

ہر	موز	پر	ایک	نا	زخم	دیتی	ہے	زندگی	کیوں؟
ہر	موز	پر	ایک	سوال	چھوڑ	جاتی	ہے	زندگی	کیوں؟
بے	زندگی	بھی	کیا	عجیب	شے	ہے	زندگی	کیوں؟	راحیلہ
بس	روتے	روتے	گزر	جاتی	ہے	زندگی	کیوں؟		

ماہی اشودیکھو پور سے 8 بج گئے ہیں آج کا جی نہیں جانا کیا؟ جلدی اٹھو باہر دادی، بڑی امی اور رضی ڈانٹنگ ٹیبل پر ویٹ کر رہے ہیں۔ ماہی کا اصل نام ماہم تھا پر پیار سے سب اسے ماہی کہتے تھے شرمین ماہی کی بڑی بہن بھی وہ پچھلے

ایک گھنٹے سے ماہی کو چگانے کی کوشش کر رہی تھی مگر ماہی تو جیسے اس دنیا میں ہے ہی نہیں وہ کب اٹھنے والی تھی اور یہ اس کا آج کا ہی نہیں روز کا معمول تھا پیاری شرمین اسے جگا جگا کر تھک جاتی تھی مگر ماہی کے کانوں تک جوں تک نہ رینگتی تھی پھر شرمین کو اپنا پانا فارمولا یوز کرنا پڑتا تھا کہ ماہی اٹھتی تھی آج بھی شرمین نے وہی کیا جو وہ روز کرتی تھی..... بڑی امی، آپ آپ یہاں، آپ یہاں کیوں آئی میں ماہی کو چگا ہی رہی تھی دیکھو ماہی اب تو اٹھ جاؤ بڑی امی خود آگئی ہیں تمہیں چگا نکلیا بڑی امی اتنا سننا تھا کہ ماہی جھٹ سے اٹھ کر بیٹھ گئی، کہاں ہے بڑی امی کہاں ہیں بڑی امی وہ انکھیں ملتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جبکہ شرمین کا ہنسی سے برا حال ہو رہا تھا بولی اب آیا نہ اونٹ پہاڑ کے نیچے جب ماہم نے اچھی طرح یقین کر لیا کہ بڑی امی نہیں ہے تو اس نے غصے سے شرمین کی طرف دیکھا کہ شرمین کی پتی تمہیں چھوڑوں گی نہیں ماہم نے شرمین کو کشنا تھا کر دے مارا مگر شرمین نے وہ کشن کچھ کرتے ہوئے کہا کہ تم بھی تو اٹھنے کا تاہم نہیں لیر ہی تھی تو مجھے اپنا پانا فارمولا یوز کرنا پڑا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ بڑی امی کا نام صبح صبح من کے میری جان نکل جاتی ہے ہاں تو پھر اٹھ جایا کرو نا صبح جلدی..... اتنے میں رضا اندر داخل ہو اور رضا ماہم اور شرمین کا بھائی تھا سب اسے بھی پیار سے رضی کہتے تھے وہ آتے ہی بولا ارے یہ صبح صبح جنگ لڑی جا رہی ہے مجھے کیوں نہیں بتایا ماہم نے رضی کو بھی کشن دے مارا، رضا نے کشن پکڑتے ہوئے کہا کہ پیاری سسزیہ جنگ ہم رات کو لڑیں گے اس وقت بڑی امی تم دونوں کا ویٹ کر رہی ہے وہ بہت غصے میں ہیں 45 منٹ رہ گئے ہیں آپ اپنی آپ تو ماہی کو چگانے آتی تھیں اور آپ بھی..... اور یہ ماہی کی پتی کب نہ روز ہمیں ڈانٹ پڑوا رہی ہے اور آج بھی بڑی امی بہت غصے میں ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ ماہی کی جان نکل گئی اور جلدی سے اٹھ کر دواش روم میں گھس گئی اور اگلے 10 منٹ کے اندر وہ ڈانٹنگ ٹیبل پر تھی جہاں بڑی امی، یعنی عالیہ بیگم کا غصہ اس کا منظر تھا یہ حال ماہی کا روز ہی ہوتا ماہی ماہم نہیں اٹھتی تھی اور روز عالیہ بیگم کی ڈانٹ سننا پڑتی تھی عالیہ بیگم نے ایک نظر گھور کر ماہی کی طرف دیکھا تو اس کے ہاتھ سے سچ بھی نیچے گر گیا جبکہ شرمین اور رضی کی ہنسی نکل گئی پر جیسے ہی عالیہ بیگم نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے جلدی جلدی ناشتہ کار شروع کر دیا پھر عالیہ بیگم ماہم سے مخاطب ہوئی تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ ماہم پر اٹھ جایا کرو آج بھی تم کتنی لیٹ ہو دیکھو ماہی اب تم پتی نہیں ہو پورے 21 سال کی ہو گئی ہو مجھے روز روز تمہیں ڈانٹنا چاہی نہیں لگتا، ماہی نظریں پتی کیے کھانے میں مصروف تھی ماہی میں تم سے بات کر رہی ہوں تمہیں کچھ کہہ رہی ہوں ماہی نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا ہاں بڑی امی میں سن رہی ہوں پھر عالیہ بیگم تھوڑے پیار سے بولی دیکھو ماہی تم سنتی تو روز ہی ہو مگر اس پر عمل کب کر دو گی ذرا یہ بھی بتا دو ہم سب کو تاکہ ہم اس دن کو کیلی بریٹ کر سکیں کہ جب تم ماہم پر خود سے تیار ہو کر آؤ گی اب عالیہ بیگم کے لہجے میں قدرے پیار تھا تو ماہی کی جان میں جان آئی وہ جانتی تھی کہ عالیہ بیگم اس سے بہت پیار کرتی ہے نہ صرف اس سے بلکہ وہ رضا اور شرمین اور ماہی تینوں سے بہت پیار کرتی ہے اس نے تینوں میں بھی کوئی فرق نہیں کیا کیونکہ وہ تینوں اس کی مرحوم بہن، اور بیٹی کی نشانیاں جو تھے۔

ماہی عالیہ بیگم کی اس کمزوری کا فائدہ ضرور اٹھاتی تھی وہ جانتی تھی کہ عالیہ بیگم اسے کبھی زیادہ ڈانٹ ہی نہیں سکتی ماہی تھی اور اس نے اپنی دونوں بانہیں عالیہ بیگم کے گلے میں ڈال دیں میری پیاری اینڈ سویت بڑی امی کل سے ایسا نہیں ہوگا پروس کے والد پروس عالیہ بیگم نے ہمیشہ کی طرح ماہی کے ماتھے پر بوسہ دیا اور بولی خوب مسکا لگا جاتی ہوا پتی بڑی ماں کو..... ماہی کو اچانک سے شرارت سوچھی رضا اٹھ کر اپنے کمرے میں گیا تو ماہی بولی پتہ ہے بڑی امی میں تو روز رضی بھیا سے کہتی ہوں کہ اب اپنے روم میں چلے جاؤ ہمیں سونا ہے پر رضی بھیا رات کو بہت دیر تک جگائے رکھتے ہیں اس لیے صبح کو جلد اٹھ نہیں پاتی۔ رضا جو ماہم کے بالکل سر پر کھڑا تھا اس نے آنکھوں سے شرمین کو نہ بتانے کا اشارہ کیا اور بولا اچھا تو میری غیر موجودگی میں میری شکایتیں ہو رہی ہیں رک تمہیں میں ابھی بتاتا ہوں تمہیں کیا لگا کہ تم یوں بڑی امی سے میری شکایتیں لگاؤ گی اور مجھے پتہ بھی نہیں چلے گا۔ اس سے پہلے کہ رضی ماہی کو مارتا وہ بھاگ گئی بڑی امی میں 5 منٹ میں اپنا

سجیدگی سے جواب دیا شاید یہ میرے نصیب میں نہیں تھا کہ میں ایک وکیل بنوں، جو قسمت میں ہوگا دیکھا جائے گا عالیہ ایک بات کہوں اگر تمہاری زندگی میں کوئی ایسا آجائے جو شادی کے بعد تمہیں پڑھنے کی اجازت دے دے عالیہ نے کہا ایسا ناممکن ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اگر میرا شوہر مجھے اجازت دے بھی دیتا ہے تو اس کے گھر والے کبھی نہیں مائیں گے کہ ان کی بہوشادی کے بعد یوں کالجوں میں پڑھے اس طرح باتوں باتوں میں دن گزر گیا۔

دوسرے دن عالیہ نے جب رات کو پڑھنے کے لیے اپنی کس اٹھائی تو ان میں ایک تہہ کیا ہوا ورق تھا جس پر عالیہ کا نام لکھا تھا عالیہ نے ورق کو کھولا جیسے جیسے پتھر پر کو پڑھتی گئی دیے دیے اس کی آنکھیں بھیکی گئیں وہ سجاد احمد کا لیٹر تھا جس میں اس نے عالیہ سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا لکھا تھا عالیہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں تم سوچ رہی ہو گی کہ میں نے تمہیں بتانے میں اتنی دیر کیوں لگادی مجھے ذرا رہا کہ کہیں تم مجھے ٹھکرا نہ دو عالیہ میں تمہارے سپنوں کے بیچ میں نہیں آتا چاہتا تھا تم نے کل مجھے جو بتایا وہ سننے کے بعد مجھے تم پر اپنی خاموش محبت کا راز افشاء کرنا پڑا میں نہیں جانتا کہ تمہارے دل میں میرے لیے کیا ہے پر میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنا بتا چاہتا ہوں میں تمہاری ہر خواہش پوری کرنا چاہتا ہوں شادی کے بعد تم جتنا چاہو پڑھ سکتی ہو میں کبھی تمہارے سپنوں کے بیچ نہیں آؤں گا میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور اگر تمہاری طرف سے پاں ہے تو کل کو کالج آ کر مجھے بتا دینا لیٹر پڑھ کر عالیہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی کہ جیسے وہ ہنستا تھا جیسے وہ محبت کرتی تھی وہ بھی اسے چاہتا ہے وہ بھی اس سے محبت کرتا ہے اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اس نے آج تک اپنے ابو سے کوئی بات نہیں چھپائی تھی تو اپنی زندگی کا اتنا بڑا راز کیسے چھپا سکتی تھی وہ انھی اور اس نے لیٹر کو تہہ کر کے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا پھر وہ کچن گئی دودھ کا گلاس تیار کیا اور اپنے ابو کے کمرے میں چلی گئی ابو جان کیا آپ نے میڈیسن لے لی ہے نہیں بیٹا ابھی تک تو نہیں لی مجھے پتہ تھا ابو کہ نہیں لی ہوئی اسی لیے تو آئی ہوں پھر عالیہ نے اپنے ابو کو میڈیسن دی۔ پھر وہ پاس ہی بیٹھ گئی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے بتائے کیا بات ہے کچھ کہتا ہے بیٹا نہیں ابویا تو کوئی بات نہیں ہے تو پھر بیٹا تمہارے چہرے پر پریشانی کیسی ہے ضرور کوئی بات ہے جو کہنا چاہتی ہو اور بتاؤ بیٹا بے خوف ہو کر بتاؤ عالیہ نے ڈرتے ڈرتے بتایا کہ ابو میں کسی کو پسند کرتی ہوں عالیہ کے ابو نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے عالیہ کا چہرہ اپنی طرف کیا اور تھوڑا غصے سے بولے عالیہ یہ کیا کہہ رہی ہو تم جانتی ہو نا کہ تمہاری شادی ہونے والی ہے تو پھر یہ سب کیا ہے عالیہ ایک دم ڈر گئی عالیہ کے ڈرے چہرے کو دیکھ کر عالیہ کے ابو کی ہنسی نکل گئی عالیہ بھی سوالیہ نگاہوں سے اپنے ابو کو دیکھ رہی تھی نہیں اتنی ہی بات تھی بیٹا اور تم بتانے سے ڈر رہی تھی میری بات ہمیشہ یاد رکھنا بیٹے جب بھی کوئی بات دل میں ہو تو اسے کسی سے کہنا ہو ورنہ اس سے کہہ دو نا کہ بعد میں دیر ہو جائے۔ اور تمہیں پچھتا نا پڑے عالیہ خوشی سے اپنے ابو کے گلے لگ گئی اچھا میری جان اب یہ تو بتاؤ کہ کون ہے وہ کیا کرتا ہے اس کا نام کیا ہے تب عالیہ نے لیٹر اپنے ابو کو دکھایا لیٹر پڑھنے کے بعد عالیہ کے ابو نے کہا اور تو یہ بات ہے میں نے کہا نا بیٹا کہ کسی سے کوئی بھی بات زیادہ دیر تک نہ چھپاؤ اور جب باتیں دل کی ہوں تو ذرا بھی دیکھیں کرنی چاہیے اب خود ہی دیکھ لو اگر اب ذرا بھی دیر ہو جاتی تو تم کل سجاد کو اپنی شادی کے بارے میں نہ بتاتی تو وہ تم سے کبھی بھی اپنی محبت کا اظہار نہ کرتا اور تم بھی تو پاگل کی پاگل ہو کر تمہاری شادی کہیں اور ہو جاتی تو کیا ہوتا پر بیٹا ابھی بھی دیکھیں ہوئی تم کل کو اسے سب سچ سچ بتا دو اور سجاد سے کہنا کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں عالیہ خوش خوش اپنے کمرے میں واپس لوٹ آئی وہ بہت خوش تھی اسے زندگی کی اتنی بڑی خوشی جو ملنے والی تھی۔

صبح سجاد بہت بے چینی سے عالیہ کا انتظار کر رہا تھا جب عالیہ آئی تو وہ دور سے ہی اسے دیکھ کر مسکرایا مگر عالیہ اس کی مسکراہٹ کو انور کر کے چلی گئی وہ سیدھا شام کے پاس گئی سجاد بھی اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا عالیہ جانتی تھی کہ سجاد اس کے پیچھے آ رہا ہے اس نے جان بوجھ کر شام سے کہا تھا یہ نہیں کچھ لوگ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں اگر ان کے ساتھ ذرا بھی ہنس کر

جواب عرض

جواب عرض 42 فروری 2013

خاموش محبتیں

بات کر لی جائے تو وہ کیا کیا سمجھتے ہیں عالیہ کی بات سن کر سجاد ہی رک گیا جبکہ عالیہ آگے سے ہنس رہی تھی جبکہ عالیہ نے شام کو پہلے ہی سب کچھ بتا دیا تھا وہ صرف سجاد کو تھوڑا شک کرنا چاہتی تھی وہ اسے اس کی غلطی کی سزا دینا چاہتی تھی جو اس نے اسے دیر سے بتایا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے صبح سے باف ٹائم تک عالیہ سجاد کو انور کرتی رہی اس کی طرف دیکھا تک نہیں اب عالیہ سے سجاد کی ایسی حالت دیکھی نہیں جاری تھی شام بس میں جاری ہوں سجاد کو سب بتانے اور وہ انھی اور سجاد کی طرف جانے لگی مگر درمیان میں ایک کلاس فیلو آئی عالیہ نے ذرا اس سے بات کی پھر جب اس نے سجاد کی طرف دیکھا تو وہ اپنی سیٹ پر نہیں تھا کہاں چلا گیا وہ دونوں اسے ڈھونڈنے لگیں۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ آئیں لگیا کشین میں سب سے الگ ایک نیبل پر بیٹھا تھا وہ دونوں چپ چاپ جا کر اس کے نیبل پر بیٹھ گئیں دونوں کو دیکھ کر سجاد اٹھ کر جانے لگا شام نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر بٹھالیا سجاد بیٹھو عالیہ نے تم سے کچھ بات کرنی ہے پر شام اس سے کہہ دو کہ مجھے اس سے کوئی بات نہیں کرنی کیوں بھی کیوں نہیں کرنی اور جب بات تم دونوں کی ذات سے جڑی ہوئی ہو تو بھی نہیں کرنی کیا بات کر رہی ہو شام وہ میری ذات کا بھی کچھ نہیں سمجھتی جیسے میں سمجھنے لگا تھا تو عالیہ بول اٹھی تو اگر کوئی تمہیں اپنی ذات کا حصہ بنانا چاہے تو اگر کوئی تم سے اپنی خاموش محبت کا اقرار کرنا چاہے تو بھی نہیں سنو گے سجاد کا حیرت سے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ عالیہ کیا کہہ رہی ہے ارے اب منہ بند کر کے بیٹھ بھی جاؤ پھر نہ کہنا کہ کیا اندر چلی گی ہیں دونوں ہنس پڑیں اچھا عالیہ تم دونوں باتیں کرو میں تھوڑی دیر بعد آتی ہوں شام چلی گئی دونوں نیبل پر خاموشی سے بیٹھے تھے آخر سجاد نے ہی اس خاموشی کو توڑا ادبولا اگر بیٹی بات تھی تو جو صبح سے چل رہا ہے وہ کیا تھا تو ایک چھوٹا سا مذاق تھا کیا عالیہ یہ چھوٹا سا مذاق تھا کسی کی جان بھی تو جا سکتی تھی پھر عالیہ نے سجاد کو سب کچھ بتایا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے پھر اس نے بتایا کہ سجاد ابو جان تم سے ملنا چاہتے ہیں کیا مگر ابو کیوں وہ میں نے رات کو ابو کو سب کچھ بتا دیا تھا ہماری شادی کے سلسلے میں وہ تم سے بات کرنا چاہتے ہیں اچھا تو پھر ملنا ہی پڑے گا دونوں بہت خوش تھے اتنے میں شام آگئی اور ابو بھی کیا ہم بھی آپ کی اس خوشی میں شریک ہو سکتے ہیں پھر سجاد کھانے کا آرڈر کرتا ہے۔

دوسرے دن سجاد عالیہ کے ابو کے سامنے بیٹھا تھا میں کیوں عالیہ کی شادی کرنا چاہتا ہوں یہ تو تمہیں عالیہ نے بتایا ہی ہوگا نجائے کب یہ سائیں رک جائیں نہیں انکل پلیز ایسا مت کہیں اللہ آپ کو بہت زندگی دے۔ مگر بیٹا ہونا تو وہی ہے جو منظور خدا ہوگا اچھا چھوڑو ان باتوں کو آج خوشی کا موقع ہے میرا ہونے والا داماد پہلی بار ہمارے گھر آیا ہے ارے عالیہ کچھ کھانے کیلئے لاؤ عالیہ اٹھ کر چلی گئی بیٹا تمہارے گھر میں کون کون ہے کہاں رہتے ہو انکل میرے امی ابو نہیں ہیں وہ وفات پا گئے ہیں میرا ایک بڑا بھائی ہے شاد احمد اس کی شادی ہو چکی ہے بڑے بھائی میری شادی کرنا چاہتے تھے پر میری خواہش تھی کہ میں ایک وکیل بنوں اس لیے اب تک شادی نہیں کی..... اچھا بیٹا کیا شادی کے بعد تمہارے گھر والے عالیہ کو پڑھنے کی اجازت دے دیں گے ہاں انکل ضرور دیں گے یہ سب آپ مجھ پر چھوڑ دیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں عالیہ ایک دن وکیل ضرور بنے گی مگر میری اک شرط ہے انکل آپ ابھی یہ سب کسی سے مت کہیے گا شادی کے بعد میں مناسب موقع دیکھ کر بھائی صاحب سے بات کروں گا اچھا بیٹا جیسے تم مناسب سمجھو۔ تو سجاد بیٹا کب جارہے ہو اپنے گھر والوں سے بات کر کے جی انکل کل کو ہی جارہا ہوں اور بہت جلد بڑے بھائی اور بھائی کو لے کر آؤں گا رشتے کی بات کرنے۔ سجاد کے چلے جانے کے بعد عالیہ کے ابو نے عالیہ کو گلے سے لگا لیا، بیٹا مجھے فخر ہے تم پر تمہاری پسنداب میں سکون سے مرکوں گا میرے بعد سجاد بہت خوش رکھے گا تمہیں پلیز ابو ایسا مت کہیے آپ کو کچھ نہیں ہوگا اچھا ابو میں ابھی آتی ہوں عالیہ کے جانے کے بعد اس کی آنکھوں سے دواؤں کے قطرے نکلے اور گالوں سے بہتے ہوئے پکڑوں میں جذب ہو گئے کیونکہ کل ہی ڈاکٹر نے اسے کہا تھا کہ اس کی بیماری لا سٹ سچ پر ہے اب کی بار پھر اس نے عالیہ سے یہ بات چھپائی تھی عالیہ بہت

جواب عرض

جواب عرض 43 فروری 2013

خاموش محبتیں

خوش تھی اتنی بری خبر سنا کے وہ اسے دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

دوسرے ہی دن سجاد اپنے گاؤں چلا گیا اس نے اپنے بھائی سے اور بھائی سے اس رشتے کی بات کی پر وہی سوا جس کا ذرا تھا جو خدشہ عالیہ کے ابو نے ظاہر کیا تھا کہ کیا تمہارے خاندان والے عالیہ کو بہو بنانے پر رضی ہو جائیں گے سجاد نے جب گھر والوں سے شادی کی بات کی تو نہ صرف گھر والے بلکہ سارے خاندان والے اس کے مخالف اٹھ کھڑے ہوئے مگر سجاد کی محبت سچی تھی اس کی تھوڑی سی کوشش کے بعد اس کے بھائی اور بھائی مان گئے جب عالیہ سے شادی کی اجازت مل گئی تو اس نے فوراً عالیہ کو خوشخبری سنائی اور کہا کہ کل میرے بھائی اور بھائی رشتے کی بات کرنے آرہے ہیں یوں کچھ دنوں بعد عالیہ اپنے دل میں لاکھوں ارمان لیے سجاد کے گھر بہو بن کے آگئی وہ بہت خوش تھی کیونکہ اسے ایک من چاہا جیون ساتھی چوٹ گیا تھا مگر جب اسے اپنے ابو کی بیماری یاد آئی تو رونے لگ جاتی تب سجاد اسے حوصلہ دیتا عالیہ کے یوں حویلی میں بہو بن کے آ جانے سے بظاہر تو سب خوش تھے مگر اندر سے خوش نہیں تھے کیونکہ باہر سجاد احمد کو بہت سے سوالوں کے جواب دینا پڑتے اور سجاد کی بھائی تو کبھی بھی حد ہی کر دیتی وہ باتوں باتوں میں عالیہ کو بہت برا بھلا کہہ دیتی کیونکہ اس کی فطرت ہی کچھ ایسی تھی اور عالیہ بیچاری کوئی جواب نہ دیتی اور سجاد احمد کی محبت اسے سب کچھ برداشت کرنے کا حوصلہ دیتی اسے حالات میں جب سجاد احمد نے عالیہ کے آگے پڑھنے کی بات کی تو ایک بھی نہ ختم ہونے والا طوفان اٹھ کھڑا ہوا سب خاندان والے کسی بھی صورت میں عالیہ کو آگے پڑھنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے ان کا کہنا تھا کہ شادی کے بعد لڑکیوں کو آگے پڑھنے کی ضرورت کیا ہے گھر کے کام ہی تو کرنے ہیں آج تک ہمارے خاندان کی کسی بہو نے یوں شادی کے بعد نہیں پڑا اس لیے عالیہ بھی نہیں جائے گی دوسری طرف سجاد احمد سے عالیہ کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں ہو رہے تھے اور پھر اس نے عالیہ سے وعدہ بھی کر رکھا تھا کہ وہ اس کا پسنا ضرور پورا کرے گا۔

نثار احمد نے کہا کہ اگر تم ہماری بات نہیں مانو گے تو اس گھر میں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے تم ہی حویلی چھوڑ کر جا سکتے ہو میں اپنے خاندان والوں کے سامنے اور ذلیل نہیں ہوتا چاہتا تھا جب کسی صورت میں نثار احمد نہ مانے تو سجاد نے گھر زمین کا جائیداد سب کچھ چھوڑ دیا کہا کہ اسے کچھ نہیں چاہیے اور وہ ہمیشہ کیلئے شہر آ گیا یہاں اس کا چچا گھر نہ تھا مگر عالیہ کے ابو نے جو پہلے سب عالیہ کے نام پر تھا اب سجاد کے نام کر دیا۔ اور اسے اپنے ساتھ گھر پر رکھ لیا مگر سجاد نہ مانا، وہ چاہتا تھا کہ وہ عالیہ کو خود گھر لے کر رکھے گا تو عالیہ کے ابو نے سجاد احمد کو سمجھایا کہ بیٹا میرا جو کچھ ہے سب عالیہ کا ہی، تو ہے اور عالیہ اب تمہاری ہے تو سب کچھ تمہارا ہی ہونا چاہتا تھا عالیہ کے اسرار پر سجاد مان گیا اور وہاں رہنے کی حامی بھری اور یوں دونوں نے اپنی زندگی کا آغاز نئے سرے سے کیا۔ ادھر عالیہ کے کزن دلاور کی بھی شادی ہو گئی وہ اپنی بیوی کے ساتھ ہمیشہ کے لیے امریکہ چلا گیا۔

پلک چمکتے ہی بیس سال کا عرصہ گزر گیا یہ بی بی نے چلا اس بیس سال کے عرصے میں بہت کچھ بدل گیا تھا شادی کے ایک سال بعد عالیہ کے ابو اسے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے اپنے ابو کی ڈیڑھ کے بعد عالیہ تو جیسے نوٹ ہو گئی ہوا مشکل دور میں سجاد احمد نے اسے سنبھالا پھر عالیہ نے اپنی ساری توجہ اپنی سٹڈی پر لگا دی وہ اپنے ابو کے سنے کو پورا کرنا چاہتی تھی بہت جلد وہ ایک کامیاب وکیل بن گئی جبکہ سجاد احمد نے اپنی تعلیم درمیان میں ہی چھوڑ دی تھی کیونکہ عالیہ کے ابو کی ڈیڑھ کے بعد ان کا بڑا سنبھالنے والا کوئی نہ تھا سجاد احمد نے سارے بڑس کو سنبھال لیا اور عالیہ نے اپنی تعلیم جاری رکھی اس بیس سال کے عرصے میں وہ نہ صرف ایک کامیاب وکیل بن گئی تھی بلکہ وکالت کے عہدے پر فائز ہو گئی تھی بس تھوڑے ہی عرصے میں وہ شہر کی جانی بچانی وکیل تصور کی جانے لگی اس کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا تھا مگر سجاد عالیہ بیگم اس بیس سال کے عرصے میں وہ نہ صرف ایک کامیاب وکیل بن گئی تھی بلکہ وہ ایک ماں بھی بن گئی تھی ان کی زندگی خوشیوں سے بھر گئی تھی جب ان کی زندگی میں ایک چاند سینا آیا اس کا نام انہوں نے رضا احمد رکھا آج وہ پانچ سال کا تھا وہ بھی اپنی ماں کی طرح

بہت لائق تھا ہر کلاس میں اول آتا تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی بڑا ہو گیا اس نے بھی اپنی سٹڈی پوری کی اور اپنے پاس سجاد احمد کے ساتھ بڑس جوائن کر لیا اور اب عالیہ بیگم اور سجاد احمد کی خواہش تھی کہ ان کے گھر میں بھی بہو آ جائے تو ان کا آگن ان کا گھر پورا ہو جائے یہی خواہش انہوں نے اپنے بیٹے کے سامنے رکھی تو اس نے خوش خوشی ہاں کر دی سجاد احمد اور عالیہ بیگم جانتے تھے آج کل کی جرنیشن کے بارے میں اس لیے انہوں نے رضا سے اس کی پسند پوچھی کہ اگر اسے کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دے پر رضا نے کہا نہیں مانا، پاپا مجھے کوئی بھی لڑکی پسند نہیں ہے آپ کو جو بھی لڑکی پسند ہو میرے لیے چن لیں کیونکہ میں جانتا ہوں ماں باپ بھی اپنی اولاد کے لیے برا نہیں سوچتے آپ کو جو بھی لڑکی میرے لیے چنیں گے وہ اچھی ہی ہوگی پر میری ایک شرط ہے شرط کا نام کن کر عالیہ بیگم اور نثار احمد دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ نجائے ان کا بیٹا کیا شرط رکھنے والا ہے ہاں بولو بیٹا کیا شرط ہے عالیہ بیگم نے پوچھا مجھے ایسی لڑکی چاہیے جو بالکل آپ کے جیسی ہو بس وہ وکیل نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ وکیل ہوئی تو آپ کی بہو کے پاس آپ کے بیٹے کے لیے کب نام ہوگا۔ بے شرم تمہیں ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی اس سے پہلے کہ عالیہ بیگم کچھ اور کہتی وہ بھاگ گیا دونوں بٹتے رہ گئے پھر سجاد احمد اٹھ کر جانے لگا تو عالیہ بیگم نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر بٹھالیا اور بولی آئی ایم سوری وہ کیوں سجاد احمد نے پوچھا۔ میں جانتی ہوں آپ کو مجھ سے بہت شکایت ہوگی کیونکہ میں اب آپ کو زیادہ نام نہیں دے پاتی پر میں بھی کیا کروں ایک تو کام کی ٹینشن ہوتی ہے اور دوسرا گھر کی ذمہ داریاں سجاد احمد نے عالیہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور بولا نہیں عالیہ مجھے تم سے کوئی بھی شکایت نہیں ہے بھلا مجھے کیوں تم سے شکایت ہوگی بلکہ میں تو خود سوچتا رہتا ہوں کہ شاید میں ہی بڑی ہو گیا ہوں اور تمہارے ساتھ زیادہ وقت نہیں دے پاتا دونوں بٹس پڑتے ہیں سجاد احمد جانتے ہو ناں ان کا کج کے دنوں کو ماں عالیہ سب جانتا ہوں کتنا اچھا ہوتا ہے وہ زمانہ جب کسی کی پردہ داری نہیں ہوتی کنڈھوں پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی نہ کام کی ٹینشن ہوتی ہے نہ گھر کی نہ بچوں کی ذمہ داری کچھ بھی تو نہیں ہوتا ایک بات پوچھو سجاد کیا اب بھی آپ مجھ سے اتنی ہی محبت کرتے ہو جتنی شادی سے پہلے کرتے تھے تو سجاد احمد نے پوچھا ارے آپ تمہارے من میں یہ سوال کیوں آیا اور کیوں تمہیں کوئی شک ہے کیا، سجاد احمد نے پیچھے صوفے پر ٹیک لگا تے ہوئے پوچھا نہیں شک تو نہیں ہے بس ایسے ہی پوچھا تھا ہاں میری عالیہ بیگم میں آج بھی تم سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنی کہ شادی سے پہلے کرتا تھا اور تم عالیہ بیگم! تو عالیہ بھی بولی تو کیا آپ کو بھی کوئی شک ہے کیا دونوں بٹس پڑے عالیہ بیگم میں جانتا ہوں تم سے اکیلے گھر کی ذمہ داری نہیں سنبھالی جاتی اسی لیے تو میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد رضا کی شادی کر دیں تاکہ بہو گھر کی ذمہ داری سنبھال سکے عالیہ میری نظر میں ایک لڑکی ہے وہ میرا دوست ہے ناظر اس کی بیٹی ہے ظفر کی بیوی ایک سال پہلے انتقال کر گئی تو وہ اب اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ جیتے جی بی بی کے ہاتھ پہلے کر دیں ماشاء اللہ لڑکی بہت اچھی ہے تو پھر اس میں سوچنے والی کوئی بات ہے ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے پھر عالیہ بیگم اور رضا نے رضا کی شادی کر دی یوں رخسار ان کے گھر میں بہو بن کے آگئی رخسار سجاد احمد کے دوست کی بیٹی تھی وہ بہت اچھی بیو ثابت ہوئی اس نے آتے ہی گھر کی ساری ذمہ داری سنبھال لی وہ سجاد اور عالیہ کا بہت خیال رکھتی تھی عالیہ اور سجاد بھی دل میں بہت خوش تھے کہ ضرور انہوں نے کوئی نیک کام کیا ہوگا جو انہیں اتنی اچھی بہو بیٹی کی صورت میں مل گئی ہے اور رضا بھی بہت خوش تھا کیونکہ رخسار بہت بیا کرنے والی بیوی تھی وہ اپنے ماں باپ کی پسند پر ناز کرتا تھا جو انہوں نے رخسار کو اس کے لیے جیون ساتھی چنا۔ شادی کے 2 سال بعد خاندانے انہیں ایک چاندنی بی بی دی وہ ایک بار پھر ان کا گھر خوشیوں سے بھر گیا وہ چاندنی بی بی تھی کہ جب چاند بھی دیکھتا تو خراجا تا اس سے سب نسل اس کا نام شرمین رکھا۔ سب کی آنکھوں کا تار بھی ایک دن دوپہر کو الٹی گھر پر کوئی نہیں تھا سوائے رخسار اور شرمین کے سجاد احمد اور رضا آفس گئے تھے اور عالیہ بیگم بھی گھر پر نہیں تھیں وہ بھی کسی کلائینڈ سے کیس کے سلسلے میں ملنے لگی تھیں رخسار نے فون ریسیو کیا دوری طرف کوئی مرد بول رہا تھا جی آپ کون رخسار نے پوچھا کیا عالیہ اور سجاد احمد کے گھر کا

نمبری ہے جی یہ ان کے گھر کا ہی نمبر ہے پر آپ کون میں انکل، بیٹا میں عالیہ کا کزن دلا اور بات کر رہا ہوں امریکہ سے پر آپ کون ہو بیٹا انکل میں رخسار ہوں رضائی وائف اس گھر کی بہو اور تو آپ ہماری بہو ہیں، بیٹا کیا میں عالیہ سے بات کر سکتا ہوں نہیں انکل اس وقت تو آنی گھر پر نہیں ہیں ہاں شام کو ہو سکتی ہے اچھا بیٹا جب شام کو سب گھر آئیں تو انہیں بتانا میں پھر شام کو کال کروں گا۔ جی انکل اوکے۔

رخسار سوچنے لگی کہ شاید یہ وہی دلا اور انکل ہیں جن کا ذکر ایک دن آنی کر رہی تھیں سب پرانی تصویریں دیکھ رہے تھے تو عالیہ نے بتایا تھا کہ یہ اس کا چچا اور کزن ہے دونوں بچپن میں ایک ساتھ رہے ہیں دونوں دوست تھے وہ شادی کے بعد اپنی فیملی کے ساتھ امریکہ چلا گیا کیوں کہ یہاں انکل کی ذمہ داری تھی کہ بعد یہاں اس کا کوئی بھی نہیں تھا ہاں شاید وہی انکل ہوں گے۔

جب سب گھر آئے تو شرمین نے بتایا کہ امریکہ سے کوئی دلا اور انکل کا فون آیا تھا سجاد احمد اور عالیہ بیگم چونک گئے کہ اتنے سالوں بعد دلا اور کو کیسے ان کی یاد آگئی پھر شام کو دلا اور نے کال کر کے بتایا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاکستان آ رہا اس نے بتایا کہ اس کا پوتا ہے جو 4 سال کا ہے۔ بس اسی کی ضد ہے کہ وہ پاکستان جانا چاہتا ہے سب اس کی ضد کے آگے مار مان گئے ہیں اور وہ اپنی فیملی سمیت آ رہے ہیں اس نے عالیہ سے کہا کہ اگر ان کے پاکستان آنے سے پہلے یہاں گھر کا بندوبست ہو جاتا کیونکہ وہ اپنا پہلا گھر تو فروخت کر کے گئے تھے تو عالیہ نے کہا بھائی صاحب! کہیں اور رہنے کی کیا ضرورت ہے آپ جتنی دیر تک چاہیں ہمارے گھر رہ سکتے ہیں اور پھر آپ خود یہاں آ کر اپنی پسند کا گھر خرید لیں سجاد نے بھی یہی کہا تو دونوں کے اصرار پر دلا اور مان گیا پھر کچھ دنوں بعد وہ اپنی پوری فیملی کے ساتھ پاکستان آ گیا۔ سب دلا اور کی فیملی سے مل کر بہت خوش ہوئے دلا اور کی بیوی بختاور، ان کا بیٹا احسن، بہو آسما اور پوتا شازل وہ سب بھی عالیہ کی فیملی سے مل کر بہت خوش ہوئے خاص کر آسما اور کو تو رخسار کی صورت اس کی ہم عمر دوست لگی آسماء پہلی بار پاکستان آئی تھی وہ اور اس کی فیملی وہاں سالوں سے امریکہ میں مقیم تھے احسن اور آسما کی شادی لوہیر تھی شازل 4 سال کا تھا بہت ہی پیارا تھا جب وہ اپنی تو ملی زبان میں بولتا تو اس پر بے اختیار پیارا تاثر میں ایک سال کی تھی وہ شرمین کے ساتھ ایسے مل گیا جیسے وہ اسی کی ملکیت ہو، ہر وقت اس کے ساتھ کھیلتا رہتا پھر رخسار کو بھی آسماء کی صورت مل گئی تھی دلا اور کی فیملی کو آئے بہت دن ہو گئے تھے سب ذہن کے لیے ڈانٹ ٹانٹیل پر جمع تھے سجاد احمد نے دلا اور کے چہرے پر پریشانی کو بھانپتے ہوئے پوچھا کیا بات ہے دلا اور صاحب کچھ پریشان لگ رہے ہو اور احسن تم بھی کیا بات ہے؟

نہیں انکل ایسی کوئی بات نہیں وہ ابو ذرا کام کو لے کر پریشان ہیں آپ جانتے ہوں گے انکل کہ ایک نئے سرے سے بزنس کو چلانا کتنا مشکل ہوتا ہے تو سجاد احمد بولا تو بھئی اس میں پریشانی ہونے والی کوئی بات ہے ہمارا اپنا بزنس ہے نا تم لوگ اسے جوائن کر لو نئے سرے سے بزنس کو شروع کرنے کی کیا ضرورت ہے ارے نہیں سجاد صاحب اب ایک اور مہربانی نہیں ہم پہلے ہی آپ کے گھر رہ رہے ہیں ہم آپ پر اور زیادہ بوجھ نہیں بننا چاہتے تو رضی بھئی بولا انکل بابا بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ ہمارا بزنس جوائن کریں پھر ہم سب مل کے کام کریں گے پھر عالیہ بیگم کے بے حد اصرار پر دلا اور اور احسن رضی ہو گئے پھر انہوں نے تھوڑی کوشش کے بعد گھر بھی لے لیا جو عالیہ کے گھر کے قہوڑے فاصلے پر تھا بس چند گھر چھوڑ کر پھر دلا اور کی فیملی اپنے گھر میں شفٹ ہو گئی مگر شازل کسی بھی صورت شرمین کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا آسماء نے بڑی مشکل سے شازل کو بھجھا یا آخر نیچے تو نیچے ہوتے ہیں وہ اس شرط پر مان گیا کہ وہ روز شرمین کے ساتھ کھیلنے آیا کرے گا پھر یونہی ملتے ملائے زندگی کے تین سال اور گزر گئے ان تین سالوں میں شرمین 4 سالوں کی ہو گئی تھی وہ بھی شازل کے ساتھ سکول جانے لگی تھی دونوں اکٹھے سکول جاتے اور اکٹھے واپس آتے ان کے درمیان کی مبینی اب بھی برقرار تھی دونوں ایک دوسرے کے بنائیں رہتے تھے ان تین سالوں میں دلا اور کی بیوی اور رخسار کے ابو وفات پا گئے تھے اور

اب شازل عالیہ بیگم کو بھی داد ملتا تھا اور عالیہ بیگم بھی، بلکہ عالیہ بیگم ہی نہیں بلکہ گھر کے دوسرے ممبر بھی شازل اور شرمین کو بہت پیار کرتے تھے کیونکہ ان کی فیملی میں دوسری بچے تھے زندگی یونہی اپنی ڈگر پر چلتی جا رہی تھی ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی مگر کون جانے لگے لی کیا ہونے والا ہے انسان اپنی خوشیوں میں کھویا اس زندگی کی ڈگر پر چلتا جاتا ہے اس زندگی کی ڈگر پر چلتے چلتے کب طوفان انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیں کچھ نہیں چلتا، عالیہ بیگم کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا خدا نے اس سے اس کا سب کچھ ایک ہی پل میں چھین کر اسے بہت بڑے امتحان میں ڈال دیا تھا وہ کچھ یوں کہ رضا احمد صبح منٹ جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے رخسار بھی پاس ہی بیٹھی تھی کیا بات ہے آج بہت خوش نظر آرہی ہے رضا احمد نے اپنی مائی درست کرتے ہوئے کہا رضا آپ کو پتہ ہے آج کون سا دن ہے ہاں پتہ ہے آج سبزے ہے اور آج مجھے ایک بہت ہی اہم میٹنگ میں جانا ہے رضائے یہ سب جان بوجھ کر کہا حالانکہ وہ ابھی طرح جانتا تھا کہ آج اس کی میرج اپنی دوسری ہے وہ اصل میں رخسار کو سر پر از دینا چاہتا تھا سو وہ اسے ش کے بغیر آفس چلا گیا اتنے میں اس کے موبائل کی رنگ بجی اس نے دیکھا تو اس کی کال بھی اس نے اسے دل کی دیکھو آسماء نہیں یاد ہے حالانکہ میں نے تو تمہیں صرف ایک بار بتایا تھا جبکہ شرمین کے پایادہ کیسے بھول سکتے ہیں رخسار نے مجھے موڈ کے ساتھ آسماء کو بتایا ارے رخسار تم ٹینشن مت لو ہو سکتا ہے وہ تمہیں سر پر از دینا چاہتے ہوں ہاں آسماء بھی ہو سکتا ہے کیونکہ انہیں سر پر از دینے کی بہت عادت ہے کبھی کبھی تو ایسا سر پر از کرتے ہیں کہ میں بھی حیران رہ جایا کرتی ہوں وہ ابھی آسماء سے بات کر رہی تھی کہ درمیان میں منٹ بیٹنوں بجی ایک منٹ آسماءیں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں شاید کسی کامیج آیا ہے ذرا دیکھوں تو سہی کس کا ہے یہ کہہ کر اس نے کال کٹ دی دیکھا تو شرمین کے پایا کامیج تھا اس نے جلدی سے اوپر نہا لکھا تھا رائٹ سائیڈ والا ڈریو کھول کر دیکھا اس میں تمہارے لیے کچھ ہے رخسار نے جلدی سے ڈریو کھولا تو اس میں اس کے لیے ایک گفٹ تھا اور ساتھ میں ایک کارڈ بھی تھا رخسار نے جلدی سے کارڈ کھولا اور پڑھنے لگی مائی ڈیر وائف کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے میں یہ دن بھول جاؤں اسی دن خدا نے تمہیں میرا جیون ساتھ بنایا تھا تم نے زندگی کے ہر دکھ سکھ میں میرا ساتھ دیا ہے میں آج بھی وہ دن یاد کرتا ہوں جب ماما اور بابا نے مجھ سے رشتے کی بات کی تھی تو میں نے ان سے کہا تھا آپ جسے بھی میرے لیے چنیں گے وہی میری جیون ساتھی ہوگی مجھے فرم ہوتا ہے اپنے ماں باپ کی پسند پر کبھی کبھی سوچتا ہوں اگر میں انکار کر دیتا تو کیا ہوتا۔ مائی ڈیر وائف میں زندگی میں کبھی بھی یہ دن نہیں بھولوں گا پکی میرج اپنی دوسری شام کو میں جلدی گھر آ رہا ہوں تم تیار رہنا ماما کو باہر ذہن کے لیے چلیں گے۔ اس گفٹ میں تمہارے لیے جو ڈریس ہے وہی پہن کے تیار ہونا۔ بائے سی یو ایونگ، کارڈ پر رخسار کے رخسار کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے ان کی اس آنکھوں میں یہ آنسو کیوں تھے شاید یہ خوشی کے آنسو تھے اس نیکلے می سے اپنے آنسو صاف کیے اور گفٹ کھولا تو اس میں بہت ہی پیاری لائٹ ریڈ کلر کی ڈریس تھی جو رضا احمد کا فیورٹ تھا۔ رخسار نے پھر جلدی سے آسماء کو فون کیا اور اسے بتایا تو آسماء نے کہا دیکھا میں نے کہا تھا نا کہ بھائی ضرور سر پر از دینا چاہتے ہیں پھر آسماء نے کہا اوکے میں شام کو آؤں گی اور تمہیں تیار کر کے جاؤں گی بالکل ایک ہی نوٹیل ڈیزائن کی طرح آپ کو پتہ ہے نہ وہ سیدم میں نے امریکہ کے بیسٹ پارلر سے بیوٹی کو رس کیا ہے اچھا بابا اوکے آ جانا اور کر دینا، اچھا آسماء شام کو شازل کو بھی ساتھ لے کر آنا جب ہم باہر جائیں گے تو شازل ہوگا تو شرمین ساتھ جانے کی ضد نہیں کرے گی۔ اوکے بائے رخسار۔

شام کو رضا احمد نے جلد کام ختم کیا اور گھر کے لیے نکلے لگا۔ توافق سے سجاد احمد بھی گھر آنے کے لیے نکل رہے تھے بابا آپ کہاں جا رہے ہیں کہیں نہیں بیٹا وہ بس ذرا طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لیے گھر جا رہا ہوں وہ آج میں نے رخسار سے وعدہ کیا ہے کہ میں اسے آج باہر ذہن کے لیے لے کر جاؤں گا وہ پایا آج ہماری شادی کی اپنی دوسری سے واہ تو چلو ہم اس ساتھ ہی چلتے ہیں اچھا پایا آپ جا کر گاڑی باہر نکالیں میں انکل دلا اور احسن کو تاکتا ہوں تاکہ اگر ہماری غیر موجودگی میں کوئی کام ہو تو وہ سنبھال لیں تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے۔ بیٹا میں ایک بات پوچھوں تم سے

ہاں پایا پوچھئے اس میں اجازت لینے کی کیا بات ہے وہ بیٹا یہ جان کر خوش ہوئی کہ آج تمہاری شادی کی سالگرہ ہے جتنا تم رخسار کے ساتھ خوش تو ہونا ہاں پایا میں رخسار کے ساتھ بہت خوش ہوں پر جتنا جب ہم نے تمہارا رشتہ رخسار کے ساتھ ملے کیا تھا تو مجھے اور تمہاری ماکو بہت مگر ہو رہی تھی کہ ہم تم پر اپنی مرضی تو نہیں ٹھوپ رہے ہیں تم نے ہماری خوشی کی خاطر ہاں کی ہے ہو سکتا ہے نہیں کوئی اور لڑکی پسند ہو پر جتنا پھر ہمیں بعد میں احساس ہوا کہ رخسار تمہارے لیے ایک پر فیصلہ نبیون ساتھی ہے تم اس کے ساتھ بہت خوش ہو آج ہمیں لگتا ہے ہم نے تمہارے لیے رخسار کا انتخاب کر کے کچھ غلط نہیں کیا تھا۔ پایا آئی ایم سو سو پتیں وہ کارڈز انیور کرتے ہوئے اپنے پایا کی طرف دیکھنے لگا لیکن اگلے ہی پل وہ ہو گیا جس کے بارے میں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا جیسے ہی رضا نے سامنے کی طرف دیکھا تو آگے سے تیز رفتار آتے ہوئے ٹرک سے ان کی گاڑی ٹکرائی رضا نے بہت سنبھالنے کی کوشش کی پر سنبھال نہ سکا اور ان کی گاڑی کلابازیں کھاتی ہوئی دور جا گری سجاد کے منہ سے آخری الفاظ ہی نکلے سنبھال کے بیٹا گھر پر رخسار تمہارا انتظار کر رہی ہوگی جبکہ رضا احمد سے اس کی سانسیں کب کی ساتھ چھوڑ چکی تھیں۔

دوسری طرف رخسار بہت بے چینی کے ساتھ رضا کا ویٹ کر رہی تھی اس نے اسے بہت خوبصورت تیار کیا تھا رخسار دیکھتا آج جب رضا بھائی تمہیں دیکھیں گے تو بلیکس جھپکتا بھول جائیں گے ارے نہیں رخسار اب میری وہ عمر کہاں رہی اب تو میں ایک بچی کی ماں بھی بن گئی ہوں وہ تو ان کا صراحتاً تھا سو میں تیار ہو گئی باہر جانے کے لیے اہو اب چھپا کیوں رہی ہو رخسار میڈم مجھے سب سے پتہ ہے چنانچہ اس کو کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے رہی تھی رخسار کو تنگ کرنے کا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا رہا تھا رخسار کی بے چینی بڑھ رہی تھی کیونکہ رضا شام کا کہہ کر گئے تھے اب تک تو انہیں آفس سے آ جانا چاہیے تھا رخسار تم ٹینشن مت لو ہو سکتا ہے راستے میں بہت زیادہ ٹریفک ہو اس لیے وہ ٹریفک میں پھنس گئے ہوں گے اچھا تم اپنی پریشانی دور کرنے کے لیے فون کر کے پوچھ لو رخسار نے جب فون ملا تو رضا کا فون آف جا رہا تھا رخسار کی پریشانی اور بھی بڑھ گئی اچھا تم ٹینشن مت لو میں احسن سے پوچھتی ہوں یہ کہہ کر اس نے احسن کا نمبر ڈائل کر دیا۔ دو تین بار کال کرنے کے بعد احسن نے کال ریسیو کی ارے میں کب سے کال کر رہی ہوں آپ ریسیو نہیں کر سکتے۔ وہ دراصل میں کارڈز انیور کر رہا ہوں کیوں آپ کہیں جا رہے ہیں وہ میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ رخسار بہت پریشان ہو رہی ہے رضا بھی شام کا کہہ کر گئے تھے اور اب تک نہیں پہنچے ان کا فون بھی آف آ رہا ہے کیا وہ آفس سے نکل گئے ہوں گے ہاں اس میں جی جی جی اس سلسلے میں باہر نکلا ہوں وہ بات دراصل یہ ہے کہ پہلے پروس کر دیا تھا کہ کسی سے کچھ نہیں کہو گی آپ بتائیے تو سب کی بات ہے اس نے احسن کے لہجے کی پریشانی کو بھانپتے ہوئے کہا وہ بات دراصل یہ ہے کہ اس ایک گھنٹہ پہلے انکے اور رضا دونوں آفس سے نکل گئے تھے پہلے اکیلا رضا آنے والا تھا پر انکے طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی سو دونوں اکٹھے گھر کے لیے نکل پڑے اور اور احسن کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اور کیا بتاؤ احسن میرا اولی بہت گھبرا رہا ہے اس نے ذرا جیسی آواز میں کہا تاکہ رخسار سن پائے وہ شرمین کے ساتھ بڑی تھی مجبوراً احسن کو بتانا پڑا اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا مجھے ایک نمبر سے کال آئی کہ فلاں جگہ پر ایک رہا بہت بری طرح ایکسڈنٹ ہوا ہے اور کار میں سوار دونوں شخص موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے ہیں اور اس شخص نے یہ بھی بتایا کہ وہ یہ نمبر پاس پڑے موبائل سے لے کر کال کر رہا ہے پلیز اساتم ابھی کسی سے کچھ مت کہنا میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں ہو سکتا ہے وہ کوئی اور ہو میں اچھی طرح سے کنفرم کر کے تمہیں اطلاع کرتا ہوں تم ابھی گھر والوں سے کچھ نہیں کہنا اوکے بائے۔

کیا ہوا اس احسن بھائی نے کیا کہا ویجوا اب ساڑھے آٹھ بج چکے ہیں اور رضا ابھی تک نہیں آئے کیا وہ ابھی تک آفس میں ہیں اس بات کا وہ تم کہاں کھوئی ہوئی ہو ہاں وہ میں کیا ہاں وہ میں لگا رہی ہے تم نے اس بات کو نہ رضا کہاں ہے احسن نے کچھ بتایا ہاں رخسار احسن نے بتایا کہ وہ آفس سے کب کے نکل چکے ہیں شاید راستے میں ٹریفک میں پھنس گئے ہوں تم ابھی گھر والوں سے کچھ نہیں کہنا اوکے بائے۔

ہوں سے بس تم رلیکس کرو ابھی آتے ہی ہوں گے اس لیے چینی کے ساتھ ادھر ادھر ٹہل رہی تھی بار بار موبائل کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اب احسن کی کال آئے اور اسے کچھ پتہ چلے اس کی بات ہے تم کچھ پریشان لگ رہی ہو میں دیکھ رہی ہوں جب سے تمہاری احسن سے بات ہوئی ہے تم پریشان ہو اور ادھر ادھر ٹہل رہی ہو خیر یہ تو ہے ناں ہاں رخسار بس ٹھیک ہے وہ تو بس ایسے ہی ٹہل رہی ہوں اچھا چلو آؤ جب تک رضا بھائی نہیں آتے ہم باہر چلتے ہیں دیکھتے ہیں شرمین اور شاذل کیا کر رہے ہیں اور بار آئی کہاں ہیں وہ اپنے کمرے میں ہوں گی پھر وہ کمرے سے باہر آئی تو عالیہ بیگم نے انہیں دیکھ کر پوچھا ارے رخسار تم ابھی تک کی نہیں ہوؤ زرنے کے لیے مجھے تو لگا تھا کہ اب تک تم دونوں چلے گئے ہوں گے اور اساتم ابھی تک یہی ہو ابھی تک اپنے گھر نہیں گئی وہ انہی بس جانے ہی والے تھے اتنے میں احسن کی کال آگئی اس نے جلدی سے کال ریسیو کی اور جو احسن نے بتایا وہ سن کے اس کے ہاتھوں سے موبائل گر گیا اس نے بتایا کہ اساتم نکل سجاد اور رضا اب اس دنیا میں نہیں رہے ہیں اور پایا ان کی ڈیڈ باڈی کو لے کر آ رہے ہیں تم گھر پر سب سنبھال لینا اوکے۔

کیا ہوا اساتم ہارے ہاتھ سے یوں موبائل کیوں گر گیا ہے پلیز بتاؤ اس کی بات ہے اور یہ تم روکیوں رہی ہو خیر یہ تو ہے ناں عالیہ بیگم بھی بار بار پوچھ رہی تھیں اس کیسے بتائی سب کو جبکہ اس کی سمجھ میں خود نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیسے ہو گیا اس سے پہلے کہ اساتم کچھ بتائی باہر سے ایوب یونس کی آواز آئی جب عالیہ بیگم اور رخسار نے بنا کہ یہ آواز ان کے گھر کے باہر سے آ رہی ہے وہ دونوں بھاگ کر باہر گئیں تھوڑی دیر میں ایوب یونس کی آواز سن کے اور بھی لوگ جمع ہو گئے تھوڑی دیر بعد دلاور اور احسن نے دو بوڑی باہر نکالیں عالیہ بیگم اور رخسار ابھی تک کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھیں وہ اب تک سمجھ رہی تھیں کہ یہ ڈیڈ بوڑی کسی اور کی ہوں گی لیکن جب انہیں ان کے گھر کی طرف لایا جانے لگا تو وہ دونوں دوڑ دوڑ کر دلاور اور احسن کے پاس گئیں اساتم ابھی ساتھ ہی تھی احسن یہ کون ہیں عالیہ بیگم نے حیرانگی سے پوچھا انہی وہ وہ احسن اپنے جذبات کو کنٹرول میں نہ رکھ سکا اور عالیہ بیگم کے گلے لگ گیا اور اس نے دتے ہوئے بتایا کہ انہی سے سجاد انکل اور رضا ہیں انہیں عالیہ بیگم نے ایک جھٹکے کے ساتھ احسن کو دکھا دے دیا یہ تم کیا کہہ رہے ہو احسن تمہیں کچھ ہوش بھی تو ہے جب دلاور نے آگے بڑھ کے سجاد اور رضا کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو عالیہ بیگم کی چیخ نکل گئی اور رخسار بھی رضا کا خون سے بھرا چہرہ دیکھ کر بے ہوش ہو گئی اساتم نے بڑی مشکل سے عالیہ بیگم کو سنبھال کر طرف قیامت کا منظر تھا عالیہ بیگم چیخ چیخ کر سجاد سے پوچھ رہی تھی کہ اس نے اسے اتنا بڑا دھوکہ کیسے دے دیا اس نے تو ہمیشہ ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا ساتھ جینے مرنے کی قسم کھائی تھی اب کیسے تم اپنی قسم توڑ سکتے ہو۔ اب کیسے مجھے چھوڑ کر جاسکتے ہو عالیہ بیگم کبھی سجاد کو پکار کر اور کبھی رضا کو وہ بار بار بے ہوش ہو جاتی سب اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے۔ مگر اسے کہاں ہوش تھا جس کی دنیا اس کے سر کا تاج اور بڑھاپے کا سہارا چھین گیا ہو۔ پاس بیٹھی خواتین چلے پر تنگ جھڑکنے کا کام کر رہی تھیں جتنے منہ اتنی باتیں کوئی کہہ رہا تھا بیچاری لکڑی بد قسمت ہے کوئی کہہ رہا تھا شوہر کے ساتھ ساتھ بیٹا بھی چھوڑ کر چلا گیا اب کون بنے گا اس کے بڑھاپے کا سہارا سب عورتیں جو منہ میں آتا بولتی جا رہی ہیں دو تین کو اساتم نے سنائی کہ اگر کسی کے دکھ میں شریک ہو کر اسے کم نہیں کر سکتی تو اسے بڑھاؤ بھی مت ایک طرف عالیہ بیگم غم سے منڈھال تھی تو دوسری طرف رخسار ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی ڈاکٹر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے بالآخر ڈاکٹر کی انتھک کوشش کے بعد رخسار ہوش میں آگئی پر اسے گہرا صدمہ لگا اسے ہر بات بھول گئی تھی یاد تھا تو صرف یہ تھا کہ شام کو رضا آنے والے ہیں اور دونوں نے ڈرنے کے لیے جانا ہے اساتم سے پکڑ کر سجاد اور رضا کی میت کے پاس لائی جب رخسار نے دیکھا کہ رضا چار پائی پر لیٹا ہوا ہے تو پاس ہی بیٹھ گئی اور کہنے لگی پلیز آپ سب رو کیوں رہے ہیں رضا سو رہے ہیں چپ کر جاؤ سب پھر بولی رضا تم کب آئے آتی دیر سے کیوں آئے ہو میں کب سے تیار ہو کر تمہارا ویت کر رہی ہوں دیکھو رضا میں نے تمہارا گھٹ کیا ہوا ڈریس بھی پہنا ہے تم نے دیکھا ہی نہیں اور آتے ہی سو گئے اچھا تم سو جاؤ جب سو کر اٹھو گے تب ڈریس دیکھنا اور پھر بتانا کہ کیسا لگ رہا ہے پھر ہم ایک ساتھ ڈرنے کو چلیں گے رخسار بالکل پاگل ہو گئی تھی پھر بولی

بڑے بابا آپ بھی رضا کے ساتھ ہی سو گئے کیا آپ نے کھانا کھایا میں آپ کے لیے کھانا لگاتی ہوں آپ اٹھئے اور ہاتھ منہ دھو لیں وہ اٹھ کر جانے لگی عالیہ بیگم نے اسے پکڑ کر بٹھالیا دیکھو رخسار تمہارے بڑے بابا اور رضا ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو زور زور سے ہنسنے لگی بڑے بابا تو لینے ہوئے ہیں آپ بھی نہ آئی کیا کہہ رہی ہیں دیکھو دونوں سامنے ہی تو لینے ہوئے ہیں اور آپ کہہ رہی ہیں کہ وہ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں دیکھنا اتنی ابھی رضا سو کر اٹھے گا تو ہم باہر ڈنر کے لیے جائیں گے آپ بھی ناں آئی آپ کہہ رہی ہیں کہ رضا کہیں چلے گئے ہیں اسکا کہنا ہوتا مگر دیکھو میرا میک اپ تو خراب نہیں ہوا ہے جب رضا میرا خراب میک اپ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے انہیں بہت برا لگے گا اسانے رخسار کو جھنجھوڑا پاگلوں جیسی باتیں مت کرو رخسار دیکھو رخسار رضا میرا چمکا ہے اب وہ بھی سو کر نہیں اٹھے گا ہوش کرو کچھ رخسار اور دیکھو تمہارے بڑے بابا بھی ہمیشہ کیلئے تمہیں عالیہ آنٹی کو ہم سب کو چھوڑ کر جا چکے ہیں رخسار ایک دم ابھی اور اپنے کمرے کی طرف بھاگی نہیں رضا مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے وہ تو صبح مجھ سے وعدہ کر کے گئے تھے وہ کیسے اپنا وعدہ بھول سکتے ہیں اس سے پہلے کہ کوئی اسے پکڑتا اس نے فوراً دروازہ بند کر لیا کتنی دیر دروازہ پینے کے بعد بھی رخسار نے دروازہ نہ کھولا اور اندر سے کوئی آواز نہ آئی تو مجبوراً دروازہ توڑنا پڑا جب دیکھا تو رخسار فرش پر بے ہوش پڑی تھی اور اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا اسانے جلدی سے اسے ڈاکٹر کی مدد سے بیڈ پر لٹایا ڈاکٹر نے رخسار کے سر پر پٹی لگائی پھر ڈاکٹر نے رخسار کو چیک کیا اور بتایا کہ رخسار پریکٹ ہے بی فورڈن ملتھ از پریکٹ۔ جب رخسار کو ہوش آیا تو وہ نارمل دکھائی دے رہی تھی وہ ایک آہ کی آواز کے ساتھ اٹھ بیٹھی اور بولی یہ میرے سر پر پٹی کیوں لگا رکھی ہے وہ سب کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھی پھر ڈاکٹر نے بتایا ڈونٹ وری اب پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے رخسار اب بالکل ٹھیک ہے بڑا کٹر ابھی تھوڑی دیر پہلے جواس کالی ہوا رہا تھا وہ کیا تھا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بیٹی اکثر کمیز میں ایسا ہوتا ہے جب کوئی گہرا صدمہ مریض کو لگے تو وہ کچھ پل کیلئے اپنا ذہنی توازن کو بھینٹتا ہے اس کا ذہن پرائیکٹ نہیں کر پار ہوتا کہ یہ کیسے ہو گیا اور آپ کی بہو کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا اچھا اب میں چلتا ہوں۔

رخسار چھٹی چھٹی آنکھوں سے ڈاکٹر اسکا اور عالیہ بیگم کو دیکھ رہی تھی پھر اسے باہر رونے کی آواز آئی ارے یہ کون رو رہا ہے باہر وہ بھاگ کر باہر گئی مگر باہر کا منظر دیکھ کر وہ ایک بتی رہ گئی اور دروازے سے لپٹ گئی وہ بھی رضا کو پکارتی اور سجاد کو ہر آنکھ اٹکھا رخسار عالیہ بیگم کے گلے لگ گئی سما یہ کیسے ہو گیا ابھی صبح ہی رضا اور بڑے بابا اپنے بھٹے چلے دیکھ لو بیٹا جتنا جی بھر کے دیکھنا ہے رضا کو اپنے بڑے بابا کو وہ دوبارہ نہیں کبھی نظر نہیں آئیں گے نہیں انٹی رضا میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے آج ہی کے دن تو ہم ملے تھے اور آج ہی کے دن وہ ہمیں چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں۔ عالیہ بیگم کے لیے خود کو سنبھالنا اتنا آسان تو نہ تھا مگر اس نے خود کو سنبھال لیا بلکہ نہ صرف خود کو رخسار کو بھی سنبھالنا عالیہ بیگم پچھو رہی وہ خود کو سنبھال سکتی تھی ایسے حالات کا مقابلہ کر سکتی تھی پر رخسار تو ابھی بچی تھی اس کی ابھی اتنی ہی کھانسی اس کے لیے ایسے حالات کا مقابلہ کرنا آسان نہیں تھا پھر صبح کو سجاد احمد اور رضا احمد کو لاگوں اشکوں کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ رخسار پر ہر روز بیہوشی کے دورے پڑتے جبکہ عالیہ بیگم غم سے غذا کھاتی اس مشکل گھڑی میں کوئی بھی عالیہ بیگم کے ساتھ نہیں تھا تب دلاوا حسن اسانے بہت ساتھ دیا عالیہ بیگم کا، پھر آہستہ آہستہ دن ہفتوں میں اور ہفتے بیہوشیوں میں گزرنے لگے اس حادثے کے بعد رخسار کی طبیعت بہت خراب رہنے لگی سارا سارا دن اور ساری ساری رات وہ روتی رہتی اور ڈاکٹر نے صاف کہہ دیا کہ رخسار کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خوش رہے اگر وہ یو بی ٹیشن لیتی رہی تو اس اور بچے دونوں کے لیے خطرہ ہو سکتا ہے جب عالیہ بیگم نے یہ بات سنی تو وہ رخسار کو زیادہ سے زیادہ خوش رکھنے کی کوشش کرتی مگر خود اکیلے میں پھوٹ کر روتی مگر وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ ایک اور غم ہائیں پھیلے اس کا انتظار کر رہا ہے اسے کیا خبر تھی جب خوشیاں گھر کا دروازہ بھول جائیں اور غم کھڑی کھول کر اندر داخل ہو جائیں تو خوشیاں چاہ کر بھی گھر کے اندر داخل نہیں ہو سکتیں عالیہ بیگمیں پتہ

ہے کل کو سنا دیا ہے ہاں جاتی ہوں کل کے دن رخسار ہمارے گھر بہو بن کے آئی تھی سجاد ایسا لگتا ہے جیسے ابھی کت ہی کی بات ہو ابھی کل ہی تو ہمارا رضا گھر میں ادھر ادھر دوڑتا پھر رہا تھا اور آج وہ ایک بچی کا باپ بن چکا ہے ہاں سجاد وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے پتہ بھی نہیں چلتا اور ہم بوڑھے بھی ہوتے جا رہے ہیں کبھی کبھی جب کالج کے دن یاد آتے ہیں تو بے اختیار بولیں پٹنی آ جاتی ہے سجاد نے مسکراتے ہوئے کہا عالیہ ایک بات کہوں عالیہ کیا پتہ ہے زندگی کی سانس کب ختم ہو جائے تم وعدہ کرو مجھ سے اگر میں تم سے پہلے اس دنیا سے چلا گیا تو تم اس گھر کا ہمیشہ خیال رکھو گی عالیہ اگر میرے بعد تمہارا سامنا بھی میرے بھائی سے ہو تو اس سے کہنا کہ اس نے میرے ساتھ جو بھی کیا اس کے لیے میں اسے معاف کیا۔ سجاد احمد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ارے یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ ہزاروں سال جنمیں گے اور آئندہ کبھی ایسی باتیں مت کریں گے ورنہ میں آپ سے کبھی بھی بات نہیں کروں گی اچھا میری عالیہ بیگم ہم سے غلطی ہو گئی آئندہ کبھی ایسی بات نہیں کروں گا اور اگر آپ نے کی تو سجاد احمد نے عالیہ بیگم کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عالیہ بیگم بولی جوسر آپ دیں گے مجھے منظور ہوگی دونوں ہنس پڑتے ہیں آج عالیہ اور سجاد کی شادی کو ایک عرصہ بیت گیا تھا یہ ان کے درمیان کی محبت آج بھی برقرار تھی کسی نے جی جی کہا ہے انسان مر جاتا نہیں مگر محبت کبھی نہیں مرنی اچانک عالیہ بیگم کے ہاتھ سے سجاد احمد اور رضا کی تصویر گر گئی اور وہ اپنے خیالوں کی دنیا سے واپس لوٹ آئی یہ سب باتیں سجاد نے مرنے سے ایک رات پہلے کی تھیں اور آج عالیہ کے پاس اپنے بیٹے اور شوہر کی یادوں کے سوا کچھ نہ تھا پھر بھی ان مشکل حالات کا عالیہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

آہستہ آہستہ 7 ماہ گزر گئے ابھی رخسار کی پریگمنسی کو 7 ماہ ہوئے تو اچانک ایک دن اسے بہت تپن شروع ہو گئی تو عالیہ نے جلدی سے اسے ہسپتال لے کر گئی تو دوران چیک اپ ڈاکٹر نے بتایا کہ کیس بہت کمپلی کیڈت ہے دیکھئے میڈم عالیہ میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گی دراصل ماں کی جان کو خطرہ ہے اور دونوں بے بی تو بالکل ٹھیک ہیں کیا مطلب دونوں بے بی عالیہ بیگم نے چونکتے ہوئے پوچھا ہاں عالیہ رخسار کے گرد میں ٹوئیس ہیں یعنی کہ ایک لڑکا اور دوسری لڑکی بچوں کو تو کوئی خطرہ نہیں پر ماں کے بچنے کے 100 میں سے 20 فیصد چانس ہیں عالیہ بیگم کے لیے یہ خبر کسی بم سے کم تھی پر ڈاکٹر نے اسے دلاسا دیا میں سمجھ رہی ہوں کہ اس وقت آپ پر کیا بیت رہی ہوگی ہو سکتا ہے رخسار کو کچھ نہ ہو آپ دعا کریں اور رخسار کو ان 2 ماہ میں زیادہ سے زیادہ خوش رکھیں پھر ان کے بچنے کے چانس بڑھ سکتے ہیں تو عالیہ بیگم بولی بہن ڈاکٹر صاحبہ آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ میری بہو کو کچھ نہیں ہونے دیں گی آپ چاہے جتنا مرضی پیسہ خرچ کریں پر میری بہو کو کچھ بھی کر کے چالیں دیکھئے میڈم عالیہ بیگم زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے اگر ہمارے بس میں کچھ ہوتا تو ہم بھی بھی کسی کو مرنے نہ دیتے پھر بھی میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گی یہ ساری باتیں دروازے پر کھڑی رخسار نے سن لیں۔ جو کچھ دیر پہلے واش روم گئی تھی جب عالیہ نے آگے بڑھ کر اسے نکارا تو وہ بلک کر رہ گئی اور عالیہ بیگم کے گلے سے لگ گئی عالیہ بیگم رخسار کو دلاسا دیتی رہی کہ اسے کچھ نہیں ہوگا کاش رخسار اگر ممکن ہوتا تو او بارش کر دیتے مگر اب تو یہ بھی ممکن نہیں ہے دونوں ایک ساتھ آنسو بہاتی گھر آ گئیں بجائے تقدیر کیوں ان کے ساتھ ایک سے بڑھ کر ایک کھیل کھیل رہی تھی جب دلاوا کی ٹیلی کو پتہ چلا تو وہ بھی غم میں ڈوب گئے پھر سب نے ہر ممکن کوشش کی رخسار کا علاج کروانے کی مگر ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے آخر رخسار کی ڈیلیوری کا وقت بھی آ گیا ڈیلیوری سے پہلے رخسار نے عالیہ بیگم سے وعدہ لیا کہ وہ اس کے بچوں کا خیال رکھے گی انہیں کبھی دھکی نہیں ہونے دے گی عالیہ بیگم نے ڈانٹا کہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہو تمہیں کچھ نہیں ہوگا رخسار تم پریشان کیوں ہوتی ہو تمہیں کچھ نہیں ہوگا اسانے رخسار کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا رخسار نے اسما کے ہاتھ تھام لیے اور بولی اسما تم تو میری دوست ہو ناں تم مجھ سے وعدہ کرو میرے بچوں کا خیال رکھو گی انہیں ایک ماں کا پیار دو گی بالکل اسی طرح جیسے تم شازل سے پیار کرتی ہو ہاں رخسار میں تم سے وعدہ کرتی ہوں مگر پلیز خدا

کے لیے ایسی باتیں مت کر دتہ بالکل ٹھیک ہو جاوے گی دیکھنا تم..... سب اسے دلا دے رہے تھے پر رخسار مانتی تھی کہ سب اسے دلا دے رہے ہیں جبکہ اس نے ڈاکٹر کی باتیں اپنے کانوں سے ہی نہیں بھردہ وقت بھی آگیا جب ڈاکٹر آپریشن کے لیے رخسار کو اندر لے گئے پھر تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے باہر آکر جو انہیں بتایا وہ سن کے سب کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی وہ سب اندر کی طرف بھاگے جہاں پر رخسار ہمیشہ کے لیے اپنے منی کے پاس جا چکی تھی بیڈ کی سائیڈ پر جھوٹوں میں دو چھوٹے چھوٹے بچے چپک رہے تھے اس بات سے بے خبر کہ ان کے دنیا میں ہوش میں آنے سے پہلے ہی ان کی ماں انہیں چھوڑ کر جا چکی ہے عالیہ بیگم تو ایک دم جیسے کہتے کے عالم میں آگئی اسے کوئی ہوش نہیں تھا اسے تب ہوش آیا جب اس کے کانوں میں بچوں کے رونے کی آوازیں پڑیں وہ وہیوانہ وار بھاگی اور بچوں سے لپٹ کر رونے لگی ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی جب عالیہ نے غور سے دیکھا تو بالکل لڑکے کی شکل رضا سے مل رہی تھی وہ بے اختیار پکارا مگر رضامیرے رضائم واپس آگئے تم کہاں چلے گئے تھے دیکھو تمہاری رخسار بھی مجھے چھوڑ کر چل گئی ہے پھر جب بچہ رو رہا تو اسے احساس ہوا کہ یہ رضا نہیں ہے بلکہ رضا کا بیٹا ہے نرس نے بچے کو لے کر جھولے میں ڈال دیا پھر سب تھوڑی دیر بعد ڈیڈ بوڈی لے کر گھر آ گئے اور پھر رخسار کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رضا کی بغل میں سلا دیا گیا رخسار کی وفات کے بعد عالیہ بیگم بہت کم گرم رہنے لگی تھی اس مشکل گھڑی اور تنہائی کے عالم میں دل اور احسن، اسامہ نے مل کر اسے سنبھالا انہوں نے صرف سجاد احمد اور رضا کے بعد نہ صرف ان کے بزنس کو سنبھالا بلکہ ہر دکھ کی گھڑی میں اس کے ساتھ رہے اور اسانے رضا اور ماہم کو بالکل اپنے بچوں کی طرح پالا۔ اس نے بھی شاذل، شرمین، رضا اور ماہم میں فرق نہیں کیا تھا جب چاروں بچے اساکو ماہم کہہ کر پکارتے تو وہ خوشی سے کھل اٹھتی اسانے نہ صرف اک ماں ہونے کا حق ادا کیا بلکہ اس نے ثابت کر دیا کہ صرف جنم دینے والی ماں نہیں بلکہ پالنے والی بھی ماں ہوتی ہے اس نے نہ صرف ماں ہونے کا بلکہ دوستی کا بھی پورا پورا حق ادا کیا تھا کہ جب وہ ایک دن مرنے کے بعد رخسار کے سامنے جائے گی تو اسے شرمندگی کا احساس نہ ہو اس کے بعد عالیہ بیگم بھی چاروں بچوں کے ساتھ بہت پیار کرتی تھی خاص کر رضا سے کیونکہ رضا کی شکل اپنے ابو سے بالکل ملتی جلتی تھی اس لیے عالیہ بیگم نے اس کا نام رضا احمد ہی رکھا تھا اور ماہم کا نام اسانے رکھا تھا ایک بار رخسار نے باتوں باتوں میں ذکر کیا تھا کہ اگر اس کے گھر ایک اور بیٹی پیدا ہوتی تو وہ اس کا نام ماہم رکھے گی اسے ماہم نام بہت پسند تھا جب اسانے عالیہ بیگم سے اس نام کا ذکر کیا تو انہوں نے یہی نام کھنا مناسب سمجھا سب بچے پیار سے عالیہ بیگم کو بڑی امی کہتے تھے اساکو ماہم احسن کو پاپا اور دلاور کو دادو کہتے تھے بچپن گزر کر جب نوجوانی کا دور آیا تو بیٹیوں بچوں کو پتہ چل گیا کہ ان کے دادا امی ابو جب وہ بہت چھوٹے تھے تو انہیں چھوڑ کر چلے گئے اسماں کی اصل ماں نہیں ہے اور نہ ہی احسن ان کا باپ ہے عالیہ بیگم بچوں کو بتانا نہیں چاہتی تھی مگر آخر حج کب تک چھپتا ہے حج ایک دن ایک دن تو سامنے آنا ہی تھا اس سے پہلے کہ وہ کسی اور کے منہ سے سنتے تو عالیہ بیگم نے خود ہی بتا دیا کیونکہ اب وہ تینوں بچے نہیں رہے تھے بڑے ہو گئے تھے ہاں پر اتنے بھجھڑا بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہر بات کو سمجھنے لگے پر اتنے ضرور بھجھڑا ہو گئے تھے کہ انہیں اپنے ماں باپ کے بارے میں جاننے کا پورا حق تھا وہ بھی عالیہ بیگم پچھلے پندرہ سالوں سے جھوٹ بول بول کر تھک گئی تھی جب بچے گھر میں گئی تو بیویوں کو دیکھ کر پوچھتے کہ یہ کون ہے تو وہ ان سے جھوٹ بول دیتی وہ نہیں جانتی تھی کہ بچوں کے نازک ذہن پر کوئی دباؤ پڑے پر اب وہ بھجھڑا ہو گئے تھے سو عالیہ بیگم نے انہیں سب حج حج بتا دیا اتنی بڑی سچائی جاننے کے بعد بھی شرمین رضا اور ماہم کے پیار میں اساکے لیے کی نہیں آئی تھی وہ اب بھی اساکو ماہم ہی کہتے تھے کیونکہ اسماں بھی ان کو ایک ماں سے کم بیا نہیں کرتی تھی پھر احسن اور اسما کی خواہش بھی کہ وہ شرمین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی بہو بنالیں احسن اور اسانے جب دلاور سے بات کی تو وہ بھی بہت خوش ہوا انہوں نے جب مل کر عالیہ بیگم سے بات کی تو وہ فوراً مان گئی پر عالیہ بیگم نے کہا کہ ابھی تو بچے بہت چھوٹے ہیں ابھی تو شرمین کی عمر بہت کم ہے تو اسانے کہا اتنی ہم کب ابھی شادی کی بات کر رہے ہیں میں نے تو بس ایسے ہی بات کیے کہ آپ کہیں شرمین

کارشتہ کسی اور سے نہ ملے کر دیں تو عالیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا ایسا بھلا میں کر سکتی ہوں آخر تم بھی تو ان کی ماں ہو اور ایک ماں سے پوچھتے بناس کے بچوں کے بارے میں اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتی ہوں یہ سن کر اسما کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر یونہی زندگی کے کچھ اور سال گزر گئے سب بچے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے شاذل سب بچوں سے بڑا تھا اس کی عمر 26 سال تھی وہ اپنی سندی پوری کر کے اپنے دادا، اور پاپا کے ساتھ بزنس میں ہاتھ بٹھانے لگا تھا جبکہ شرمین کی عمر 23 سال تھی اور ابھی پڑھ رہی تھی جبکہ رضا اور ماہم دونوں 21 سال کے تھے ویسے تو رضا اور ماہم بھی۔ ماہم بالکل عالیہ بیگم پر گئی تھی وہ بھی عالیہ بیگم کی طرح وکیل بننا چاہتی تھی ماہم اکثر بھتی دیکھنا بڑی امی میں ایک دن آپ کی طرح ایک کامیاب وکیل بنوں گی ایک دن اپنی بڑی امی کا خوب نام روشن کروں گی ماہم جب یہ باتیں عالیہ بیگم کے گلے میں بانٹیں ڈال کر کہتی تو عالیہ بیگم خوش سے چھو لے نہ ساتی عالیہ بیگم جب ماہم کے اندر کی لگن دیکھتی جو کبھی اس کے اندر تھی تو وہ بہت خوش ہوتی کیونکہ اس کی اب ایک عمر ہو گئی تھی وہ زیادہ کام نہیں کر سکتی تھی اور اب وہ کبھی کبھی کوئی کیس ہاتھ لیتی تھی اور کم ہی آفس جاتی تھی اور جلد واپس لوٹ آتی تھی یوں تو ماہم سیم عالیہ بیگم کی کوئی تھی مگر اس میں ایک خامی تھی وہ وقت کی پابند نہیں تھی اور آج صبح بھی نہیں ہوا تھا جس کی وجہ سے ماہم کو ڈانٹ پڑی تھی مگر ماہم بہت چالاک تھی وہ بڑی امی کی کمزوری کو خوب جانتی تھی اسے مناجاتی لیتی تھی

عالیہ بیگم کسی پرنیک لگائے اپنے خیالوں میں تم تھی کہ اچانک شاذل نے آکر عالیہ بیگم کو چونکا دیا..... ہائے بڑی امی ایک دم شاذل کی آواز سن کر عالیہ بیگم اپنے ماضی سے باہر لوٹ آئی ہاں ایسا اکثر ہوتا تھا عالیہ بیگم دنیا جہاں سے بے خبر ہو کر اپنے ماضی میں گھو جاتی تھی صبح کو عالیہ بیگم بچوں کے ساتھ ہی آفس گئی تھی اور جلد ہی گھر لوٹ آتی تھی کیونکہ کل کو بہت ہی اہم دن تھا ایک ایسا دن جب اس سے اس کا آخری سہارا بھی جھین گیا تھا اس لیے وہ گھر جلدی آگئی تھی اور اچانک بیٹھے بیٹھے اپنے ماضی میں گھو گئی تھی نہ جانے وہ کب تک یونہی بیٹھی رہتی وہ تو شاذل نے آکر اسے چونکا دیا تھا پھر وہ شاذل سے مخاطب ہوئی آؤ بیٹا بیٹھو میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی بیٹا وہ دراصل بازار سے کچھ سامان منگوا تھا وہاں کل کو کیا ہے تمہیں پتہ ہی ہوگا ہاں بڑی امی ممانے بتایا تھا اور اسی نے مجھے ابھی آپ کی طرف بھیجا ہے اور ممانے یہ سامان کی لسٹ بھی بنا دی ہے اچھا بیٹا تم بازار سے جا کر یہ سامان لے آؤ عالیہ بیگم نے لسٹ دیکھ کر شاذل کو کھنکھاتے ہوئے کہا بڑی امی وہ رضی کو کالج سے آنے دیں تو دونوں ایک ساتھ چلے جائیں گے نہیں بیٹا وہ تھکا ہوا ہوگا تم اکیلے ہی چلے جاؤ اور جب تک رضی آئیگا تم تو واپس بھی آ جاؤ گے اوکے بڑی امی اچھا بڑی امی کیا سامان لانے میں اگر دیر ہوگئی تو کیا گستاخی معاف ہو سکتی ہے تو عالیہ بیگم بولی کہ تمہیں میں بتاتی ہوں کہ گستاخی معاف ہو سکتی ہے یا نہیں اس سے پہلے کہ عالیہ بیگم کو شاذل کو کان سے پکڑتی وہ بھاگ گیا اسما اندر داخل ہوئی اور بولی ارے شاذل ابھی تک تم نہیں ہو گئے نہیں ہو ابھی تک وہ ماما میں جانی رہا ہوں اور بولنا ماما بڑی امی سے کہنے کا گہرا ایک گستاخی کو معاف کرنا ہی بڑے گا تو اسما بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکی کیونکہ وہ بھی شاذل کی عادت سے اچھی طرح واقف تھی اسما مسکراتے ہوئے اندر آگئی آؤ اسما بیٹھو میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی ہاں آئی میں ابھی ابھی گھر کے سارے کام ختم کر کے آرہی ہوں سو چا سب کالج سے آنے والے ہوں گے ان کے لیے کچھ میں کچھ نہ کچھ بنا دوں۔ اچھا آئی اب سب چیزیں تو بازار سے منگوائی ہیں اور باقی کیا رہ گیا ہے اسما بیٹا اتنے سالوں سے تم ہی سنبھالتی آئی ہو اس دن کا سارا انتظام تو تم ہی دیکھ لو سب کچھ ہاں آئی پریشان مت ہوں پچھلے بیس سالوں سے اس دن کا انتظام سنبھالتے سنبھالتے اب تو عادت ہی ہوگئی ہے وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے ایسے لگتا ہے جیسے ابھی کل ہی کی بات ہو برآج پورے اکیس سال ہو گئے ہیں ایسا لگتا ہے جیسے ابھی کل ہی رخسار ہمارے ساتھ ہوا اور آج دیکھو رضا اور ماہم ماشاء اللہ کتنے بڑے ہو گئے ہیں ہاں اسما بیٹا وقت بہت جلد گزر جاتا ہے پتہ بھی نہیں چلا اور اکیس سال ہو گئے اور ان اکیس سالوں کی یادیں رہ گئیں ہمارے پاس جیسے رخسار، رضا اور تمہارا رے انکل ہمیں چھوڑ کر چلے گئے اور اپنے پیچھے اپنی یادیں چھوڑ گئے اور

باقی کی زندگی بھی ان کی یادوں کے سہارے گزر رہی جائے گی عالیہ بیگم کی پلکوں کے ساتھ انھی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اس کی بھی آنکھیں بھرا آئی بھی کبھی یادیں ہی ایسی ہوتی ہیں جنہیں یاد کرنے سے فوراً آنکھیں بھرا آتی ہیں اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور بچن میں چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد سب کالج سے آگئے اتنی دیر میں اس نے سب کے لیے کھانا بنالیا تھا تھوڑی دیر بعد سب ڈانگنگ ٹیبل پر جمع تھے سب ابھی کھانا کھا رہے تھے کہ شاذل آگیا بیلو پوری دن شاذل نے سب کو پہلو بولا آگئے تم سب لوگ نہیں ہم تو بچپن سے آئے یہ تو ہم سب لوگوں کے بھوت ہیں جو کھانا کھا رہے ہیں مابین شاذل کو منہ چڑھاتے ہوئے کہا تو سب ہنس بڑے سوائے شرمین کے کہ وہ ابھی کی بچی میں نہیں آکر جاتا ہوں پہلے میں یہ سامان رکھ لوں اور میرے آنے سے پہلے جس جس کو جلدی کھانا کھا کر جانا ہے وہ چلا جائے وہ یہ الفاظ جس کے لیے کہہ کر گیا تھا کہ شرمین کی اب شرمین کی کوشش یہی تھی کہ وہ شاذل کے آنے سے پہلے پہلے کھانے ختم کر لے اور اپنے کمرے میں چلی جائے شرمین بچپن سے ہی ایسی تھی وہ شاذل سے ناراض بھی ہو جاتی اور پھر دونوں بہت جلد مان بھی جاتے شرمین جلدی جلدی کھانا کھا رہی تھی وہ دیکھو شاذل بھیا..... مائی کا جملہ اس کے منہ میں ہی رہ گیا کیونکہ سامنے سے شاذل اور عالیہ بیگم آگئے..... شرمین ان کے ٹیبل پر بیٹھنے سے پہلے ہی کھانا ختم کر کے اٹھ کھڑی ہوئی تو عالیہ بیگم نے بو چھا کھانا کھالیا شرمین ہاں بڑی امی کھالیا شرمین نے ایک نظر شاذل کی طرف دیکھا جبکہ شاذل کی نگاہیں پہلے ہی شرمین کی طرف تھیں وہ ہلکا سا سکریا مگر شرمین اس کی مکرہٹ کا جواب دینے بغیر اندر چلی گئی پھر شاذل نے بھی کھانا کھا لیا اور بولا ماما مجھے کچھ کام یاد آ گیا ہے میں وہ کر کے ابھی آتا ہوں تو مائی نے فقرہ کہا ہاں جاؤ کام کر کے آؤ جب آؤ تو ہمیں بھی بتانا کہ کونسا کام کر کے آئے ہو شاذل نے مائی کو آنکھیں دکھائیں اور وہ دھیر سے ہنس پڑی.....

اے لگتا ہے آج بھی جناب کا موڈ ٹھیک نہیں ہو شاذل نے شرمین کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا شرمین جو اپنی بکس ٹھیک کرنے میں مصروف تھی اس نے شاذل کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا اور جناب کا غصہ ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا اے بابا کتنی بار سوری بولا..... کہا تو بھول گیا تھا آفس میں ایک بہت ضروری کام تھا تو پھر جاؤ آفس میں اور اپنے کام کر دو یہاں کیا لینے آئے ہو تمہیں تمہارے کام مبارک اور جو میری دوست کے سامنے میری اسلٹ ہوئی اس کا کیا اس سے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے میں نے تو رانیہ کو پہلے ہی سمجھایا تھا کہ تم نہیں آنے والے رانیہ شرمین کی فرینڈ تھی اس کی بچپن کی دوست تب سے جب شاذل اور شرمین کو علیحدہ علیحدہ سکول داخل کروایا گیا تھا شرمین شاذل کے بغیر خود کو تنہا محسوس کرتی تھی تب رانیہ نے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا اور آج تک دونوں ساتھ تھیں کچھ دن پہلے رانیہ نے کہا کہ شاپنگ کو چلیں تو شرمین نے کہا رانیہ نہ جھٹ سے کہا کونسا آئیڈیا آیا ہے تمہارے ذہن میں اور پلیز وہ کہیں پچھلی بار کی طرح سنو پڑ نہ ہوا رے نہیں بار بار ایک دم مست ہے جب تم سنو گی تو چونک جاؤ گی اچھا اب بتاؤ بھی کہ یونہی پہیلیاں بجاتی رہو گی شرمین تم شاذل کو کیوں نہیں کہتی کہ وہ ہمارے ساتھ چلے اسی بہانے تم دونوں باہر تھوڑا سا وقت بھی گزرا لو گے ارے نہیں شاذل نہیں مانے گا ویسے بھی اسے اپنے کاموں سے فرصت ملے تو وہ کسی کے ساتھ جانے کا شرمین مجھے نہیں پتہ کہ بھی طرح شاذل کو تیار کر دو، اوکے رانیہ میں زبانی کرتی ہوں تب شرمین نے شاذل کو ساتھ چلنے پر راضی کر لیا اور شاذل نے بھی وعدہ کر لیا کہ وہ ساتھ چلے گا مگر مین موبج پر شاذل نہیں آیا اسے آفس میں کوئی ضروری کام پڑ گیا تھا سب یہی وجہ تھی کہ شرمین شاذل سے ناراض تھی پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد شاذل شرمین کو مومنانے میں کامیاب ہو گیا شرمین بچپن سے ہی ایسی تھی بچپن میں بھی جب شاذل شرمین کے کھلونے چھین کر بھاگتا تھا تو شرمین اس سے ناراض ہو جاتی پھر شاذل شرمین کو اس کے کھلونے واپس کر دیتا تو شرمین مان جاتی یونہی ہنسنے کھیلنے روٹھتے مانتے دونوں نے ایک ساتھ جوانی کی دہلیز پر

قدم رکھا دونوں بچپن سے ہی ایک دوسرے کے بنائیں رہتے تھے یہی احساس ان کے دلوں نے جب انہیں بڑے ہونے پر کر لیا تو وہ سمجھ ہی نہیں پارے تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے بچپن کی بے نامی چاہت وقت کے ساتھ کب ان کے دلوں میں محبت بن کر دوڑنے لگے گی انہیں پتہ بھی نہ چلا پر دونوں اپنے اپنے دلوں میں اپنی خاموش محبت چھپائے پھرتے رہے دونوں میں ہمت نہ تھی کہ وہ اپنی خاموش محبت کا اظہار ایک دوسرے سے کرتے مگر دونوں کی بے چینی کو عالیہ بیگم نے محسوس کر لیا کیونکہ وہ محبت کے جذبے سے اچھی طرح واقف تھی عالیہ بیگم نے جب دونوں سے اس بارے میں پوچھا تو دونوں نے انکار کر دیا دونوں نے کہہ دیا کہ وہ صرف ایک اچھے دوست ہیں پھر خاموش ہو گئے پر ایک دن جب شاذل آفس گیا ہوا تھا تو اس اس کے کمرے میں آئی اسے شاذل کے ٹیکے کے نیچے سے شاذل کی ڈائری ملی جس میں شرمین کی تصویر تھی اور اس ڈائری میں واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے جب یہ بات عالیہ بیگم اور بانی گھر والوں کو پتہ چلی تو سب حیران رہ گئے کیونکہ جب ان دونوں نے ایک دوسرے کو صرف دوست کہہ دیا تھا تو سب پریشان ہو گئے تھے کہ کیا وہ ان دونوں کے ساتھ زبردستی تو نہیں کرنے والے جو انہوں نے شادی کی بات کر رکھی ہے پر اب انہیں کسی بات کی فکر نہ تھی سب نے دل کر ایک پلان بنایا انہیں قریب لانے کا تاکہ وہ ایک دوسرے سے اپنے دل کی بات کہہ سکیں اس پلان کی لیڈر مام بھی کیونکہ ایسے پلان صرف اسی کے دماغ میں آتے تھے ایسے سنو پڑ پلان کی اور کے دماغ میں نہیں آتے تھے پہلے سب نے منع کیا کہ نہیں یہ غلط ہے مگر پھر مام نے سب کو مینا لیا شام کو شاذل کی ٹیبل ڈانگنگ ٹیبل پر جمع تھی ڈنر کے لیے تو اسما ہوئی احسن کل رات میں نے آپ سے جس رشتے کی بات کی تھی مجھے تو لگتا ہے وہ لڑکی شاذل کے لیے بالکل ٹھیک ہے لڑکی بھی خوبصورت ہے اور پڑھی لکھی بھی ہے اتنا سننا تھا کہ شاذل کے منہ سے نوالہ باہر آ گیا اور فوراً بولا کیا ماما آپ نے کیا کہا کس کے لیے لڑکی دیکھی جا رہی ہے ارے بیٹا ہمارے گھر میں ایک ہی تو لڑکا ہے اور وہ ہوتم ہم تمہارے ہی رشتے کی بات کر رہے ہیں پر ماما میں تو ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا ابھی کام کرنا چاہتا ہوں پاپا، دادو، سمجھائیں نہ ماما پر بیٹا آج نہیں تو کل تمہاری شادی ہونی پتی ہے تو پھر آج کیوں نہیں پر ماما یہ کیا بیٹا اگر تمہیں کوئی اور لڑکی پسند ہے تو بتا دو اور اگر نہیں ہے تو بس مجھے یہ رشتہ منظور ہے بس ہم سب کل کو ہی جا رہے ہیں لڑکی دیکھنے اور اس شرمین اور مام بھی ہمارے ساتھ چل رہی ہیں نا..... کیا ماما شرمین بھی جا رہی ہے آپ لوگوں کے ساتھ ہاں بیٹا وہ کیوں نہیں جاسکتی میں نے ہی ان دونوں سے کہا ہے اور بڑی امی بھی جا رہی ہیں ماما آپ نے شرمین سے کہا اور وہ مان مائی انکو رس بیٹا مان گئی بھلا وہ کیوں نہیں مانے گی بلکہ وہ تو یہ سن کر بہت خوش ہوئی کہ اس کے دوست کی شادی ہو رہی ہے سب دل میں شاذل کی حالت پر ہنس رہے تھے دوسری طرف شرمین کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی جب اسے مام نے بتایا کہ وہ سب صبح کو شاذل کے لیے لڑکی دیکھنے جا رہے ہیں تو وہ ایک دم شاک رہ گئی آپ کو پتہ ہے ہم دونوں بھی جا رہی ہیں پر کیوں ہم دونوں کیوں دی پلیز انکار مت کر دو بہت مزہ آئے گا اور شاذل بھائی نے خود کہا ہے کہ شرمین بھی ساتھ چلے گی اس نے کہا ہے کہ وہ شرمین کی پسند کی لڑکی سے ہی شادی کرے گا شرمین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے مائی تم چلی جانا میری کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے اوکے جیسی آپ کی مرضی رکھ دو شرمین رک گئی..... مام بولی دی دی..... کیا آپ کو خوشی نہیں ہوئی یہ بات سن کر کیوں مام مجھے خوش کیوں نہیں ہوگی میں بہت خوش ہوں مام کیا شاذل خوش ہے اس رشتے سے انکو رس دی شاذل بھائی بہت خوش ہیں بلکہ اس نے خود ہی ماما کو بتایا ہے کہ وہ اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو شرمین دوڑ کر کمرے میں چلی گئی اور کمرے کا دروازہ بند کر لیا اس نے اپنی بکس سے شاذل کی تصویر نکالی اور رونے لگی شاذل تم کیوں نہیں سمجھ پاتے میری خاموش محبت کو مجھے تو لگتا تھا کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتے ہو ایک دن تم مجھ سے اپنی خاموش محبت کا اظہار ضرور کر دو گے شاذل میں تو اسی انتظار میں تھی کہ تم کب مجھ سے محبت کا اظہار کر دو گے تم نے تو کسی اور کا انتخاب بھی کر لیا مائی نے کمرے کا دروازہ نوک کیا دی آپ ٹھیک تو ہو گی..... محبت زیادہ خراب تو نہیں ہے بڑی امی کہہ رہی ہیں اگر طبیعت زیادہ خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں پھر کل

کریم کھانے کی شرط رکھی ہوگی سب جھوٹ بول رہا ہے یہ میں نے ایسی ویسی کوئی شرط نہیں رکھی اس کے ساتھ تو پھر اس کریم کی بھیا۔ مانی نے اچھلتے ہوئے پوچھا۔ ہاں بلی مگر جب میں فری ہوا۔ کل کو تو تمہیں پتہ ہے ناں گھر پر کیا ہے باں بھائی تینوں کے چہروں پر افسردگی چھائی جہاں کچھ دیر پہلے خوشیوں کے ڈیرے تھے۔

12 بجتے میں ابھی 10 منٹ باقی تھے شرمین اور ماہم دونوں ابھی تک جاگ رہی تھی، شرمین نے پوچھا مانی تمہیں پتہ ہے ناں کہ کل کونسا دن ہے مانی نے ہنسی اٹھوں اور آواز کے ساتھ کہا ہاں دی جاتی ہوں کل کونسا دن ہے میں کیسے بھول سکتی ہوں کل کا دن مانی ادھر دیکھو میری طرف جب شرمین نے مانی کا چہرہ اپنی طرف کیا تو مانی رو رہی تھی مانی تم رو رہی ہو۔ مانی شرمین کے گلے لگ گئی دی میں اور رضی بھیا کتنے بد نصیب ہیں ناں کہ اپنی ماں کا چہرہ تک نہ دیکھ پائے۔ دی ہم کتنے بد نصیب ہیں کہ ہم نے پیدا ہوتے ہی اپنی ماں کی جان لے لی پلیز مانی ایسا مت کہو، ہاں دی میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ہاں شرمین دی، مانی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے اندر داخل ہوتے ہوئے رضی نے بھی کہا ہمارے رضی تم سوئے نہیں ہو ابھی تک نہیں دی نیند نہیں آ رہی تھی جب دیکھا کہ آپ کے روم کی لائٹ جل رہی ہے تو چلا آیا۔ اچھا آؤ میں نے تم دونوں کے لیے گفٹ لیے ہیں شرمین نے دونوں کو بھلاتے ہوئے کہا نہیں ہی ہمیں نہیں چاہیے کوئی بھی گفٹ دونوں نے کہا۔ ارے بھئی کیوں نہیں چاہیے گفٹ میں جاتی ہوں گھر میں بھی کبھی کسی نے تم دونوں کا ہتھوڑے نہیں منایا اور اس کی وجہ تو تم دونوں جانتے ہی ہو تو کیا ہوا ہم تم دونوں کا ہتھوڑے نہیں مناسکتے مگر میں اپنے سویٹ سے بھائی اور سرسٹر کے لیے گفٹ تو لاسکتی ہوں پھر 12 بجتے کے بعد شرمین نے دونوں کو شکر کیا اور گفٹ دیئے جب دونوں نے گفٹ کھولے تو دونوں بہت خوش ہوئے کیونکہ گفٹ ان کی پسند کے تھے شرمین دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور اپنے درد کو چھپا گئی ماں مڑوہ یہ بھی جانتی تھی کہ رضی اور مانی کے چہرے پر یہ خوشی پل دوپل کے لیے ہے تو خوشی دیر بعد جب انہیں پھر سے ماما کی یاد آنے کی تو وہ پھر سے دہی ہو جا میں گئے۔ پروہ خوش تھی کہ اس نے اپنا ہاتھوڑے کا حق ادا کیا ہے اور وہ کچھ پل کے لیے تو دونوں کے لبوں پر مسکان لانے میں کامیاب ہوئی ہے۔

صبح کو اسانے اور سب نے مل کر 10 بجے تک سب تیاریاں پوری کر لیں آج رخسار کی 21 ویں برسی تھی عالیہ بیگم ہر سال اس دن گھر میں پڑھائی کروائی تھیں باقاعدہ ایک محفل کا اہتمام کیا جاتا تھا جس میں عالیہ بیگم خصوصی رخسار، رضا اور حواد کے لیے دعا روائی تھی غریبوں میں کپڑے وغیرہ تقسیم کروائی تھی شام 4 بجے تک محفل کا اختتام ہوتا تھا محفل کے بعد سب میں نیاز باقی گئی سب کو کھانا کھلایا گیا پھر سارے لوگ چلے گئے رات کو فارغ ہو کر اسانے بھی کہا کہ اچھا آئی اب ہم بھی چلتے ہیں ارے یہ شاذل کہاں ہے اسن نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا جی پاپا میں یہاں ہوں بیٹا گھر نہیں چلنا کیا ساری رات یہیں رہنے کا ارادہ ہے کیا، پاپا ہاں ماما مجھے رضا کے ساتھ کچھ کام ہے آپ لوگ چلے میں آ جاؤں گا اوکے بیٹا جلدی آنا پھر دلاؤ اور اسن چلے گئے۔

شرمین نے کہاں کہاں شاذل کی نگاہیں بار بار اسے ڈھونڈ رہی تھیں جب اس سے رہا نہ گیا تو اس نے مانی سے پوچھ ہی لیا کہ مانی تمہاری دی کہاں ہے تو مانی نے کہا شاذل بھیا سو گئی ہے کہیں شاید اپنے کمرے میں ہوگی جب شاذل اور مانی کمرے میں گئے تو شرمین وہاں پر نہیں تھی پردا ہاں ایک اور سر پرانز تھا مانی کیلئے مانی یہ کیا ہے شاذل نے بیڈ سے گفٹ اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا تو ایک دم سے اچھل کر مانی نے شاذل کے ہاتھ سے گفٹ لے لیا جیسے وہ جانتی ہو کہ یہ کیا ہے وہ جانتی تھی کہ بڑی امی یعنی عالیہ بیگم کا گفٹ ہے عالیہ بیگم رضی اور مانی کے جنم دن کو مناتی تھی مگر ہر سال انہیں خاموشی سے سالگرہ کے گفٹ ضرور دلا کر دے دیتی تھی دوسری طرف رضا کے کمرے میں بھی اس کا گفٹ منتظر تھا۔ اچھا مانی اب اسے کھول کر تو کھاؤ اس میں کیا ہے نہیں شاذل بھیا اسے میں دی کے آ جانے کے بعد ہی کھولوں گی پر مانی پہلے یہ تو پتہ چلے کہ وہ کہاں ہے تمہاری دی تو ایسے غائب ہو جاتی ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ پھر اچانک شاذل کو خیال آیا کہ آج

شرمین بہت اداس تھی اس کی اداسی کی وجہ آج کا دن تھا وہ جانتا تھا کہ جب شرمین اداس ہوتی ہے تو وہ کہاں جاتی ہے ہاں شرمین اداس ہوتی تھی تو اسے رات کی تنہائی میں بیٹھ کر تاروں سے باتیں کرنا بہت اچھا لگتا تھا پھر وہ مانی سے بولا۔ جب شرمین کی تمہاری دی اس وقت کہاں ہو سکتی ہے تم بیٹھو میں ابھی آ یا شاذل آہستہ آہستہ بیڑھیاں چڑھتا ہوا صحت پر گیا تو یاد آیا مانی کی تمہاری دی اس وقت کہاں ہو سکتی ہے تم بیٹھو میں ابھی آ یا شاذل آہستہ آہستہ بیڑھیاں چڑھتا ہوا صحت پر گیا تو اس نے دیکھا کہ شرمین دنیا جہاں سے بے خبر تھی اپنے خیالوں میں کھولی ہوئی تھی اسے یہ احساس نہ ہوا کہ پچھلے 5 منٹ سے اس کے پیچھے کھڑا ہے اسے اب احساس ہوا جب شاذل نے آہستہ سے اسے پکارا تو شرمین اپنے خیالوں کی دنیا سے بھڑائی اور جلدی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی ارے شاذل تم کب آئے تھے تو پتہ ہی نہیں چلا میڈم تم اس دنیا میں ہوئی تو نہیں پتہ چلتا تم تو درستاروں کی دنیا میں کھولی ہوئی تھی ویسے زیادہ دیر نہیں ہوئی ابھی ابھی آ یا ہوں ارے میں شاذل اب بات نہیں ہے میں تو بس ایسے ہی یہاں بیٹھی تھی ہاں شرمین تم ایسے ہی یہاں بیٹھی تھی اور میں یہ بات پچھلے کی سالوں سے تمہارے منہ سے سنتا آیا ہوں اچھا چلو آؤ بیٹھو میں شاذل ابھی بہت دیر ہو گئی ہے چلو نیچے چلتے ہیں تو شاذل نے بازو سے پکڑ کر شرمین کو بٹھالایا اور بولا چلو بیٹھو اور بتاؤ کہ کیوں بیٹھی تھی یہاں تنہائی میں کیا انہی رخسار کی یاد آ رہی تھی شاذل کے منہ سے یہ بات سن کے شرمین اپنے آنسو برداشت نہ کر سکی ارے ارے تم تو پڑو پڑو شرمین پلیز رونا بند کر دو مجھ سے تمہارے یہ آنسو برداشت نہیں ہوتے بولا شرمین اگر میرے بس میں ہوتا تو بھی تمہاری آنکھوں میں آنسو نہ آنے دیتا شرمین میں تمہارے ماں باپ کی کی تو پوری نہیں کر سکتا یہ میں وعدہ کرتا ہوں تم سے کہ کبھی تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا۔ تمہیں ہمیشہ خوش رکھوں گا اتنا خوش کہ میں کو شکر کروں گا کہ تمہیں تمہارے ماں باپ کی یاد نہ آئے پڑا شاذل ماں باپ کی یاد تو آتی ہی ہے میں جاتی ہوں تم مجھے بہت خوش رکھو ارے آج تک رکھتے آئے ہو پڑ زندگی کی ماں بات کی کی تو ہمیشہ ہی رہے گی۔ نہ صرف میری زندگی میں بلکہ رضا اور مانی کی زندگی سے بھی مگر یہ بھی سچ ہے شاذل ماما اور اسن پاپا نے اور بڑی امی نے کبھی ہمیں یہ کی محسوس تو نہیں ہونے دی مگر پھر بھی زندگی میں کئی ایک موقع ایسے آتے ہیں جب اپنے ماں باپ کی کی شدت سے محسوس ہوتی ہے کبھی بھی سوچتی ہوں پہلے اللہ تعالیٰ نے پاپا کو کچھ لینا اور بعد ماما کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا ہمارے ساتھ شاذل تمہیں پتہ ہے میں تو ماما، پاپا کی گود میں کھلی بھی ہوں مگر رضی اور مانی کو تو دیکھو انہوں نے تو بھی ماما پاپا کی گود میں کھلائی نہیں انہوں نے تو یہ بھی محسوس نہیں کیا کہ ماں کی ممتا کا احساس کیسا ہوتا ہے۔ شرمین اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تمہاری زندگی کی یہ کی بھی محسوس کر کے پوری کر دیتا۔ شاذل نے شرمین کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا اچانک شاذل کے ذہن میں خیال آیا کہ کیسے شرمین کو ہنسیا جائے تو وہ شرمین سے بولا ارے اب میڈم صاحبہ اپنے اس چہرے سے اداسی کو ختم بھی کر لو اگر اگلے ایک سینکڑن میں یہ اداسی غائب نہیں ہوئی تو میں صبح کو بڑی امی سے شکایت لگا دوں گا کہ تم چھت پر چھپ چھپ کے روتی ہو۔ ارے نہیں شاذل تم بڑی امی کو کچھ نہیں بتاؤ گے مگر میں تو بتاؤں گا بتاؤں گا کہ کو تمہیں میں بتاتی ہوں جیسے ہی شرمین شاذل کو مارنے کے لیے اٹھی اور اس نے بیڑھوں کی طرف دیکھا تو وہاں مانی کھڑی تھی مانی دونوں کی باتیں سن کے رو رہی تھی مگر جیسے ہی شرمین نے دیکھا تو اس نے اپنے آنسو جی سے صاف کر لیے شرمین بولی ارے مانی تم یہاں کیوں کھڑی ہو بس دی ایسے ہی وہ میں میں آپ کو بلانے آئے تھی میں نے شاذل بھیا سے کہا تھا کہ وہی کو بلا کر لاؤ پھر جب آپ نہیں آئیں تو میں خود ہی بلانے آ گئی کیوں کوئی غلام تھا ہی مجھے تو لگا کہ اب تک سو گئی ہوگی ہاں دی وہ بڑی امی نے جو گفٹ دیا ہے اسے کھولنا تھا سو جا آپ کے ساتھ ہی کھولوں گی پھر تینوں نیچے چلے گئے ماما شرمین اور انیہ تینوں کی کاج لکٹیں میں بیٹھی تھیں اتنے میں ماما کی دوست زویا سے بلا کر لے گئی کہ کیا بات ہے رانیہ میں صبح سے نوٹ کر رہی ہوں تم بہت خوش نظر آ رہی ہو شرمین نے رانیہ کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا ہاں شرمین بات ہی کچھ ایسی ہے وہ میں نے نہیں بتانا تھا کہ عاشر بھائی واپس آ گئے ہیں اپنی سٹڈی کمپلٹ کر لے گئی کل ہی واپس آئے ہیں اور بھائی نے یوں اچانک آئے کہ ہم سب کو سر پرانز کر دیا۔ واڈ شرمین نے کہا یہ تو بہت خوشی

کی بات ہے شرمین بھی عاشر کو جانتی تھی ایک دو بار جب وہ چھٹی پر گھر آئے تھے تو وہ اس سے مل چکی تھی پھر وہ بولی اوپر بات سے اتنی خوشی کی ورنہ میں بھی کہوں کہ کیوں صبح کی اتنی خوش ہوا چھارہ انہیں ہمیں پتہ ہے ناں یہ ہمارا آخری لاسٹ اسٹریٹ ہے اور انگریز میں بھی صرف دو ماہ یہ رہ گئے ہیں ہاں شرمین جانتی ہوں تمہاری تیاری کیسی ہے شرمین فی الحال تو تیار ہے انگریز میں کیار میرا تو یہ سوچ سوچ کے برا حال ہوتا ہے کہ ہم کالج چھوڑ دیں گی یہ ہمارا لاسٹ انیئر ہے پھر اس کے بعد اس کے بعد تمہاری شادی ہوگی۔ رانیہ تم پھر سے شروع ہونے لگی۔ شرمین نے گھور کر رانیہ کی طرف دیکھا اور اس کے اوکے بابائیں کرنی گردل میں تولد و بھوٹ رہے ہوں گے۔ شرمین شرم کر رہی تھی۔

رات کو شاذل، رضا، شرمین اور مام سب رضائے کمرے میں جمع تھے سب شور مچا رہے تھے ان کے شور کی آواز سن کے عالیہ بیگم ان کے کمرے میں آئی رضا کہا بڑی امی سب سیدھے ہو کر کھڑے ہو گئے عالیہ بیگم بولی یہ کیا ہو رہا ہے سب نے کیوں شور مچا رکھا ہے اتنا۔ اور شاذل تم بھی ان لوگوں کے ساتھ بچے بنے ہوئے ہو۔ نہیں نہیں بڑی امی میں تو بڑا درمیان میں عالیہ بیگم نے بولتے ہوئے کہا بہت ہو گئی مستی، مجھے لگتا ہے اب تم تینوں کو اپنی پڑھائی پر توجہ دینی چاہیے کیونکہ تم تینوں کے انگریز میں صرف دو ماہ یہ رہ گئے ہیں جی بڑی امی اب کی بار شرمین نے جواب دیا مجھے اب شور آواز سنائی نہیں دیتی چاہیے۔ اتنا کہہ کر عالیہ بیگم چلی گئی تھک گئی آج بڑی امی نے مجھے نہیں ڈانڈا مامی نے ایک سانس لیتے ہوئے کہا پھر جا رہا ہوں بیٹھ گئے اچانک مامی بول اٹھی کیوں ناں لڈو کھیلنے ہیں تو شاذل نے بھی مامی کی ہاں ہاں بلاتی کیونکہ آج انہیں کافی دن ہو گئے تھے لڈو کھیلے ہوئے ہمیشہ مامی اور شاذل، رضا اور شرمین پارٹنر بنتے تھے پر اب نہ جانتے آج ہم پارٹنر بدل کر گیم کھیلنے ہیں کیا مطلب شرمین جلدی سے بولی وہ جانتی تھی کہ ضرور کوئی فضول سا پلان مامی کے دماغ میں آیا ہوگا کیونکہ سب فضول قسم کے آئیڈیے ہی مامی کے دماغ میں آتے تھے پھر مامی بولی مطلب یہ یہ کوئی تم میں اور رضی تم اور شاذل، رضی پارٹنر بن کر کھیلیں گے تو پھر مجھے نہیں کھیلنا تم تینوں کھیلو شرمین اٹھ کر جانے لگی تو شاذل آہستہ سے کہا پلیز شرمین خیلو تو مجبوراً شرمین کو کھیلنا پڑا یا ہو۔ ہم جیت رہے ہیں رضی اور مامی نے خوشی سے نعرہ لگایا یا مامی اور رضی پلیز دیر سے بولو اگر اب کی بار پھر سے بڑی امی آگئیں تو اب کی بار ہماری خیر نہیں سوری دی ہاں تو شاذل آج میں آپ کی پارٹنر نہیں ہوں تو اور اگر آج میں جیت گئی تو میں جو مانگوں گی وہ مجھے دینا ہوگا کیونکہ میں آپ کی ہوں دان سالی صاحبہ ہوں تو شاذل نے شرمین کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا افکار تم میری ہونے والی سالی ہو میں تو چاہتا ہوں مامی تم جلد از جلد ہونے والی سالی بن جاؤ۔ نہیں تھوڑا انتظار کر لو میرے ہونے والے جی ہاں پھر شاذل بولا وہی تو نہیں ہوتا اب اس سے پہلے کہ شرمین کچھ اور سن پانی و ہشاذل کے جملوں اور نگاہوں کی تاب نہ لائے ہوئے بھاگ گئی ارے دی کہاں جاسی ہو گیم تو پوری کر کے جاؤ مگر شرمین اب کہاں رکنے والی تھی۔ پھر وہ تینوں کھیلنے تھوڑی دیر بعد مامی نے نعرہ لگایا کہ میں جیت گئی میں جیت گئی اب تو شاذل، رضی جیوں آپ کو کہوں گی وہ آپ کو کہنا مامی کچھ دیر سوچنے کے بعد بولی بس زیادہ کچھ نہیں بس اگلے سنڈے کو مجھے شوٹنگ پر لے جانا ہوگا۔ ارے شادی سے کیا یہ حال تو نہ جانے بعد میں کیا ہوگا شاذل منہ ہی ہی بڑبڑایا کیا کیا مامی نے آنکھیں دکھاتے ہوئے پوچھا۔ ک۔ ک۔ ک۔ کچھ نہیں تینوں ہنس پڑتے ہیں آج سنڈے تھا شاذل کو کوئی کام نہیں تھا اس نے کال کر کے مامی سے کہا کہ وہ اسے شوٹنگ پر لے جا رہے ہیں تو تیار رہنا مامی کب سے تیار ہو کر شاذل کا دیٹ کر رہی تھی دی دیکھو کتنی دیر ہو گئی ہے شاذل بھیا اب تک نہیں آئے اس نے وعدہ کیا ہے نا کہ آج مجھے لے کر جائیں گے ضرور شاذل بھیا کہہ کر بھول جی ہاں اور اب انہیں رہے ہیں بڑی امی سے اجازت بھی تو لینا ہے ڈونٹ وری مامی سویت سسٹر میں پہلے ہی بڑی امی سے اجازت لے چکی ہوں شاذل نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا ہائے شرمین اس نے شرمین کو بیلو بولا۔ سو سویت شاذل آپ کتنے اچھے ہیں چلو دی تم بھی تیار ہو جاؤ ارے بھی میں کیوں تیار ہوں کیوں دی۔ آپ نہیں چل رہی ہیں دی میں نہیں

جس رہی مجھے گھر پر کچھ ضروری کام ہے اس لیے تم دونوں جاؤ پھر شاذل نے بھی شرمین کو زیادہ ریکویسٹ نہیں کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب شرمین ایک بار کوئی بات کہہ دے پھر وہ نہیں مانتی چلو چلو مامی جیسے نہیں چلنا وہ نہ جائے ہم اس کے لیے جی بند کی شوٹنگ کر لائیں گے مگر کوئی اتنا توتا دے کہ کسی کو کسی چیز کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ شرمین شاذل کی بات سن کر مامی سا مسکرائی اور بولی نہیں کچھ نہیں چاہیے۔ شاذل مسکراتے ہوئے باہر چلا گیا اور مامی بھی اس کے پیچھے چل دی۔

دوسری طرف رانیہ کب سے اپنے بھائی کو مامی تھی پلیز بھائی مان جاؤ کتنے دن ہو گئے ہیں آپ کو آئے ہوئے ہیں آپ نے وعدہ کیا تھا کہ کسی دن ضرور شوٹنگ پر لے کر چلیں گے تو پلیز بھائی آج لے چلو نہ دیکھنے ناں مامی بھائی مان نہیں رہے ہیں جبکہ بھائی نے وعدہ کیا تھا چلو بیٹا لے جاؤ رانیہ کب سے ضد کر رہی ہے وہ مامی سے کہو کہ میں آج بڑی ہوں پھر کسی نے کر چلوں گا نہیں بھائی مجھے آج ہی جانا ہے آپ کو پتہ ہے بھائی 2 دن بعد کیا ہے۔ بھائی 2 دن بعد 14 فروری کے ویلنٹائن ڈے اور ہمارے کالج میں ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے فکشن ہے بس اسی کے لیے شوٹنگ کرنی ہے۔ ایک شرط پر لے کر چلوں گا رانیہ پہلے مجھے بک سنٹر چلنا ہے مجھے ایک بک کی ضرورت ہے پھر اس کے بعد شوٹنگ پر چلیں گے انگریزی مل دونوں کلاس میں بیٹھے تھے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بک سنٹر پر تھے رانیہ بولی بھائی تم اپنی بکس خرید کر آ جاؤ میں نہیں چلوں گی اوکے رانیہ تم نہیں کلاس میں بیٹھو میں بس ابھی آیا۔

شاذل بھیا، شاذل بھیا پلیز گاڑی روکنے کیوں نہیں اب کیا ہوا وہ شاذل بھیا مجھے یہاں سے ایک بک خریدنی ہے یہ اب شوٹنگ میں بک کہاں سے آگئی پلیز بھیا بس تھوڑی دیر میں یوں گئی اور یوں آئی مامی نے جلدی سے بک لی اور وہ دھوپ میں چل آ رہی تھی دوسری طرف سے عاشر بھی چلا آ رہا تھا وہ مامی سے ٹکرایا مامی کے ہاتھ سے بک نیچے گر گئی عاشر نے ایک نظر مامی کے چہرے کی طرف دیکھا اس سے پہلے کہ عاشر کچھ کہتا مامی نے جلدی سے بک اٹھائی اور عاشر کو ہٹا دیکھے سوری کہہ کر بک سنٹر سے باہر نکل گئی جبکہ غلطی عاشر کی تھی ارے میڈم ڈرا سننے تو وہ غلطی میری تھی مگر مامی کچھ سے بغیر باہر نکل گئی مامی کے جانے کے بعد عاشر خود سے بولا کتنی عجیب لڑکی تھی سوری کہہ کر چلی گئی جبکہ غلطی تو اس کی تھی خیر چلو تینے ہیں عاشر بھی بک سنٹر سے باہر نکل آیا کار میں آ کر اس نے رانیہ کو بتایا کہ ایسا ہوا ہے بک سنٹر کے اندر تو رانیہ بولی شکوہ کرو بھائی آپ کو سوری کی بجائے نہیں پتہ نہیں پڑ گیا کیونکہ یہ امریکہ نہیں ہے یہ پاکستان ہے یہاں اگر کوئی بک لڑکا کسی لڑکی سے ٹکراتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ اسے چھیڑ رہا ہے آپ کی تو قسمت اچھی تھی کہ آپ بچ گئے۔

رانیہ کب ہو گئی پوری تمہاری شوٹنگ میں تو تھک گیا ہوں تمہارے ساتھ پھر تے پھرتے۔ بس بھائی تھوڑی دیر اور پھر تو تم کرو اپنی شوٹنگ میں بس ابھی آ یا اوکے بھائی پر کہیں حکومت جائیے گا ارے اب میں پچھوڑی ہی ہوں اور کیا میں ملک میں پہلی بار تھوڑی آ رہا ہوں پاگل۔ پھر عاشر چلا گیا اور رانیہ اپنی شوٹنگ کرنے لگی اچانک سے عاشر کی نظر پھر مامی پر پڑ گئی وہ اپنے دھیان میں شوٹنگ کر رہی تھی عاشر نے سوچا کہ یہ اچھا موقع ہے سوری کہنے کا اس ارادے سے وہ مامی کی طرف بڑھا اس نے مامی کے پاس جا کے بولا بیلاو ایکسکوز میڈم مامی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ نہیں کیا آپ مجھ سے مخاطب ہیں جی ہاں میڈم میں آپ سے ہی مخاطب ہوں جی کہنے آپ کو کیا کہنا ہے جی وہ دراصل مجھے آپ کو سوری بولنا ہے تو مامی نے حیرانگی سے کہا ہٹ۔ مگر وہائی میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ مجھ سے سوری کیوں بولنا چاہتے ہیں عاشر بولا آپکو شاید یاد نہیں آپ نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا مگر میں نے آپ کو دیکھا تھا پھر عاشر نے بک سنٹر والا واقعہ یاد دہرایا مامی کو ادھر بولا دراصل غلطی میری تھی میں کسی اور کی طرف دیکھ کے چل رہا تھا اور بے دھیانی میں آپ سے ٹکرایا اب تک مجھے لگتا ہے سوری مجھے کہنا چاہیے تھا مگر آپ بنا غلطی کے مجھے سوری بول کے چلی گئی میں نے آپ کو پیچھے سے دیکھا تھا شاید آپ جلدی میں تھیں اور کوئی بات نہیں سسٹر۔ جی عاشر میرا نام عاشر حسین ہے۔ اف یو ڈونٹ مائنڈ سسٹر مجھے آپ کے نام کیا لینا دینا ہے۔ پر مجھے خوشی ہوئی یہ جان کر کہ دنیا میں آپ جیسے انسان بھی موجود ہیں جو اپنی غلطی کو تسلیم

کرنا جانتے ہیں اور رہی بات میرے سوری کہنے کی تو میری نظر میں کسی کو سوری کہنے سے کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہو جاتا۔ بغور مامم کے چہرے پر نظریں جمائے دیکھے جارہا تھا اس نے آج تک مامم کی طرح مدہم مزاج ہونے والی لڑکی نہیں دیکھی تھی۔ مامم نے پہلی ملاقات میں ہی عاشق کو کسی حد تک انہیں پس کر دیا تھا۔ مامم بولتی جا رہی تھی اور عاشق مامم کو دیکھ کر رہا تھا اور مامم کی شخصیت بھی کچھ ایسی ہی تھی کہ ہر دیکھنے والے کو اپنے حشر میں جکڑ لیتی تھی اب عاشق کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہوا تھا وہ پہلی نظر میں ہی مامم کے حشر میں جکڑ گیا تھا اس کا دل اچانک سے کسی لڑکی کے لیے دھڑک اٹھا تھا حالانکہ وہ 5 سالوں سے شادی کے لیے امریکہ میں مقیم تھا دوران شادی وہ ہزاروں لڑکیوں سے ملتا رہا ہے اس کی بیوی نورش ہزاروں لڑکیاں پڑھتی تھیں پر کسی نے اسے اتنا پیہر پس نہیں کیا تھا جتنا آج پہلی ملاقات میں مامم نے کیا تھا اس سے کہ وہ کچھ کہتا مامم سے اچانک پیچھے سے شاذل آگیا۔ ارے مامم یہاں کیا کر رہی ہو اور یہ کیوں ہے۔ کوئی نہیں بس کوئی اجنبی تھا جو اپنی غلطی پر معافی مانگ رہا ہے چلو چلتے ہیں یہ کہہ کر اس نے شاذل کا ہاتھ پکڑا اور دونوں چلے گئے شاذل کے منہ سے مامم کا نام نہ چکا تھا اور یوں شاذل کا ہاتھ تھام کر جانا اس کے لیے کسی سوال چھوڑ گیا وہ ایک آہ بھر کے گیا اور بے اختیار اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

یہ دل جو پہلی نظر میں اسے دیکھ کر دھڑکنے لگا ہوا تھا وہ ایک وہ ہیں جو تھام کر ہاتھ کسی اور کا اجنبی کہہ کر چل دیتے ارے بھائی کہاں کھوئے ہوئے ہو جیسے ہی رانیہ نے آکر پیچھے سے پکارا تو عاشق چونک گیا بھائی میں کب سے آ کر ہوں نہ رہی ہوں کہاں چلے گئے تھے۔ بس بیٹیں تھارانیہ، چلو چلتے ہیں سارے راہ عاشق مامم کے بارے میں سوچتے آ رہے تھے وہ کہاں رہتی ہے کیا وہ دوبارہ اس سے مل پائے گی۔ ہاں مگر اس کا نام تو پتہ چل گیا تھا کسی سے تعلق بڑھانے کے لیے صرف اس کا نام ہی تو کافی نہیں ہوتا پھر وہ خود سے بولا کہ اچھا اگر قسمت نے آج اسے مجھ سے دوبار ملایا ہے تو ضرور تیسری بار بھی ملائے گا۔ مامی گاڑی سے اتری شاذل بھیا کیا آپ اندر نہیں آئیں گے۔ نہیں مامی ابھی مجھے کچھ کام ہے اس لیے ابھی نہیں آ سکتا شام کو ملتے ہیں اوکے بھیا۔ ہائے۔

مامی نے اپنے بیگ اٹھا لیا اور اندر آگئی جب وہ اندر آئی تو سب سے پہلے اس کا سامنا عالیہ بیگم سے ہوا گئی تم اتنی دیر کیوں لگا دی عالیہ بیگم نے آتے ہی سوال کر دیا وہ بڑی امی..... وہ اچھا چلو کوئی بات نہیں مگر آئیں دھیان رہے اتنی دیر نہ ہوا وہ بڑی امی.....

مامی نے دھڑرام سے بیڈ پر گرتے ہوئے کہا کہ تھک گؤ ڈنچ گئے ورنہ میری تو جان ہی نکل گئی تھی بڑی امی کی طرف دیکھ کر اتنی دیر کیوں لگا دی تم دونوں نے میں کب سے ویٹ کر رہی ہوں اور تم اکیلی شاذل کہاں سے کس نے کہا تھا کہ یہاں بیٹھی رہو تم بھی چلتی نہ ہمارے ساتھ ہی تم بھی چلتی نہ تو کتنا مزہ آتا جب شاذل بھیا کی ساری جیب خالی ہوتی..... اچھا چلو دکھاؤ کیا کیا شوپنگ کی ہے یہ دیکھو دی یہ ڈریس تمہارے لیے پرسوں کے فنکشن کے لیے پیارا ہے ناں ہاں مامی بہت پیارا ہے اور یہ دیکھو یہ ہے میرا وہ مامی کتنا پیارا ہے یہ ڈریس لائٹ ریڈ کمر بہت پیارا لگے گا تم پر ہاں ہاں میں ہوں ہی پیاری تو پیارا کیوں نہیں لگے گا دیکھنا جب میں اسے پہنوں گی سب دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔ اچھا اچھا بات بہت خوبصورت ہو اور یہ ڈریس پہن کر تو تم اور بھی خوبصورت لگو۔ اچھا اور بھی دکھاؤ کیا کیا شوپنگ کی ہے۔ اور یہ بس۔ بس نکالو لے دو تم مامی کو بک سٹرو والا واقعہ یاد آگیا وہ کہتا تھا آپ کو پھر مامی نے شرمین کو سب بتایا اور بولی دی بہت عجیب شخص تھا یار آج کے دور میں کون اپنی غلطی مانے ہے پر وہ اپنی غلطی مان کر تم سے معافی مانگ لی۔ ہاں پردی ایک بات ہے وہ یہاں کاربنے والا لگ نہیں رہا ہے ایسے لگا رہا تھا کہ جیسے وہ آؤٹ کنٹری سے آیا ہو۔ باہر کے ملک کا نام نہ کر شرمین کو بھی کچھ یاد آگیا۔ ہاں مامی

آیا مجھے بھی کچھ بتانا تھا تمہیں وہ رانیہ بتا رہی تھی کہ اس کا بھائی ہے نا جو امریکہ میں شادی کیلئے گیا ہوا تھا وہ واپس آ گیا ہے مامی کیا تم اس سے ملی ہو پر میں ایک بار ملی تھی اس سے رانیہ کے گھر پر جب وہ ایک بار چھٹی پر گھر آیا ہوا تھا اچھا چھوڑو اسے دی ہمیں کیا لینا دینا ہے اس سے آپ یہ دیکھو میں نے ہیل والی سینڈل خریدے ہیں پیاری ہے ناں۔ پرسوں اس کو اسی ڈریس کے ساتھ پہنوں گی یہ دعا کر ددی میں یہ پہن کر چل پاؤں ورنہ میرا تو خدا ہی تمہیں ہے۔

دوسرے دن شام میں شرمین کچن میں تھی..... ہائے شرمین کیا ہو رہا ہے۔ شاذل نے دروازے کے ساتھ بک لگا کر کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا، کچھ نہیں بس رات کے کھانے کی تیاری ہو رہی ہے اچھا کیا بنا رہی ہو۔ چکن بریانی، مٹر کی سبزی، واڈ بیری پسند کی ڈشز میرا بھی ڈنر پکا دھر رہی ہے ویسے ایک بات ہے شرمین شادی کے بعد ہمیں ایک میٹ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے وہ کیوں؟ وہ اس لیے کہ میری ہونے والی بیوی جو اتنی اچھی ڈشز بنا لیتی ہے تو شرمین بولی شاذل میں مذاق کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تم جا ڈا مامی وی دیکھ رہی ہو گی اس کے ساتھ جا کے ٹی وی دیکھو۔ اور یہ مذاق بھی اسی کے ساتھ جا کے کرو مگر شرمین میں مامی سے مذاق کرنے نہیں میں تم سے کچھ ضروری بات کرنے آیا ہوں ہاں بولو کیا ضروری بات ہے تو شاذل بولا وہ کیا ہے شرمین میرے ایک فریڈ کی ٹی ٹی ایجنسی منٹ ہوتی ہے اور اس نے کل کو سب دوستوں کو پارٹی دی ہے سب اپنی اپنی فیوٹی کے ساتھ آ رہے ہیں اور میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں وہ پر میں کیسے جا سکتی ہوں تمہیں پتہ ہے ناں کہ بڑی امی رات کو گھر سے باہر جانے کی کبھی بھی اجازت نہیں دیں گی تو میں کب نہیں رات کو باہر لے جانے کی بات کر رہا ہوں تو کیا پارٹی دن میں ہوتی ہے ہاں شرمین دن میں ہو گی میں نے اپنے دوست کو بہت مشکل سے منایا ہے کہ پارٹی دن میں رکھے ورنہ وہ تو رات میں رکھنے والا تھا پلیر کیا تم چلو کی میرے ساتھ لیکن دن میں تو تم جانتے ہو ناں کہ شاذل ہمارے کالج میں فنکشن ہے تو میں کیسے جا سکتی ہوں تو کیا شرمین تم میرے ساتھ ایسا بھی نہیں کر سکتی شاذل منہ بنا کر کھڑا ہو گیا اچھا بابا چلوں گی مگر ایک شر پر پہلے تم بڑی امی سے اجازت لینا ہو گی۔ کیونکہ میں بڑی امی سے اجازت لیے بنا نہیں جا سکتی اگر بڑی امی اجازت دیں گے تو ہی میں چلوں گی۔ اچھا تو اب پرائم یہ ہے کہ بڑی امی کو بھی منانا پڑے گا جی ہاں جاؤ اور اب مجھے کام کرنے دو کیا ہو رہا ہے شرمین عالیہ نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا اور شاذل تم تم یہاں کیا کر رہے ہو تمہیں کچھ چاہیے تھا کیا نہیں نہیں بڑی امی کچھ نہیں چاہیے تھا اور وہ کچن سے باہر چلا گیا جبکہ عالیہ بیگم دونوں کی باتیں سن چکی تھی وہ دل میں خوش تھی کہ اس نے رخسار کے مرنے کے بعد اس کے بچوں کی تربیت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی رات کو سب ڈنر پر جمع تھے شاذل شرمین کو اشارہ کر رہا تھا کہ وہ کیسے پوچھے جبکہ عالیہ بیگم شاذل کی ساری حرکتیں نوٹ کر رہی تھی کیا بات ہے شاذل تم کچھ کہنا چاہتے ہو نہیں بڑی امی کچھ نہیں کوئی بھی بات نہیں ہے پھر ہمت کر کے شاذل بولی ہی بڑا وہ بڑی امی میں شرمین کو..... تو ہاں ہاں لے جانا ساتھ مگر ایک شرط پر کہ تم دونوں جلد واپس آؤ گے کیا بڑی امی شاذل نے حیرانگی سے پوچھا ہاں تم شرمین کو باہر اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو تو لے جاؤ میری شرط یاد رکھنا اوکے بڑی امی میں اپنی شرط یاد رکھوں گا شاذل نے اٹھ کر عالیہ بیگم کے گھلے میں بائیں ڈال دیں پر بڑی امی آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں شرمین کو کہیں لے جانا چاہتا ہوں وہ میں نے تم دونوں کی کچن میں باتیں سن لی تھیں سو سویت بڑی امی آپ کتنی اچھی ہیں شرمین کو شاذل نے اپنی جیت پر آٹھ سے اشارہ کیا تو جواب میں شرمین بھی ہلکا سا مسکرائی کیونکہ دل سے وہ بھی چاہتی تھی کہ وہ کل کا دن شاذل کے ساتھ گزارے مگر اب بھی ایک مسئلہ تھا وہ تھی رانیہ اگر رانیہ کو پتہ چل جاتا تو وہ اسے کچا چا جائے گی اس لیے شرمین نے سوچا کہ وہ رانیہ کو بتائے گی نہیں۔ اور

جب کالج جائے گی تو رانیہ کو منالے گی کیونکہ رانیہ نے ناراض تو ہونا ہی تھا.....

”درِ دل کی آواز“

✍ تحریر: بشیر احمد، ضلع شیخوپورہ

خیر ابو نے اپنا فیصلہ سنانا شروع کیا اور میں بڑے غور سے سنتا رہا ابو بولے
بیتا آج سے یہ تیرا باپ اور یہ تیری ماں تجھے ملے دیں تجھے زندہ رکھیں تجھے
سولی پر لٹکا دیں تیری زبان میں ہمارا نام نہیں آنا چاہیے۔ والد صاحب فیصلہ
بھی سن رہے تھے اور زارو قطار رو بھی رہے تھے اور اگر تو نے اس گھر سے باہر
قدم رکھا تو تو ہمارے لیے مر گیا اور ہم تیرے لیے اس گھر میں واپس نہیں آنا۔ اس
گھر میں ان سے پہلے اپنے آپ کو ختم کر لینا اور ہاں اگر یہ تیرا ماں باپ تجھے
اجازت دے کہ جائو مل آؤ تو انا ورنہ نہیں آنا میں اپنے ابو کے فیصلے کو بڑے غور
سے سن رہا تھا اور اس سخت فیصلے پر دل پھٹ رہا تھا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا
بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور میں نے کہا کہ ابو جی میں بھی کچھ عرض کر
سکتا ہوں تو اب تو بولو کیا بات ہے تو میں نے کہا کھابو جی یہ ماں
باپ مجھے کتنی دیر کے لیے بیٹا بنا رہے ہیں تو میرا بھنوتی بولا بیٹا ساری عمر
کے لیے اور وہ سارے حقوق کے ساتھ جو والدین کے ہوتے ہیں ویسے بھی میرا جو
کچھ بھی ہے وہ آپ کا ہی ہو گا یہ سب سننے کے بعد میں نے کہا اگر کوئی لالچ دے
کر آپ کے رشتہ دار اور برادری والے ہمیں کھیں گے کہ زمین کے لالچ میں بیٹا دے
دیا یہ سب باتیں ابو جی آپ کے سامنے آئیں گی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

قارئین میرا نام بشیر احمد باجوہ ہے ہم کل پانچ بہن
بھائی ہیں۔ تین سسر اور دو بھائی میں سب سے چھوٹا ہوں
چھوٹا ہونے کے باوجود والدین بہن بھائی سب نے مجھے
بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا اور میری پیدائش سانگھل کے
نواحی گاؤں میں ہوئی اسی گاؤں کی آغوش میں میں نے
چھٹی کلاس تک تعلیم حاصل کی اور اس وقت ہمارے
پورے گاؤں میں پہچان تھی والد صاحب چار بھائی اور
ایک بہن تھے اور ان کے آپس میں سلوک کی وجہ سے اور
زمینداری کی وجہ سے کافی دور دور تک پہچان تھی۔ میرے
والد صاحب سب سے بڑے تھے اور بڑے ہونے کے
باوجود والد صاحب نے بہن بھائیوں کے تمام فرائض بڑی

کیا بات ہے بھائی میں کچھ دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ آپ بہت کھوئے کھوئے رہتے ہیں آپ کی طبیعت تو
ٹھیک رہتی ہے ناں بھائی ہاں رانیہ طبیعت تو بالکل ٹھیک ہے پر یونہی دوستوں کی بہت یاد آتی ہے یونی کے دوستوں
کی اور خاص کر عمر کی۔ بھائی عمر آپ کا بہت اچھا دوست تھا ہاں رانیہ بہت اچھا دوست ہے اور یہاں پر تو میرا کوئی
دوست بھی نہیں ہے تو بنا لیجئے نہ بھائی دوست بنانے میں کتنی دیر لگتی ہے پر رانیہ کبھی کبھی دل جس سے دوستی کرنا چاہتا
ہے تو وہ اس کے پہنچنے سے بہت دور ہوتا ہے ارے واہ کیا بات ہے بھائی کیا ہے کوئی آپ کی نظر میں جس سے آپ
دوستی کرنا چاہتے ہیں ارے نہیں نہیں رانیہ نظر میں تو کوئی بھی نہیں ہے میں تو بس یونہی کہہ رہا ہوں اچھا بھائی مگر میں
تو کچھ اور ہی سمجھتی تھی ایک دوں گا جب دیکھو والٹ میں سوچتی رہتی ہے نہیں نہیں نہیں بھائی مارے گا نہیں عاشر نے
اٹھا ہوا کفن رکھ دیا اچھا تو بھائی میں کہہ رہی تھی کہ بنا لیجئے دوست اور خوش رہا کر سیں کیونکہ ماما بھی کل پوچھ رہی تھی
کہ پتہ نہیں عاشر کو کیا ہو گیا کچھ دنوں سے بالکل اداس اداس رہنے لگا ہے۔ رانیہ کے جانے کے بعد عاشر گہری
سوچ میں ڈوب گیا کاش کوئی اس کی زندگی میں بھی ہوتا کوئی سم وں پیشل۔ کاش!

دو دنوں رانیہ کالج کے فٹنشن پر جانے کے لیے تیار ہو کر کب سے عاشر کی منتیں کر رہی تھی کہ وہ اسے کالج
چھوڑ آئے پر عاشر جانے کو تیار نہیں تھا پلیز بھائی چھوڑ آئیں ناں۔ پھر نبھانے عاشر کے ذہن میں کیا بات آئی وہ
اچانک سے بولا چلو میں نہیں چھوڑ آتا ہوں

آئی ایم ریڈی۔ ماما نے تیار ہو کر سب کو آکر کہا میں کسی لگ رہی ہوں ماما جیسے ہی اسامے ماما کی طرف
دیکھا تو ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کبھی زندگی کی کچھ ایسی یادیں ہوتی ہیں جو اچانک ہی ہمیں یاد آ
جاتیں جن کے یاد جانے سے آنکھیں بے اختیار بہہ نکلتی ہیں اسامہ کو آج یاد تھا وہ دن اچھی طرح جب اس نے
رخسار کو اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا بالکل ایسی ہی ڈریس میں لائٹ ریڈ کالر اور آج ماما نے بھی بالکل ویسا ہی
ڈریس پہنا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے رخسار اس کے سامنے آ گئی ہو۔ بتاؤ نہ بڑی امی ماما میں کسی لگ رہی ہوں مجھے
دی نے تیار کیا ہے نہیں جوت تو نہیں لگ رہی ہوں نہیں بیٹا تم بہت پیاری لگ رہی ہو عالیہ بیگم نے ماما کو ماتھے
سے چومتے ہوئے کہا کسی کی نظر نہ لگے اور عالیہ بیگم اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکی آج برسوں بعد پھر سے ایک بار
دل کے زخم جو تازہ ہو گئے تھے وہ اسنے کمرے میں چلی گئی کیونکہ آج کے دن ہاں 14 فروری سے عالیہ بیگم کی بھی
بہت سی یادیں بڑی تھیں جو اسے یاد آ گئی تھیں ارے ماما یہ بڑی امی کو کیا ہوا ہے وہ اچانک سے روکیوں پڑی ہیں
کچھ نہیں ہوا ماما بس یونہی پرتم بتاؤ کہ تم نے یہ ڈریس کہاں سے لی ہے ماما وہ میں اس دن گئی تھی ناشاد فل بھیا کے
ساتھ شوٹنگ کے لیے بس اسی دن ہی خریدی تھا اچھا ماما میں جاؤں کتنی دیر ہو گئی ہے اور وہ زو پاک پکی کتنی بار
فون کر چکی ہے زو یا ماما کی دوست کا نام تھا جو اسکی کلاس فیلو تھی زو یا سے ماما کی دوستی زیادہ پرانی تو نہیں تھی مگر
ایسے لگتا تھا جیسے دونوں کے بیچ کوئی بہت گہرا رشتہ ہو ہاں جاؤ اسامے اجازت دیتے ہوئے کہا ماما گاڑی میں بیٹھ
رہی تھی کہ زو پاک پکی پھر کال آ گئی تو زو پاک بولی ارے بابا آ رہی ہوں گاڑی میں بیٹھ رہی ہوں.....

پلیز عاشر بھائی آپ بھی باہر آئیں نہ گاڑی سے نہیں رانیہ تم جاؤ بس میں یہیں سے جا رہا ہوں پلیز بھائی پلیز
گیت تک تو چھوڑنے آئیں نہ میری دوستوں کو بھی تو پتہ چلے کہ میرا بھائی کتنا بینڈم ہے اور میں بھی ہو سکتا ہے
یہاں آپ کو کوئی دوست مل جائے مجبوراً عاشر کو ساتھ چلنا پڑا رانیہ اندر چلی گئی اور عاشر واپس آنے کے لیے جیسے
ہی پلٹا تو وہ پیچھے سے آتے ہوئے کسی سے ٹکرا گیا اس سے پہلے کہ ٹکرانے والا گرتا عاشر نے اسے تھام لیا گرتے
وقت ماما کے منہ سے صرف یہ الفاظ نکلے ہائے مرگئی۔ (پیار محبت اور سسپنس سے بھر پور کہانی جاری ہے)۔

کر لیا اور ان دنوں والد صاحب کے ساتھ میرا بڑا بھائی جو بارہ تیرہ سال کا تھا والد صاحب کا ہاتھ بھی بناتا اور سب بہن بھائی تعلیم بھی جاری رکھے ہوئے تھے اور سب کچھ بہت اچھا چل رہا تھا لیکن یہ سب کچھ ہمارے ان شریکوں کو پسند نہ آیا وہ سب ہمیں ہنستا سکرات دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے ایسی چالیں چلنی شروع کر دیں کہ ہمارے بھی حالات دن بدن بدلتے گئے۔

انہوں نے جادو نوٹے کرانے شروع کر دیئے تو پھر کبھی بھائی بیمار، کبھی باجی تو کبھی ای، کبھی ابو، ابو جان پر تو خیر اتنا اثر نہیں تھا کیونکہ وہ بچپن سے ہی نمازی پر ہیزار گار تھے اور ماشاء اللہ ابھی تک بھی ان کی یہی عادت ہے خیر وہ دن بھی آ گئے ہماری بربادی کے کہ ہم بہت بھاگے بہت علاج کروائے کچھ فرق نہ پڑا اسی دوران ایک بزرگ تھے ان سے کوئی اللہ اللہ کروائی تو بزرگ نے کہا کہ آپ جتنی جدی ہو سکتے یہ گاؤں چھوڑ کر کسی دوسرے گاؤں چلے جاؤ کیونکہ یہ کالے جادو کا اثر ہے اور بہت برا ہونے والا ہے کچھ دیر لگے گی اور آپ کو یہاں سے دور جانا ہو گا سو والد صاحب نے فیصلہ کر لیا کہ ہم ادھر اس گاؤں میں نہیں رہیں گے ہم چلے جائیں گے جب چچا کو پتہ چلا کہ یہ لوگ گاؤں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو انہوں نے ہمارے ساتھ بہت زیادتی کی اور ہماری فصل جو کہ پکی ہوئی تھی فصل پر زمین پر قبضہ کر لیا اور ہماری تیار فصل کاٹ کر اپنے گھروں میں لے آئے اور ان کی اس گھناؤنی حرکت پر گاؤں والوں نے بھی کچھ کہا اور سمجھایا لیکن انہوں نے کسی کی نہ سنی اور کہنے لگے کہ یہ ہمارا گھر یلو معاملہ ہے آپ لوگ کون ہوتے ہو ہمیں سمجھانے والے ان کی اس حرکت کا پتہ جب میرے ماموں اور ان کے بیٹوں کو لگا تو وہ بہت غصے میں آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم ان کو دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کرتے ہیں ہم ان کو نہیں چھوڑیں گے انہوں نے یہ کیا سلوک کیا ہے پھوپھو کے ساتھ اور ان کو یہ بھی احساس نہیں ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں کیا کریں گے کدھر جائیں گے اپنا تو سب کچھ بچ کر ہڑپ کر چکے ہیں اور ابھی دوسروں کا حق کھاتے ہیں۔

ہم سب یہ نہیں ہونے دیں گے۔ خیر ای ابو نے ان کو سمجھایا کہ چلو اب کوئی بات نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ وہ فصل وہ رزق ہماری اور ان بچوں کی قسمت میں نہیں تھا ہم اللہ پر شاکر ہیں اس نے جو بھی کیا بہتر کیا ہو گا خیر یہ سب کچھ ہم نے برداشت کیا اسکے بعد جب والد صاحب زمین میں گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ اس زمین کے کچھ نہیں لگتے یہ اب ہماری ہے تو والد صاحب نے کہا کہ آپ اپنی زمین بچ چکے ہیں یہ زمین اب ہماری ہے اور ہماری ہی رہے گی اس پر آپ کا کوئی حق نہیں جب گاؤں والوں کو پتہ چلا کہ وہ اب ان کی زمین بھی چھین رہے ہیں تو گاؤں والوں نے برادری والوں نے سب کو کہا کہ دیکھو آپ پہلے ہی ان کے ساتھ بہت زیادتی کر چکے ہو سب کچھ تو ان کا اپنے گھروں میں لے گئے ہو اور اب زمین بھی ہڑپنا چاہتے ہو اب ہم بھی یہ سب کچھ نہیں کرنے دیں گے بہتر یہی ہو گا کہ آپ سلوک اتفاق سے ہی یہ زمین چھوڑ دو تو اچھا ہو گا ورنہ آپ کو بہت بڑی قیمت چکانی پڑے گی خیر جب انہوں نے دیکھا کہ اب ہماری دال نہیں گلے گی تو انہوں نے کہا کہ ہم تو ویسے ہی مذاق کر رہے تھے وہ اس لیے کہ یہ گاؤں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو زمین کو ہم سنبھالتے ہیں اسی لیے ہم سب یہ کر رہے تھے تو گاؤں والوں نے کہا کہ میرے والد صاحب کو کہ آپ ابھی کہیں نہیں جائیں گے ہم سب تو آپ کے ساتھ ہیں۔

خیر والد صاحب کی مجبوری بن گئی۔ ہم نہیں گئے وقت اپنی رفتار سے گزر رہا تھا کہ ایک سال کا عرصہ گزرنے کے بعد میری بڑی سسٹر کی شادی آگنی شادی پر جب چچا کو بلایا تو انہوں نے انکار کر دیا کہ ہم نہیں آئیں گے اور طرح طرح کی باتیں بنانے لگے رکاوٹیں ڈالتے رہے لیکن ان کو کچھ ہاتھ نہیں آیا اور شادی خیر خیریت سے ہو گئی اور 2 سال بعد دوسری سسٹر کی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئی شادی قریب آگنی پھر ان کو شامل ہونے کو کہا تو نہیں مانے بہت منت سماجت کی حتیٰ کہ والد صاحب نے اپنے سر کی چادر بھی ان کے پاؤں میں رکھی لیکن وہ نہیں مانے تو برادری والوں نے کہا کہ بھائی جان رہنے دوان



لوگوں میں انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں ہے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو تو والد صاحب واپس گھر آ گئے اگلے دن برأت آئی تھی برات ہمارے گاؤں سے ہی آئی تھی سو بارات آئی سب رکیں وغیرہ بخوبی انجام پائیں اور بارات رخصت ہو گئی اس کے بعد کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہمارے گھر کی حالت پھر سے بگڑنے لگی کبھی کوئی بیمار تو کبھی کوئی یہ حالت دیکھ کر والد صاحب نے فیصلہ کیا کہ اب ہم نہیں رہیں گے اس گاؤں میں والد صاحب کا ایک دوست تھا جو ننگانہ صاحب میں رہتا تھا والد صاحب نے سارا ماجرا اپنے دوست کو بتایا تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے بھائی جان میں آپ کے ساتھ ہوں اور آپ تیار کی کردیتا ہوں سو وہ دو تین دن تک آگیا ہم نے سامان وغیرہ پیک کیا ٹرک منگوا یا اور سب سامان اور مویشی وغیرہ سب چلے گئے لے کر ننگانہ صاحب کے ایک نواحی گاؤں میں چلے گئے اور وہاں سیٹل ہو گئے لیکن مصیبت دن بدن بڑھتی جا رہی تھی وہ دن مجھے اچھی طرح یاد ہیں کہ جب بھائی بیمار ہو گیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اس کے علاج کے لیے کوئی شہر کوئی ضلع نہیں چھوڑا اس وقت علاج کے لیے ہمارے پاس کیا تھا مال مویشی اور زمین ہی تو تھی تو والد صاحب مال مویشی بیچ کر علاج کروا تیرے وہ بھی ختم ہو گئے اور پھر زمین بھی بیچ دی اور آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہوئی آخر کار بہاؤ نگر سے علاج شروع کیا ایک بزرگ نے تو اس نے کہا کہ اتنے بکرے ذبح کر کے فلاں جگہ پر ان کا گوشت رکھنا ہوگا سو کرنا پڑا سب کچھ کیا خیر اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا بھائی ٹھیک ہو گیا اور کمزور اٹا تھا کہ ہوا بھی چلتی تو گر جاتا خیر والد صاحب نے اپنی پوری توجہ بھائی کے اوپر دی اور وہ صحت یاب ہوا تو والد صاحب نے ادھر ہی ننگانہ صاحب کے نواحی گاؤں میں اس کی شادی کر دی اور اتنی دیر میں میں بھی ننگانہ صاحب کے گورنمنٹ ہائی سکول میں میٹرک کر لی تھی اور فرسٹ ایئر میں ایڈمیشن کے لیے میرے پاس پیسے نہ تھے میں بہت کوشش کر رہا تھا کہ بھائی نے کہا کہ آپ اس طرح کرو کہ کوئی جاب وغیرہ یا کوئی ہنر سیکھ لو کیونکہ آپ گھر کے حالات ٹھیک نہیں ہیں میں اکیلا ہوں

اور ویسے بھی میں تو ٹھیک نہیں رہتا ہوں تو خیر میں کیا کر سکتا تھا وقت کے ہاتھوں مجبور ہو گیا اور جاب کے سلسلے میں چکر کاٹنے لگا اب وقت میرے ساتھ یہ ٹھیک کھیلے گا مجھے نہیں پتہ تھا اسی دوران میری چھوٹی سسٹر جس کی شادی گاؤں میں ہوئی تھی اس کی ایک ہی بیٹی تھی جو اب پانچ چھ سال کی تھی اس کے بعد ان کو کوئی خوشی نہیں ملی تھی شاید قدرت کو یہی منظور تھا اور چھ سال سے ان گھر والوں کے طعنے سن رہی خیر اسی دوران وہ ہمارے پاس یعنی ننگانہ صاحب آ گئی میں نوکری کی تلاش میں شہر گیا ہوا تھا واپس آیا تو وہ گھر میں تھے میرا انتظار کر رہے تھے سو میں بھی آگیا دعا سلام کے بعد کہنے لگے کہ آپ کو نوکری تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہم نے امی ابو سے بات کر لی ہے اور آپ ہمارے ساتھ چلو ہم آپ کو کشیدہ کاری یعنی کڑھائی کا کام دیتے ہیں۔

کیونکہ وہ تمام گھر والے یہی کام کرتے تھے اور پھر جدھر مرضی آپ کام کرنا اور عزت سے روٹی کمانا سب راضی تھے مجھے بھی ماننا پڑا اور وہ اسی دن مجھے ساتھ واپس اپنے گاؤں لے آئے اور میں کام کھینے لگا بہنوئی کے گھر والوں کے طعنے سننے لگا میں اپنے کام میں کام رکھتا رہتا رہتا کرتے تو بھی میں اس طرح شین پر بیٹھا رہتا کہ جیسے میں نے کچھ سنا ہی نہیں بہنوئی میری اس عادت پر بہت خوش تھا کہ اتنا سب کچھ سننے کے باوجود یہ کوئی جواب نہیں دیتا اور نہ ہی یہ سب کچھ کبھی اس نے مجھے بتایا ہے بھائی کے گھر والوں کا تو معمول بن چکا تھا کہ روزانہ کوئی نہ کوئی مسئلہ بنا رہتا تھا اور مجھے چار پانچ ماہ ہو گئے تھے کہ کھینچتے ہوئے کہ اچانک پتہ چلا کہ امی ابو نے کہا ہے کہ اب بھی ننگانہ صاحب سے واپس گاؤں آ رہے ہیں سو وہ بھی ہمیشہ کے لیے اپنے گاؤں میں آ گئے اور ہم سب بہن خوش ہوئے مجھے آٹھ ماہ گزر گئے تھے اور میں کام کر رہی تھی میں بھائی سے کہا کہ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو اب جا سکتا ہوں تو اس نے کہا کہ ابھی نہیں دو ماہ کے بعد آپ مکمل کام کرنا ہو جائے تو پھر آپ کو بھیج دیں گے۔

مجھے کیا پتہ تھا کہ اب میری زندگی عذاب بنے

درود کی آواز

جواب عرض 69 فروری 2013

ہوں پھر والد صاحب نے کہا کہ نہیں بیٹا نہیں سب لالچ نہیں ہے میں آپ پر یقین ہے تو والد صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ شہر کو بیٹا بنا کر لے جاسکتے ہو ہماری زندگی جیسے گزرے گی گزاریں گے اتنے میں مجھے بلوایا گیا میں بھی اپنے گھر آ گیا دیکھا تو سب لوگ رو رہے تھے میں ایک دفعہ تو بہت پریشان ہو گیا کہ کیا ہوا ہے سب لوگ بھی میرے سامنے ہیں اور رو رہے ہیں انہی میں خاموش کھڑا تھا کہ میری امی جان جو کہ مجھ سے جان سے بھی زیادہ پیار کرتی تھی میرے گلے لگ کر زور زور سے رونے لگی کیونکہ انہوں نے مجھے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا اور میں سب سے چھوٹا تھا اسی لیے ماں باپ بہن بھائی سب کا لاڈ پیار میرے ساتھ تھا یہی وجہ تھی کہ میری امی جان روئے جارہی تھیں کہ میری جان کا کلڑا مجھ سے جدا ہو جائے گا یا اللہ یہ کیسا امتحان ہے میں یہ سب سن تو رہا تھا لیکن جسم میں جان نہیں تھی کہ پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے میں کیسے سب سے جدا ہو رہا ہوں اور میں نے ایسا کیا کیا ہے جو یہ سب لوگ اس طرح رو رہے ہیں میری ایسی حالت دیکھ کر میری بھانجی نے جلدی سے مجھے پکڑا اور کمرے میں لے گئی اور کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ کو باجی اور بھائی لینے آئے ہیں آپ کو بیٹا بنا کر اپنے گھر لے جانے کے لیے اس لیے سب کی یہ حالت ہے دور دور سب کے برے حال ہیں تب جا کر مجھے کچھ سمجھ آئی خیر اتنے میں مجھے ابو نے بلایا سب کے سامنے میں بھی بیٹھ گیا تب ابو نے کہا کہ بیٹا یہ آپ کا بھائی اور باجی آئے ہیں آپ کو بیٹا بنانے کے لیے تو آپ کا کیا خیال ہے تو میں نے کہا کہ ابوجی آج تک آپ فیصلہ کرتے آئے ہو اور یہ تو آپ کے اپنے بیٹے کا فیصلہ ہے اور آپ کے فیصلے کے آگے میں کیسے انکار کر سکتا ہوں آپ تو جان بھی مانگتے تو بھی میں دینے کے لیے تیار ہوں یہ تو ایک فیصلہ ہے اور آپ جو بھی فیصلہ کرو گے مجھے منظور ہے۔ ابو نے مجھے گلے سے لگا لیا اور خوب روئے اور کہا کہ بیٹا مجھے فخر ہے آپ پر کہ آپ میرا فیصلہ اور میری نصیحت پر عمل کر رہے ہیں کیونکہ تم میرے بیٹے ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ ایسا

جواب عرض

جواب عرض 68 فروری 2013

درود کی آواز

ہی کرو گے جیسا میں کہوں گا۔ خبر ابو نے اپنا فیصلہ سنا شروع کیا اور میں بڑے غور سے ستار ہا ابو بولے بیٹا آج سے یہ تیرا باپ اور یہ تیری ماں تھے مار دیں تھے زندہ رکھیں تھے سولی پر لٹکا دیں تیری زبان میں ہمارا نام نہیں آتا چاہیے۔ والد صاحب فیصلہ بھی سنا رہے تھے اور زار و قطار رو بھی رہے تھے اور اگر تو نے اس گھر سے باہر قدم رکھا تو تو ہمارے لیے مر گیا اور ہم تیرے لیے اس گھر میں واپس نہیں آتا۔ اس گھر میں آنے سے پہلے اپنے آپ کو ختم کر لینا اور باپ اگر یہ تیرا ماں باپ تھے اجازت دے کہ جاؤ مل آؤ تو آنا اور نہ نہیں آنا میں اپنے ابو کے فیصلے کو بڑے غور سے سن رہا تھا اور اس سخت فیصلے پر دل پھٹ رہا تھا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور میں نے کہا کہ ابو جی میں بھی کچھ عرض کر سکتا ہوں تو ابو نے کہا کہ باپ بولو کیا بات ہے تو میں نے کہا کہ ابو جی یہ ماں باپ مجھے کتنی دیر کے لیے بیٹا بنا رہے ہیں تو میرا بہنوئی بولا بیٹا ساری عمر کے لیے اور وہ سارے حقوق کے ساتھ جو والدین کے ہوتے ہیں ویسے بھی میرا جو کچھ بھی ہے وہ آپ کا ہی ہو گا یہ سب سننے کے بعد میں نے کہا اگر کوئی لالچ دے کر آپ کے رشتہ دار اور برادری والے نہیں کہیں گے کہ زمین کے لالچ میں بیٹا دے دیا یہ سب باتیں ابو جی آپ کے سامنے آئیں گی اور یہ سب میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہو باقی آپ کا فیصلہ مجھے منظور ہے لیکن یہ جو زمین مجھے دیتے ہیں وہ میرے حصے کی زمین میری بھانجی یعنی جو کہ اب میری بہن ہے مہک احسان اس کے نام ابھی لگاوا دیں مجھے کوئی زمین نہیں چاہیے اور میں نے کہا ابو جی جیسے آپ نے کہا میں ویسا ہی کروں گا یہ کہہ کر میں کمرے میں چلا گیا اور زور زور سے روایا کہتا تھا تخت فیصلہ یا اللہ میں کیسے بھڑاؤں گا رد و کر اپنے رب سے فریاد کرنے لگا کہ اے اللہ مجھے اس فیصلے پر پورا اترنے کی ہمت عطا کرنا۔ اتنے میں والد صاحب کمرے میں آ گئے اور مجھے سینے سے لگا کر کہنے لگے بیٹا دیکھو تیری بہن جس کا کوئی بیٹا نہیں اب تو ہی اس کا بیٹا ہے اب وہ تیرے سہارے ہے ہو سکتا ہے اب تیرے سہارے ہی اس نے ساری زندگی گزاری ہو اب تو

دوسروں کے لیے جیسے گا بیٹا اب تیری خوشیاں اور زندگی تیرے ہاتھ میں ہے تیرے ساتھ جو بھی ہو گا تجھے سہنا ہو گا تیرا باپ ہے تجھے جو کہے گا تجھے ماننا ہو گا تجھے سہنا ہو گا تجھے بھوکا رکھیں پیاسا رکھیں جدھر بھی کھڑا کریں تجھے یہ سب نبھانا ہو گا۔ میں نے اپنے ابو سے وعدہ کیا اور میری امی جان جو کہ روئے جاری تھی میرا سامان کپڑے وغیرہ سب کچھ تیار کرنے لگی اور تیری کے بعد مجھے ان کے ساتھ گھر سے الوداع کر دیا اور میں ان کے ساتھ ہمیشہ کے لیے ان کے گھر چلا گیا بس اس دن سے میری زندگی ختم اور کس اور کی شروع اپنی سب خواہشوں کو ختم کر دیا۔ اور جینے کا فیصلہ کر لیا یہ محبت زندگی کیا ہوتی ہے مجھے آج تک بھی نہیں پتہ بس اس دن سے میری زندگی میں سوائے دکھوں دردوں اور آزمائشوں کے کچھ باقی نہ رہا بل پل بیتا رہا اور پل پل میرا تیرا میری باجی یعنی میری ماں کو سب کچھ معلوم ہو گیا تھا لیکن وہ بھی کیا کرتی مجبور تھی عذاب مسلسل ہے گزاری ہے زندگی میں نے نہ جانے کوئی غلطی کی کاٹی ہے سزا میں نے مجھے تو اتنا بھی نصیب نہیں ہوا کہ میں اپنے بھرنے اپنے ہاتھ کی ایک دن کی کمائی اپنے ماں باپ کو دے سکوں بس مجبور ہے بس لاچار ابھی بہن کا سہارا بنا رہا اور باہر گاؤں میں میں نے کبھی کسی کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں کچھ محسوس کرتا ہوں لوگ یہ ہی سمجھتے تھے کہ بہت خوش ہے آخر کیا کرتا اس کے علاوہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا اور جب کبھی امی ابو سے ملنے کے لیے بھیجتے تو خوشی کی انتہا نہ رہتی گھر جاتا تو دل کرتا کہ سب کچھ اگل دوں لیکن والد صاحب نہیں مانتے تھے کہ نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتے آپ کے ساتھ انہوں نے تو خود تجھے ہم سے مانگا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے اتنا پیار کرتے ہیں کہ اپنے بیٹے بھی نہ کرتے اگر ہوتا تو لیکن اب نہیں مانتے تھے اس طرح سب کچھ اپنے اندر سمیٹ کر پھر واپس آ جاتا اور اپنے کام میں کام رکھتا ایک ایک رات میں میں تیرہ چودہ سو تک کا کام کرتا اور دن کو کبھی یہی حالت ہوتی لیکن میرے بھائی کو احساس نہیں تھا کہ اتنا کام کرتا ہے اس کو بھی کبھی کبھار

اس نے تو کبھی پوچھا ہی نہیں تھا کہ آپ کے سینے میں بھی کوئی دل ہے اور اس میں کوئی خواہش ہے نہیں یہ زحمت ہی نہیں کرتا تھا حتیٰ کے اس کے گھر والوں نے اس سے کہا کہ اس بچارے پر کیوں اتنا ظلم کرتا ہے اس طرح نہ کیا کرو آخر وہ انسان ہے کیوں اس کی زندگی عذاب بنائی ہوئی ہے لیکن مجھے یہ سب کچھ سہنا تھا سو میں سہتا رہا اور کبھی کوئی چیز کی طلب نہیں کی اور آج تک نہیں کی وہ جو چیز جدھر سے بھی لے آتا تو میں قبول کر لیتا کبھی نہ کہا کہ یہ میں نہیں لیتا لیکن یہ سب میں برداشت کرتا رہا جو کہ شاید ہی کوئی اس زمانے میں کرتا ہو گا لیکن میرے صبر کا پیمانہ اتنا تھا کہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ کب ٹوٹے گا کبھی کبھی میں سوچتا تھا کہ موت سے پہلے یہ صبر کا دامن نہیں چھوٹے گا دل میں کسی چیز کی حسرت نہیں رہی تھی کیونکہ یہ سب دل کو بھی پتہ تھا کہ کوئی خوش کوئی سکون یا کسی چیز کی حسرت کرنا فضول ہے کیونکہ جو میں اس کے لیے کر رہی نہیں سکتا اس کے لیے میں کیوں اس کے اندر آمان جگاؤں۔

جب کسی کے مقدر کے ستارے روٹھ جاتے ہیں بدل جاتی ہے دنیا سہارے روٹھ جاتے ہیں جب کشتی کے مقدر میں لکھا ہے ڈوب جانا طوفانوں سے بچ نکلے تو کنارے روٹھ جاتے ہیں بس زندگی یوں ہی اپنے سفر میں رواں دواں تھی کہ اچانک بہنوئی کے گلے میں تکلیف ہوئی ہسپتال لے جایا گیا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ جتنی جلدی ہو سکے اس کا علاج کرنا ہوئے بیماری کی پریشانی الگ اور دوسری پریشانی یہ کہ ڈاکٹر نے کہا کہ علاج کے لیے ڈیڑھ لاکھ روپے کا انتظام کرنا ہے اور جتنی جلدی ہو سکے اتنی جلدی کرو۔ خیر، بہنوئی بیہوش کوشش کی اپنے رشتہ داروں میں لیکن سب نے جواب دے دیا کہ اتنے پیسے ہمیں کہاں سے لائیں تھک ہار کر گھر واپس آ گیا اور میری باجی کو کہا کہ اب ہمارے پاس ایک ہی رستہ بچا ہے جلدی سے جاؤ اور امی ابو سے کہو کہ وہ فیسیوں کا انتظام کریں باجی امی ابو کے پاس گئی اور رورور کر کہنے لگی کہ میرے شوہر کو بچا لو اب آپ ہی ہمارا سہارا ہو

باقی اس کے سارے رشتہ دار منہ موڑ گئے ہیں ابو جی کچھ کرو خدا کے لیے کچھ کرو۔

سب نے ہمیں جواب دے دیا ہے اب ہم کیا کریں کہاں سے لائیں ڈیڑھ لاکھ روپیہ خیر والد صاحب نے فیصلہ کیا کہ اب ہمارے پاس تو گھر والی یہ جگہ ہی ہے تو ہم یہ بھی سچ دیتے ہیں آپ پریشان نہ ہوں بس جلدی سے علاج شروع کرادو اور میں پیسے لے کر آتا ہوں تو ابو نے گاؤں میں ہی ایک آدمی سے بات کی تو انہوں نے ہمارا گھر خرید لیا اور ابو پیسے لے کر ہسپتال پہنچ گئے اور کہا کہ یہ لو پیسے اور علاج مکمل ہونا چاہیے ڈاکٹر سے کہا خیر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ علاج مکمل ہو گیا اور بھائی بالکل ٹھیک ہو گیا اور باقی کے پیسوں سے والد صاحب نے ساتھ ہی ایک 5 مرلہ کا پلاٹ خرید لیا اور ہم ادھر شفٹ ہو گئے اور مجھے کہا کہ بیٹا یہ میں اپنی طرف سے آپ کو دے رہا ہوں اور تو باقی کوئی چیز نہیں ہے میرے پاس تو والد صاحب نے مجھے ایک بھینس اور ایک مٹھین کے لیے پیسے 8 ہزار روپے دیئے اور کہا کہ پسند کی مٹھین لے لینا اب میرے پاس یہ ہی بچا تھا وہ آپ کو دے دیا ہے اب دو تین ماہ گزر گئے تھے کہ مٹھین نہیں آئی میں نے بھی نہیں کہا کہ کیوں نہیں لاتے مٹھین مجھے کیا پتہ تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے کہ یکدم بھائی مجھ پر مہربان ہو اور کہا کہ دیکھو شیر اب آپ کی مصروفیات بھی بڑھ گئی ہیں کام بھی کرتے ہو اور بھینس کی بھی دیکھ بھال کرتے ہو تو ویسے بھی ہمیں کام سے فرصت نہیں ہوتی تو ہم ایسا کرتے ہیں کہ بھینس سچ دیتے ہیں خیر اس نے مجھے بھلا پھسلا کر 68 ہزار کی بھینس سچ دی اور وہ 68 ہزار روپے کدھر ہیں مجھے آج تک بھی نہیں پتہ اور نہ ہی میں نے کبھی ذکر کیا ہے یہ سب بھی اپنے اندر سمیٹ لی اور برداشت کیا کہ اب میں زندگی کے دن گزارنے ہیں ان پیسوں کا اب میں کیا کروں جب دل میں کوئی حسرت نہیں کوئی پیار نہیں کوئی امید نہیں کوئی روشنی کی کرن نہیں تو یہ سب کچھ میں کیوں سوچتا ہوں بس انہی خیالوں اور سوچوں میں پتہ ہینہ چلا کہ کب وقت کدھر پہنچ گیا ہے اور سات سال گزر گئے اور ان سات سالوں میں بھائی نے

ایک اور کاروبار شروع کر لیا یز پر جس بنانے کا کام آہستہ آہستہ کافی وسیع ہو گیا اور میں اس کی ان حرکتوں سے واقف تھا بس ان دنوں میرے صبر کا پیمانہ نوٹ گیا مجھے بھی زندگی میں کچھ روشنیاں امیدیں خوشیاں نظر آنے لگیں مجھے پتہ چلا کہ آرمی میں بھرتی شروع ہے لاہور میں میں نے ڈرتے ڈرتے بھائی سے بات کی کہ اب آپ کے پاس دو تین ملازم بھی ہیں کام بھی بالکل ٹھیک ہے اور حالات بھی اور میں نے آج تک آپ سے کوئی چیز نہیں مانگی اور اب میری ایک چھوٹی سی خواہش پوری کر دیں پلیز میں بیٹا آپ کا بی ہوں اور آپ کا بی رہوں گا پوری زندگی لیکن میری یہ خواہش پوری کر دیں پلیز۔

اس کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ میں آرمی جوائن کرنا چاہتا ہوں تو اس پر وہ بھڑک اٹھا خیر اتنے میں میں نے ایک دوست کے ذریعے دو مہال بنوایا سرٹیفکیٹ منگوا لیا یعنی اپنے ڈاکومنٹ تیار کیے اور باجی سے کہہ کر مسئلہ وغیرہ حل کر دیا اور وہاں میں بھرتی آفس لاہور فورسز سٹڈیم پہنچ گیا خیر وہاں انٹری وغیرہ کے بعد میڈیکل فریکل انٹیلی جنس ٹیسٹ وغیرہ سب کچھ کے بعد انہوں نے کہا کہ آپ کو یعنی جتنے بھی لڑکے تھے سب کو کہا کہ اب آپ جائیں اور اب آپ سلیکشن لیٹر کا انتظار کریں آپ کے پتے پر بھیج دیا جائے گا۔ اور اس میں ڈیٹ وغیرہ سب کچھ دے دی جائے گی ہم سب بڑی خوشی سے واپس آ گئے اور انتظار کرنے لگے لیٹر کا۔

میں نے گھر میں سب کو بتایا کہ یہ بات ہے خیر سب خوش ہوئے اور میں نے بھائی سے کہا کہ اب میں باہر ملازمت کروں گا اور آپ گھر میں دیکھ بھال کریں اور میری تنخواہ آپ کو ملتی رہے گی میں نے اور کسی کو دینی ہے خیر وہ راضی ہو گیا میں دن بعد میری زندگی بدل گئی مجھے سلیکشن لیٹر مل گیا اور 29 دسمبر سینٹر کی پہنچ تھی میں بہت خوش خیر تیاری وغیرہ کی اور میں 29 دسمبر کو نوشہرہ سینٹر پہنچ گیا اور اب میں پاکستان آرمی میں اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہوں اور ہر ماہ مجھ سے حساب لیا جاتا ہے کہ اتنی تنخواہ ہے میں ایک ایک روپے کا حساب دیتا ہوں میرے

جانے کے بعد آہستہ آہستہ میرے ای ابو کو سب معلوم ہو گیا کہ ہمارا بیٹا کیا کیا سہارا ہے اور کس طرح اس نے یہ زندگی گزار دی ہے وہ اس کی اصلیت جان چکے تھے لیکن وہ اپنے اس مشن میں بھی کامیاب ہو گیا ہے اور جیسے اب میں زندگی گزار رہا ہوں وہ مجھے پتہ ہے یا میرے رب کو پتہ ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ میں کیا کروں پتہ نہیں میں نے کونسا گناہ کیا ہے یا میں نے اسے کوئی تکلیف دی یا میں نے کوئی جرم کیا ہے کہا اس نے مجھے اتنی بڑی سزا دی میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے کیا غلط کیا جو اس نے مجھے سزا دی اور قارئین کی آراء کا منتظر ہوں گا کہ ابھی اس نے گھر میں پرس سلائی کرنے والی ایک لڑکی سے شادی کر لی ہے اتنی گھٹیا حرکت میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ایسا بھی کرے گا کہ اس کو اب بیماری کوئی بھی قربانی یاد نہیں آئی وہ سب قول قرار بھول گیا ہے اپنے بھی وعدوں سے پھر گیا ہے اس کی خاطر سب کچھ برباد کر دیا ہم نے میں نے اپنی زندگی ختم کر دی اس کی خاطر اور اپنی ہر خواہش کو منادیا اس کی خاطر میرے والدین نے وہ سب کچھ کیا اس کی خاطر جو کوئی نہیں کرتا اسے جگر کے ٹکڑے تک کو قربان کر دیا اپنے گھر بار تک بیچ دیا لیکن کیوں کیوں ہوتا ہے ایسا جو میرے دن تھے ہنسنے کھیلنے کے ماں باپ کے پیار کے سائے کے وہ میں نے کس اور کے لیے دن کر دیے اور اپنی سب حسرتوں کو منادیا اپنی ہر خوشی کو دفن کر دیا صرف اس کی خاطر اب مجھے کیا ملا کچھ نہیں دکھ درد کے سوا کچھ نہیں ملا مجھے اس ظالم نے میری زندگی تباہ کر دی برباد کر دیا مجھے میری زندگی ختم کر دی اس نے کیا تصور تھا میرا مجھے کچھ تو بتاتا اب زندگی میں کچھ نہیں دل کرتا ہے یہ زندگی ختم کر دوں لیکن نہیں یہ باپوی گناہ ہے یہ بزدلی ہے کیونکہ اب اپنے والدین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں جس کا مجھے ابھی موقع ملا ہے میرے ابو ابھی کہتے ہیں کہ بیٹا آپ نے میرے فیصلے کی ایسی لاج رکھی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی تباہ کر دی ہے کاش ہم یہ فیصلہ اتنا سخت نہ کرتے لیکن یہ اپنی بربادی میں نے آج تک کسی کو نہیں بتائی سب دوست کہتے ہیں کہ آپ کے اندر کوئی ایسا طوفان ہے جو آپ سمیٹے

ہوئے ہیں اس کو باہر نکالو ہمیں بتاؤ لیکن آج تک کسی کو نہیں بتایا کیونکہ اب جواب عرض سے دہتی ہو گئی ہے اور اب سارے دکھ درد جواب عرض کو شیر کروں گا کیونکہ جواب عرض دہی دلوں کا سہارا ہے جو قارئین تک ہماری توجہ لے کر جاتا ہے اور ہمیں کچھ سکون ملتا ہے تو قارئین حتی میری داستان جو میں نے جواب عرض کے ذریعے آپ تک پہنچائی ہے اور قارئین میری آپ سے التجا ہے کہ پلیز مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا۔



غزل

تیری یاد ہم لے کے آگے چلیں گے
ہی جام جم لے کے آگے چلیں گے
جہاں کا دکھ تو اٹھانا پڑے گا
تب آنکھوں میں تم لے کے آگے چلیں گے
سن میں مسافر وہی خوش رہیں گے
جو اسباب کم لے کے آگے چلیں گے
یہ دنیا سرائے سے کم تو نہیں ہے
سرائے میں دم لے کے آگے چلیں گے
نہیں منزلوں کے منور ہیں جن سے
وہ نقش قدم لے کے آگے چلیں گے
نہ ہم دور ہوں گے نہ تم دور ہونا
یہاں سے قسم لے کے آگے چلیں گے
محبت سے بڑھ کر کوئی شے نہیں ہے
یہ اونچا علم لے کے آگے چلیں گے
اگر جھک گئے تو جھکا لے گی دنیا
انا کا بھرم لے کے آگے چلیں گے
زمانے میں غم کے سوا اور کیا ہے
زمانے کے غم لے کے آگے چلیں گے
تمہیں اپنی تلوار پر ہے بھر دے

مگر ہم قلم لے کے آگے چلیں گے
کچھ اپنے بھی دکھ ساتھ رکھیں گے
کچھ اردوں کے غم لے کے آگے چلیں گے
(محمد آفتاب شاد، کوٹ ملک دوکونہ)

غزل

وہ جو تیرا رقیب سا ہے
دہی تو میرا نصیب سا ہے
چلا تھا کبھی ہاتھوں میں ہاتھ لے کر
وہ جو کبھی حبیب سا ہے
زخمی ہوا جب بھی کبھی من میرا
بس وہی شخص میرا طیب سا ہے
فاصلے کتنے بھی ہوں درمیان مگر
میرے تو دل کے قریب سا ہے
بس اک بات ہے اس میں نزاعی
محبت میں کچھ کچھ غریب سا ہے
(اسحاق انجم، ننگن پور)

غزل

ہم تمہیں اپنا بنا سکتے ہیں
ساری رسمیں چھوڑ کر آ سکتے ہیں
تمہاری قسم جو تم کہو
وہ قسم ہم کھا سکتے ہیں
دعہ کیا جو وہ نبھائیں گے
آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتے ہیں
ہماری بھی آپ سے التجا ہے
آپ چلن سے چہرہ دکھا سکتے ہیں
اک بار کہو کہو تو سہی انجم
تیری پلکوں کیلئے چاند تارے لا سکتا ہوں
(اسحاق انجم، ننگن پور)

جواب عرض

درد دل کی آواز

جواب عرض

درد دل کی آواز

”تمہیں میری قسم“

✍ تحریر: ایم، حاصل پور ضلع بہاولپور



پھر عمران کی سسٹر مجھے صائم کے گھر لے گئی اس کے گھر والے کیسے تھے اس بات کو چھوڑیں البتہ اس کی ماں بہت اچھی تھی پھر عمران مجھے صائم کی شاپ پر لے گیا راستے میں مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا دل کی دھڑکن بہت تیز ہو رہی تھی عجیب عجیب خیال آ رہے تھے دل میں پتہ نہیں کیا ہو گا پھر اچانک عمران بھائی کھنے لگایہ سائیڈ پر ایک شاپ ہے جاؤ میں نے تب بھی کہا میں نے نہیں جانا پھر آ جاؤں گی اب تو اتنی رہوں گی نا پلینز چلتے ہیں پھر سہی کھتا نہیں جاؤ کوئی نہیں ہے اس کی شاپ پر خیر میں چلی گئی اسے دیکھتے ہی جیسے میرے دل کی دھڑکن جیسے بند ہی ہو گئی ہو میرے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا صائم مجھے دیکھتے ہی غصے میں آ گیا کھتا ایڈریس کس نے دیا ہے تمہیں؟ کیوں آئی ہو یہاں؟ میں نے کہا تمہاری شاپ بہت اچھی ہے میں تمہارے گھر سے آ رہی ہوں کھتا کیوں گئی تھی گھر۔ میں نے عمران کی بہن کے ساتھ ویسے ہی میں نے پہلی بار اسے اتنے غصے میں دیکھا تھا مگر مجھے اس کے غصے پر بھی پیارا رہا تھا بہت اچھا لگ رہا تھا غصے میں کھتا تمہیں خدا کا واسطہ بھول جاؤ مجھے چھوڑ دو مجھے اور جاؤ یہاں سے میں نے کہا میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی تو صائم کھتا پھر مر جاؤ مرنے کیوں نہیں یہ بات سن کر میرا دل کر رہا تھا کہ کاش ابھی زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

یہ محبت بھی کیا چیز ہے اچھے بھلے انسان کو پاگل بنا دیتی ہے کچھ لوگ تو آسانی سے منزل کو پا لیتے ہیں اور کچھ اس محبت کے ہاتھوں بری طرح بدنام اور رسوا ہو کر بھی خالی دامن رہتے ہیں۔
دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ گئے
ہم وفا کر کے بھی تنہا رہ گئے
میرا نام ایم ہے میں نے ابھی ابھی بی ایس سی کا امتحان دیا ہے گھر میں بہت لاڈلی ہوں میں ایک بہن ہوں اور میرے 4 بھائی ہیں سب مجھ سے بہت پیار کرتے

تھے مگر یہ پیارا ایک دن نفرت میں بدل جائے گا مجھے نہیں پتہ تھا کہ اچانک میری زندگی میں غم ہی غم آجائیں گے اور میں تنہا رہ جاؤں گی۔
یوں وفا کے سلسلے نہ رکھ کسی سے ساغر لوگ اک خطا کے بدلے ساری وفا میں بھول جاتے ہیں
ہوا کچھ بوں کہ ایک شام میں چولہے کے پاس بیٹھی تھی سردی کاٹی تھی تو اچانک موبائل پر کال آئی میں نے کال ریسیو کی تو کوئی لڑکا تھا یہ نمبر میں نہیں جانتی تھی میں نے کوئی بات نہیں کی صرف کال ریسیو کر کے

جواب 75 فروری 2013ء

جواب عرض

جواب 74 فروری 2013ء

تمہیں میری قسم

خاموش رہی تو وہ لڑکا کہتا آپ نے اچھا نہیں کیا میں نے یہ بات سن کر کال بند کر دی میں نے سوچا یہ کون ہے جو مجھے کہہ رہا ہے آپ نے اچھا نہیں کیا۔

خیر رات کو جب میں کمر میں بیٹھی اپنی دوستوں سے ایس ایم ایس پر بات کر رہی تھی تو اسی نمبر سے پھر منیج آیا میں نے پوچھا کون؟ تو کہیا آپ ایم ہیں نام میں نے کہا جی پر آپ کون؟ اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا میں نے کہا مجھے لگتا ہے آپ زین کے دوست ہو تو اس کا ایس ایم ایس آیا کہ کون زین میں کسی زین کو نہیں جانتا پھر میں نے کہا اے۔

اس کے بعد اس کے ایس ایم ایس آتے رہے کبھی کہتا میں آپ کو بچانا چاہتا ہوں بھی کہتا آپ کے ساتھ بہت برا ہونے والا ہے آپ کوئی مشکل میں پھسنے والی ہو بھی کچھ کہتا اور بھی کچھ میں ہر بار نظر انداز کر دیتی تیں یہ بی سوچتی رہی کہ یہ لڑکا ہے کون؟ اور مجھے کیوں بچانا چاہتا ہے پھر ایک دن میں کالج سے واپس آئی تو اس لڑکے کے بہت سارے ایس ایم ایس آئے ہوئے تھے پھر میں نے سوچا چلو اس سے بات کر کے دیکھتی ہوں پھر میں نے پوچھا آپ کون ہو اور میری مدد کیوں کرنا چاہتے ہو پھر اس کا منیج آیا کہ میں آپ کو بچانا چاہتا ہوں کسی سے میں نے پوچھا اے کے بتائیے کیا مدد کر سکتے ہو میری تو کہتا میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں بہت ضروری بات ہے میں نے کہا اے کے بتائیں کیا بات ہے تو کہنے لگا ایسے نہیں پہلے تم مجھ سے ملو پھر بتاؤں گا میں نے کہا میں آپ سے نہیں مل سکتی جو بھی بات ہے پلیز بتا دو آپ مجھے پریشان کر رہے ہو تو کہتا میں تو آپ کو پریشانی سے نکالنا چاہتا ہوں میں نے کہا میں مل نہیں سکتی ایسے ہی بتا دو پردہ تو جیسے ضد ہے تھا کہ میں مل کر بتاؤں گا اس کے بعد میں اکیڈمی چلی گئی پھر رات کو بات ہوئی تو میں نے کہا آپ میرا نام تو جانتے ہیں آپ کا نام کیا تو کہنے لگا علی میں نے کہا مجھے نہیں لگتا جو ٹھیک نام ہے وہ بتائیں تو کہنے لگا میرا نام صائم ہے میں نے کہا اے کے پھر کہنے لگا آپ مجھ سے مل کیوں نہیں سکتی میں نے بتایا کچھ

مجبور یاں ہیں جس کی بنا پر نہیں مل سکتی پھر کہتا آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں تو میں نے کہا یہ بات نہیں لیکن میں مل نہیں سکتی پھر دوسرے دن ہماری بات ہوئی تو کہنے لگا آپ لگتا ہے مجھے مذاق سمجھ رہی ہو تب اس نے کہا ٹھیک ہے اگر کوئی کنوئیں میں گر رہا ہو تو اسے بچانا نہیں چاہیے بلکہ اسے دھکا دینا چاہیے میں نے کہا کیا مطلب تب اس نے کہا وقت بہت کم ہے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں پلیز مجھے ملو۔

میں نے کہا یہ ممکن نہیں ہے تب صائم نے کہا کہ پہلے آپ مجھے دیکھ لیں پھر مل لینا میں نے کہہ دیا اے کے پھر اس نے کہا بتاؤ کہاں آپ کا ویت کروں؟ میں نے اسے بتایا کہ میں کالج جاتے وقت آپ کو دیکھ لوں گی آپ کالج کے ساتھ کھڑے ہو جانا اس نے بتایا کہ میں نے ریڈ کرکشرٹ اور بلیو جینز پہنی ہوگی میں نے بتایا کہ میں نے وائنٹ یونیفارم پہنا ہوگا پنک بیک ہے آپ صبح 8:20 پر آ جانا جب میں کالج گئی تو پہلے سے ہی میرا انتظار کر رہا تھا میں نے اسے ایک نظر دیکھا اور چلی گئی میرے ساتھ میرا بھائی تھا ہم پیدل کالج جاتے تھے مونڈ سائیکل تو تھا مگر پیدل جانے کا اپنا ہی مزہ ہے کالج واپسی پر اس نے کافی منیج آئے پر میں نے کوئی جواب نہ دیا وہ پوچھ رہا تھا کہ میں آپ کو کیا لگا آپ مجھے مل سکتی ہو کہ نہیں تب اس نے مجھے منیج کیا لگتا ہے میں آپ کو اچھا نہیں لگا اس لیے Reply نہیں کر رہی۔

تب میں نے شام کو منیج کیا کہ آپ اچھے ہو پر میں مل نہیں سکتی۔ پھر اس نے مجھے کافی مجبور کیا تب میں نے کہا ہم 9 فروری کو ملیں گے تب اس نے کہا واقعی اس دن میری برتھ ڈے ہے مجھے بہت خوشی ہوگی اس کے بعد میں کچھ مصروفیات کی وجہ سے 9 فروری کو نزل سکی میں نے کہا ہم 14 فروری کو ملیں گے پھر ہماری روز بات ہوئی 14 فروری کو ابھی کافی دن تھے پھر اس نے کہا آپ سے ایک بات کہوں اگر آپ مائنڈ نہ کرو تو پھر میں نے کہا جی بتائیں تو کہا آئی لو یو میں نے کوئی جواب نہیں دیا پھر کہتا آئی لو یو میں نے جست یہ کہا

جواب عرض

تھینکس میں نے یہ ساری باتیں اپنی ایک دوست کو بتائیں تاکہ مجھے کوئی اچھا سا مشورہ دے سکے کہ مجھے اس سے ملنا چاہیے کہ نہیں؟

صائم بہا پور میں پڑھتا تھا سیکنڈ ایئر میں تھا جبکہ اس کا گھر B.K میں ہے وہ گھر میں سب سے چھوٹا ہے بہن ایک چھوٹی باقی بڑی ہیں 2 بھائی بڑے ہیں یہ سب باتیں اپنی دوست کو بتائیں اس نے مجھے بتایا کہ تم اسے شادی کا بولو اگر ہاں بولا تو کر لینا اس پر اعتبار اس کے بعد میں نے جب صائم سے بات کی تو میں نے اسے کہا کہ مجھ سے شادی کرو گے تب وہ چند سیکنڈ خاموش رہا بعد میں کہنے لگا یہ فیصلہ اتنی جلدی خیریت میں نے کہا کرو گے یا نہیں؟ جواب دین تب اس نے کہا ہاں کرو پھر اس نے لو یو بولا میں نے کوئی جواب نہ دیا اس کے بعد میں نے سارا دن کوئی بات نہ کی کیونکہ کالج میں میرا ٹیٹ تھا میں پڑھنے میں بہت زہین تھی ایف ایس سی میں میں نے پورے حاصل پور میں سے پوزیشن لی تھی میرے نام کے پوسٹر پورے شہر میں لگے تھے ہر اکیڈمی نے مجھے جوان آفر دی پھر میں نے قرڈ ایئر میں ہو پ اکیڈمی میں پڑھنا شروع کر دیا جو حاصل پور کی نمبر 1 اکیڈمی تھی خیر کہانی کسی طرف چلی گئی میرا کالج میں ٹیٹ تھا میں رات 2 بجے تک پڑھتی رہی ٹھیک 4 بجے صائم کا منیج آیا میں نے پوچھا آپ سوئے نہیں تو کہتا میں سو دی دیکھ رہا۔ تھا رات کو لیٹ ہی سوتا ہوں مجھے نیند آرہی تھی میں گڈ نائٹ بول کر سو گئی پھر صبح ہی صائم کی کال آگئی کہنے لگا کب ملوگی میں نے کہا ہم پرسوں ملیں گے پھر میں نے ناشتہ کیا اور ماموں کے گھر چلی گئی ماموں کا گھر بھی قریب ہی تھا صرف 10 منٹ کا فاصلہ تھا پیدل جاتے ہوئے میرے سب ماموں اکٹھے رہتے ہیں سب کی شادی ہوئی ماموں کا شہر شہر کے اونچے گھرانے سے ہے سارا شہر جانتا ہے ماموں کو۔ میں نے اگلے دن اپنی چھوٹی مائی کو صائم کے بارے میں سب کچھ بتایا اور کہا کہ کل آپ میرے ساتھ چلوگی؟

مائی نے کہا ہاں ضرور چلوگی آخر یہ تو چلے کہ ایسی

کوئی بات ہے جو تمہیں بتانا چاہتا ہے اگلے دن میں صبح صبح اُٹھی تو صائم کا منیج آیا کتنے بجے آؤ گی میں نے اسے بتایا آپ مجھے کالج سے لے لینا 10 بجے پھر میں نے ناشتہ کیا اور وی دیکھنے لگ گئی کیونکہ 10 بجنے میں کافی وقت تھا پھر اچانک میرے چھوٹے کزن کی طبیعت خراب ہو گئی اور مائی اسے لے کر ہسپتال چلی گئی ان کے ساتھ ایک مائی اور چلی گئی 9:30 ہو چکے تھے پر مائی نہیں آئی صائم کے بار منیج آرہے تھے کہ کہاں ہو میں آ رہا ہوں 10 منٹ پر کالج کے سامنے پر میں ابھی گھر پر ہی تھی مائی نہیں آئی تھی میں تیار ہو کر مائی کا انتظار کر رہی تھی 10:30 ہو چکے تھے پر مائی نہیں آئی صائم کو کالج کے سامنے آتے ہوئے 30 منٹ ہو چکے تھے وہ ہر منٹ بعد مجھے منیج کرتا تو میں یہ کہہ دیتی کہ بس آرہی ہوں صائم کہتا مجھ سے اتنا انتظار نہیں ہوتا جلدی آؤ خیر 11 بجے مائی بھی آگئی میں نے صائم کو منیج کیا 10 منٹ تک آرہے ہیں مائی نے تیاری کرتے 30 منٹ لگا دیئے تب صائم کا منیج آیا مجھے لگتا آپ نے نہیں آتائیں واپس جا رہا ہوں میں نے کہا بس 5 منٹ میں آرہی ہوں خیر ہم کالج پہنچ گئے وہ ویڈیو گھسے سے میرا انتظار کر رہا تھا کالج کے باہر دھوپ میں خیر پھر میں اس کے ساتھ ایک ہول میں چلی گئی وہاں جا کر میں نے اسے پہلی بار آنکھ بھر کر دیکھا تھا صائم بہت پیارا تھا اس دن 14 فروری تھا اس نے مجھے ویلنٹائن ڈے کا کارڈ دیا اور اس دن صائم کی برتھ ڈے بھی تھی میں بہت پزل تھی کیونکہ پہلی بار اس طرح مل رہی تھی ہم نے کافی باتیں کیں اور کیک بھی کاٹا مگر مجھے بہت غصہ آ رہا تھا کہ جس بات کیلئے مجھے ملنا تھا وہ بات تو بتائیں رہا تھا پھر میں نے خودی پوچھ لیا کہ آپ نے میرا نمبر کہاں سے لیا ہے تو کہتا میرے بھائی نے نیا موبائل لیا تو اس میں آپ کے نام کے ساتھ آپ کا نمبر سیو تھا پھر وہ بات کو ماننے کیلئے کہنے لگا آپ کا شہر مجھے بالکل پسند نہیں کبھی ہمارے شہر آنا دیکھنا کتنا اچھا ہے مجھے بہت غصہ آ رہا تھا میں نے کہا ٹھیک ہے دوبارہ نہ آنا اتنا ہی برا ہے تب کہتا نہیں میں مذاق کر رہا تھا کافی دیر ہو گئی تھی مائی ویت کر رہی تھی پھر

جواب عرض

ہم نے کھانا کھایا اور واپس آ گئے واپسی پر مای چلی گئی تھی پھر اس نے مجھے گھر چھوڑ دیا پھر ہم روز بات کرتے رہے پتہ ہی نہ چلا وقت گزرتا رہا وہ مجھے کافی بار آنی لو پو پوتا پر میں کوئی جواب نہیں دیتی پھر ایک دن کہنے لگا تمہیں پیار کا جواب دینا نہیں آتا میں نے کہا نہیں کیا جواب دوں تو کہتا تھا نہیں تو نہ دو پھر 13 مارچ کو میرے کزن کے سکول میں فنکشن تھا میں نے بھی وہاں جانا تھا اور پھر آج صائم سے بھی ملنا تھا سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ گھر والوں سے کیا کہوں پھر دوست کا بہانہ لگایا کہ وہاں سے کیرہ لینا ہے پھر میں صائم سے ملی اس دن میں بلک کپڑے پہنے تھے اور صائم نے بھی بلیک شرٹ اور جینز پہنی تھی ہم نے کھانا کھایا کافی باتیں کیں پھر صائم مذاق سے کہتا آج ہوٹل کا بل تم نے دینا ہے میں نے بھی مذاق سے کہا کہ خود کو بیچ کر جو میسے ہوں گے وہ بل دے دینا تو صائم نے میرے منہ پر پھپھر مار دیا اور ناراض ہو گیا میں نے کہا میں نے مذاق سے کہا تھا پھر کافی دیر بعد مان گیا اور کہا دو بارہ ایسی بات مت کہنا پھر اس نے مجھے گھر چھوڑ دیا پھر کھانے کے بعد صائم میرے دل و دماغ پر چھا گیا تھا۔

پہلے تو نہ تھی ایسی حالت جیسے اب ہو گئی ہے بے چین دل ہے آنکھوں کی نیند کھو گئی ہے نہ جانے تجھ کو دیکھ کے کیوں دل ڈھیٹ کہنے لگا ایسا لگتا ہے کہ جیسے تم سے محبت ہو گئی ہے پھر شام کو 7 بجے ہم سب لوگ فنکشن پر گئے پر میرا بالکل دل نہیں لگ رہا تھا پھر میں نے صائم کو کال کی تو وہ رو رہا تھا میں نے وجہ پوچھی تو کہتا گھر والوں سے لڑائی ہوئی ہے میں لاہور جا رہا ہوں پر میں نے کہا نہیں تم کہیں نہیں جاؤ گے پھر میں کال بند کی اور فوراً گھر آئی فنکشن تو 11 بجے ختم ہونا تھا پر میں سب کو بتا کر 8 بجے ہی آ گئی پھر صائم و کال کی اور کہتا ہم لاہور نہیں جاؤ گی اس نے بتایا کہ جس میں بیٹھا ہوں اور لاہور جا رہا ہوں۔

ہم جی میں ایک اجڑے ہوئے شہر کی مثال دیتا رہی ہیں کہ اداس تم بھی ہو مجھے بہت افسوس ہو رہا تھا کہ آخر اس کے ساتھ

ایسا کیا ہوا ہے خبر ساری رات مجھے یہی پریشانی رہی پھر صبح ہوتے ہی صائم کی کال آئی تو کہتا میں لاہور نہیں گیا گھر پر ہی ہوں پھر خدا کا شکر ادا کیا میں نے کہا دو بارہ ایسا مت کرنا تو کہتا تم مجھ سے دردمت ہوا کرو ورنہ میں اداس ہو جاتا ہوں تمہارے بیٹا نہیں رہ سکتا تم سے بہت پیار کرتا ہوں مجھے بھی مت چھوڑنا میں نے کہا ٹھیک ہے کبھی نہیں چھوڑوں گی مجھے بھی صائم سے بہت محبت ہو گئی تھی۔

کس کی کیا مجال جو ہمیں خرید کر ہم تو خود ہی بیک گئے خریدار دیکھ کر اب تو ہر وقت صبح سے شام تک اس سے باتیں کرتی رہتی اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے پڑھتے لکھتے وقت صائم کے خیالوں میں گم رہتی میں ماموں کے کہ ہی میں تھی اور وہیں رہتی تھی ہر وقت مای سے صائم کی باتیں کرتی رہتی صائم کی محبت پاکر میں بہت خوش تھی ایسا لگتا تھا کہ جیسے ہواؤں میں اڑ رہی ہوں اس کے پیار میں مجھے پڑھنا لکھنا کھانا پینا سب بھول گیا تھا سارا دن باتیں کرتے گانے سناتے مذاق کرتے بہت خوش تھے میں صائم کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

تیری چوکھٹ سے سر اٹھاؤں تو بے وفا ہو تیرے سوا کسی اور کو دل میں بساؤں تو بے وفا ہو میری وفاؤں پر اگر شک ہو تو جھنجھڑاٹھا میں شوق سے نہ مر جاؤں تو بے وفا ہو اب تو اک پل بھی صائم کے بغیر دل نہیں لگتا صائم بھی دن میں 2، 4 بار مجھے کال کر لیتا اکثر مای سے بھی بات ہو جاتی۔

نہ جانے اتنی محبت کہاں سے آ گئی ہے اس کے کہ میرا دل بھی اس کی خاطر مجھ سے روٹھ جاتا ایک دن صائم نے سارا دن مجھے کوئی میسج اور کال کی جب میں نے شام کو میسج کیا تو کوئی لڑکی تھی کہتی خبر دو بارہ اس نمبر پر میسج کیا تو صائم صرف میرا بے وجہ مجھ سے پیار کرتا ہے ہم دونوں ایک دوسرے کیلئے ہیں یہ خبر میر

دل پر بجلی کی گرج گری میرے احساسات منہمک ہو گئے میری آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا میں خود پر قابو نہ کر سکی اور روز در سے رونے لگی۔

پہلی موسم کی ادا دیکھ کے یاد آیا ہے کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انسان یہاں میں ساری رات کبیل میں منہ چھپا کر روتی رہی اور آدی رات کے بعد میرے سینے پر درد ہونے لگا درد تو پہلے بھی اکثر ہوتا تھا پر اس رات تو برداشت سے باہر تھا پھر صبح مای نے پوچھا تمہاری آنکھیں کیوں لال ہیں رات روتی رہی ہوں میں نے کہا جی میرے سینے پر درد ہو رہا تھا مای کہتی پاگل ہمیں اٹھائیے پھر میں مای اور ماموں جی ہسپتال چلے گئے انہوں نے میرے ٹیسٹ لیے اور ہم گھر آ گئے ماموں ہمیں گھر چھوڑ کر خود رپورٹ لینے چلے گئے پھر سارا دن بھی میرے درد ہوتا رہا مای نے دوا دی تو کچھ بہتر ہو جاتی لیکن کچھ دیر بعد پھر شروع ہو جاتی جب ماموں رپورٹ لیکر آئے تو مای کو آواز دی ماموں کافی پریشان لگ رہے تھے جب مای ماموں کی بات سن کر میرے پاس آئے تو مای بھی کافی پریشان تھی میں نے پوچھا کیا ہوا تو مای کہتی 2 دن بعد تمہارا آپریشن ہے بہادر پور میں میں نے پوچھا کیوں تو مای نے کوئی جواب نہ دیا اور بات کو نال کر کہتی تھے صبح سے کچھ نہیں کھایا میں کھانا لے کر آتی ہوں میں نے کہا مجھے بھوک نہیں ہے۔ 2 دن ہو گئے تھے میں نے صائم سے کوئی بات نہیں کی تھی اور نہ اس کا کوئی میسج آیا تھا میں یہی سوچتی رہتی پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے اب میں ہر وقت اس کی یادیں پل پل تڑپ رہی تھی لیکن وہ پتہ نہیں اپنی دنیا میں کہاں گن تھا وہ تو شاید خوش ہو گا لیکن میرا برا حال تھا مای اکثر پوچھتی کہ کیا مسئلہ ہے اداس کیوں ہو؟ تو میں یہ کہہ دیتی کہ آپریشن کی وجہ سے مجھے نہیں کروانا آپریشن مجھے کیا ہوا ہے بس اسی طرح ٹال منول سے کام لیا۔ اس طرح دن گزر رہے تھے آپریشن کا دن بھی آ گیا تھا آج ہم نے بہادر پور جانا تھا آپریشن کیلئے میں زندگی سے مایوس ہو گئی تھی لگتا تھا کہ میں زندگی کی بازی ہار

جادو کی اور موت آ جائے گی۔
خوشیاں تجھے نصیب ہوں غم تو اپنے مجھے دے جا مجھے موت سے پیار ہے میری زندگی تو لے جا ہم 2 بجے کے قریب بہادر پور پہنچ گئے میرے بہت درد ہو رہا تھا اور میں رو رہی تھی 4 بجے میرا آپریشن تھا 3:45 پر مجھے آپریشن تھیز لے گئے میرا دل بہت کانپ رہا تھا پتا نہیں کیا ہو گا خیر میرے انجکشن لگایا گیا اور مجھے بے ہوش کر دیا رات 3 بجے ہوش آیا ہوش آتے ہی میرے نام پر صائم کا نام تھا بار بار صائم صائم پکار رہی تھی میرا آپریشن ہو گیا تھا پھر مای نے مجھے سمجھایا کہ تمہارے ماموں پاس ہیں ہوش کرو۔ مای نے مجھے جوس پلایا مجھے بلڈ ڈرپ لگی ہوئی تھی 2 دن کے بعد ہم گھر آ گئے جب شام کو میں اپنی امی کے پاس گئی تو مای کہتی کچھ کھا لو کچھ بھی نہیں کھائی اور دافنی میرے کھانا کھانے کو بالکل دل نہیں کرتا تھا پھر امی چلی گئی تو مای نے بتایا رات میری صائم سے بات ہوئی تھی وہ تم سے بات کرنا چاہتا تھا وہ بہادر پور بھی گیا تھا کل رات پر اسے تمہارا کمرہ نہیں ملا میں نے اسے بتایا کہ تمہارا آپریشن ہوا ہے یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی میں نے مای سے پوچھا وہ کیسا ہے؟ ٹھیک تو ہے؟ مای کہتی خود ہی پوچھ لینا مجھے تو لگا کہ میں اچانک ٹھیک ہو گئی ہوں بہت اچھا محسوس کر رہی تھی پھر شام کو صائم سے بات کی تو میں نے بتایا کہ تمہارے نمبر سے مجھے کسی لڑکی نے میسج کیے تھے ادھر کہتی تھی کہ صائم صرف میرا ہے پھر صائم نے مجھے بتایا کہ میری طبیعت خراب تھی ٹانگ پر چوٹ لگی ہے پتہ نہیں وہ میسج کس نے کر دیئے خیر میں نے بھی نظر انداز کر دیا اس نے بتایا ٹانگ پر کانفی چوٹ لگی ہے پھر مجھے جانا اس کا مجھے بہت افسوس ہوا پھر اسی طرح دن گزرتے گئے ہم روز بات کرتے میرا صائم کو ملنے کو بہت دل کرتا تھا پر وہ کہتا جب تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی پھر ملیں گے ایسے نہیں ہم سارا دن بہت باتیں کرتے ہمیشہ ساتھ نبھانے کے وعدے کرتے۔

جواب عرض

دل کیا چیز ہے جان بھی تم پہ وار دوں گی
غم کا کوئی لمحہ نہ آنے دوں گی پاس تیرے
خوشیاں زمانے کی تمہیں بے شمار دوں گی
پھر کچھ ہی دنوں بعد میرے امتحان شروع ہونے
والے تھے لیکن آپریشن کی وجہ سے میں پڑھ بھی نہیں سکتی
تھی کسی کام کرنے کو دل نہیں کرتا تھا نہ بھی نہیں کھاتی
تھی پھر ایک دن ماما نے صائم کو بتا دیا کہ ایم کھانا نہیں
کھاتی کل سے کچھ نہیں کھایا پھر جب میری صائم سے
بات ہوئی تو کہتا کھانا کیوں نہیں کھایا میں نے کہا دل
نہیں کرتا اس نے کہا تمہیں میری قسم کھانا کھاؤ ابھی پھر
مجھے کھانا پڑ گیا اس طرح روز میری جان مجھے اپنی قسم دیکر
کھانا کھلا دیتا بلکہ ہر بات پر اپنی قسم دے دیتا پھر ایک
دن صائم نے مجھے کہا ہم جمعہ کو ملیں گے مجھے بہت خوشی
ہوئی میرے ابھی بھی زخم پر درد ہوتا رہتا تھا میں نے کہا
مجھے کالج جانا ہے رول نمبر سلب لینے مگر کسی نے جانے
نہیں دیا سب کہتے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہارے
ماموں لے آئیں گے مگر میں نے ماما کو بتایا کہ میں نے
صائم سے ملنا ہے تب ماما نے چپکے سے جانے دیا اس
دن میں صائم سے ملی میں نے کالجی پڑے پہنچے تھے اور
میری جان نے جیغے کے ساتھ بلک میض بہت اچھا لگ
رہا تھا ہم نے کھانا کھایا صائم مجھے جوج بھی کرتا میں سیو
کریٹک چر جس دن ملتی اسے دکھاتی بہت مزہ آتا اس کا
ایک میٹج مجھے بہت اچھا لگا بلکہ آج بھی بہت یاد آتا ہے وہ
میٹج کچھ یوں تھا۔

”پلیز آپ اپنا خیال رکھا کریں آپ کی وجہ
سے میری سانس چلتی ہیں پلیز میرے لیے اپنا
خیال رکھا کرو۔“

میٹج بھی میں نے اسے دکھایا کھانا کھانے کے بعد
بہت چمک کر نہ چپے گئے میری جان صائم نے مجھے بہت
اچھی چیزیں خریدیں اس کے بعد صائم مجھے گھر کے
سامنے پہنچا دیا پھر دوسرے دن جب میری صائم سے
بات ہوئی تو مجھے پرائیڈ ہوا جب اس نے بتایا کہ میں
BWP میں نہیں پڑھتا میں نے صرف میٹرک کیا ہے اس

کے بعد ایک دکان پر کام کرتا ہوں میں تم سے اس لیے نہیں
مل رہا تھا کیونکہ مجھے اچھی تخواہ نہیں ملتی تھی سب غم
ہو گئی یہ سب سن کر میرے تو ہوش ہی گم ہو گئے مجھے اس
بات کی پردہ نہیں رہی کہ صائم نے مجھ سے جھوٹ بولا بلکہ
افسوس اس بات پر تھا کہ وہ پڑھتا کیوں نہیں پڑھائی کے
بغیر کوئی زندگی نہیں اس کا بھی دل کرتا تھا پڑھنے کو لیکن
حالات کی وجہ سے نہیں پڑھ سکا مجھے بہت زیادہ افسوس تھا
اس بات پر میری خاموشی کی وجہ سے صائم کہتا اگر تم چاہو
تو مجھے چھوڑ سکتی ہو لیکن جوج تھا میں نے بتا دیا میں نہیں
چاہتا تم سے کوئی جھوٹ بولوں۔ میں نے کہا ایسی بات
نہیں ہے مجھے تم سے محبت ہے تمہاری حیثیت سے تو نہیں
بلکہ مجھے خوشی ہے کہ تم نے جوج بول دیا میں تم سے بہت پیار
کرتی ہوں۔

مت پوچھو کہ میری زندگی کیسے بسر ہوتی ہے
میرا ہر لمحہ ہر گھڑی تیرے نام ہوتی ہے
دن تو کٹ ہی جاتا ہے جان جی
لیکن میری ہر شام تیرے نام ہوتی ہے
اس کے بعد میری کافی درد ہوتا رہا 3، 2، 1 دن
بہت درد ہوتا رہا پھر ماموں کہتے BWP چلتے ہیں
چیک اپ کیلئے پھر ہم شام کو کھانا پور چلے گئے میرا کزن
اور کزنیں پہلے ہی وہاں آئی ہوئی تھیں BWP میں
میرا ایک ماموں بھی رہتا ہے وہاں چلے گئے پھر صبح
9 بجے کے قریب ہم چیک اپ کیلئے ہسپتال چلے گئے
چیک اپ کے بعد میں ماما اور میرا کزن ہم واپس آ
گئے ماموں رپورٹ لیکر آ گئے پھر ماموں 1 بجے آ گئے
ماموں بہت پریشان لگ رہے تھے ماموں سے میں نے
پوچھا تو ماموں کہتے کچھ نہیں ہے بس تم پریشان نہ ہو میں
نے کہا پھر آپ پریشان کیوں ہو ماموں کہنے لگے میں
تھک گیا ہوں صائم کہنے لگا ہو گیا چیک اپ کیا بنا۔ میں
نے کہا مجھے تو کچھ نہیں بتایا تب صائم کہتا میری ماما سے
بات کراؤ پھر ماما سے بات کی تو ماما سیل لیکر دوسرے
کمرے میں چلی گئی میرے سامنے کوئی بات نہ کی مجھے
بہت پریشانی ہو رہی تھی آخر ایسی کیا بات ہے کہ مجھ سے

چھپا رہے ہیں پھر میں نے جب صائم سے پوچھا کہ
مامی کیا کہہ رہی تھیں تو کہتا کچھ نہیں تم ٹھیک ہو جاؤ گی
تمہیں کچھ نہیں ہو گا بس تمہیں میری قسم اپنا خیال رکھا
کرو۔ پھر شام کو میں فلم دیکھ رہی تھی تو ماموں کہنے لگے
آؤ سب گھومنے پھرنے چلتے ہیں میں ماموں ماما
میرے کزن اور ایک اور مہمان کی ہم سب چلے گئے
ماموں اور ماما تو پارک میں رک گئے پھر ہم 5 لوگ
ہوٹل چلے گئے وہاں جا کر میرے باقی کزن مجھے میرے
کزن ارمان کے پاس چھوڑ گئے اور کہنے لگے تم دونوں
کچھ کھاؤ ہم ٹھوڑی دیر تک آتے ہیں مجھے حیرت ہو رہی
تھی کہ ہم دونوں کو کیوں چھوڑ کر گئے ہیں پھر میرا کزن
کہنے لگا کیا کھاؤ گی میں نے کہا کچھ نہیں مجھے پریشانی لگی
ہوئی تھی کیونکہ اپنا ماما بل گھر چھوڑ آئی تھی اور اپنی جان
کو بھی نہیں بتایا کہ ہم نہیں جا رہا ہیں میرا دل کر رہا تھا
کہ ابھی اڑ کر گھر چلی جاؤں ملا لگا درد بھی ہو رہا تھا
لیکن میرا کزن مجھے پہنچنے دینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن
میرا سارا دھیان تو اپنے پرس کی طرف تھا پھر ارمان
نے اظہار محبت کر دیا لیکن میں نے اسی وقت کہہ دیا کہ
میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں تو کہتا وہ کون ہے میں
نے کہا تمہیں بتانا ضروری نہیں مجھے چلیں گھر میرا سیل
گھر رہ گیا ہے اس کی کال آئی ہوں گی تو کہتا کچھ کھاؤ
لیں میں نے کہا نہیں کافی ٹائم ہو گیا ہے چلو پھر اس نے
باقی کزن کو میٹج کر دیا کہ ہم گھر جا رہے ہیں تم لوگ آ جانا
جب گھر گئی تو صائم کی کافی مس کالز اور میٹج آئے ہوئے
تھے پھر میں نے کال کی تو ناراض تھا کہ میں کب سے
کال کر رہا ہوں میں نے سوری بولا اور اسے منایا
پھر ماموں لوگ آ گئے میرے لیے کافی سارا پھل لیکر
آئے کہنے لگے یہ سب ایم کے لیے مگر مجھ سے نہیں کھایا
جاتا تھا پھر صائم کہتا تمہیں میری قسم کھاؤ پلیز پھر میں
نے کھالیا۔ دوسرے دن ہم گھر آ گئے۔ سارے رستے
میں صائم سے باتیں کرتی رہی گھر آ کر مجھے پتہ چلا کہ
میرا دوبارہ آپریشن ہو گا اسلام آباد میں۔ مجھے بہت
حیرت ہوئی کہ آخر کیوں ایسا ہوا ہے مجھے میں نے سب

سے کہہ دیا مجھے نہیں کروانا آپریشن میں نے پیہر دیئے
ہیں کچھ دن بعد میرے پیہر شروع ہونے والے تھے
ماموں کہنے لگے آپریشن ضروری ہے پیہر اگلے سال
دے لینا مجھے بہت غصہ تھا میں نے کہا میں نے آپریشن
نہیں کروانا بس ماما نے صائم کو بتا دیا کہ ایم کہتی ہے
میں نے آپریشن نہیں کروانا تب صائم کہنے لگا تمہیں
میری قسم پلیز کروا لو اگر نہیں ہو گا تو ٹھیک کیسے ہو گی پلیز
میں نے کہا میں نے پیہر دیئے ہیں پھر ماموں بھی مان
گئے کہنے لگے چلو پیہر دے لو پھر کروا لیں گے پھر
دوسرے دن میں رول نمبر سلب لینے گئی صائم سے ملنا تھا
مگر وہ نہیں آیا آخر 12 اپریل کو میرا پیہر تھا 20 کو میرا
اکٹائس کا پیہر تھا صائم سے کوئی بات نہ ہوئی پھر جب
رات کو صائم سے بات ہوئی تو لڑائی ہو گئی کہتا بائی فار
ایور۔

یہ سن کر مجھے بہت افسوس ہوا رات بھر روتی رہی
میں نے نیند کی ٹیبلٹ کھالیں صبح میری طبیعت کافی
خراب تھی ماموں ہسپتال لے گئے ماما بھی ساتھ تھیں
وہاں مجھے ڈرپ لگی ہوئی تھی پھر 12 بجے کے بعد ماما
مجھ لینے گئیں تو 10 منٹ بعد واپس آ گئیں آ کر کہنے لگیں
یہ لو صائم کی کال ہے بات کرو میں نے بات کی تو صائم
کہنے میں مصیبت میں ہوں میری مدد کرو پلیز میں نے
پوچھا کیا ہوا ہے تب اس نے مجھے سب بتایا میں نے کہا
اوکے میں ماموں سے بات کرتی ہوں یہ خبر سن کر مجھے
بہت پریشانی ہوئی درد بھی کافی ہو رہی تھی سینے میں اسٹے
میں صائم کی پھر کال آ گئی کہنے لگا گی ماموں سے بات
میں نے کہا نہیں کرتی ہوں اتنی جلدی نہیں۔ کہتا جلدی
کر دو میرے پاس سیل نہیں ہے میں تو ابھی پریشانی میں
تھی۔ ماموں BWP میں تھے میں سوچ رہی تھی کہ
کال یہ ماموں کو کیسے سب بتاؤں رات اسی پریشانی
میں گزرتی دوسرے دن میں گھر چلی گئی ماموں بھی آ
گئے پھر میں نے ماموں کو سب کچھ بتا دیا ماموں کہنے
لگے ٹھیک ہے میں کچھ کرتا ہوں اسی دوران صائم کے
کزن سے میری بات ہوئی رہی میں اس کے بارے

میں پوچھتی رہی خیر پھر 26 صبح کو صائم اس مصیبت سے نکلا ان 5 دنوں میں مجھے اک بل بھی چین نہیں مل رہا تھا 28 کو میرا پیڑھا گھر میں کتاب تک نہیں کھول سکی تھی ہر وقت صائم کی فکر رہتی صائم کے کزن عمران کے ساتھ میری فراموشی ہو گئی تھی میں اسے بھائی کہتی تھی اور وہ مجھے آپ کہتا تھا بہت اچھا تھا اس نے میری کافی مدد کی صائم کی خیریت معلوم کرتی رہتی اس سے صائم مصیبت سے بچ گیا مجھے بہت خوشی ہوئی میں اس لڑکی بھی کیا کر سکتی تھی اس کے لیے پھر بھی جو میرے بس میں تھا میں نے کیا بر ممکن کوشش کی اس کے علاوہ دن رات دعائیں کیس پھر چھ دن بعد میری صائم سے بات ہوئی اس کا حال احوال پوچھا وہ کہتا میں گھر ہوں بعد میں بات کرتا ہوں میں انتظار کرتی رہی شام کو میں نے بیج بھی کیے مگر اس نے جواب نہیں دیا میں رات بھر بیٹھ کر رہی پھر رات 1 بجے اس کا بیج آیا کہنے لگا مجھے کبھی بیج اور کال نہ کرتا بھول جاؤ مجھے تمہیں خدا کا واسطہ اگر مجھے پیار کرتی ہو تو یہ بیج پڑھ کر میری توجہ جان ہی نکل گئی میں نے کہا اسے کیا ہو گیا ہے میں نے جواب میں کہا میں تمہیں کبھی نہیں بھول سکتی تم سے پیار کرتی ہوں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا میں رات بھر روتی رہی اور اس کی یاد بہت آتی رہی تھی۔

کچھ محبت کا نشہ تھا ہم کو پہلے ہی سے فراز پھر دل جو نونا تو نشے سے محبت ہو گئی دن بھر میرا ایسے ہی گزرا کچھ نہیں کھایا اور نہ سارا دن کسی سے بات کی پھر رات کو عمران بھائی کی کال آئی تو کہنے لگا صائم سے بات ہوتے ہی بھائی کو بھول گئی میں نے اس کو وہ بیج سینڈ کیا جو رات مجھے صائم نے کیا تھا عمران بھائی کہنے لگا اسے کیا ہو گیا ہے پھر کہا ویسے مجھے صائم نے کہا تھا کہ اب وہ کسی سے بات نہیں کرے گا میں نے پوچھا کسی سے کیا مطلب؟ تب اس نے بتایا میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ آپ اسے بہت پیار کرتے ہیں عمران بھائی نے مجھے بتایا کہ صائم کی

بہت ساری لڑکیوں سے دوستی ہے اس کی اپنی دکان ہے شاپنگ کی وہاں روز نہ جانے کتنی لڑکیاں آتی ہیں اور ہر دوسری لڑکی سے صائم کی دوستی ہے میں نے اسے کہا ٹھیک ہے ان سے دوستی ہے مگر مجھ سے تو وہ پیار کرتا تھا دوستی تو بہت سے کی جاتی ہے مگر پیار تو ایک سے ہوتا ہے تب اس نے بتایا کہ وہ سب سے وہی کہتا ہے جو تم سے کہتا ہے سب سے پیار کی باتیں کرتا ہے یہ سب سن کر میں رونے لگی اور کال بند کر دی مجھے کچھ نہیں آ رہی تھی کہ عمران بھائی کا یقین کروں یا نہ کروں کیونکہ ایک بار صائم نے مجھے کہا تھا اگر کوئی میرے بارے میں بات کرے تو یقین مت کرنا پھر دوسرے دن میری عمران بھائی سے بات ہوئی تو میں نے کہا میری صائم سے بات کرو ڈیڑھ پلےز آپ میری بات کرو اور صائم نے میرے نمبر پر کوڈ لگا دیا ہوا ہے پلےز کرو اور وہ کہتا ابھی۔ میں نے کہا ہاں کیونکہ صائم میری جان ہے میری سانس ہے میری زندگی ہے اگر وہ کسی اور سے پیار کرتا ہے تو کیا ہوا مگر میں تو صرف اسی سے پیار کرتی ہوں اور ہمیشہ کرتی رہوں گی آپ پلےز بات کرو اور اس دوران دو بیٹے گزر گئے میری صائم سے کوئی بات نہ ہوئی عمران بھائی جب صائم سے کہتا ایم سے بات کر لو تو وہ کہتا مجھے نہیں کرنی تم دونوں میری جان چھوڑ دو اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے میرے 3 بیٹے ہو چکے تھے اس دوران میری دوست نے بتایا کہ پیڑھ کی ایک سیٹ ہے میں نے کہا تم کر لو تو کہتی میں بہت دور رہتی ہوں تم کر لو اور اپنا ٹرانسفر B.K میں کرالو میں ایسا ہی کیا کافی دن لگے اور ایک دن میں B.K میں بھی تو واپس آ کر میں نے عمران سے کہا کہ آج میں B.K گئی تھی مجھے وہاں ایک لڑکی ملی تھی اس سے میری کافی دوستی ہو گئی جب میں نے کافی کچھ بتایا تو وہ اس کی بہن تھی مجھے بہت خوشی ہوئی پھر میں نے عمران بھائی کی بہن کو کال کی تو اس نے بتایا کہ تم عمران بھائی کو کیسے جانتی ہو میں نے کہا بس دیکھ لو بائی جاس۔ کہتی اگر اب آؤ گی B.K تو ہمارے گھر لازمی آتا۔ میں نے عمران کو بتایا کہ تمہاری بہن نے یہ کہا ہے تو وہ کہتا ہے ٹھیک ہے ہمارے ضرور آتا

میں نے کہا اگر صائم نے دیکھ لیا تو وہ غصے میں آ جائے گا۔ تو کچھ نہیں ہوتا بلکہ تم صائم سے بھی مل لینا میرے پیڑھ بھی ختم ہو گئے تھے ماموں کہتے اب کب جانا ہے اسلام آباد میں نے عمران اور اس کی بہن کے بارے میں سب مامی کو بتایا تو مامی بھی کہتی ہاں چلی جاؤ اس طرح صائم سے بھی مل آتا میں نے کہا نہیں وہ بہت ناراض ہو گا لیکن مامی نے زبردستی بیج دیا میں بس میں بیٹھ کر وہاں کی عمران بھائی پہلے ہی سے شاپ پر میرا انتظار کر رہے تھے وہ مجھے اپنے گھر لے گیا بہن اس کے گھر والوں سے ملی اس کی بہن بہت اچھی تھی سب گھر والے بہت اچھے تھے پھر عمران کی سسٹر مجھے صائم کے گھر لے گئی اس کے گھر والے کیسے تھے اس بات کو چھوڑیں البتہ اس کی ماں بہت اچھی تھی پھر عمران مجھے صائم کی شاپ پر لے گیا راستے میں مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا دل کی دھڑکن بہت تیز ہو رہی تھی عجیب عجیب خیال آ رہے تھے دل میں پتہ نہیں کیا ہو گا پھر اچانک عمران بھائی کہنے لگا یہ سائیز پر ایک شاپ ہے جاؤ میں نے تب بھی کہا میں نے نہیں جانا پھر آ جاؤں گی اب تو آتی رہوں گی تا پلےز چلتے ہیں پھر سہی کہتا نہیں جاؤ کوئی نہیں ہے اس کی شاپ پر خیر میں چلی گئی اسے دیکھتے ہی جیسے میرے دل کی دھڑکن جیسے بند ہی ہو گئی ہو میرے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا صائم مجھے دیکھتے ہی غصے میں آ گیا کہتا ایڈریس کس نے دیا ہے تمہیں؟ کیوں آئی ہو یہاں؟ میں نے کہا تمہاری شاپ بہت اچھی ہے میں تمہارے گھر سے آ رہی ہوں کہتا کیوں گئی تھی گھر۔ میں نے عمران کی بہن کے ساتھ ویسے ہی میں نے پہلی بار اسے اتنے غصے میں دیکھا تھا مگر مجھے اس کے غصے پر بھی پیار آ رہا تھا بہت اچھا لگ رہا تھا غصے میں کہتا تمہیں خدا کا واسطہ بھول جاؤ مجھے چھوڑ دو مجھے اور جاؤ یہاں سے میں نے کہا میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی تو صائم کہتا پھر مر جاؤ مرنی کیوں نہیں یہ بات سن کر میرا دل کر رہا تھا کہ کاش ابھی زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سا جاؤں میں نے کہا میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آئی مجھے مامی نے

زبردستی بھیجا ہے 3 دن بعد میرا آپریشن ہے اسلام آباد میں اس لیے مامی کہتی صائم سے مل آتا۔ تیری بے رخی پہ کوئی اعتراض نہیں ہمیں لیکن کس حال میں ہیں تیرے بن ہم اتنا تو پوچھ لیا کر میں نے کہا صائم میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں ہر روز رات کو آپ کے پیچھے بیج بڑھتی ہوں تو کہتا اپنا سیل دینا میں نے کہا کیوں؟ کہتا دو میں نے نہیں دیا تو کہتا تمہیں میری قسم دو میں نے دے دیا تو صائم نے اپنے تمام بیج ڈیلیٹ کر دیے اور سم نکال کر جلا دی میرے سامنے ہی۔ مجھے بہت دکھ ہوا پھر میں نے اس کی شاپ سے ایک انگٹھی لی میں نے پہنا دی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا کہتا جاؤ یہاں سے دوبارہ مت آنا میں نے کہا یہ نامکن ہے کیونکہ میری یہاں جا ب لگ گئی ہے اب تو آتی رہوں گی۔ کہتا جاؤ روز نہ میں دکان سے باہر چلا جاؤں گا پھر میرے سینے میں بہت درد ہونے لگا عمران بھائی آگئے اور میں چلی گئی مگر وہ انگٹھی وہیں چھوڑ آئی وہ اس روڈ پر پھینک دی عمران نے اٹھائی سارے رستے میں میرے بہت درد ہوتا رہا پھر بس شاپ پر پانی لے کر گولی کھائی۔ اور روتی رہی میں نے عمران کو بتایا کہ صائم نے میری سم جلا دی میری طبیعت خراب تھی اس لیے عمران مجھے گھر چھوڑ گیا عمران بھائی بہت ڈر رہا تھا کہتا صائم میرے گھر بتا دے گا مگر کچھ خبر نہ تھی طبیعت اس قدر خراب تھی جب میں گھر آئی تو مامی کہتی کیا ہوا میں نے کہا کچھ نہیں طبیعت خراب ہے مامی نے کہا صائم نے کیا کیا؟ میں نے سب کچھ بتا دیا جو صائم نے مجھے کہا۔ پھر مامی کہتی کوئی بات نہیں غصے میں اتنا کچھ کہہ دیا تم پریشان نہ ہو۔ مامی نے مجھے دوانی دی اور میں لیٹ گئی مامی کمرے سے چلی گئی اور میں رونے لگ گئی صائم کا رویہ بہت سخت تھا پھر 5 بجے عمران بھائی کی کال آئی تو کہنے لگا کہ صائم نے سب گھر والوں کو بتا دیا کہ تمہیں میں لیکر آتا تھا صائم نے جو گھر والوں سے کہا عمران نے سب مجھے بتایا مجھے بہت غصہ آ رہا تھا میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ صائم کی سوچ اتنی گھٹیا ہوگی اس نے کسی کی پروا نہیں کی عمران کی سسٹر کی

بھی فکر نہ تھی صرف خود سچا بن گیا اتنا خود غرض نکلا میں نے سوچا بھی نہ تھا پھر میں نے صائم کو متوجہ کیے اور کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا میرا احساس نہیں تھا تو اپنی کزن کا ہی خیال کر لیتے تو کہتا مجھے تمہاری قسم میں نے ایسا کچھ نہیں کیا کہتا مجھے معاف کرو میں نے غصے میں پتہ نہیں کیا کچھ بول دیا میں بہت مجبور ہوں گھر والے مجھے کسی سے بات نہیں کرنے دیتے میں نے کہا ٹھیک ہے اگر میری انسلٹ سے تمہاری تمہارے گھر میں عزت بنتی ہے تو ٹھیک ہے کہتا تم کسی کو مت بتانا کہ میں تم سے بات کرتا ہوں میں نے کہا ٹھیک ہے میں نہیں بتاتی۔

میری کس کس میں بس گیا تیرا پیار اس طرح میں تجھ کو بھول جاؤں یہ ممکن نہیں رہا میری تحریر کا کافی لمبی ہو چکی ہے لہذا مختصر یہ کہ اس کے بعد ہماری روز بات ہوتی تھی مگر پہلے والی بات نہیں تھی صائم بہت بدل چکا تھا مگر مجھے خوشی ہوئی کہ کم از کم مجھ سے بات تو کرتا ہے نہ۔ چاہے بے رخی سے ہی سہی۔ پھر اللہ اللہ کر کے میرا اسلام آباد میں آپریشن بھی ہو گیا زندگی کا مشکل ترین وقت تھا زندگی کا کوئی بھروسہ نہ تھا میں واپس بھی آئی 10 دن بستر پر بہت مشکل سے گزارے صائم صرف ایس ایم ایس پر بات کرتا تھا پھر ٹھیک ہو کر میں سکول گئی B.K. میں۔

اس دن صائم کے پاس بھی گئی بہت اچھا لگ رہا تھا کیونکہ میں نے پہلی بار اسے میڈیٹیشن دیکھا تھا واپس آکر متوجہ کیا آئی لوگو تو کہتا آئی ہیٹ یو میں نے کہا اوکے جہاں تمہاری نفرت ختم ہوگی وہاں میری محبت شروع ہوگی۔ تمہاری نفرت میں اتنا دم نہیں جتنا میری محبت میں دم ہے پھر خود ہی رات کو ٹھیک ہو گیا اور کہتا آئی لو یو میں نے ایسے ہی کہا تھا اس دوران ہماری روز بات ہوتی لیکن چھوٹی چھوٹی بات پر میری جان صائم ناراض ہو جاتا پھر مٹانے پر مان بھی جاتا ایک دن بہت ناراض ہو گیا میں نے سارا دن کھانا نہیں کھایا پھر دوسرے دن کہنے لگا تم کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہوگی ہر طرح سے دیکھ لیا ہے تم سے دور رہ کر تم سے خفا ہو کر مگر تم

کچھ نہیں کھاتی پھر میں نے کھالیا مگر ماموں نے کھلایا تھا تو کہتا میں کل سے کہہ رہا ہوں تو نہیں کھایا اور ماموں کے کہنے پر کھالیا ٹھیک ہے خیر اسی طرح دن گزرتے گئے کبھی لڑائی تو کبھی پیار۔ اس دوران ہم ملے بھی تھے اس نے مجھے انگوٹھی پہنائی وہی جو میں نے اس کی شاپ سے خریدی تھی پہناتے وقت کہتا اسے اتارنا نہیں۔ اور آج جب میں یہ تحریر لکھ رہی ہوں تو وہ انگوٹھی میری انگلی میں ہے اس کے بعد ہم روز رات گئے تک بات کرتے بہت مزہ آتا پھر ایک دن ہم دونوں کال پہ بات کر رہے تھے کہ زین نے مجھے کال کی مگر میرا نمبر مصروف تھا زین کون ہے؟ یہ ایک الگ کہانی ہے بس اتنا بتاؤ کہ ہمارے بلکہ میرے پیار کا دشمن تھا خیر وہ مجھے بار بار کال کر رہا تھا اسے پتہ چل گیا کہ میں صائم سے بات کر رہی ہوں جب میں نے اس سے بات نہ کی تو اس نے ماموں کو کال کر دی کہ اپنی بھانجی کا نمبر چیک کر وہ کس سے بات کر رہی ہے زین نے ماموں کو صائم کے بارے میں پتہ نہیں کیا کچھ بتایا کہ اسی وقت ماموں نے مجھے کال کی تو میرا نمبر مصروف تھا پھر صائم نے کچھ ایسی بات کی کہ میں نے کال بند کر دی تو زین کے ساتھ ساتھ ماموں کی بھی مس کالز آئی ہوئی تھیں جب میں نے ماموں کی کال اٹینڈ کی تو ماموں نے مجھے ڈانٹا پہلی بار ماموں نے اتنے غصے میں مجھ سے بات کی تھی میں سب کچھ صائم کو بتا دیا تھا صائم کہتا میں ماموں سے بات کر لوں گا تم فکر نہ کرو میں بہت رو رہی تھی مامی مجھے چپ تو کر داری تھی مگر وہ مجھے ڈانٹ رہی تھی کہ تم زین کے بارے میں کبھی نہیں بتایا مامی کہتی میں نے کہا تھا نہ کہ صائم کو کہو اپنے گھر والوں کو بھیجے مگر تم نے ایک نہیں مانی اب جی بھر کر دو۔ میں نے رات کو صائم کو کال کی میں نے کہا مجھ سے شادی کرو گے کہ نہیں تو نہیں میں نے اوکے کہا اور کال بند کر دی اور پھر رونا شروع کر دیا پھر صبح میں نے صائم کو کافی سارے میٹج کیے اور آخر میں کہا ٹھیک ہے خوش رہو خدا حافظ ہمیشہ کیلئے مجھے بہت رونا آ رہا تھا کہ جس سے میں نے اتنا پیار کیا اپنی جان سے زیادہ چاہا

آج اس نے کیا کیا اس کی خاطر سب کی انسلٹ سنی سب سے لڑائی خاص طور پر اپنی مامی سے مامی نے مجھے ڈانٹ کر تم ایک دھوکے باز سے دل لگا بیٹھی ہو یہ وہ بہت کچھ کہتی مگر میں ان سبھی لڑ پڑتی کیونکہ مجھے صائم پر بھروسہ تھا اس پر یقین تھا اس نے اس طرح مجھے ٹھکرا دیا مجھے یا میرے گھر والوں کو میری شادی کی جلدی نہیں تھی میں صائم کو کھونے سے ڈرتی تھی کیونکہ میری زندگی بن یا تھا میں اس کے بنا نہیں رہ سکتی تھی مگر میں نے سوچا جب صائم ہی نہیں چاہتا تو میرے چاہنے سے کیا ہوگا۔

جب سے ملے ہو تم کسی اور سے واسطہ نہیں اپنا سنا ہے تمہیں اس کے موا کوئی راستہ نہیں دن رات دل میں بسیرا ہے تیری یادوں کا چاہتی ہوں جتنا تمہیں اتنا کسی کو کوئی چاہتا نہیں پھر 4 بجے صائم کا میٹج آیا کہتا میرا کتنا ویٹ کر سکتی ہو میں نے کہا ساری زندگی آخری سانس تک تو کہتا یہ تمہارا جذبہ بانی فیصلہ ہے سوچ مجھ کو بتاؤ کتنا ویٹ کر سکتی میرا میں نے کہا جتنا مجھ کو کیونکہ میں ویٹ کر سکتی تھی مجھے ابھی آگے بڑھنا ہے کچھ بنتا ہے اور میرے گھر والے زبردستی میری شادی نہیں کر سکتے تھے تو کہتا میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اس پر مزید غور کر کے تمہیں بتاؤں گا میں نمبر آف کرنے لگا ہوں پھر بات ہوگی پھر مجھے کچھ تسلی ہوگی۔

دو دن سے کچھ نہیں کھایا تھا مگر اس سے بات ہونے کے بعد تھوڑا سا کھانا کھالیا مگر 2 دن اس نے کوئی بات نہ کی پھر جب بات ہوئی تو کہتا میری ایک بات مانو گی۔ کیا کر سکتی ہو میرے لیے میں نے کہا تمہارے لیے سب کچھ کر سکتی ہوں مگر ایسا کچھ نہیں کر سکتی جسے کرنے سے تم دور ہو جاؤ پھر اس نے کوئی جواب نہ کیا اور نمبر آف کر دیا۔ ماموں بھی BWP سے واپس آ گئے تھے مگر مجھ سے کوئی بات نہ ہوئی کیونکہ اسی وقت ماموں رحیم یار خان چلے گئے ایمر جنسی کال تھی پھر رات کو مجھے میٹج آیا کال کی صائم میں نے صائم کوئی کال کی تو وہ رو رہا تھا میں نے کہا کیا ہوا تو کہتا تمہارے پاس میرے

لیے ٹائم ہے میں نے کہا ہاں بتاؤ تو کہتا صبح میرے پاس آ سکتی ہو کچھ بات کرنی ہے میں نے کہا ٹھیک ہے آ جاؤں گی پھر صبح میں 11 بجے صائم کے پاس گئی بہت اچھا لگ رہا تھا بلیک کپڑے پہنے ہوئے تھے موڈ بھی ٹھیک تھا کہتا تمہارے ماموں نے مجھے کال کی تھی تمہارے ماموں کہتے میں تمہارے بارے میں سارا ڈانٹا کھٹا کروں گا اگر تمہارا کریکٹر ٹھیک ہوا تو میں خود تمہاری اور ایم کی شادی کروادوں گا اور اگر تمہارا کریکٹر ٹھیک نہ ہوا تو میں تمہیں بہت بری سزا دوں گا صائم مجھ سے کہتا میں ابھی شادی نہیں کر سکتا میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر والے کسی مشکل میں چھنیں۔ میں اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر کہتا تم بتاؤ کیا کرنا چاہیے کیا حل ہے اس کا میں تمہارے ماموں سے بھی نہیں مل سکتا میں نے کہا مجھے نہیں پتہ جو تمہارا دل کرے تم کرو لیکن میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تو کہتا ٹھیک ہے میرا پیار ہمیشہ تمہارے ساتھ تمہیں جتنا پیار چاہیے میں دوں گا ہر طرح پیار دوں گا مگر اپنے ماموں کو میرے حالات بتاؤ تم تو سب جانتی ہو اگر میرے بغیر نہیں رہ سکتی تو میرا انتظار کرو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے پھر پانی پیا اور واپس آ گئی واپس آ کر پتا چلا کہ ماموں بھی آرہے ہیں جب شام کو ماموں آئے تو کھانے وغیرہ کھا کر مجھے پاس بلایا اور کہا کہ صائم تمہارے قابل نہیں ہے میں نے پوچھا کیوں کیا ہوا ماموں کہتے میں نے اسے کال کی تھی تو صائم نے مجھے کہا کہ میں ایم سے پیار نہیں کرتا وہ ہی میرے پیچھے لگی ہوئی ہے کہتی ہے مجھ سے شادی کرو ورنہ میں جان دے دوں گی ماموں کہتے کیا تم نے یہ کہا اس سے؟ میں نے صائم کو سچا کرنے کیلئے کہا ہاں ماموں کہنے لگے مگر وہ تم سے پیار نہیں کرتا اس نے تمہیں دھوکہ دیا ہے تم سے پہلے بھی اس کی بہت سی لڑکیوں سے دوستی ہے اور میں اس سے ملوں گا اور تمہیں دھوکہ دینے کی اسے سزا دوں گا میں نے ماموں سے کہا نہیں ماموں وہ مجھ سے پیار کرتا ہے لیکن ابھی شادی نہیں کر سکتا اس نے مجھے ویٹ کا کہا ہے ماموں کہتے چلو ٹھیک ہے اس سے مل کر

بات کرتا ہوں پھر میں نے صائم کو کال کی کہ ماموں تم سے ملنے آ رہے ہیں تو کھنے لگے اگر تمہارا ماموں یہاں آئے تو میں جان دے دوں گا میں ان سے نہیں مل سکتا اور میں تم سے اس سے پہلے بات نہیں کرتا کیونکہ میں نے پڑھنا شروع کر دیا ہے میرے پاس ناٹم نہیں ہوتا پھر کہتا اگر تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو تمہیں اس پیار کی قسم تم مجھے آئندہ کال نہیں کرو گی یہ کہہ کر اس نے کال بند کر دی میں نے اس کو متوجہ کیا اور کہا میں سب کچھ کر سکتی ہوں مگر یہ نہیں کر سکتی تو کہتا ٹھیک ہے جب میرے پاس ناٹم ہوگا تو کر لیا کروں گا مگر اپنے ماموں کو یہاں نہ بھیجنا میں نے کال کی تو کہتا کیا مسئلہ ہے کوئی کام ہے تمہیں مجھے بہت افسوس ہوا میرا اس کے بعد امی بھی ماموں کے گھر آ گئی ماموں اور مجھے پریشان دیکھ کر امی کہتی کیا ہوا ہے سب کو۔ پھر ماموں نے سب بتا دیا اس طرح سب کو پتہ چل گیا میں نے ماموں سے صرف یہ کہا کہ ماموں آپ صائم سے ملنے نہ جائیں میری اس سے بات ہوئی ہے وہ کہیں گیا ہوا ہے تو ماموں کہتے ٹھیک ہے صبح چلا جاؤں گا پھر صبح ماموں کہتے آج تو میں صائم کی طبیعت صاف کروں گا میں نے اس وقت ماموں کی بہت مثالیں کیں کہ ماموں آپ صائم سے نہیں ملیں گے ماموں کہتا ٹھیک ہے تم دوبارہ اس دھوکے باز سے بات نہیں کرو گی تب میں اس سے نہیں ملتا میں نے کہا ٹھیک ہے میں صائم کی خاطر یہ بھی کر لوں گی پھر میں نے صائم کو آخری میج کیا اور اس سے جھوٹ بول دیا کہ میری شادی ہونے والی ہے تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بائی۔ میں نے اسے آئی لو یو بولا اور بائی کہہ دیا مگر اس نے مجھے بائی نہیں کہا کل سے رو رو کر اب تو آنسو بھی خشک ہو گئے تھے مجھے اسے لگ رہا تھا کہ جسم سے روح نکل گئی ہو جیسے زندگی ختم ہو گئی ہے کوئی حسرت کوئی آرزو کوئی خواہش باقی نہیں رہی دل کرتا تھا ابھی جان دے دوں پھر سوچتا ماموں لوگ صائم کو نہیں چھوڑیں گے۔

کس نے یہ تم سے کہہ دیا کہ بازی ہار بیٹھے ہم محبت میں لٹانے کو ابھی جان باقی ہے

اس کے بعد میں ہمیشہ کیلئے اپنے گھر آ گئی ایک دن بعد امی نے ماموں کو سب کچھ بتا دیا کہ میں اس سے اتنی دیر کیلئے ملتی تھی اس کے ساتھ شاپنگ کرتی تھی اور پتا نہیں کیا کیا۔ ماموں نے گھر آ کر مجھے بہت مارا پانی والے پائپ کے ساتھ جس کی لاشیں کئی دن میرے جسم پر رہیں ماموں کہتے ہیں صائم کو نہیں چھوڑوں گا مگر میں نے اپنا دوشہ ماموں کے پاؤں میں رکھ کر ماموں کے پاؤں پکڑ کر کہا ماموں مجھے جو مرضی ہو ا دیں مگر صائم کو کچھ مت کہیں اسے ملنے کا میں ہی کہتی تھی اس کے علاوہ امی نے آپ کو جو کچھ بھی بتایا وہ سب جھوٹ ہے پتہ نہیں مامی نے ماموں کو کیا کچھ بتایا کہ ماموں تو میری جان لینے کی حد تک مجھے مارا اس کے بعد پورا ہفتہ میرے جسم پر پائپ کی لاشیں رہیں اور کئی دنوں تک میں نے کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی کوئی کھانا کھانے کے لیے کہتا تھا گھر میں کوئی بھی مجھ سے بات نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ میری ماں بھی نہیں۔ میرے ابو تو گھر ہی نہیں رہتے تھے اس بارے میں میرے ابو نے مجھے کچھ نہیں کہا وہ مجھ سے بہت پیار کرتے تھے جب ماموں مجھے مار رہے تھے تو ابو اس وقت گھر نہیں تھے ورنہ شاید مجھے بچا لیتے لیکن کون بچاتا سب بدل گئے تھے امی جس پر مجھے اتنا اعتبار تھا اس نے ہی کچھ خیال نہ کیا۔ مجھے سب یہ اعتبار تھا کہ سب میرا ساتھ دیں گے مگر جب صائم ہی بدل گیا تو باقی سے کیا گلہ کرنا اس کے دو دن بعد میرے تایا ابو کو ان تمام باتوں کا پتہ چلا تو انہوں نے گھر جا کر بتا دیا وہ لوگ میرا رشتہ مانگ رہے تھے مگر اس کے بعد وہ لوگ ہمارے گھر آ کر جواب دے گئے کہ ہم تمہاری اس طرح کی بیٹی نہیں لے سکتے اسے اپنے پاس رکھوان کے جاتے ہی امی نے ان کا سارا غصہ مجھ پر اتا دیا مجھے بہت مارا پہلے ہی میرے جسم پر زخم بے انتہا تھے مگر امی کے مارنے سے اور تازہ ہو گئے امی کہتی مر جاؤ کہیں زہر کھا کے دفعہ ہو جاؤ کہیں یہاں مجھے تمہاری شکل نظر نہ آئے مگر میں نہ تو مر سکتی تھی اور نہ کہیں جا سکتی تھی کیونکہ ان باتوں کا الزام بھی صائم پر آتا تھا کہ صائم لے گیا اور میں نہیں چاہتی تھی کہ میری وجہ سے صائم کی عزت پر آج آئے

جواب عرض

86 فروری 2013

اس لیے سب برداشت کرتی رہتی اور ہر لمحہ صائم کو یاد کر کے روتی رہتی اس کے بعد امی مجھ سے گھر کا سارا کام کر داتی اتنی گرمی میں میں سارا کام کرتی مجھے بہت دنا آتا کہ پہلے امی مجھے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیتی تھی اور اب؟ سارے گھر کی صفائی کرتی تین ناٹم کھانا بناتی مگر کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تم نے کھانا کھایا کہ نہیں میں گھر والوں کو کھانا دے کر بتن اٹھاتی اور دھونے لگ جاتی اس پر مجھے صائم بہت یاد آتا کہ وہ مجھے اپنی قسم دیکر مجھے کھانا کھلاتا آگ میں نہ کھاتی تو وہ بھی نہیں کھاتا اور اب کوئی پوچھتا بھی نہیں مجھ پر ہر لمحہ قیامت سے کم نہیں تھا ہر وقت صائم کی یاد آتی رہتی رات بھر روتی رہتی۔

بے چین یوں کسی کی محبت میں ہم رہے جیسے کہ لمحہ لمحہ قیامت میں ہم رہے آنسو کسی کی یاد میں بہتے چلے گئے جیسے تمام رات عبادت میں ہم رہے قارئین آج بھی میں صائم سے بہت محبت کرتی ہوں مگر اس کی خوشحالی اس سے بات نہیں کرتی وہ تو کسی اور لڑکی کے ساتھ بہت خوش ہو گا مگر میں لمحہ لمحہ اسکی شاد میں تڑپتی ہوں آج گھر میں میری کوئی عزت نہیں کوئی بھی مجھ سے بات نہیں کرتا آج 42 دن ہو گئے اپنی جان سے بات کیے ہوئے اسے تو میں کبھی یاد بھی نہیں آئی ہو گی کیونکہ اس کے پاس بہت سی لڑکیاں ہیں مگر میں تمہارہ گئی ہوں۔

تم تو نگاہیں پھیر کے خوشیوں میں کھو گئے اور ہم نے اداسیوں کو اپنا مقدر بنا لیا کچھ دنوں بعد میں اپنی کزن سے ملی اس کی منگنی تھی وہ مجھے لے گئی مہندی لگانے کیلئے وہ صائم کے بارے میں سب جانتی تھی اور سب حالات کے بارے میں بھی اس نے مجھے بہت سمجھایا کہ اس دھوکے باز کو بھول جاؤ وہ تو تمہیں کبھی یاد بھی نہیں کرتا ہوگا اور تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے آج پہلی بار میں نے اس کے صبر سے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا کیونکہ اسے پتا تھا میں کھانا نہیں کھاتی اور میری حالت زندہ لاش جیسی تھی کہتی

تمہیں میری قسم

پلیز میری بہن بھول جاؤ اسے پلیز میں نے کہا نہیں اس کی یادوں کے سہارے تو زندہ ہوں اس کی یاد آتی ہے تو کام میں دل لگا رہتا ہے اس کی یاد آتی ہے تو رات گزر جاتی ہے اس کی یاد آتی ہے تو سانس لیتی ہوں کیسے بھول جاؤں اسے کوئی اپنی زندگی کو کیسے بھول سکتا ہے۔ صائم میری زندگی ہے۔

تیری یادوں کی بزم ہر روز سجاتا ہے دل کیوں اس طرح مجھے ہر روز ستاتا ہے دل جب دل سے کہوں اسے بھول جا تو سو سو بھانے بناتا ہے دل میری کزن کی منگنی ہو گئی مگر میں نہیں گئی کیونکہ مجھے کوئی لے کر ہی نہیں گیا گھر میں کام کرتی رہی مہمانوں کی وجہ سے کام بہت بڑھ گیا تھا نے کپڑے بھی نہیں پہنے کہاں میں روز کپڑے بدلتی تھی اور آج کل ہفتہ ہفتہ ایک ہی سوٹ پہننے رکھتی ہوں ہر لمحہ لمحہ قیامت کی طرح لگتا ہے بس اس طرح صائم کی یادیں دن گزر رہے تھے پھر میری کزن گھر آئی تو کہتی آخر تک اس کی یاد کو اپنا مقدر بنا کر رکھو گی کبھی منہ بھی دھولیا کرو۔ میں نے کہا خاندان میں مجھ سے کوئی شادی نہیں کرے گا اور باہر میں خود نہیں کروں گی ہمیشہ اسی طرح رہوں گی اور اگر بھی کسی نیز بردتی میری شادی کی کوشش کی تو جان دے دوں گی مگر کسی سے شادی نہیں کروں گی۔ میں ہمیشہ صائم کا انتظار کروں گی اس نے مجھے انتظار کا کہا تھا اور میں کروں گی آخری سانس تک یہ جانتے ہوئے کہ وہ نہیں آئے گا مگر اک امید پر کہ میں اس سے پیار کرتی ہوں سچا پیار اور کرتی رہوں گی جب تک زندہ ہوں۔

اسے کہنا اداس ہے حیرے جانے سے ہو سکے تو لوٹ آتا کسی بھانے سے تو لاکھ خفا سہی ہم سے مگر یک بار دیکھ کوئی نوٹ گیا ہے تیرے جانے سے مجھے آپکی آراء کا انتظار رہے گا۔ اجازت چاہتی

ہوں۔ اللہ تمہارا



جواب عرض

87 فروری 2013

تمہیں میری قسم

جواب عرض

86 فروری 2013

”زخم دل چھپا کے“

✍️...تحریر: سید عمران حیدر بخاری، سرگودھا

فون پر اطلاع ملی کہ آپ کے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ دوزخی ہوئی ہسپتال پہنچی تو دیکھا کہ اس کا شوہر گیلری میں پریشان کھڑا تھا ماتھے پر پٹی بندھی تھی وہ گھبرائی ہوئی آواز سے بولی کیا ہوا آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔ ہاں میں تو ٹھیک ہوں مگر جس آدمی کے ساتھ میری گاڑی ٹکرائی تھی وہ اپریشن تھیٹر میں ہے دعا کرو تب ابھی یہ الفاظ اس کا شوہر ادا ہی کر رہا تھا کہ ڈاکٹر اپریشن تھیٹر سے باہر آیا اور ان کے پاس جا کر کھا ائی ایم سوری ہم آپ کے دوست کی جان نہیں بچا سکے وہ دونوں نہایت اداسی کے ساتھ اندر گئے تو ماہم بستر پر پڑی بے جان روح کو دیکھ کر سکتے میں اگئی ماتھے پاؤں سن ہو گئے دماغ کی شریانیں پھٹنے لگیں زمین پیروں سے نکلنے لگی انکھیں پتھرا گئیں روح کانپ اٹھی سانسیں تھمنے لگیں کیونکہ اس کا پیار اس کا محبوب اس کا دوست زندگی کی راہوں میں صدیوں ساتھ ساتھ چلنے والا فہد آج ہسپتال میں زخموں سے چور جہان فانی سے کوچ کر چکا تھا اس کا شوہر رو کر بتا رہا تھا کہ غلطی میری تھی ڈاکٹر بتا رہے تھے کہ ہوش میں آکر انہوں نے گاڑی والے کو معاف کر دیا تھا پھر بے ہوش ہونے کے بعد ابدی نیند سو گئے ماہم کو یقین تھا کہ فہد نے میرے شوہر کو پہچان لیا تھا کیونکہ کل ہی فیملی الیم دیکھی تھی وہ دھڑام سے زمین پر گر گئی دو دن بیہوش رہی تیسرے دن ہوش آیا تو انسو تپے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے وہ روئے جا رہی تھی اور کچھ رہی تھی یہ کیا ہو گیا یہ کیا ہو گیا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

زخم دل چھپا کے روئیں گے
خود کو آزما کے روئیں گے
دل رہے گا تیرا منتظر
جانے والے تجھ کو کیا خبر
ہم تجھے بلا کے روئیں گے
زخم دل چھپا کے روئیں گے
قارئین کہانی یوں شروع ہوتی ہے!!
وہ آج پھر راستے میں کھڑا تھا ماتھے کا لُج جانے کے
میں تجھے کہاں تلاش کروں، لٹکا کی پہاڑیوں میں
ڈھونڈوں یا زمانے کی بندگیوں میں تلاش کروں میرے

جواب عرض

✍️...جواب عرض 88 فروری 2013

زخم دل چھپا کے



✍️...جواب عرض 89 فروری 2013

www.lurtech.com

لیے رکشے میں بیٹھنے لگی تو اسے وہی آنکھیں گھور رہی تھیں ان آنکھوں میں نہ تو وحشت تھی نہ ہوش، یہ ضرور تھا کہ ماہم کو ان آنکھوں میں چاہت نظر آتی تھی عورت تو ویسے بھی پہچان لیتی کہ یہ آنکھ محبت کی ہے یاہوں کی اس لڑکے کو اپنی طرف متوجہ پا کر وہ کچھ جھینپ گئی کی اداس نے اپنی اچلی اور اٹو گھٹے سے نقاب کو اپنی اوپنی ناک پر اوپر کی طرف کھسکا دیا۔ ماہم تین، چار روز سے اس لڑکے کو اپنے انتظار میں کھڑا دیکھ رہی تھی اسے عجیب سا لگنے لگا تھا لیکن وہ تھا کہ ہر صبح جب وہ کالج جاتے لگتی اس کے رکشے کے سامنے آنکھڑا ہو جاتا کالج سے جب واپس آتی تو اس لڑکے کو اسے گھر کے صحن میں امی کے پاس بیٹھا دیکھ کر حیران ہی ہو جاتی۔

بنا یہ ہمارے سنے پڑوسی ہیں ان کی امی بہت اچھی جاننے والی ہیں وہ آج اپنی بیٹی کی طرف لگی ہیں فہد کھانا ہمارے طرف کھائے گا فہد یہ میری بیٹی ماہم ہے بی بی اس کے سنو فٹ ہے ماہم نے سر کی جنبش سے فہد کو سلام کیا اچانک اسے خیال آیا کہ وہ جو اتنی دیر سے صحن میں کھڑی تھی یہ بھول ہی گئی کہ نقاب تو وہ کب کا اتار چکی تھی فہد بدستور اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھے جا رہا تھا خوبصورت گول چہرہ، روشن آنکھیں، لمبی پلکیں گالوں پہ سرخ سفید رنگ کی پیش ستواں ناک کمان کی طرح ابڑو، کیا خوبصورت نقش تھے فہد تو کھوسا گیا تھا ماہم جلدی سے کمرے میں گئی بس رکھ کر کچن میں چلی گئی رات فہد کھانے کھانے آیا تو نجانے کیوں آج ماہم کو اچھا لگ رہا تھا فہد بھی بہت پسند تھا وہ اجنبی ہو کر بھی ماہم کو اجنبی نہیں لگ رہا تھا ماہم کے ابو اہمیں میں ہوتے تھے سال دو سال بعد آ جاتے تھے بس ایک ہی چھوٹا جانی اسامہ تھا جو 8th کلاس میں تھا وہ فہد سے بہت جلد مانوس ہو گیا فہد ایم اسے کر رہا تھا ابو چند سال پہلے فوت ہو گئے تھے لیکن فہد اور اس کی امی کیلئے بہت پیارے چھوڑ کر گئے تھے ایک ہی بہن تھی جو شادی شدہ بھی خیر کھانے کے دوران ماہم اور فہد ایک دوسرے کو چورنگا ہوں سے دیکھ رہے تھے فہد تو چلا گیا مگر ایسا کیا چھوڑ گیا تھا کہ ماہم اس کے سحر سے نہ نکل سکی وہ

ساری رات اسے سوچتی رہی جس سے کوسوں دور تھی اور فہد بھی بے قرار تھا وہ دونوں پہلی ہی ملاقات میں گھاس ہو گئے تھے اور ویسے بھی پیار کرنے والوں کو تو اک نگاہ ہی کافی ہوتی ہے دوسرے دن فہد کی امی آنکھیں فہد روزانہ شام کو ماہم کے گھر جاتا اور اسامہ کو ساتھ لے کر پارک میں گھومنے چلے جاتے فہد مکمل طور پر ماہم کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا وہ اسے سب کچھ بتانا چاہتا تھا مگر کیسے چند روز بعد فہد اس کے گھر گیا تو وہ اکیلی تھی امی پڑوس میں گئی تھیں فہد آج اسے دل کا حال بتانا چاہتا تھا مگر اب خاموش تھے اس کی آنکھیں بہت کچھ کہنا چاہ رہی تھی آخر بول ہی پڑا۔

ماہم سمجھ نہیں آ رہی بات کہاں سے شروع کروں میں آج تک کسی کو نہیں چاہا کسی نے میرے دل پر دستک ہی نہیں دی تھیں دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا تم میری آنکھوں سے دل میں اتنی گہری ہو میرے اعصاب پہ سوار ہو چکی ہو تمہیں نہ دیکھوں تو سانس رکھ لگتا ہے میں کیا کروں میرا تم بن رہنا بہت مشکل ہے میں نہیں رہ سکتا میں گھٹنوں تمہارے گھر کے سامنے کھڑا رہتا تھا کہ شاید تم چھت پہ آؤ میں تمہیں اپنا جانا چاہتا ہوں تمہیں مسٹر بنانا چاہتا ہوں بتاؤ میرا ساتھ دو گی بتاؤ ماہم وہ جو اتنی دیر سے خاموش تھی وہ تو کب کا فہد کو دل دے بیٹھی تھی زیر لب مسکرائی جیسے کہہ رہی ہو آج سے ماہم تمہاری ہے ماہم ہر روز فہد کے گھر آ جاتی اور اسی کی امی سے خوب باتیں کرتی امی کے پاس بیٹھا دیکھ کر فہم بولا امی اگر ماہم آپ کو اتنی ہی پیاری ہے تو اسے بہو بنالیں خوب بنے گی آپ دونوں کی ہم جھٹ بولی اوئے شکل دیکھی ہے اپنی، فہد بولا کیا ہے میری شکل کو اتنی پیاری تو ہے فہد کی امی ان کی باتیں سن کر ہنس پڑی فہد یونیورسٹی جانے کیلئے شیو بنانے لگا تو ماہم نے زبردستی ریزر پکڑ لیا اور اس کی شیو بنانے لگی ڈھیر سارا صابن لگا کر زور سے جو ریزر کو ٹھوڑی کے خم والی جگہ پہ رگڑا تو ٹھوڑی کے نیچے سے خون ک سرخ قطرے نے سر نکالا ریزر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اس نے اپنے دوپٹے کا پلو اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیا اداس نظروں سے بولی سوری

فہد ہنس پڑا کوئی بات نہیں شیو میں کٹ لگنا نارمل سی بات ہے تیار ہو کر یونیورسٹی جانے لگا تو ماہم پاس کھڑی ہو گئی فہد نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بولا ماہم بتاؤ امی کو کتنا گھر کب بھیجوں۔ تیرے بن جی نہیں لگتا وہ بولی توڑا انتظار کرو لگا لگے ماہم اب آنے والے ہیں امیں سے امی ان سے بھی بات کر لیں گی۔ میری امی کو تو کوئی اعتراض نہیں ہو گا بس ایک ماہ انتظار کرو فہد بولا اگر تمہارے ابو میرے رشتے پہ نہ راضی ہوئے تو؟ ماہم نے فوراً اپنا ہاتھ فہد کے ہونٹوں پہ رکھ دیا ایسا نہ کہو پلیز میں نہیں رہ سکتی تم میں نے تمہیں دل میں بسایا ہے فہد نے اس کا ہاتھ ایسے دیا جیسے اب یہ ہاتھ بھی نہ چھوٹے گا۔

دو دن ان کی ملاقات نہیں ہو سکی تیسرے دن اسامہ نے بتایا کہ امی کو بہت تیز بخار ہے فہد جلدی سے اس کے گھر گیا اس کی امی اسے پٹیاں کر رہی تھی ماہم کسی ہوا ماہم بولی ٹھیک ہوں اب۔ اس کی امی بولی اب کافی بہتر ہے بخار کا زور ٹوٹ گیا ہے امی چائے بنانے کے لیے اٹھیں تو وہ پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گیا تم نے بتایا ہی نہیں کہ بخار ہے اور تمہاری آنکھیں بھی سرخ ہیں جیسے ساری رات جاگتی رہی ہو۔ ماہم رونے لگی وہ بولا کچھ بتاؤ ہوا کیا ہے وہ بولی کل ابو کا فون آیا تھا وہ اگلے ماہ آ رہے ہیں اور کہہ رہے تھے کہ انہوں نے میرا رشتہ چھو پھو کے سینے سے طے کر دیا ہے وہ ان کے آنے کے بعد باقاعدہ ملنے کے لیے آئیں گے فہد کے چہرے کا رنگ اڑ گیا لیکن اس نے تسلی دی کہ پریشان نہ ہو میں امی کو بھیجوں گا وہ تمہارے ابو کو راضی کر میں گی ابھی تمہارا رشتہ ٹھوڑا ہوا ہے فہد نے اسے تسلی دے دی مگر اپنے دل کو تسلی کیسے دیتا ہو اصل دل لیے گھر واپس آ گیا ایک ماہ گزر گیا ماہم کے ابو آ گئے فہد کی امی رشتہ مانگنے ان کے گھر گئیں مگر ماہم کے ابو نے دو ٹوک انکار کر دیا ماہم کی امی نے بھی بہت کوشش کی مگر وہ مانے نہ وہ خالی ہاتھ واپس آ گئیں فہد بہت پریشان تھا اور ماہم کا رورور کرنا حال تھا پھر اچانک فہد کی دنیا اندھیری ہو گئی اس کی امی بیمار ہوئیں اور دوسرے ہی دن اسے ہمیشہ کیلئے چھوڑ گئیں ماہم اور اس کی امی بھی ان کے گھر آ گئیں تھیں وہ بھی بہتر و رہی

تھیں فہد کا تو بہت برا حال تھا اس کی بہن اور بہنوئی بھی آ گئے اور باقی رشتہ دار بھی سب نے اسے تسلی دی ماہم کے ابو بھی اس کے غم میں شریک تھے انہوں نے بھی تسلی دی چالیس سو کے بعد فہد کے کہنے پر اس کی بہن اور بہنوئی ماہم کے گھر رشتہ مانگنے گئے مگر اس کے ابو بولے کہ ماہم کی منگنی ہو گئی ہے لہذا آئندہ ہمارے گھر رشتہ مانگنے کبھی مت آتا ماہم کے آنسو تھے کہ تھنے کا نام نہ لیتے تھے فہد کے بہنوئی نے اسے اپنے ساتھ لے جانے کی ضد کی کہ یہ مکان بچ کر ہمارے ساتھ چلو وہ ایک دفعہ اس سے ملنا چاہتا تھا آخر حجت پہ موقع مل گیا دونوں ایک دوسرے کے سامنے سرخ آنکھیں لیے کھڑے تھے ماہم میں کیسے رہ پاؤں گا کاش تم نہ لی ہوئی اور مجھے تھمت نہ ہوئی مگر اب بچھڑنا ناممکن ہے اس کا گلا بیٹھ سا گیا ماہم بھی دونوں ہاتھوں سے چہرہ تھامے رو رہی تھی فکر نہ کر فہد میں پھرا می سے بات کرنی ہوں ورنہ میں صاف انکار کر دوں گی میں نے ایک بار محبت کی ہے اور تمہاری محبت ہی میری پہلی اور آخری محبت ہے فکر نہ کرو ہم جدا ٹھوڑی ہو رہے ہیں آنسوؤں کے قطرے ان کی آنکھوں سے چھلک رہے تھے آخر تسلی دے کر وہ اپنے اپنے گھر آ گئے لیکن ماہم کے ابو نے ان دونوں کو کھجوت پہ کھڑے دیکھ لیا تھا وہ بہت غصے میں تھے لیکن کہا کچھ نہیں شام کو اسامہ، فہد کو خط دے گیا کہ آپ نے دیا ہے خط کیا تھا دھا کہ تھا اس میں لکھا تھا کہ۔

فہد کہاں سے شروع کروں سب کچھ ختم ہو گیا ہے لاکھ کوشش کے باوجود پورا راضی نہیں ہو رہے ہماری شادی نہیں ہو سکتی اور ویسے بھی میرے لیے اپنا خاندان چھوڑنا بہت مشکل ہے میں نے بہت سوچا بس ہم اس سے آگے نہیں چل سکتے پلیز مجھے معاف کر دینا اور سنو میری شادی ہونے والی ہے مجھے یقین ہے کہ تم آئندہ مجھ سے رابطہ نہ کرو گے۔

ماہم فہد کا سر پکڑا گیا وہ جو زندگی بھر ساتھ مرنے کا وعدہ کر رہی تھی کتنی آسانی سے سب کچھ کہہ گئی تھی اب اس کے پاس کچھ بھی نہ بچا تھا آخر وہ اپنی بہن کے ساتھ چلا گیا

کچھ باتیں قابل غور

جب کوئی کسی کے جذبات سے کھیلے تو دکھ لگتا ہے دیکھوں کی سوغات سے کھیلے تو دکھ لگتا ہے وفادار دوست بھی بے وفا ہو جاتا ہے جب قسمت کس کے حالات سے کھیلے تو دکھ لگتا ہے اس دور کے سکندر جھوٹ پہ بھروسہ کر لیتے ہیں جب جھوٹ حق بات سے کھیلے تو دکھ لگتا ہے زمانہ کیا جانے محبت کے جذبات کی تحریر جب کوئی کسی کے خیالات سے کھیلے تو دکھ لگتا ہے عاشق سو محبوب ادا پہ جان فدا کر دے کوئی کسی عادات سے کھیلے تو دکھ لگتا ہے عربی عجمی، گورا، کالا، سب ہیں برابر جو کوئی کسی ذات سے کھیلے تو دکھ لگتا ہے رضا نظام قدرت کا تو کیا جانے سلسلے جب کوئی رب کریم کے ارشادات سے کھیلے تو دکھ لگتا ہے (سیرِ رضا، سایہِ وال)

یہ جو برسات آتی ہے

(یہ غزل ایس کے نام)

یہ جو برسات آتی ہے خوب بارش ہوتی ہے ہم کو کچھ یاد دلاتی ہے خون کے آنسو رلاتی ہے کبھی ہم بھی اس برسات میں تم سے ملتے تھے وہ تیری ملاقات ہم کو بہت رولاتی ہے اس بارش میں تیری یاد ہم کو بہت آتی ہے ان بادلوں سے کہا کہ نہ آئے اس دیس میں ہم تو روز اس کی یاد میں آنکھوں کی برسات ہوتی ہے اب ان آنکھوں میں پانی ختم ہو رہا ہے بارش کیوں آتی ہے جب بھی یہ بارش آتی ہے میرا دل ٹوٹ کے بکھر جاتا ہے اس موسم کی بارش دلی کو بہت رولاتی تڑپاتی ہے (محمد لقمان اعوان)

ہونے پر مجبور کر دیا۔ کاش یہ سب نہ ہوا ہوتا کاش تم نہ بچنے ہو تے بہت چاہتا تھا میں اب جہاں تم گئے ہو وہاں سے تو کوئی بھی واپس نہیں آیا کرتا میں تمہاری مجرم ہوں میں ہی مجرم ہوں وہ گزروے وقت کو یاد کر کے رو رہی تھی آخر غرات کی کالی چادر نے اس کی سسکیوں کو روک سا دیا مہم سسکتی ہوئی فہم کو یاد کر رہی تھی۔

میں نے بیمار تم سے ہے کیا تو نے درد مجھ کو ہے کیا آنسو بھی چھپا کے روئیں گے خود کو آزما کے روئیں گے زخم دل کے چھپا کے روئیں گے خود کو آزما کے روئیں گے فہم میں بھلا کیسے تمہارے بن اس دنیا میں رہوں گی پہلے تم ساتھ تو ہوا کرتے تھے تمہاری صورت دکھ لیا کرتی تھی مگر اب جب تک زندگی میری باقی ہے تمہاری جدائی کا زخم بھرنے والا نہیں ہے۔ یہ میری آنکھوں سے برسنے والے آنسو تیری نشانی ہیں۔ میں ان کو ہمیشہ سنبھال کر رکھوں گی۔ فہم

دل وچ درد ہے تے اکھا وچ اقرہو سام سام رکھیاں نیں تیریاں نشانیاں دل تیرے پیار دیاں پاندا ہے کہانیاں دل تیرے پیار دیاں پاندا ہے کہانیاں مہم، فہم کی لحد یہ بیٹھی ہے باتیں کر رہی تھی آخر اس نے اپنے دوپٹے کے پلوے پھولوں کی پیتاں نکالیں اور ان کو کندہ کی قبر کے پیروں کی طرف پھیلا دیں روئی آنکھوں کے ساتھ خدا حافظ کہہ کر واپس آ گئی۔

اب بھی کبھی بکھار دوسرے راتوں میں مہم گرم بستر چھوڑ کر چھت پیا جاتی ہے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فہم فہم لکھتی ہے کہ کاش بھی اس کی آواز فہم کو پہنچ لائے کاش آواز پیا کرنے والوں کا ایک اور باب بند ہو گیا۔ قارئین کسی لگی میری کہانی؟ اپنی قیمتی آرام سے ضرور آگاہ کیجئے گا والسلام۔



بھی وہ اتنے عرصے کے بعد ملے تھے خوب دل کھول کر باتیں کر رہے تھے مہم گھر آگئی مگر اسے دنیا بہت پیاری لگ رہی تھی فہم کو دیکھ کر تمام خوشیاں اس کی ہانپوں میں آ گئی تھیں دوسرے دن وہ فیملی الیم لے گئی اور اپنے بچوں اور شوہر کی تصویریں دکھائیں وہ اب تقریباً روز سکول چلی فہم سے جی بھر کر باتیں کرنی اور وعدہ لے کر آئی کہ تمہاری شادی میں کراؤں گی فہم راضی ہو گیا تھا۔

ای شام اسے فون پر اطلاع ملی کہ آپ کے شوہر کا ایک سینڈ ہو گیا ہے وہ دوڑی ہوئی ہسپتال پہنچی تو دیکھا کہ اس کا شوہر گیلری میں پریشان کھڑا تھا ماتھے پر پٹی بندی تھی وہ گھبرائی ہوئی آواز سے بولی کیا ہوا آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔ ہاں میں تو ٹھیک ہوں مگر جس آدمی کے ساتھ میری گاڑی ٹکرائی تھی وہ آپریشن تھیٹر میں ہے دعا کرو تم۔ ابھی یہ الفاظ اس کا شوہر ادا ہی کر رہا تھا کہ ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر آیا اور ان کے پاس جا کر کہا آئی الیم سوری ہم آپ کے دوست کی جان نہیں بچا سکے وہ دونوں نہایت ادا ہی کے ساتھ اندر گئے تو مہم بستر پر پڑی ہے جان روح کو دیکھ کر کہنے میں آگئی ہاتھ پاؤں تن ہو گئے دماغ کی شرانیاں پھٹنے لگیں زمین پیروں سے نکلنے لگی آنکھیں پتھرا گئیں رونا کانپ اٹھی سانسیں تھکنے لگیں کیونکہ اس کا پیار اس کا محبوب اس کا دوست زندگی کی راہوں میں صدموں ساتھ ساتھ چلنے والا فہم آج ہسپتال میں زخموں سے چور جہاں فانی ہے کوچ کر چکا تھا اس کا شوہر رو کر بتا رہا تھا کہ غلطی میری تھی ڈاکٹر بتا رہے تھے کہ ہوش میں آکر انہوں نے گاڑی والے کو معاف کر دیا تھا پھر بے ہوش ہونے کے بعد ابدی نیند سو گئے مہم کو یقین تھا کہ فہم نے میرے شوہر کو بچان لیا تھا کیونکہ کل ہی فیملی الیم دیکھی تھی وہ دھڑم سے زمین پر گر گئی دونوں بیہوش رہی تیسرے دن ہوش آیا تو آنسو تھے کہ تم نے کا نام نہیں لیتے تھے وہ روئے جاری تھی اور کہہ رہی تھی یہ کیا ہو گیا یہ کیا ہو گیا۔ فہم کیوں دور چلے گئے، کیوں ساتھ چھوڑ گئے تم تو کہتے تھے کہ ساری زندگی ساتھ ہیں گے پر کیوں ایسا کیا وہ روئی جاری تھی کہ فہم تمہارا قصور نہیں تھا۔ قصور تو پھر بھی میرا ہی نکلا میرے شوہر کی گاڑی نے تمہیں درد

مکان بیچ دیا اور بیرون ملک چلا گیا کہ اس طرح شاید مہم کو بھلا سکے وقت کئی پینک کی طرح گزرنے لگا دن کے بعد مہم پھر سال گزرنے لگے مگر فہم مہم کو نہ بھلا سکا مہم کی شادی کو آٹھ سال ہو گئے اللہ نے اسے بیٹا دیا جو چھ سال کا تھا پھر ان دونوں کو پچھڑے دس سال کا عرصہ گزر گیا اب اس کا بیٹا سکول جاتا تھا ایک دن وہ بیٹے کی سالانہ پروگریس رپورٹ دیکھنے سکول گئی بیٹے سے ملنے کے بعد ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کے کمرے میں گئی تو ٹھٹھک گئی ہاتھ پاؤں سن ہو گئے آنکھیں پتھرا اسی گئیں رنگ اڑ گیا اس کا ماضی فہم لیا اس کے سامنے کھڑا تھا اسی وجہات کے ساتھ بس کنشٹیوں کے بال تھوڑے سفید ہو گئے تھے۔ فہم تم، یہاں آخر آج تقدیر نے ہمارا سامنا کروا دیا ناں دھوکے باز مجھے پیار کی راہوں میں لا کر اکیلا چھوڑ کر غائب ہو گئے تھے میری محبت کو جوتی کی نوک پر رکھا میرے ارمانوں کو دیران کھنڈر بنا دیا کیوں کیا تھا تم نے ایسا وہ زور زور سے رو رہی تھی کتنا چاہتا تھا میں، میں نے اپنی انا کو مارا اپنی ضد کا گلا گھونٹا اور تم سے محبت کی مگر تم صرف ایک خط دے کر چلے گئے کہ آئندہ مجھ سے کبھی مت ملنا کیوں کیا فہم لیا میرے ساتھ ایسا کیوں کیا اور وہ جو اسے دیکھ کر دم بخود کھڑا تھا ہونٹ سل گئے تھے آخر ضبط نہ کر سکا اور بول پڑا یہ تو فاقہ تو تم تھی خط تو تم نے لکھا تھا کہ مجھے بھول جاؤ اور زندگی سے نکل جاؤ ہمارا کوئی رشتہ نہیں؟ کیا؟ میں نے کوئی خط نہیں دیا تھا اب انہیں معلوم ہوا کہ کسی نے بہت گھناؤنا مذاق کیا ان کے ساتھ اور زندگی بھر کا کچھوڑا ان کے حصے میں آیا۔ آخر وہ دونوں آنے سامنے بیٹھ گئے شادی کر لی تم نے؟ نہیں! کیوں؟ پتہ نہیں اور تم نے؟ ہاں! دو بچے ہیں بیٹے ایک آپ کے سکول میں ہے ایک چھوٹا۔ کیا نام ہے اس کا؟ فہم علی نام ہے میرے بیٹے کا۔ کیا؟ فہم چونکہ پڑا ہاں فہم میں شاید تمہیں بھلا نہ سکی وہ بھی بول پڑا میں بھی تمہیں نہ بھلا سکا تمہیں بھلانے کیلئے بیرون ملک چلا گیا وہاں پڑا گیا دو سال جیل میں رہا پھر کسی ہمدرد نے رہائی دلوائی اور پاس رکھ لیا نو سال خوب محنت کی اور پچھلے ماہ واپس آیا ہوں اپنا کاروبار بھی چلا رہا ہوں اور یہ اسکول

”میرا سہانا بچپن“

✍ تحریر: قاضی شیر محمد عثمانی، مظفر گڑھ

یہ راز تو صرف وہی جانتا ہے جس نے کن کہہ کر آدم کو بنایا، حوا کو بنایا، عیسیٰ کو بنایا موسیٰ کو بنایا، ادریس کو بنایا، یحییٰ کو بنایا، علیہم السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمایا یہ راز تو وہی جانتا ہے جس نے عثمان کی روح بنائی، عثمانی کو فکر و نظر کی قوتیں دے کر اس عالم رنگ و بو میں اتارا یہ راز تو وہی جان سکتا ہے جس نے میرے محبوب کی روح بنائی میرے محبوب کے بال بنائے میرے محبوب کا سر بنایا میرے محبوب کا ماتھا بنایا میرے محبوب کا ناک بنایا میرے محبوب کے کان بنائے میرے محبوب کا گلا بنایا میرے محبوب کے رخسار بنائے میرے محبوب کے دانت بنائے میرے محبوب کے ہاتھ بنائے ٹانگیں بنائیں پاؤں بنائے انکھیں بنائیں۔

اس کھانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

لڑکوں کی طرح میں اور تم بھی اپنے اپنے گھروں کا رخ کرتے تھے اور ہم نپلے اور سرمئی بادلوں کا نظارہ کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل پڑتے تھے۔ نیلوں پر گھومتے تھے۔ بائے کیا پھوار مزہ دیتی تھی نپلے کا حسن ہی زوالہ تھا ریت کے بڑے بڑے ٹیلے مجھے ابھی تک نہیں بھولے ہاں بارش میں مجھے تیرے ساتھ نہانا بھی یاد ہے جب ساون میں موسلا دھار بارشیں اپنا رنگ دکھاتیں تو ہم دونوں بھی لنگوٹ پہن کر باہر نکل آتے تھے بارش کا شور ہوا کا شور اور تیرے شباب کا شعور اور بہتی کے دیگر نہاتے ہوئے ننھے منے بچوں کا شور نہ جانے کتنے شور ہوا کرتے تھے بارش کا پانی تیرے سنہری بالوں کو مکمل طور پر گیلا کر ڈالتا تھا۔ اور تیرے چہرے پر شادابی کی لہر دوڑ جایا کرتی تھی اور تیرا گلابی چہرہ بارش میں نہا کر کچھ زیادہ ہی نکھر جایا کرتا تھا۔

تیرے بھیکے بدن کی خوشبو سے لہریں بھی ہوئیں مستانی کی تیری زلف کی لہر کو چھو کر آج ہوئی خاموش ہوا دیوانی کی

میرے دوست!
میری زندگی کے ساتھی!
میرے ہمدم، میرے محبوب!

ہاں آج شب مجھے تمہاری یاد بہت آ رہی ہے گزرے ہوئے سہانے دن، گزری ہوئی سہانی راتیں آج شب کو پھر یاد آ رہی ہیں۔

وہ بھی کیا دن تھے جب میرے دلہن کی دھرتی پر بادلوں کا راج ہوا کرتا تھا وہ برساتیں وہ شباب آلود برساتیں، وہ حسین برساتیں، وہ پیاری برساتیں وہ دلگداز برساتیں نہ جانے کہاں چلی گئی ہیں۔ بائے بادل کیسا سماں باندھتے تھے۔ ہم اکٹھے سکول پڑھنے جایا کرتے تھے۔ گرمیاں تو گرمیاں، سردیاں کی بارش بھی عجیب ہوا کرتی تھی۔ جس دن موسمِ ابرا آلود ہوتا ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب سکول کو وقت سے دو تین گھنٹے پہلے ہی بند کر دیا کرتے تھے تاکہ بچے موسم کی چیرہ دستی سے محفوظ رہیں۔

تیز و تند سردی سے لہریں ہوائیں چلتیں تو دوسرے

جواب عرض

وہ سانولی سلونی شامیں، میں ان کا حسن کیسے بیان کروں جب سورج آسمان کے پیڑوں کی ادھ میں غروب ہو رہا ہوتا تھا تو دہکتے سورج کی آخری کرنیں تیرے چہرے پر پڑتیں تو چہرہ چہرہ سونے کی طرح دکھاتا تھا۔ ہاں تو سحر خیز کے رنگ ہی نرالے ہوتے تھے بڑی سی قوس قزح جو کمان کی صورت میں میری ہستی کو ڈھانپ لیتی تھی جو میرے سکول کی بلند و بالا عمارت کو اپنے حصار میں لے لیا کرتی تھی۔

اور پھر تم اور میں قوس قزح کے رنگ گننا شروع کر دیتے تھے، میں کتنی میں بھول جایا کرتا تھا، میں کہتا تھا کہ قوس قزح کے رنگ چھ ہیں اور تم کہتے تھے کہ سات ہیں بہر حال میں شریف بچوں کی طرح اپنی ہار مان لیتا تھا اور تم سے لڑتا نہیں تھا اور تمہاری ہی کتنی کور دست تسلیم کر لیتا تھا۔ ارے وا! میرے سکول کی عمارت نہادھو کر کتنی چمکدار ہو جایا کرتی تھی ہاں، خوب یاد آیا، میرے سکول دھرم پورہ میں دو نیم کے درخت بھی تو ہوا کرتے تھے ناں۔ بارش کے موسم میں ان میں جان پڑ جایا کرتی تھی نیم کے درخت نہادھو کر کمبز جوڑا بہن کر لیا کرتے تھے ہاں نیم کے درختوں کی چھوٹی چھوٹی کوئیں لذت نگارہ ہستی تھیں اور ان کوئیںوں سے نکلنے والی سوندھی ان نیم کے درختوں کے نیچے بیٹھ کر گرمیوں کے موسم میں مجھے اپنا سبق یاد کرنا اچھی طرح یاد ہے۔ ہاں خوب یاد آیا میرے سکول میں پھولوں کی کھاریاں بھی تو ہوا کرتی تھیں۔ جہاں گیندے کے پھول اگے ہوتے تھے۔

ارے وا! گیندے کے پھولوں کا حسن ہی عجیب ہوا کرتا تھا ان کی خوشبو ہمارے ذہنوں کو عجیب کیف سا بخشتی میں گیندے کے پھولوں کو دیکھتا رہتا اور جس دن بارش ہوتی تو اس دن تو میں ضرور ہی ان پھولوں کو دیکھتا ہلکی ہلکی بارش میں گیندے کے پھول نہا رہے ہوتے تھے موسم کی رنگینی سے لطف اٹھا رہے ہوتے تھے۔

ارے وا! بارش ہر چیز کو گیلیا کر دیا کرتی تھی گیندی کے پھول مسرت سے جھوم رہے ہوتے تھے اور اپنے آفتابی سروں کو ہلا ہلا کر برسات کے گیت گار رہے

ہوتے تھے۔

جس شب کو بارش ہوتی تو میں اگلے روز سکول ضرور جاتا تھا، گیندے کے پھولوں کو دیکھنے کے لیے ہاں ان دنوں میرے سکول کے نزدیک ہول ہاں چائے خانے نہیں ہوا کرتے تھے چڑیاں ہی چائے بنایا کرتے تھے اساتذہ کرام چائے کی چمکیاں لے رہے ہوتے تھے اور ہم انہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہوتے تھے۔

اچھا محبوب، انھما دوست! تمہارا شباب بھی گتنا پاپا تھا، میں نے آج تک کسی کا ایسا شباب نہیں دیکھا جوانی کے خون کی حدت اور تمازت سے تمہارا چہرہ سرخ انگارے کی طرح دکھ رہا ہوتا تھا تمہاری آنکھوں سے سارے کے شرارے نکل رہے ہوتے تھے تم مسکراتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بکلی کو ندر رہی ہو۔

ہاں خوب یاد آیا، برساتوں کے موسم میں ہم نیلے پھل کھلا بھی تو کرتے تھے ناں دوڑ دوڑ کھیلے تھے کبڑی کھیلے تھے اس وقت کرکٹ وغیرہ ہمارے گاؤں میں نہیں آئی تھی بس لڑکے بالے شام کو دوڑدوڑ کھیلے تھے یا کبڑی شام کو روزانہ ہی نہ کھیل کھلا جاتا تھا کبھی کبھی جب یادوں نے آسمان کو ڈھاک رکھا ہوتا تھا اور بارش نہ ہوتی تھی تو ہم ٹیبلوں پر کھمبیاں تلاش کرتے پھرتے تھے کھمبیاں وغیرہ کی تلاش میں ٹیبلوں وغیرہ پر آوارہ گردی کرنے کا عجیب ہی مزہ ہوتا تھا۔

ساتوں کے موسم میں ہم باغ کی سیر بھی تو کیا کرتے تھے ناں۔ چکی ایلوں کی تلاش میں سارا دن باغ میں پھرتے رہتے تھے پھر ہم تک مریج کا سالہ بھی تو گھر سے بنا کر لے جایا کرتے تھے کوئی دوپہروں میں گرمیوں میں آم کے درخت ہی تو ہمیں سایہ مہیا کرتے تھے ارے وا! نہر میں نہانا یاد آ رہا ہے ایک دوسرے پر پانی کے چھینٹے اڑانا یاد آ رہا ہے ایک دوسرے کو نہر کے پانی میں گڑتیاں دینا یاد آ رہا ہے۔ ہاں خوب یاد آیا، میرے دادا جان کی گھاٹیں بھی تو ہوا کرتی تھیں یعنی کولہو۔ اس کے آگے در نیل جوتے جاتے تھے جو کہ سروس وغیرہ کا تیل نکالنے تھے پھر گھاٹیں کے ساتھ پرچوں کی دکان بھی تو ہوا کرتی

تھی یعنی گریبانہ شور ہوا کرتا تھا میرے دادا جان کا لوگ دور دراز سے میرے دادا جان سے سودا سلف لینے آیا کرتے تھے لوگ دور دراز سے میرے دادا کی گھاٹیں سے تیل نکوانے آیا کرتے تھے دکان کے آگے چھپر ہوا کرتا تھا جس میں دو چار پائیاں دھری ہوتی تھیں جہاں گاہک لوگ آن بیٹھتے تھے یا علاقے کے دوسرے لوگ آ جاتے تھے، دادا جان کی باتیں سننے کے لیے میرے دادا عظیم انسان تھے، بزرگ آدمی تھے ان جیسے دیگر بزرگوں کی بدولت میری ہستی پر رحمت کی بارش برسا کرتی تھی فضا میں ایک کیف سا چھایا رہتا تھا فضا میں ایک قسم کی بزرگی پھیلی ہوتی تھی۔

کیسے اچھے لوگ تھے عدم کو سدھا رہے گئے ان کی قبروں پر رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

یا الہی وہ صورتیں کس دیس بقیات ہیں کہ دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں تب ان دنوں میں بہار کا رنگ بھی دیکھنے کے لائق ہوتا تھا میری ہستی قاضیاں کے نزدیک ہی آموں کے علاوہ دیگر پودے بھی ہوتے تھے کچھ آموں کی مہک فضا میں سارا سال پھیلی رہتی تھی جب سادوں آتا تو باغ میں جھولے پڑتے تھے معصوم جوانیاں جھولے جھولا کرتی تھیں اور پریت کے نغمے الاپا کرتی تھیں۔

ساتوں آئے، سادوں جالے تجھ کو پکاریں گیت ہمارے ارے ہاں مجھے آج سے کافی برس پہلے جیتی ہوئی چوڑوئیں کی چاندنی راتیں یاد آ رہی ہیں وہ کیسا حسن تھا ان راتوں میں باغ کے تمام درخت چاندنی میں نہا جایا کرتے تھے گلاب کے پھول چاندنی رات میں مہک رہے ہوتے تھے کوئل اپنی دلکش آواز سے فضا کو مست بنا رہی ہوتی تھی چاندنی رات میں ہم گھروں میں دیک کر تو نہیں بیٹھے رہتے تھے بلکہ چاند کے حسن سے لطف اندوز ہونے کے لیے ہم گھروں سے باہر نکل پڑتے تھے اور پڑنی رات کھیل کود میں گزار دیتے تھے سیر و تفریح میں

میرا سہانا بچپن

گزار دیتے تھے۔ قصے کہانیوں میں گزار دیتے تھے۔ ہاں وہ محسوس بھی تو عجیب ہوا کرتی تھیں ناں سورج کیسی آب و تاب سے نکلا کرتا تھا سورج کی رو پہلی کرنیں جب نکلے ہوئے آموں پر پڑتیں تو آم جوش میں آ کر دکنے لگتے تھے آموں کے دل خوشی سے لبریز ہو جایا کرتے تھے ان کے چہرے خوشی سے تھمتا اٹھتے تھے۔

ہاں مختلف قسم کے پرندے باغوں میں آ کر خدا کی حمد کے گیت گاتے، طوطے صبح ہی صبح نہیں نہیں کرنے لگتے۔ گوے کا میں کا میں کرنے لگتے کوئل کو کوئلے لگتی چڑیاں چوں چوں کرنے لگتیں سب پرندے مل کر صبح کے سہانے وقت ایسی محفل موسیقی سجاتے کہ بس دل چاہتا تھا کہ وقت رک جائے اور یہ محفل موسیقی بھی برخواست نہ ہو۔

ہائے وہ دن گزر گئے میرے شباب کے وہ سہانے دن گزر گئے میرے بچپن کے معصوم دن گزر گئے وہ چاندنی راتیں ہی چلی گئیں مجھے اداس کر کے وہ بہاریں ہی مجھ سے روٹھ گئیں مجھے پریشان کر کے وہ برساتیں ہی عدم کو چلی گئیں مجھے خوفناک اضطراب کے حوالے کر کے ہاں وہ سردیاں ہی چلی گئیں میرے دل کی دھڑکنوں کو مجھد کر کے ہاں وہ گرمیاں ہی چلی گئیں میری زیت کو مسائل کے دیکتے جہنم کے حوالے کر کے وہ چاندنی راتیں ہی چلی گئیں میری زندگی کو تاریک کر کے وہ گیندے کے پھول ہی مر جھا گئے وہ نیم کے درخت ہی بڑے اکھاڑ دیئے گئے وہ میرے سکول کی عمارت ہی بوسیدہ ہو کر گر پڑی وہ میرے دادا کی گھاٹیں بھی اپنی عمر پوری کر کے دفات پا گئیں وہ نیل بھی مر گئے وہ دکان ہی ختم ہو گئی ارے وہ آموں والے باغ بھی خزاں نے اجاز کر رکھ دیئے وہ اہلبہائی کھیتاں بھی برباد ہو گئیں وہ سونا نکلنے والی زمینیں بھی سبز نہ ہو گئیں وہ بزرگ لوگ نیک سیرت لوگ درد دل رکھنے والے لوگ محبت کرنے والے لوگ ستودہ صفات والے لوگ وہ چمکتے چہروں پر لوگ وہ گلابی ہونٹوں والے لوگ وہ سفید ڈاڑھیوں والے لوگ وہ عہد زریں کے وارث لوگ وہ شب کو جاگ کر عبادت کرنے والے لوگ شہر خوشاں میں

جواب عرض

جواب عرض 97 فروری 2013

میرا سہانا بچپن

جانوئے۔

فنا ہے حسن کو، دولت کو زندگانی کو
باغ نہ دنیا میں کوئی بے خزاں دیکھا
میرے محبوب وقت بیت گیا شیر خوار کی بیت گئی میرا
بچپن بیت گیا میرا لڑپن بیت گیا میری جوانی بیت گئی میرا
شباب بیت گیا نجائے کتنی بہاریں خزاؤں کی نذر ہو گئیں،
نجانے کتنے چاند افق کے اس پار تاریکی میں ڈوب گئے
نجانے کتنے باغ اجڑ گئے کتنی برساتیں گزر گئیں کتنی
خزاں گزر گئیں ایک جگہ بیت گیا ہے کوئی ایک دو سال
کی بات نہیں ربیع صدی بیت گئی ہے حالات کہاں سے
کہاں جا پہنچے ہیں کتنی تبدیلیاں میرے اس دیس کی دھرتی
پراچکی ہیں۔

مگر میرا دل نہیں بدلا میرا دل تبدیل نہیں ہوا اتنے
اداسیوں اور خوشیوں کے موسم گزرنے کے باوجود بھی میرا
دل تجھے فراموش نہ کر سکے گا میرا دل تجھے کب بھول سکتا
ہے میرا پیار کوئی رسی پیار تو نہیں ہے میرا پیار کوئی جسدانی تو
نہیں ہے میرا پیار روحانی ہے جس طرح روح کو فنا نہیں
اس طرح میرے پیار کو بھی فنا نہیں دل میں اترنے والے
کب نکل سکتے ہیں دل میں بسرا کرنے والے کب بھاگ
سکتے ہیں کہاں بھاگ سکتے ہیں۔

دل میں رہنے والے دل سے نہیں نکلتے
بدلے ہزار موسم رشتے نہیں بدلتے
میرے محبوب میں نے تمہیں زندگی کے کسی موڑ پر
بھی نہیں بھلایا اور نہ ہی بھلاؤں گا اور نہ ہی بھلا سکتا ہوں
میرے عزیز میرے دوست تو سدا خوش رہے، آباد رہے
شاد رہے ہم اداسیوں میں رہ کر بھی زندگی گزار لیں گے۔
تیرا پہلو آباد رہے تیرے دل کی طرح
تجھ پہ گزرے نہ قیامت شب تنہائی کی
میرے محبوب میرے دوست!

آج میں جدائی کا کرب برداشت کر رہا ہوں کل
وصل کی لذت بھی نصیب ہوگی، ہجر کی شب اگر طویل ہو
جائے تو گھبرانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ ایسی کوئی شب نہیں
ہوتی جس کی طرح نہ ہو۔

طول غم حیات سے نہ گھبرا اے جگر
ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہ ہو
میرے دوست تم ہی بتاؤ یہ کیسے ممکن ہے کہ دو دل
جنہیں فطرت نے ایک بنایا ہے جنہیں ازل سے ایک
دوسرے کی کج محبت ہو، ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے
کیسے جدا ہو سکتے ہیں۔

ہاں حالات آ جاتے ہیں پریشانیاں آ جاتی ہیں
مجبوریاں آ جاتی ہیں چھڑنے سے محبت ختم نہیں ہو جاتی دور
رہنے سے تعلق خاطر ٹوٹ تو نہیں جاتا دور بھاگنے سے
ہمارا روحانی رشتہ ختم تو نہیں ہو سکتا۔

ہاں گردش ایام آ گیا ہے خدا مجھے آزار ماہ ہے کجی
محبت میں ہی دکھ آتے ہیں تکلیفیں آتی ہیں مصائب آتے
ہیں مگر رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا میرے پیارے۔ ہمارا رشتہ کوئی
آج سے تو قائم نہیں ہوا ہمارا رشتہ قائم ہوئے ایک دو سال
کی بات تو نہیں ہے کوئی پل دو پل کی بات نہیں ہے کوئی
صدی دو صدی کی بات تو نہیں ہے کوئی ہزار دو ہزار سال کی
بات تو نہیں ہے کوئی لاکھ، دو لاکھ سال کا قصہ تو نہیں ہے
کوئی کروڑ دو کروڑ سال کی بات تو نہیں ہے کوئی ارب دو
ارب سال کی بات تو نہیں ہے یہ تو کوئی کھربوں سال پہلے
کی بات ہے۔

میرے دوست نجانے کتنے کھرب سال پہلے میں
نے تم سے پیار کیا تھا ہاں میں نے تم سے عالم ارواح میں
پیار کیا تھا رو میں ایک ہی دن میں ایک ہی بار ایک ہی لمحے
میں پیدا کی گئیں میں نہیں جانتا کہ رو میں کب پیدا ہوئیں
کتنا عرصہ ہو گیا ہے رو میں پیدا ہوئے کتنے کھرب سال
ہو گئے ہیں رو میں پیدا ہوئے یہ تو میرا خداوند قدوس ہی
جانتا ہے خالق ارض و سماء ہی جانتا ہے یہ تو وہی جانتا ہے جو
احمد ہے جو حمد ہے جو عالم کل ہے جو رزاق ہے جو ادب ہے یہ
راز تو صرف وہی جانتا ہے جس کی کرسی نے ارض و سماء کو
گھیر رکھا ہے یہ راز تو وہی جانتا ہے جسے نہ انکھ آتی ہے نہ
نیند یہ راز تو وہی جانتا ہے جس کے حکم سے پھول کھلتے ہیں
کلیاں سکرانی ہیں بہاریں پھولوں سے جھولیاں بھرتی ہیں
شہد کی کلیاں اپنے پھتوں میں شہد تیار کرتی ہیں جس میں

جواب عرض

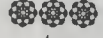
لوگوں کے لیے شفا ہے۔

یہ راز تو وہی جان سکتا ہے وہی جانتا ہے جس نے
کن کہہ کر زمین بنائی، کن کہہ کر آسمان بنائے، کن کہہ کر
پر بت بنائے کن کہہ کر سمندر بنائے کن کہہ کر موتی ہیرے
بنائے لعل جواہر بنائے کن کہہ کر گلاب، چنبیلی، زکس، لالہ،
موتیا، موگر، کر نے نستان وغیرہ کے پھول اگائے کن کہہ
کر برساتیں بنائیں کن کہہ کر بادل بنائے کن کہہ کر چشمتے
بنائے کن کہہ کر گل رنگ چہرے بنائے کن کہہ کر باہمی
گھوڑے، خچر گدھے، تیل گائے، بھینس، بھیڑ، بکری اور
چیتے شیر بنائے کن کہہ کر جنت بنائی، کن کہہ کر جہنم بنائی کن
کہہ کر فرشتے بنائے کن کہہ کر لوح بنائی کن کہہ کر قلم بنایا
کن کہہ کر عرش بنایا کن کہہ کر فرش بنایا کن کہہ کر جن بنائے
کن کہہ کر جنت کے باغات پیدا فرمائے کن کہہ کر ان
باغوں میں پیڑ اگائے کن کہہ کر جنت میں دودھ، شہد آب
کوثر وغیرہ کی نہریں جاری فرمائیں کن کہہ کر جنت کے
محلات بنائے کن کہہ کر جنت میں حوروں غلمان تخلیق کیے
کن کہہ کر جنت سجائی کن کہہ کر جہنم کے سانپ بچھو، اور
دیہرموڑی چیزیں پیدا کیں۔

یہ راز تو صرف وہی جانتا ہے جس نے کن کہہ کر آدم
کو بنایا، حوا کو بنایا، عیسیٰ کو بنایا موسیٰ کو بنایا، ادریس کو بنایا،
یحییٰ کو بنایا، علیہم السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا
فرمایا یہ راز تو وہی جانتا ہے جس نے عثمان کی روح بنائی،
عثمانی کو فکر و نظر کی قوتیں دے کر اس عالم رنگ و بو میں اتارا
یہ راز تو وہی جان سکتا ہے جس نے میرے محبوب کی روح
بنائی میرے محبوب کے بال بنائے میرے محبوب کا سر بنایا
میرے محبوب کا ہاتھ بنایا میرے محبوب کا ناک بنایا میرے
محبوب کے کان بنائے میرے محبوب کا گلا بنایا میرے
محبوب کے رخسار بنائے میرے محبوب کے دانت بنائے
میرے محبوب کے ہاتھ بنائے ناکیں بنائیں پاؤں بنائے
آنکھیں بنائیں۔

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
دنیا میں تیری آنکھوں کے سوا رکھا کیا ہے
جس نے میرے محبوب کو حسن بخشا، جس نے عثمانی

کو دولت عشق دی، یہ راز تو وہی جان سکتا ہے جس نے
حسن اور عشق میں تعلق پیدا کر دیا۔
میں کیا جانتا ہوں، میں کیا جان سکتا ہوں میری عمر
ہی کیا ہے میرا علم ہی کیا ہے میری فکر ہی کیا ہے میرا تجربہ
ہی کیا ہے میں تو کچھ بھی نہیں، پاگل ہوں، اتحق ہوں، بے
وقوف ہوں فاجر العقل ہوں ذہنی مریض ہوں، اور خدا کا
ادنیٰ ترین بندہ ہوں میری جرات کیا ہے کہ میں کچھ لکھ
سکوں یہ تو کوئی لکھو اتا ہے سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں
جو ہر کسی کا خالق، و مالک رازق اور محافظ ہے۔



غزل

آو کبھی ملنے کو بہانا نہیں اچھا
نظروں میں رہو میری زمانہ نہیں اچھا
ماگوں جو خوشی سے تو دل او جان لٹا دوں گا
یوں چھپ کے میرے دل کو چرانا نہیں اچھا
ہم آج بھی قائل ہیں اسی بات کے جان
جب دل نہ ملے ہاتھ ملانا نہیں اچھا
دو دن کی زندگی ہے اسے ہنس کر گزارو
ان قیمتی لمحوں کو گنونا نہیں اچھا
(شاہد اقبال خٹک، کرک چندری)

غزل

تمہارے چاند سے چہرے پر غم اچھے نہیں لگتے
ہمیں کہہ دو چلے جاؤ جو ہم کو اچھا نہیں لگتے
ہمیں وہ زخم دو جانا جو ساری عمر نہ بھر پائے
جو جلدی بھر کے مٹ جائیں وہ زخم اچھے نہیں لگتے
تمہیں ہر غزل میں لکھنا میرا دستور ہے لیکن
ساری محفل کرے تیرے چہرے مجھے اچھے نہیں لگتے
میں چاہت کی اس منزل پر پہنچا ہوں شاہد
تمہارے چاہنے والے مجھے اچھے نہیں لگتے
(شاہد اقبال خٹک، کرک چندری)

جواب عرض

”جیانہ جائے“

✖.....تحریر: منصر علی بریار، گوجرانوالہ

میں الف سے شادی کرنا چاہتا ہوں یا غ سے صرف بس اسی خوشی میں کہ میرے گھر والے وہاں رشتہ لینے کے لیے جارہے ہیں میں بھی خیال کر رہا تھا کہ وہ صرف الف کا ہی ہاتھ مانگنے گئے ہیں لیکن میں اس وقت بہت زیادہ پچھتایا جب مجھے پتہ چلا کہ میرے ابو الف سے نہیں بلکہ غ سے میرا رشتہ پکا کر اٹے ہیں مجھے خود پر بہت افسوس ہو رہا تھا کہ میں یہ کیا کر بیٹھا ہوں میں نے دوبارہ اپنے ابو سے بات کی اور انہیں اپنی غلطی کا احساس دلایا کہ میں تو الف سے شادی کرنا چاہتا تھا غ سے نہیں..... میری یہ بات سن کر میرے ابو نے بڑے غصے سے مجھے خبردار کر دیا اور کہا یہ بات تم مجھے ان کے گھر جانے سے پہلے بھی بتا سکتے تھے اب خاموش ہو جاؤ ابھی کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور اپنے کان کھول کر میری بات سن لو تمہیں غ سے ہی شادی کرنا پڑے گی کیونکہ میں نے اس کے لیے زبان کر لی ہے اور ویسے بھی الف کی منگنی انہوں نے اسی وقت میاں عنایت کے بیٹے نعمان سے کر دی ہے جو انہیں کی برادری کا ہے۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

کے کھیتوں میں کام کرنے والوں پر اتنا دھیان نہیں کرتا تھا صرف اپنے کام میں ہی مست رہتا۔
وہ عمر تو میرے پڑھنے لکھنے کی تھی لیکن میٹرک کے بعد میں نے اپنا سب کچھ اپنے کھیتوں کو ہی بچھ لیا تھا۔
آج اچانک مجھے دور سے ایک رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس ایک نئی چال چلتی ہوئی لڑکی دکھائی دی یقیناً وہ اس سے پہلے ادھر بھی نہ آئی تھی اسے دور سے دیکھ کر ہی میرے دل میں اک عجیب سا احساس پیدا ہوا مجھے یوں محسوس ہوا کہ شاید میں کچھ کھو بیٹھا ہوں اور اسے تلاش کرنا چاہتا ہوں میں کسی اپنے کندھے پر رکھے ایک چھوٹی سی گڈنڈی پر کھڑا تھا وہ لڑکی تیز تیز قدم رکھتے ہوئے سامنے کے کچے رستے پر آ رہی تھی میں اس کے رستے سے تقریباً میں میٹر دور اپنی فصولوں میں کھڑا تھا ٹھنڈی ہوا کے جھونکے میری زلفوں کو بھی اپنے ساتھ اڑا کر لیجنا چاہتے تھے لیکن لیجا نہیں پارہے تھے وہ رنگ برنگی پری میرے قریب پہنچ گئی

جہاں محبت ہو وہاں اگر اپنی سوچ کو بیدار رکھا جائے تو اس سے بڑی سمجھداری کہیں نہیں ملتی کی لوگ محبت کو اتنی گہرائی سے محسوس کرتے ہیں کہ اپنے محبوب کی خاطر کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک خاموش، لیکن پاگل سا، مجنوں میرا دوست رفاقت ہے جس نے اپنی محبت کی ادھوری کہانی اس طرح سنائی آئیے اس کی زبانی سنتے ہیں۔

وہ دن میری زندگی کا بہت اہم دن تھا جس روز میں اپنی زندگی کی اصل روح سے ملا تھا مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری روح کو کسی نے زور سے جھنجھوڑا ہو میری آنکھیں پتھر بن گئیں دل ٹہمد ہو گیا اور جسم نمائش پتلا بن گیا۔
میں معمول کے مطابق اس روز بھی اپنے کھیتوں میں کام کرنے کے لیے گیا ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے میری ہری بھری فصل لہرا رہی تھی میں اکثر جب بھی کھیتوں میں اپنے کام میں مصروف ہوتا تھا تو کبھی بھی آس پاس

جواب عرض

جواب نمبر 100 فروری 2013

جیانہ جائے

جواب نمبر 101 فروری 2013

www.lurtech.com

اس کے رنگ برنگے پتھر بھی مٹھادی ہوا کے جھونکوں سے اڑ رہے تھے اس کے آس پاس رنگ برنگی تتلیاں بھی اڑ رہی تھیں اس منظر نے میرے دل میں اک عجیب سی کشش پیدا کر دی کہ میں بہت گہرے خیالوں میں چلا گیا۔

اس لڑکی نے ایک ہاتھ میں کھانے کا لٹکن پکڑا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اپنا دپٹہ کچھ اس طرح پکڑا ہوا تھا کہ اپنے چہرے کی دونوں گالوں کو دپٹہ مضبوطی سے پکڑ کر چھپایا ہوا تھا مجھے وہ رنگ برنگی پری بھی اک ہوا کا جھونکا لگ رہی تھی چلتے چلتے اس نے تیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا، مڑتے ہی اسے اس طرح دیکھ کر میرا جسم اک مرتبہ کانپ سا گیا میں پیچھتا رہا تھا کہ میں نے اسے اس سے پہلے کیوں نہ دیکھا۔

چچا بخشو کا ذریعہ کہاں ہے اس لڑکی کی آواز بہت ہی سریلی تھی میں نے سامنے ایک بڑے پتیل کے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہاں پتیل کے درخت کے نیچے چچا بخشو بیٹھا ہو گا وہ لڑکی میرے منہ سے نکلے یہ الفاظ سن کر اس پتیل کے درخت کی طرف چل پڑی اس نے اک مرتبہ بھی میری طرف مڑ کر نہ دیکھا لیکن جوں جوں وہ آگے بڑھ رہی تھی مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میری جان نکلے جا رہی ہے میں اسے ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے اسی لمحے کی طرح ہری بھری لہراتی ہوئی فصلوں میں دیکھتے ہی رہتا چاہتا تھا کاش وہ لہر رک جاتا زندگی تھم جاتی اور وقت اس سے آگے ختم ہو جاتا لیکن ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ وقت گزر گیا۔

میں نے اپنے ذریعے کے سامنے ہی اک ذریعے پر آنے والے ایک چھوٹے سے لڑکے حسن سے پوچھا کہ وہ لڑکی کون تھی جو ابھی ابھی یہاں سے گزر کر چچا بخشوں کے ذریعے پر گئی ہے پھر حسن نے مجھے سب کچھ بتایا۔

وہ چچا بخشو کی چھوٹی بیٹی تھی اس کا نام الف تھا پہلے اس کی بڑی بیٹی غنچہ ہر روز یہاں کھانا لے کر آتی تھی وہ آج بیمار ہو گئی تھی اس لیے آج غنچہ بجائے الف کھانے لے کر آئی تھی میں نے غنچہ کو پہلے بھی دیکھا ہوا تھا وہ سانولے رنگ کی اک عام سی لڑکی دکھائی دیتی تھی کھیتوں میں اپنے

باپ کا ہاتھ بھی بناتی تھی غنچہ تو کئی مرتبہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن میں اس سے بات نہ کرتا اور وہ شرمندہ ہو کر واپس چلی جاتی۔

آج میری زندگی کا رخ ہی تبدیل ہو چکا تھا الف رنگ برنگے پتھروں میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی اس روز مجھے اپنی زندگی کا مقصد کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ صرف وہی میری زندگی تھی میں سارا دن اسی لمحے کی طرح کھڑا اس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا میری نظر سارا دن چچا بخشو کے ذریعے پر رہی آخر کیا ہوا الف کھانا کھلانے کے کافی دیر بعد تیز تیز قدم رگھتی ہوئی واپس گاؤں کی طرف چلی گئی اور اس نے ایک نظر بھی میری طرف دوبارہ مڑ کر نہ دیکھا۔ میں اپنا سینہ چلاتا ہوا دور تک اس جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور آخر وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

دوسرے دن دوبارہ مجھے اک لڑکی دکھائی دی جو چچا بخشو کے ذریعے کی طرف جا رہی تھی لیکن وہ الف نہیں تھی بلکہ غنچہ تھی شاید وہ صحت یاب ہو گئی تھی اس روز جانے کیوں میں نے غنچہ کو اشارے سے اپنے پاس بلا دیا وہ خوش خوش میرے پاس آگئی جب وہ میرے قریب پہنچ گئی تو میں نے اس سے صرف یہی سوال کیا کہ سنا تھا کل تم بیمار تھی اور تمہاری جگہ تمہاری چھوٹی بہن کھانا لے کر آئی تھی وہ آج نہیں آئی غنچہ نے کہا وہ بھی نہیں آئی اگر میں بیمار نہ ہوتی لیکن میں آج بہت خوش ہوں کہ تمہیں کسی نہ کسی بہانے میری محبت کا خیال تو آیا پھر غنچہ خوش خوش اپنے ذریعے کی طرف چلی گئی۔

ٹھوڑی دیر بعد مجھے وہ چھوٹا لڑکا حسن دکھائی دیا حسن ہماری فصلوں میں سے گزرتا ہوا میری طرف آ رہا تھا اس کے ہاتھ میں دو ٹوپی تھیں جن پر کچھ لکھا ہوا تھا حسن نے وہ ٹوپی پر لکھا ہوا خط مجھے پکڑا دیا اور خود جلد ہی واپس چلا گیا اور وہ خط پڑھنے لگا۔ میں بہت حیران تھا کہ اس سے پہلے مجھے کسی نے اس طرح کا بلکہ کسی قسم کا خط نہیں دیا تھا آج یہ خط کہاں سے آ گیا۔ میں بڑی دجوتی سے وہ خط پڑھنے لگا جس پر یہ لکھا ہوا تھا۔

میری جان آئی لو یو۔ میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں اور اک لمحے

کی طرح کھڑی تمہارا انتظار کر رہی ہوں کہ تم کب میرے سامنے آؤ گے اور مجھ سے محبت بھری باتیں کرو گے لیکن شاید تمہاری محبت میرے نصیب میں نہیں ہے کہ تم مجھے ہمیشہ مجھ سے دور دور ہی محسوس ہوتے ہو۔ بھی سامنے نہیں آتے تم خود ہی مجھے تلاش کر لو تمہاری محبت۔

یہ خط پڑھ کر میں بہت زیادہ پریشان سا ہو گیا میں نے سوچا کہ پتہ نہیں ہے خط کس نے لکھا ہے پھر اچانک صرف ایک ہی خیال میرے ذہن میں بیٹھ گیا کہ یہ خط صرف الف ہی لکھ سکتی ہے اور صرف الف نے ہی مجھے یہ خط لکھا ہو گا میں مزید اپنے دل کی تسلی کیلئے اس لڑکے حسن کو تلاش کرنے لگا کہ یہ خط اسے کس نے دیا تھا میں بھی باہل ہوں پہلے پوچھنا بھول گیا لیکن افسوس! اس دن حسن مجھے نہیں دکھائی نہ دیا اور آخر کار شام چلے میں واپس گاؤں چلا گیا۔

اس دن کے بعد اچانک تقدیر کا ورق الٹ گیا اور میں اس ورق کی اوڑھ میں اپنے کھیتوں اور اپنے گاؤں کے لیے چھپ گیا میرے بڑے بھائی نے میرے میٹرک پاس کرنے کے بعد میرے کاغذات بنا کر ایک سرکاری محکمے میں جمع کروا رکھے تھے اسی دن سرکاری محکمے سے سیاہی بھرتیاں ہونے کا کال لیٹر بھی آ گیا پھر میں سرکاری محکمے میں بھرتی ہو گیا اور سپاہی کی ٹریننگ کے لیے چلا گیا۔ پھر میں ٹریننگ کے بعد جب واپس اپنے گاؤں آیا تو میرے ذہن میں صرف الف کا چہرہ ہی تھا مجھے اس دن بھی صرف یہی محسوس ہو رہا تھا کہ میں آج بھی سرکاری ملازم نہیں بلکہ الف کا انتظار کرنے والا وہی عام آدمی ہوں جو اپنی ہری بھری لہراتی ہوئی فصلوں میں کھڑا اپنی رنگ برنگی پری کو دیکھتا چاہتا ہوں۔

میں کسی بھی قیمت پر الف سے شادی کرنا چاہتا تھا مجھے یہ بھی یقین تھا کہ جب میں الف کے گھر شادی کا پیغام بھیجوں گا تو وہ ضرور رشتہ دے دیں گے میں نے بڑی ہمت کر کے اپنے بڑے بھائی سے یہی بات کہی پھر میرے بھائی نے میری بات سن کر میری خواہش پوری کرنے کی حاکم بھی بھری میں بہت خوش ہو گیا میرے بھائی نے میرے ابو کو بھی منایا میری خوشی کی انتہا نہ رہی میرے ابو

ای چچا بخشو کے گھر رشتہ لینے کے لیے چلے گئے جب ابو امی ان کے گھر سے واپس آئے تو وہ بھی بہت خوش واپس آئے تھے کیونکہ وہ رشتہ پکا کر آئے تھے انہوں نے یہ خوشخبری مجھے بھی سنائی۔ میں بھی بہت خوش تھا اور اپنی قسمت پر ناز کر رہا تھا کہ میں نے جسے چاہا اسے ہی پالیا۔

ہمارے یہاں سب سے بڑی منگنی بس یہی ہوتی ہے کہ لڑکے کا باپ اور لڑکی کا باپ صرف زبان سے اقرار کر لے تو رشتہ پکا ہو جاتا ہے ایسے ہی میرے ساتھ ہوا پھر اچانک میرے ذہن میں اک سوال پیدا ہوا میں اپنے گھر والوں سے شاید کچھ پوچھنا چاہتا تھا مجھے کوئی کہیں پر کی محسوس ہو رہی تھی میں کچھ بھول چکا تھا جو اپنے گھر والوں سے کہنا تھا یقیناً وہ میری ہی بھول تھی اور پھر مجھے اپنی بھول پر بہت شرمندگی ہوئی میں تڑپ کر رہ گیا وہ رات اندھیرے کمرے میں آنسو بہاتے ہوئے گزر گئی مجھے اپنا کوئی بھی ٹھکانہ دکھائی نہ دیا شاید مجھے زندگی سے نفرت ہو چکی تھی میں نے جب اپنے ضمیر کو جھجھوڑا تو میری بھول میرے سامنے آن کھڑی ہوئی اور وہ بھول یہی تھی کہ جب میرے ابو امی چچا بخشو کے گھر رشتہ لینے کے لیے گئے تو میں نے اس فرق کو نمایاں نہیں کیا تھا کہ میں الف سے شادی کرنا چاہتا ہوں یا غنچہ سے صرف بس اسی خوشی میں کہ میرے گھر والے وہاں رشتہ لینے کے لیے جا رہے ہیں میں یہی خیال کر رہا تھا کہ وہ صرف الف کا ہی ہاتھ مانگنے گئے ہیں لیکن میں اس وقت بہت زیادہ پچھتا یا جب مجھے پتہ چلا کہ میرے ابو الف سے نہیں بلکہ غنچہ سے میرا رشتہ پکا کر آئے ہیں مجھے خود پر بہت افسوس ہو رہا تھا کہ میں یہ کیا کر بیٹھا ہوں میں نے دوبارہ اپنے ابو سے بات کی اور انہیں اپنی غلطی کا احساس دلایا کہ میں تو الف سے شادی کرنا چاہتا تھا غنچہ سے نہیں۔ میری یہ بات سن کر میرے ابو نے بڑے غصے سے مجھے خبردار کر دیا اور کہا یہ بات تم مجھے ان کے گھر جانے سے پہلے ہی بتا سکتے تھے اب خاموش ہو جاؤ ابھی کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور اپنے کان کھول کر میری بات سن لو تمہیں غنچہ ہی شادی کرنا پڑے گی کیونکہ میں نے اس کے لیے زبان کر لی ہے اور دیسے بھی

الف کی مکلفی انہوں نے اسی وقت میاں عنایت کے بیٹے نعمان سے کر دی ہے جو انہیں کی برادری کا ہے۔

ابو جان کے یہ الفاظ سن کر تو جیسے میری جان ہی نکل گئی تھی میں بہت زیادہ گھبرا گیا اور ابو جان سے بس اتنا ہی کہا میں بھی شادی نہیں کروں گا ٹریننگ کے بعد والی وہ چھٹیاں صرف وہم اور پچھتاوے میں گزر گئیں اور آخر کار میں اسی پچھتاوے کی زد میں واپس اپنی نوکری پر چلا گیا۔

پردیس میں مجھے میری محبت نے اور میری بھول نے مجھے نکلا کر دیا تھا نوکری میں بھی میرا جی نہیں لگ رہا تھا کیونکہ میں صرف الف کے بارے میں ہی سوچتا اسے اپنا بنانے کی کوئی ترکیب سوچتا رہا کبھی میرے ذہن میں خون خرابے کی باتیں آتیں تو کبھی دکھ سننے کی۔ میں بہت زیادہ پریشان تھا میرے ذہن میں کوئی بھی فیصلہ کرنے کی سکت نہ رہی پھر میرے دل میں ایک ہی خیال آیا جو میرے دل کو بھا گیا اور وہ خیال یہ تھا کہ میں الف سے اپنی محبت کا اظہار کر دوں اور غ کے خیالات کو اپنے لیے ختم کر دوں اور کسی طرح الف کو اپنا بنانے کے لیے راضی کر لوں۔

اس کے بعد کچھ عرصے میں چھٹی پر تھا اس دوران میں الف سے اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا تھا کبھی میں سوچتا کہ پتہ نہیں الف کیا سوچے گی لیکن میں بے بس تھا ان کے گھر ٹیلی فون بھی نہیں تھا جس پر کال کر لیتا اور اپنے دل کا حال بتاتا میں بہت زیادہ فکر مند تھا کبھی کبھی میں ڈر بھی جاتا کہ کہیں وہ ناراض ہی نہ ہو جائے کیونکہ اس کی بڑی بہن سے تو پہلے ہی میری مکلفی ہو چکی تھی۔

چند دن بعد مجھے وہ چھوٹا نازک حسن دکھائی دیا میرے ذہن میں فوراً اس پرانے خط والی بات آئی میں نے اسے روک لیا اور اس خط کے بارے میں اس سے پوچھا حسن نے بتایا کہ وہ خط اس غ نے دیا تھا حسن چلا گیا میں عجیب کشمکش میں پھنس چکا تھا غ بھی مجھ سے محبت کرتی تھی لیکن میں پھر بھی اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا میرے پسپوں کی رانی صرف اور صرف الف ہی تھی اور اسے میں کسی قیمت پر بھی کھونا نہیں چاہتا تھا۔

اسی کشمکش میں آخر کار میں نے اپنی کزن ن سے بات کی اور اسے اپنی ساری کہانی بتائی ن نے حامی بھری کہ وہ ضرور الف سے میری بات کرائے گی ن کے پاس اپنا موبائل فون تھا وہ موبائل فون لیکر الف کے گھر کی طرف چلی گئی میں بڑی بے تابی سے ن کی مس کال کا انتظار کرتا رہا آخر کار وہ لمحہ آ گیا اور ن نے میری بات الف سے کر دی پھر موبائل فون سے مجھے الف کی آواز سنائی دی شاید اس نے بھی فون پر بات نہیں کی تھی اس لیے ابھی ہوئی تھی یا پھر کیا وجہ تھی وہ صرف موبائل فون کان سے لگائے بیٹے جارہی تھی آخر وہ تھوڑا خاموش ہوئی تو میں نے اسے اپنے دل کی بات بتائی میں نے کہا الف میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں تمہارے بغیر شاید زندہ بھی نہ رہ سکوں پھر اسے اپنی بھول کے بارے میں بتایا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن میرا رشتہ غ سے ہو گیا پھر کہا الف مجھ سے وعدہ کر دو کہ تم میرا ساتھ دو گی مجھے اپنا ضرور بناؤ گی میں پالگوں کی طرح باتیں کیے جارہا تھا اور وہ بیٹے جارہی تھی اس نے وقتی طور پر کوئی بھی بات نہ کی اور سوچ کر بتانے کا فیصلہ سنایا پھر کال ختم ہو گئی۔

میں بہت گہری سوچوں میں گم ہو چکا تھا میرے ارادے کچھ ٹھیک نہیں تھے میں الف کے منکبیر نعمان کو اس رشتہ سے باغی کرنا چاہتا تھا تب سے پہلے میں نے نعمان سے دوستی کرنے کا فیصلہ کیا ہماری پہلی ملاقات کے دوران ہی ہماری بہت اچھی اور گہری دوستی ہو گئی پھر ہم ایک دوسرے کے راز دار بن گئے میرے دل میں کھوٹ تھی جب میں نعمان کے دل کی گہرائی میں گیا تو مجھے پتہ چلا کہ اس کی کمزوریاں کیا ہیں ہمیشہ دوست ہی انسان کو غلط رستہ بھی دکھاتا ہے اور صحیح رستہ بھی دکھاتا ہے البتہ میں نے الف کی خاطر نعمان کو غلط رستے پر لگانے کی کوشش کی تاکہ الف کے گھر والے اسے رشتہ دینے سے انکار کر دیں۔

نعمان بھی اتنا اچھا نہیں تھا اس کی بہت نادان کمزوری تھی اور وہ کمزوری یہ تھی کہ وہ مے عشق کا ڈھونگ رچاتا تھا اس کے حسن کا دیوانہ تھا ہمیشہ اسے اپنی محبت کے لباس میں پہنا کر رکھتا م بھی نعمان کے بغیر ادھوری تھی

سے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا صرف نعمان ہی اس کے لیے سب کچھ تھا نعمان کے لیے ہم اپنے گھر والوں کی عزت بھی داؤ پر لگا سکتی تھی۔

بھائی یقین کر دو میں الف کی محبت میں اندھا نعمان کے اندھے پن سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنے لگا اور نعمان کو غلط حرکتوں پر اکسایا نعمان نے میری کوئی بات نہ مانی البتہ میں نے کسی اور دوست کے ذریعے اسے م کو گھر سے بھگانے پر مجبور کر دیا میں اس وقت چھٹی ختم ہونے کے بعد اپنی نوکری پر تھا جب مجھے پتہ چلا کہ نعمان م کو لے کر گھر سے بھاگ گیا ہے یہ سن کر میں بہت خوش ہوا اور نعمان کی ساری کہانی الف کے گھر والوں کو مرچ مصالحے لگا کر سنائی الف کے گھر والے بہت پریشان ہو گئے اور نعمان کو الف کا رشتہ دینے سے انکار کرنے کی باتیں کرنے لگے میں بہت پر امید تھا کہ ایسا ہی ہوگا البتہ تا جلیبیوں حالات میرے خلاف ہو گئے اور چار پانچ دن کے بعد نعمان اپنے گھر آ گیا اور م کو اپنے گھر پہنچا دیا۔ ان دووں کی اس طرح واپسی کے بعد ان کے گھر کی اندروانی کہانی کا تو مجھے پتہ نہ چلا البتہ الف کے گھر والوں نے رشتے سے انکار نہ کیا اور بات ویسی کی ویسی ہی رہی۔

میں نے اپنی کزن ن کے ذریعے پھر اپنی جان الف سے بات کی اور اسے نعمان کے خلاف بھڑکایا اور پھر اپنی محبت کا دیوانہ پن بھی ظاہر کیا اسے بھی کسی حد تک مجھ سے محبت تھی لیکن وہ واضح الفاظ میں اظہار نہ کرتی۔

آہستہ آہستہ وقت گزرتا رہا اور میں پردیس میں اپنی جان الف سے موبائل فون پر باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ وہ بھی میری دیوانی ہو گئی وہ بھی جب تک مجھ سے بات نہ کر جی سے بھی نیند نہ آتی تھی پھر ہماری بہت لمبی باتیں پھر جاتیں اور ہم نے دنیا کی ہر چیز کا مقابلہ کرنے کا وعدہ اپنے دل میں بھر لیا ایک دوسرے کے لیے ہم جان بھی آسانی سے دے سکتے تھے تین چار برس کا طویل عرصہ گزر گیا پھر اک مرتبہ الف کے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا اس دوران جب میں چھٹی پر گیا تو میں بہت خوش تھا مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں الف سے ملوں گا۔ الف نے مجھے

اک ویران جگہ پر بلایا میں وہاں پہنچ گیا ہم وہاں آنے سامنے کھڑے ایک گھنٹے تک باتیں کرتے رہے میں نے الف کو ایک گھنٹہ بھی دیا الف بھی بہت خوش تھی اور مجھ پر جان چھڑک رہی تھی میں بھی اس پر فدا ہو رہا تھا اس کا حسن مجھے پاگل کر رہا تھا اور اس کی آواز میرے دل کو سکون دے رہی تھی ہم ایک گھنٹہ تک باتیں کرتے رہے اور اس ویران جگہ پر ہم نے ہاتھ سے ہاتھ تک نہ ملایا۔ پھر وہ ملاقات ختم ہو گئی اور ہم واپس چلے گئے۔

الف سے وہ پہلی اور دوسری ملاقات مجھے زندگی کے کسی موڑ پر بھی نہیں بھولے گی وہ بہت ہی سادہ لیکن بہت ہی شرمیلی لڑکی ہے میں اکثر اسے اپنے خیالوں میں اپنی ہری بھری لہرائی ہوئی نصلوں میں رنگ برنگے پتروں میں ملبوس دیکھتا ہوں میں آج کی بھی قیمت پر اسے حاصل کرنے کیلئے تیار ہوں لیکن عزت کے ساتھ پھر میں اپنی بھول پر شرمندہ ہوتا ہوں اس ملاقات کے ہماری ملاقات تو کوئی نہیں ہوئی البتہ آج بھی میری الف سے موبائل فون پر بات ہوتی ہے الف بھی کچھ نہیں کر سکتی اور میں بھی کچھ نہیں کر سکتا نہ وہ شادی کسی اور سے کرنے کا نام مٹی ہے اور نہ میں ایسا کر سکتا ہوں میرے ماں باپ کی زبان نے مجھے قید کر دیا ہے دونوں گھر والے چاہے کبھی اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کر سکتے پردیس میں ہر رات روتے روتے ہی گزرا دیتا ہوں صرف الف کے بارے میں ہی سوچتا ہوں کہ میں کیسے اپنی بھول کو سدھا رہا سکتا ہوں آج کل تو کبھی کبھی الف کا لہجہ بھی بدل جاتا ہے کہ جیسے وہ مجھ سے یہ کہنا چاہتی ہو کہ تم غ سے شادی کر لو لیکن یہ خیال سوچتے ہی میری جان ہی نکل جاتی ہے جیسے الف کے بغیر جیانا جائے۔

قارئین اس کہانی کے بارے میں مجھے ضرور آگاہ کیا جائے کہ میرا دوست اب کیا کرے۔ کیونکہ اس نے اپنے دل سے پکا ارادہ کیا ہوا ہے کہ اگر اسے الف کی محبت ہمیشہ کے لیے نہ ملی تو وہ زندگی میں کبھی بھی شادی نہیں کرے گا صرف اس کے جینے کا مقصد الف کی محبت ہے۔ آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔



”محبت کی سزا“

✍ تحریر: مدد حسین بلوچ، پاکپتن شریف

آخر وہ دن بھی آگیا جب اس امیر ترین آدمی کی بیٹی نے جو مجھ سے بہت پیار کرتی تھی جج صاحب کے سامنے روتے ہوئے اور لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کھا جج صاحب اس شخص نے مجھ پر گولی چلائی ہے اور مجھے مارنے کی کوشش کی ہے یہ بات سن کر جیسے میرا کلیجہ منہ کو آگیا میں اندر سے تڑپ گیا کہ جس سے میں نے پیار کیا جس کی خاطر میں نے پولیس کی مار برداشت کی اسی نے مجھ تڑپ تڑپ کے مرنے کیلئے چھوڑ دیا ہے مجھے بہت دکھ ہوا یہ فیصلہ سن کر اسد صاحب بہت خوش ہوئے اور ٹمینہ رونے لگی وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں



یہ ایک مشہور مثال ہے کہ زمین اور آسمان ایک نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی ایک مثال ہے کہ جہاں پھول ہوں وہاں کانٹے بھی ہوتے ہیں غریب اور امیر لوگوں کی آپ نے بہت سی باتیں سنی ہوں گی۔ بہت سی کہانیاں پڑھی ہوں گی لیکن یہ غریب اور امیر کی انوکھی کہانی ہے جو میرے ایک دوست ساجد کے ساتھ پیش آئی۔ تو آئیے سنتے ہیں ساجد کی زبانی۔

میرا نام ساجد ہے اور میں ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں میرے گاؤں کے تمام لوگ غریب ضرور ہیں مگر وہ محنتی بھی ہیں میں بھی ایک بہت ہی غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہوں ہم تین بہن بھائی ہیں اور میں سب سے بڑا ہوں۔ میرے والد محنت مزدوری کرتے تھے اور ہم سب کا پیٹ بھرتے تھے ایک دن والد صاحب جب شام کو واپس گھر آئے تو بہت بیمار سے نظر آئے حالانکہ وہ پہلے بھی بیمار رہتے تھے مگر اس دن وہ کچھ زیادہ ہی بیمار نظر آئے میں نے اگلے دن صبح ہوتے ہی والد صاحب کو ساتھ لیا اور ہسپتال لے گیا ڈاکٹر صاحب نے ان کا معائنہ کیا اور خون وغیرہ کے ٹیسٹ بھی لیے اور کہا کہ دو دن بعد پورٹ آئے

پر ایک صاحب کی گاڑی چلاتا تھا میں تقریباً ایک ماہ تک اس کے پاس رہا اس نے مجھے ڈرائیوری سکھائی اور پھر اپنے صاحب سے کہہ کر مجھے بھی ایک امیر صاحب اسد خاں صاحب کے پاس ڈرائیور رکھوایا۔

اسد کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ثمنہ تھا اور ایف ایس سی کر رہی تھی میرا کام صرف ثمنہ کو یونیورسٹی چھوڑنا اور واپس لانا تھا اس کے عوض اسد صاحب جو کہ بہت ہی امیر آدمی تھے مجھے پانچ ہزار روپے ماہانہ دیتے تھے جس سے اس مہنگائی کے دور میں ہمارا بھی گزر بسر ہو جاتا تھا مجھے اسد صاحب کے پاس کام کرتے ہوئے تقریباً چھ ماہ گزر چکے تھے چھ ماہ سے لگا تار میں ثمنہ کو یونیورسٹی لے بھی جاتا اور واپس بھی لاتا تھا وہ ایک بہت ہی خوبصورت اور پیار کرنے والی لڑکی تھی میں بھی صحت مند اور خوبصورت نوجوان تھا وہ مجھ کو بہت اچھی لگنے لگی میں اس سے پیار کرنے لگا اور وہ بھی مجھ سے پیار کرنے لگی لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کو کہہ نہ پا رہے تھے وہ سوچتی تھی کہ پہلے یہ محبت کا اظہار کرے اور میں سوچتا تھا کہ پہلے یہ اظہار کرے اسی گفتگو میں چھ ماہ گزر گئے اس وقت ثمنہ کے گیارہویں کے پیمرز ہو چکے تھے جس کا کچھ دنوں بعد رزلٹ آیا اور اس نے اپنی کلاس میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور وہ بہت خوش تھی۔

ایک دن ثمنہ نے اپنی تمام سہیلیوں کو ریسٹورنٹ میں دعوت دی ہم مقررہ وقت پر ریسٹورنٹ پہنچ گئے ایک ایک کر کے تمام سہیلیاں بھی آگئیں سب ایک دوسری سے گلے ملیں اور سب نے اس کو مبارکباد دی اس ملنے ملانے والے کام سے فارغ ہو کر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو ثمنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم سب کو دعوت دینے کی دو وجوہات ہیں ایک تو آپ سب جانتی ہیں کہ میں نے پہلی پوزیشن حاصل کی ہے اور دوسری یہ کہ میں آپ تمام کے سامنے اعلان کرنی ہوں کہ میں ساجد سے پیار کرتی ہوں اور پھر مجھ سے پوچھا کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو کہ نہیں میں نے ہاں تو کہہ دی لیکن مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ کچھ ہو نہ جائے کہ میں غریب لڑکا ہوں اور وہ ایک

امیر ترین لڑکی اس کی یونیورسٹی کے ساتھ ہی تھوڑے سے فاصلے پر ایک ریسٹورنٹ تھا ہم روزانہ واپسی پر وہاں جاتے کھانا وغیرہ کھاتے اور ڈھیروں باتیں کرتے اور وہاں ہم نے ساتھ جینے اور مرنے کی قسمیں کھائیں ہمیشہ ساتھ بھانے کا وعدہ کیا۔

ہماری محبت کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا ابھی تک ہماری محبت کا ہمارے علاوہ کسی کو پتہ نہ تھا جس ریسٹورنٹ میں ہم مل بیٹھتے تھے اس کا منیجر مسز تنویر احمد جو کہ ثمنہ کے والد اسد صاحب کا بہت اچھا دوست تھا وہ کچھ دنوں سے ہمیں وہاں آتا جاتا دیکھتا تھا ایک دن شام کے وقت اس نے اسد صاحب کو فون کر کے بتایا کہ آپ کی بیٹی روزانہ کسی لڑکے کے ساتھ ریسٹورنٹ آتی ہے یہ بات سن کر وہ غصے سے لاگ پڑا وہ گویا فوراً ثمنہ کے کمرے میں گیا وہ اس وقت پڑھ رہی تھی کچھ دیر اس کے پاس خاموش بیٹھے رہے اور پھر بولے مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے وہ بولی جی ابوجی حکم کریں وہ بڑے غصے سے بولے تم کس کے ساتھ ریسٹورنٹ جاتی ہو وہ سمجھ گئی کہ ان کو پتہ چل گیا ہے خیر وہ بڑے اطمینان سے بولی ذیذی میں ساجد کے ساتھ جاتی ہوں یہ سن کر ان کو اور زیادہ غصہ آ گیا اور کہا کہ کیا رشتے تمہارا اس دو لڑکی کے ملازم کے ساتھ جس سے تم مل کر ہماری عزت کو ہماری شان و شوکت کو تباہ و برباد کر رہی ہو وہ پھر بڑے حوصلے اور اطمینان سے بولی اور صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں ساجد سے پیار کرتی ہوں اور اس کو اپنے سہا کا تاج بنانا چاہتی ہوں یہ بات سنتے ہی انہوں نے اس کے نرم و نازک رخسار پر ایک پھٹھر رسید کر دیا اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ میں ابھی دیکھتا ہوں اس بے غیرت دو لڑکی کے ملازم کو وہ روئے لگی اور ساتھ یہ کہہ رہی تھی کہ میرا باپ جو مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتا تھا جو میرے منہ سے نکلنے والی ہر بات پوری کرتا تھا آج وہی باپ اس کی بیٹی سے اس کی زندگی چھیننا چاہتا ہے ادھر اسد صاحب سیدھے میرے پاس آئے اور کہا نکل جاؤ میرے گھر سے بے غیرت آج کے بعد میرے گھر کے قریب بھی آئے تو زندہ بچ کر نہ جاسکو گے جاؤ دفع ہو جاؤ نکل جاؤ

میں گھر کے ملازم چوکیدار وغیرہ جو میرے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے جو مجھے اپنا بہترین دوست سمجھتے تھے اپنے دوستوں نے دھکے دیکر مجھے اس گھر سے نکالا میں کرتا تھا وہاں سے نکلا اور مڑ کے دیکھا تو ثمنہ جیت پر کھڑی بنی محبت کو رسوا ہوتے دیکھ رہی تھی میری آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا اور اس کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا دریا جاری تھا وہ منہ سے تو کچھ نہ بول رہی تھی مگر وہ میرے ساتھ ہونے والے اس برے سلوک سے بہت رنجیدہ تھی اور مجھ کو ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ پکار پکار کر کہہ رہی ہو میں آج بھی تمہاری ہوں اور کل بھی وہ بہت بھوری مگر بے وفاء نہ تھی یہ اس کے بس میں نہ تھا وہ نہ دیکھی بھی مجھے اپنے سے الگ نہ ہونے دیتی میں نے خود کو سنبھالا اور اس کو روتا ہوا چھوڑ کر سیدھا اپنے کزن سعید کے پاس آ گیا۔

اس کو سارا ماجرا کہہ سنایا اس نے مجھ کو بہت حوصلہ دیا اور کہا کہ اگر تمہارا پیار سچا ہے تو تم کو ضرور ملے گا ادھر ثمنہ پر عمل پابندی لگا دی گئی تم نے کسی کو فون نہ کر سکتی ہو اور نہ ہی کسی کا فون سن سکتی ہو۔ اور اس سے اس کا موبائل بھی چھین لیا گیا اب اسد صاحب خود اس کو یونیورسٹی چھوڑنے جاتے اور لے آتے ہم دونوں ایک دوسرے سے ملنے کیلئے بے قرار تھے جہاں ہم روز ملتے تھے ڈھیروں باتیں کرتے تھے آج ایک ہفتہ گزر گیا ایک دوسرے کی شکل دیکھتے ہوئے نہ ہی فون پر بات ہو سکتی تھی اسی طرح دن گزرتے گئے ہر روز چڑھتا سورج ہمارے پیار اور چاہت میں مزید اضافہ کر دیتا تھا جون کا مہینہ تھا اور بہت تیز چوہن سورج جیسے آگ پر سارا ہوا اور دن کا تقریباً ایک ٹا رہا تھا میں اور میرا کزن ہم دونوں سو رہے تھے کہ چایک میرے موبائل کی گھنٹی بجنے سے ہم دونوں کی آنکھ مل گئی میں نے موبائل اٹھایا اور کال ریسپونڈ تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ فون پر ثمنہ بات کر رہی تھی جو کہ اس وقت لاری اڑے کے پاس بی بی او سے بول رہی تھی اس نے کہا کہ تم جہاں بھی ہو جلدی سے لاری اڑے پہنچو میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں میں آپ کیلئے اپنے گھر اور اپنے

باپ کو چھوڑ آئی ہوں اتنی بات سناتھی کہ میں وہاں سے فوراً نکل پڑا سعید مجھ کو روتار باگر میں ثمنہ کی محبت میں پاگل ہو چکا تھا مجھے اس کے علاوہ کچھ نظر نہ آتا تھا میں نے سعید کی ایک ندنی اور لاری اڑے کیلئے نکل پڑا ادھر اسد صاحب کہ پتہ چل گیا کہ ثمنہ گھر سے غائب ہے انہوں نے اپنے تمام ملازموں کو بلا دیا اور کہا کہ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ اس لڑکے کے پاس گئی ہوگی اسے ڈھونڈنے لگو اور ہاں دلاؤ گا جہاں بھی نظر آئے اسے گولی مار دینا اور ثمنہ کو گھر لے آنا ادھر انہوں نے پولیس کو فون کر دیا کہ ساجد میری بیٹی کو اغوا کر کے لے گیا ہے پولیس بھی ہماری تلاش میں نکل پڑی میں تقریباً پندرہ منٹ کے بعد لاری اڑے پہنچ گیا جہاں پر وہ میرا انتظار کر رہی تھی مجھے اپنے پاس دیکھ کر اس کا چہرہ پر رونق ہو گیا ہم دونوں ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے ہم ایک دوسرے کے آنے سامنے کھڑے باتیں کرتے رہے میرے پیچھے اور ثمنہ کے سامنے اسد صاحب کے آدی گاڑی پر آ رہے تھے اور وہ ہم سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھے ایک آدی نے اپنی ہندو نق اٹھائی اور مجھے مارنے کیلئے میری طرف سیدھی گئی اور میں بے خبر کھڑا باتیں کر رہا تھا کہ اچانک ثمنہ نے دیکھ لیا ادھر سے اس آدی نے ٹریک کر دیا ادھر ثمنہ جو میرے سامنے کھڑی تھی اس نے مجھے زور سے دھکا دیا کہ میں نیچے گر گیا اور وہ گولی جو مجھے مارنے کیلئے چلائی گئی تھی ثمنہ کو جا لگی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی جب ان آدمیوں نے دیکھا کہ گولی میرے بجائے ثمنہ کو لگ گئی ہے تو وہ وہاں سے بھاگ گئے اور اسد صاحب کو فون کر کے بتا دیا کہ گولی ثمنہ کو لگ گئی ہے میں نے اس کو سیدھا کیا اور اٹھانے ہی والا تھا کہ پولیس موقع پر پہنچ گئی انہوں نے مجھ کو گرفتار کر لیا ثمنہ کو ہسپتال داخل کروادیا۔

اسد صاحب جو بہت امیر ترین آدمی تھا انہوں نے میرے خلاف ایف آئی آر درج کروادی کہ اس نے میری بیٹی پر گولی چلائی ہے اور اس کو مارنے کی کوشش کی ہے میں کچھ دن تھانے کی حوالات میں بند رہا اسد صاحب اکثر اوقات تھانے چکر لگاتے اور مجھ پر تشدد کروانے کیلئے

پولیس والوں کو پیسے دیتے تھے یہ تو ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے کہ جس کی لامٹی اس کی جینس پولیس والے مجھ پر بہت تشدد کرتے تھے وہ مجھے اتا مارتے اتا مارتے کہ میں بے ہوش ہو کر بڑا تاس دن ٹمینہ کو ہسپتال سے چھٹی ہوئی اور اسی دن مجھے بھی جیل بھیج دیا گیا تھا پندرہ دن کے بعد میری تاریخ بھی پندرہ دن بعد مجھے جج صاحب کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اس لڑکی کو مارنے کی کوشش کی ہے میں نے کہا نہیں جناب اس پر اسد صاحب کے آدمیوں نے گولی چلائی ہے میں تو ج بول رہا تھا لیکن میں اس بات سے خیر تھا کہ ہمارے ملک میں کوئی بھی جج کی زبان نہیں سنتا۔

خاص کر کوٹ پکھری میں تو چلتا ہی جھوٹ ہے یہاں تو جس کے پاس پیسہ ہے جس کے پاس کرسی ہے سب کچھ انہی کیلئے ہے اگر وہ چاہیں تو جج کو جھوٹ اور جھوٹ کو جج کر سکتے ہیں یہ سب نہ چاہتے ہوئے جج بول رہا تھا لیکن میری کسی نے نہ سنی اور جج صاحب نے 20 دن کے بعد آئے کہہا اور اسد صاحب سے کہا کہ اس تاریخ پر اس لڑکی کو بھی حاضر کیا جائے اس کے بیانات سننے کے بعد ہی ہم کسی نتیجہ پر پہنچیں گے مجھے ٹمینہ پر بہت اعتماد تھا کہ وہ میرے حق میں بیان دے کر مجھے اس قید سے آزاد کرائے گی لیکن اسد صاحب نے اس کو بہت مجبور کر دیا کہ وہ میرے خلاف بیان دے ورنہ وہ مجھ کو جیل میں زہر دے کر مروادیں گے ٹمینہ میری موت کی بات سن کر تڑپ اٹھی اس نے کہا آپ اس کو زندہ رہنے دیں میں اس کے خلاف بیان دوں گی جیسے آپ کہیں گے ویسا ہی کروں گی بس آپ اس کو زندہ رہنے دیں۔

آخر وہ بھی آ گیا جب اسی امیر ترین آدمی کی بیٹی نے جو مجھ سے بہت پیار کرتی تھی جج صاحب کے سامنے روتے ہوئے اور لکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا جج صاحب اس شخص نے مجھ پر گولی چلائی ہے اور مجھے مارنے کی کوشش کی ہے یہ بات سن کر جیسے میرا کچھ منہ کھڑا گیا میں اندر سے تڑپ گیا کہ جس سے میں نے پیار کیا جس کی خاطر میں نے پولیس کی بارداشت کی اسی نے مجھے تڑپ

تڑپ کے مرنے کیلئے چھوڑ دیا ہے مجھے بہت دکھ ہوا ہے فیصلہ سن کر اسد صاحب بہت خوش ہوئے اور ٹمینہ روئے گئی وہ کبھی کیا سیکتی تھی۔

ایک دن میں حوالات میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آفر تمام سزائیں تمام تکلیفیں غریب لوگوں کا ہی مقدر رکھیں ہوتی ہیں امیر گناہ کر کے بھی بے تصور ہوتا ہے غریب بے گناہ ہو کر بھی تصور وار ٹھہرتا ہے مجھے حوالات میں بند ہونے تقریباً چھ ماہ ہو گئے تھے اس دوران میری بوڑھی ماں اور معصوم بہن بھائی جن کو کما کر کھلانے والا میں اکیلا تھا وہ گلیوں کی خاک بن گئے میری ماں جو ہمیشہ میری کامیابی کیلئے دعائیں کرتی تھی جو خود تکلیف برداشت کر کے بھی مجھے راحت دیتی تھی وہ ماں بھی آج مجھ سے ٹھہر گئی کچھ دنوں بعد میری پیاری بی بیمن اور بھائی بھی بیمار کا علاج نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی چار پائی پر دم توڑ گئے ان سب کی موت کی خبر مجھے ایک ماہ بعد ٹی میں اتار دیا کہ آ نکھیں سوچ گئیں اور میری آواز بیٹھ گئی ایک تو میں امیر لوگوں سے محبت کا نتیجہ بھگت رہا تھا میرے لیے یہی دکھ نہ تھا کہ اوپر سے ماں کی موت کا دکھ آپہنچا میں رو سکتا اپنے رب سے دعائیں مانگتا حوالات میں پڑا ہوا ایک دن اسد صاحب حوالات میں آئے اور کہنے لگے دیکھو امیروں سے محبت کا نتیجہ تم ایک جھوپڑی میں پلنے والے تھے کہاں اور میری بیٹی کہاں تم اس قابل نہیں کہ امیروں سے محبت کرو تم ایک غریب آدمی ہو اور اپنی سوچ کو بھی غریب رکھو وہ میرے زخموں پر نمک ڈال کر مجھے غربت کا طعنہ دینا چلے گئے۔

ایک دن اسد صاحب کی گھر پر غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر ٹمینہ میرے پاس حوالات آئی وہ مجھ سے رورو کر معافی مانگنے لگی اور کہنے لگی میں بہت مجبور تھی اگر میں ایسا نہ کرتی تو وہ لوگ آپ کو مروا دیتے ساجد میں تم کو زندہ دیکھ چاہتی ہوں میں تم سے پیار کرتی ہوں میں تمہارے لیے نہیں رہ سکتی اور کہا میں تم کو یہاں سے جلد از جلد نکلوانا گئی تم میرا یقین کر دو میں تمہاری ہوں صرف تمہاری وہ دیکھو دیر مجھ سے باتیں کرتی رہی مجھے تسلیاں دیتی رہی اور

نے کہا کہ چلی گئی ادھر اسد صاحب ٹمینہ کی شادی کے بارے میں سوچ رہے تھے ایک دن اسد صاحب نے اپنے بہت ہی اچھے دوست ایس پی کاشف علی کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ آپ کے بیٹے فیاض احمد سے کرنا چاہتا ہے کاشف صاحب نے کہا اس سے اچھی ہمارے لیے اور کیا بات ہو سکتی ہے مجھ کو اس رشتے پر بہت خوشی ہوئی کچھ دنوں کے بعد اسد صاحب نے کاشف علی اور ان کے بیٹے فیاض احمد کو کھانے پر بلایا اور ٹمینہ سے کہا کہ آج چھ مہمان آرہے ہیں تم تیار ہو جاؤ ٹمینہ نے ان کی بات کا کوئی اثر نہ لیا اور چپ چاپ بیٹھی آسو بہاتی رہی اس کو میرے علاوہ کچھ اچھا نہ لگتا تھا وہ ہر وقت میرے بارے میں سوچتی رہتی تھی شام کو مہمان آ گئے سب لوگ کھانے کی میز پر موجود تھے مگر ان میں ٹمینہ نہیں تھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھی قسمت پر رو رہی تھی ادھر کاشف صاحب نے پوچھا کہ ہماری بیٹی کہاں ہے نظر نہیں آ رہی اسد صاحب نے کہا کہ وہ اپنے کمرے میں ہوگی میں ابھی بلا کر لاتا ہوں جب اسد صاحب اس کے کمرے میں گئے تو وہ رو رہی تھی انہوں نے اسے سخت لہجے میں کہا کہ جلدی سے اپنا حلیہ ٹھیک کر اور باہر آؤ ہم انتظار کر رہے ہیں اس کو ایک تو مجھ سے دوری کا غم تھا اور دوسرا اپنے باپ کے رویے کا بھی بہت افسوس تھا لیکن وہ ابھی منہ پر پانی پھیرا اور کھانے کی میز پر جا بیٹھی سب لوگوں نے کھانا شروع کر دیا وہ بھی آہستہ آہستہ ان کے ساتھ کھانا کھاتی رہی اور دل ہی دل میں روتی رہی کاشف صاحب کھانے سے فارغ ہو کر ٹمینہ سے مخالف ہو کر بولے بیٹا ہم آپ کا رشتہ اپنے بیٹے فیاض کیلئے مانگتے آئے ہیں یہ بات سن کر اس کو بہت غصہ آیا اور اس نے سخت لہجے میں کہا کہ میں صرف ساجد سے شادی کروں گی میں اس گھر میں اس کی امانت ہوں اس کی یہ بات سن کر کاشف صاحب اسد صاحب سے معذرت کر کے چلے گئے اسد صاحب کو ٹمینہ کے اس رویے پر بہت غصہ آیا مگر وہ کبھی کیا سکتے تھے شام کو اسد صاحب ٹمینہ کے کمرے میں گئے اور اسے سمجھاتے رہے بہت پیار کرتے رہے کچھ دنوں کے بعد اسد صاحب کے ایک

دوست کے بیٹے کا مران کا رشتہ آیا مگر ٹمینہ نے اس سے بھی انکار کر دیا اس طرح بہت سے اچھے اچھے اور امیر گھرانوں کے رشتے آئے مگر وہ انکار کرتی رہی اور اسد صاحب کو اپنے دوستوں کے سامنے شرمندگی ہوتی رہی ہر بار ناکامی اور شرمندگی سے تنگ آ کر وہ ہماری محبت کے آگے ہار گئے وہ امیر ترین ہونے کے باوجود مجھے غریب کی محبت کو ختم نہ کر سکے ہماری محبت کے آگے ان کا لیبر ٹیکسٹری جائیداد وغیرہ سب کچھ ناکام ہو گیا اور آخر کار تھک ہار کے اور اپنی ضد کو چھوڑ کے ٹمینہ کے پاس گئے اور اس سے معافی مانگی اور ہماری محبت کو دل و جان سے تسلیم کر لیا اور مجھ کو اپنا بیٹا بنانے کا فیصلہ کر لیا اگلے دن اسد صاحب نے کوٹ جا کر اپنا کیس واپس لے لیا اور مجھے آزاد کروا دیا اور مجھے کہا کہ دو دن بعد آپ کا اور ٹمینہ کا نکاح ہے اسد صاحب کے منہ سے یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور اسد صاحب جو اپنی بیٹی کے نام کے ساتھ میرا نام سننا پسند نہیں کرتے تھے جو ہر وقت مجھ کو مارنے کا منصوبہ بناتے رہتے تھے آج اپنے ہی ہاتھوں سے ہم دونوں کو لاکر ایک ہی صوفے پر بٹھادیا یہ دن ہمارے لیے بہت ہی خوشی کا دن تھا جو برسوں کی مصیبتیں جھیلنے کے بعد آیا تھا آج ہماری خوشی کی انتہا نہ تھی کہ دو چاہنے والے ایک ہو رہے تھے ہماری محبت اور چاہت کو ایک نام مل رہا تھا اور وہ نام بہت ہی انمول نام ہے شوہر اور بیوی کا نام۔

اسد صاحب نے میری اور ٹمینہ کی شادی کرنے کے بعد اپنی تمام جائیداد بنگلہ ٹیکسٹریاں وغیرہ سب کچھ میرے نام کر دیا اور اپنی امیرانہ سوچ کو بدل دیا اپنی عیش و عشرت والی زندگی کو چھوڑ کر سادہ زندگی بسر کرنے لگے وہ ہم دونوں کو خوش دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور ہمیشہ ہماری کامیابی اور خوشیوں کیلئے دعائیں کرتے رہتے۔ شاعر نے خوب کہا ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ جس کو چاہا جائے وہ مقدر میں ہو فراز ضروری یہ ہے کہ اتنا ٹوٹ کے چاہو کہ تقدیر ہی بدل جائے



”میری خطا“

✍ تحریر: راشد لطیف، ملتان

میں یاسر کے آگے رونے لگا مجھے نسرين سے ایک بار ملوا دو یاسر نسرين کے پاس پھر گیا اور ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کی ایک بار میرے دوست سے ملو نسرين نے کہا ٹھیک ہے میری ایک شرط ہو گی کہ تمہارا دوست اس گائٹوں میں پھر کبھی نہیں آئے گا یاسر نے کہا چلو ٹھیک ہے ہماری ملاقات باغ میں ہوئی میں اسے دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور بہت خوش بھی تھا نسرين نے کہا یہاں کیوں آئے ہو مجھے رسیوا کرنے آئے تم جو کوئی بھی ہو میں نے تجھے معاف کیا اور پھر یہاں نہیں آنا میری منگنی ہو چکی ہے اور کچھ دنوں کے بعد میری شادی ہے نسرين کی باتیں سن کر میرا دماغ گھومنے لگا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

دنیا میں پیار کے نام سے کیا کچھ نہیں ہوتا یہ زندگی عجیب کھیل جیتی ہے ایسا ہی کھیل میرے دوست ساجد نے کھلایا ساجد اس وقت جیل میں ہے اس نے مجھے بلایا میں اس سے ملنے گیا وہ مجھے دیکھ کر رونے لگا راشد تم مجھے ٹھیک کہتے تھے کاش میں ایسا نہ کرتا آج مجھے یہ دن نہ دینا پڑتا راشد تم جواب عرض پڑتے ہو یہ میری کہانی جواب عرض تک ضرور پہنچا دینا آگے کی کہانی میرے دوست ساجد کی زبانی۔

میں ماں باپ کا شہزادہ بیٹا تھا ہم دو بھائی اور دو بہنیں تھیں جو میں ضد کرتا وہ پوری ہوتی تھی میری دوستی کچھ برے لڑکوں کے ساتھ تھی اور کھ میرے اچھے دوست بھی ہیں ان میں سے ایک راشد بھی ہے جب میں برا کام کرتا تو راشد مجھے سمجھاتا یا راسخا نہ کیا کرو۔ میرے محلے میں ایک شادی تھی شادی والے گھر پر مہمانوں کا بہت رش تھا دور دور سے مہمان آئے ہوئے

تھے شادی والا گھر ہمارے گھر کے سامنے تھا دوستوں کے ساتھ میں گلی میں کھڑا تھا کچھ لڑکیاں ہمارے قریب سے گزریں میرے دوستوں نے کہا دیکھو کیسا مال سے ساجد ان میں سے ایک بہت حسین بھی جو میرے دل کو بہت اچھی لگی پہلے میں کبھی کسی لڑکی کو غور سے نہیں دیکھتا تھا پہلی بار کسی لڑکی کو اسنے قریب سے دیکھ رہا تھا۔

نہ جانے میرے دماغ کو کیا ہو گیا تھا عجیب عجیب خیال آنے لگے کیا یہ پیار تھا یا شیطانی سوچ تھی میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا میں سیدھا راشد کے پاس چلا گیا اس کو میں نے سب کچھ بتایا راشد کہنے لگا ٹھیک ہے تمہیں پیار ہونے لگا ہے اب تم بدل جاؤ گے پیار کرو پر تم کسی کی عزت خراب نہ کرنا اور اسے دھوکا نہ دینا کتنی عجیب چیز ہے پیار اور میں چلا آیا مجھے ایک پس چین نہیں آ رہا تھا وہ میرے سامنے میں اسے دیکھتا ہی رہوں میں یہ سوچ رہا تھا تو وہی لڑکیاں سامنے سے گزریں میرے منہ سے نکلا ذرہ

جواب عرض

جواب عرض 113 فروری 2013

میری خطا

جواب عرض 113 فروری 2013

ٹھہر جاؤ وہ لڑکیاں رکیں اور غصہ کرنے لگیں اور مڑمڑ کون ہو اور کیوں ہمیں روکا ہے تم ہمیں جانتے نہیں ہو ہم کون ہیں تمہاری ماں بہن کوئی نہیں ہے مجھے نہ جانے ان کی باتیں سن کے کیا ہو گیا تھا۔

میں نے اس حسن والی لڑکی کا ہاتھ پکڑا وہ شور مچانے لگی اور بہت سارے لوگ آگئے جو نہیں ہوتا تھا وہی ہو گیا سب نے مجھے برا بھلا کہا اور سب نے کہا تم بدتمیز ہو بے غیرت لڑکے ہو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ مجھے خود پر بہت غصہ آیا یہ میں نے کیا کیا قارئین مجھے کیا معلوم تھا محبت کیسے کرتے ہیں پھر میں سوچتا رہا کیا وہ لڑکی مجھ سے محبت کرے گی۔

عشق تو اندھا ہوتا ہے نہ جانے میں کیا کیا سوچتا رہا اگلے دن دوست راشد کے پاس گیا میں نے اس کو سب کچھ بتایا راشد نے کہا ساجد پریشان نہ ہو خدا اکرم کرے گا تم جا کے اس لڑکی سے معافی مانگو یا مجھے معلوم نہیں وہ کہاں رہتی ہے چلو میں معلوم کر کے تمہیں بتاؤں گا راشد نے کہا میں پریشان ہو کر گھر چلا آیا سارا دن اس کے خیالوں میں گم رہا اور مجھے پتہ نہ چلا اور رات ہو گئی کیسے مجھے نیند آتی سوچتے سوچتے آخر کار نیند کی دیوی مہربان ہو گئی صبح اٹھ کر راشد کے پاس چلا گیا جب میں وہاں پہنچا تو مجھے دیکھ کر راشد مسکرانے لگا مجھے لگتا ہے ساجد تم پاگل ہو گئے ہو اس نے کہا میں نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے وہ کہاں رہتی ہے ہمارے ساتھ والا گاؤں وہ وہاں رہتی ہے اس کا نام نسرين ہے۔

یہ سن کر میں بہت خوش ہوا میں راشد سے اجازت لے کر اور اس کے گاؤں میں چلا گیا جب میں وہاں پہنچا تو میں نے سوچا اب میں کیسے ملوں اس سے وہاں میرا دوست رہتا تھا میں دوست کے پاس چلا گیا اور اس کو سب کچھ بتایا وہ کہنے لگا دوست میں کچھ کرتا ہوں وہ میرے دوست کے رشتہ دار لگتے تھے اور وہ ان کے گھر گیا نسرين کو اس نے سب کچھ بتایا نسرين غصہ میں آگئی وہ کہنے لگی وہ بدتمیز لڑکا ہے یا سرتم میرے گھر سے چلے جاؤ قارئین میں اپنے دوست کا نام بتاتا بھول گیا جو نسرين کے گاؤں کا

رہنے والا تھا۔

اس کا نام یا سرتم تھا اور نسرين کا کزن تھا اور میرا بہت اچھا دوست تھا یا سرتم میرے کزن نہ ہوتے تو برا سلوک کرتی نسرين نے کہا یا سرتم وہاں سے چلا آیا اور مجھے آکر سب کچھ بتایا میں یا سرتم کے آگے رونے لگا مجھے نسرين سے ایک بار ملا وہ یا سرتم نسرين کے پاس پھر گیا اور ہاتھ جوڑ کر منٹ ساجت کی ایک بار میرے دوست سے ملو نسرين نے کہا ٹھیک ہے میری ایک شرط ہوگی کہ تمہارا دوست اس گاؤں میں پھر بھی نہیں آئے گا یا سرتم نے کہا چلو ٹھیک ہے ہماری ملاقات باغ میں ہوئی میں اسے دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور بہت خوش بھی تھا نسرين نے کہا یہاں کیوں آئے ہو مجھے رسوا کرنے آئے تم جو کوئی بھی ہو میں نے تجھے معاف کیا اور پھر یہاں نہیں آتا میری منگنی ہو چکی ہے اور کچھ دنوں کے بعد میری شادی ہے نسرين کی باتیں سن کر میرا دماغ گھومنے لگا۔

میں نے نسرين کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا میں آج تک کسی کے پیار نہیں کیا نہ مجھے کوئی پسند آیا ہے دیکھو میرا دل نہ تو بدتمیز ہے بغیر میں مر جاؤں گا اس نے میری ایک نہ سنی اور کہا اب تم جاؤ میں نے کہا نسرين میری بات کان کھول کر سن لو تم میری نہیں ہو گئی تو میں کسی اور کا نہیں بنے دوں گا تو سوچ بھی نہیں سکتی میں کیا کچھ کر سکتا ہوں میں نے کچھ اس طرح کہا۔

عشق جنت بھی ہے عشق جہنم بھی ہے
عشق آسان بھی ہے عشق مشکل بھی ہے
عشق پاگل کرے عشق بے گھر کرے
عشق بے درد کرے عشق زندگی بھی ہے
عشق موت بھی ہے عشق ہنساتا بھی ہے
عشق رلاتا بھی ہے عشق مجبوری بھی ہے
عشق معذوری بھی ہے عشق سوچ کر کرنا
عشق بڑا ظالم بھی ہے

میں نے کہا نسرين اچھا چلتا ہوں میری بات یاد رکھنا میں کچھ بھی کر سکتا ہوں نسرين نے کہا میری منگنی نہ ہوتی تو شاید تم سے پیار کرتی خدا کے لیے تم مجھے بھول جاؤ

میں تمہاری نہیں ہو سکتی مجھے دنیا میں رسوا مت کرنا میں ایک شریف لڑکی ہوں اگر تم مجھے چاہا کرتے ہو تو میری خوشی کو اپنی خوشی سمجھو اور خدا کے لیے بھی میرا نام اپنی زبان پر نہ آنے دینا مجھے یقین ہے تم ایسا کر دو گے۔
اب میں چلتی ہوں اور دیکھو ساجد تم کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کر لو میں نے کہا نسرين میں یتیم سے محبت کی ہے تجھے اپنا بنائے کہ رہوں گا دیکھو میں بہت ضدی ہوں جو بات میں کرتا ہوں وہ پوری کرتا ہوں ساجد میں پھر بھی تمہیں کہتی ہوں مجھے رسوا مت کرنا چلو میں اب چلتی ہوں خدا حافظ۔

وہ چلی گئی میں اسے دیکھتا رہا میری صرف ایک بل کی محبت تھی جو تم ہو گئی میں گھر چلا آیا گھر آتے ہی مجھے بخار ہو گیا اور راشد میرے گھر آیا میرا پتہ لینے کیلئے میں نے راشد کو نسرين کی سب باتیں بتائیں راشد نے کہا جو خدا کرتا ہے وہ ٹھیک کرتا ہے چلو نسرين نے تجھے معاف تو کر دیا راشد چلا گیا میں بیٹھ کر سوچتا رہا اب میں کیا کروں ان ہی سوچوں میں دن گزرتے گئے اور مجھے پتہ نہ لگا ایک دن یا سرتم کا فون آ گیا ساجد کل نسرين کی شادی ہے میرا دماغ گھومنے لگا میری کچھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں میں پاگل ہوتا جا رہا تھا آخر کار میں اس سوچ پر پہنچا کہ کل میں وہاں ضرور جاؤں گا اور نسرين کو آخری بار دہن کے روپ میں دیکھوں گا میں یا سرتم کا فون آ گیا کل میں آپ کے پاس آ رہا ہوں یا سرتم نے کہا چلو ٹھیک ہے کل میں یا سرتم کے پاس پہنچ گیا اس نے بتایا نسرين نے مجھے کہا تھا کہ تیرا دوست بہت اچھا ہے میری منگنی نہ ہوئی ہوتی تو میں ضرور تیرے دوست سے محبت کرتی۔ اور شادی بھی کرتی اسے کہنا خدا کے لیے نسرين کو معاف کر دینا یا سرتم نے کہا آؤ چلیں شادی والے گھر جب ہم وہاں پہنچے تو یا سرتم نے کہا آؤ تمہیں دہن والے کمرے میں لے چلوں ابھی ہم چلنے کی تیاری کر رہے تھے تو وہ دہن کو باہر لے کر آ رہے تھے جب میرے سامنے نسرين آئی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

میں کیا سوچ کے گیا تھا اور کیا ہو گیا میری سوچ تھی

کہ میں نسرين کے سامنے خود کو ختم کر لوں لیکن ایسا نہ ہوا میری سوچ بدل گئی میرے دماغ میں اندھیرا ہو گیا میں نے جب سے پہل نکالا اور نسرين کو گولی ماری میں خود کو گولی مارنے لگا کچھ آدمیوں نے آ کر مجھے پکڑ لیا۔ قارئین یہ بھی میرے دوست ساجد کی کہانی تمام قارئین سے گزارش ہے کہ نسرين کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ نسرين کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔
آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔



نعت رسول مقبولؐ

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں دھل کے آ
یہ کوچہ حبیب ہے پلکوں سے چل کے آ
امت کے اولیا بھی ادب سے ہیں دم بخود
یہ بارگاہِ سرور دین ہے سنبھل کے آ
آتا ہے تو جو شہر رسالت تاب میں
حرص و ہوا کے دام سے باہر نکل کے آ
ماو عرب کے آگے تیری بات کیا بنے
اے ماہتاب روپ نہ ہر شب بدل کے آ
سوز و تشنہ خن میں اگر چاہتا ہے تو
عشق نبیؐ کی آگ سے مریمز پتھل کے آ
(مریمز بشیر گوندل، گوجرہ)

میری ماں

تپتی	دھوپ	کے	شعلوں	میں
کالی	رات	کی	گھٹاؤں	میں
میری	ماں	میرا	سہارا	ہے
ڈوبتے	سمندر	کے	ساحل	جیسے
میری	ماں	میرا	کنارا	ہے
دنیا	کی	بے	موج	ہواؤں
میری	ماں	کا	وجود	گوارہ

(عبادت کاظمی، ڈیرہ اسماعیل خان)

”دور استے“

✍ تحریر: محمد شہباز گل، گوجرانوالہ

آپ ایک بچے کے باپ ہو جس نے زندگی کا ہر پل آپ کی یاد میں اور آپ کے ساتھ گزارنے کا سوچا مگر آپ نے یہ کیا کیا میں نے کبھی آپ کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچا نہیں اور آپ شادی کی بات کر رہے ہو میں اپنی زندگی آپ کے قدموں میں گزارنا چاہتی ہوں اور آپ مجھ کو اپنے قدموں سے ہٹا رہے ہو میں یہ سب باتیں بول رہی تھی اور وہ چپ چاپ سن رہا تھا جواب دو وقاص یہ جو چار سال تھے کیا تھے میری باتوں کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور بولا کہ تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا پھر طلاق لینا چاہتی ہو؟ اف خدایا میں نے کتنی بڑی بھول کر دی جس کی خاطر میں نے اپنے ماں باپ کو ٹھکرا دیا ہر چیز کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اپنی ذات کو بھی بھول گئی وہ آج زندگی کے چوراہے پر لا کر ایسا کرے گا میں نے تو کبھی سہنے میں بھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی اس طرح توٹ کر بکھر جائے گی وہ محبت کا پیکر آج میری محبت سے سودا کرے گا افسوس ہے اپنی بے بسی پر کہ مجھ کو دھوکے میں رکھا اور میری زندگی سے کھیلتا رہا اس نے اپنے بات ہونے کو بھی نہ دیکھا کہ میری بیٹی کا کیا ہو گا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

وہ مجھ سے محبت تو کرتا تھا پر نہ جانے کیوں میری محبت میں کون سی کی آگئی جو وہ دوسری شادی کے بارے میں سوچنے لگا اور محبت کا دعویٰ کرنے لگا لیکن پھر بھی میں اس کا ساتھ جانتی ہوں کیونکہ وہ میری محبت ہے اور میں اپنی محبت کو کھوتا نہیں چاہتی کسی نہیں۔

زندگی بھی نہ جانے کس موڑ پہ لا کر کھڑا کر دیتی ہے کہ ہر فیصلہ کرتا بہت مشکل ہو جاتا ہے کچھ لوگ اپنی محبت کے لیے روتے ہیں کچھ لوگ اپنی قسمت یہ روتے ہیں تو کچھ لوگ اپنے مقدر پہ مگر میں کیسے روؤں کچھ سمجھ نہیں آتا میں آپ کو بتاتا چلوں میرا نام محمد شہباز گل ہے یہ کہانی میری ایک جاننے والی کی ہے جو کہ جواب عرض پڑھتی ہے

جواب عرض

جواب عرض 116 فروری 2013

دور استے



پاگلوں جیسی بنیائیتی اور کہتی کہ اگر تم نبل سکے تو میں خود کو مٹا دوں گی ہر چیز کو آگ لگا دوں گی مگر گھر والے مان گئے اور پھر ہماری شادی ہو گئی ہم دونوں بڑے خوش تھے خوش بھی کیوں نہ ہوتے زندگی میں جس چیز کو شدت سے چاہا اس کو پالنا وقاص کو پا کر جیسے میری قیمت اور بڑھ گئی دنیا کا سب سے قیمتی سرمایہ محبت جو میرے ساتھ تھی اب تو ہر رات چاند رات پر موسم بہار کا موسم لگتا تھا میں اپنی محبت کو لے کر اپنی خوشی تھی کہ دنیا میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتی تھی کہ لوگ اپنی محبت میں مر مٹ جاتے ہیں پر محبت کو حاصل کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں پر میں نے محبت کی اور اس کو حاصل بھی کیا زمانے کی ہر چیز میں مجھ کو پیار نظر آنے لگا وقاص کے قرب کو پا کر میں تو اس جہان اس دنیا اس زمانے کو بھی بھول گئی تھی ہر وقت بس وقاص کے خیالوں میں کھوئے رہتا میری زندگی کا مقصد ہو جیسے ہر چیز مجھ پر مہر بان تھی پھر اک سال بعد اللہ نے ہمیں اک چاندی بنی دی اور پھر میرے دل میں وقاص کے لیے اور بھی محبت بڑھ گئی وہ میرا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا دنیا جہاں کی خوشیاں میری قدموں میں تھیں اس قدر دنیا کو بھول گئی تھی کہ اپنے سائے سے بھی وقاص کی باتیں کرتی تھی مگر نہ جانے کیوں وہ کبھی کبھی اس لڑکی سے بات کرتا تھا جو کہ ہماری رشتہ دار تھی تو مجھ کو تو وقاص پہ یقین تھا مگر لڑکی کا کیسے کرتی تو میں وقاص کو کہتی کہ آپ کا اس لڑکی سے بات کرنا مجھ کو اچھا نہیں لگتا تو وقاص کہتا میری جان وہ تو میری کزن ہے بھلا آپ کو کیا پر اہم ہے میں تو صرف اپنی جان کا ہوں اور میں تھی کہ ہر بات بھول جاتی کہتے ہیں محبت اک خوبصورت دریا ہے جو اپنے ساتھ ہزاروں خوشیاں خواب لیے بہتا ہے اور میں تو اس کی گہرائی سے بھی آنکھیں چلی تھی میں نے اپنی ہر سانس میں اپنے شوہر کو پرویا تھا میری صبح میری شام بس وقاص کے نام میں تو اک بل کی بھی دوری برداشت نہیں کرتی تھی کہ میرا وقاص مجھ سے دور ہو اور وہ بھی مجھ سے بے پناہ پیار کرتا تھا مگر اس نے ایسا کیوں کیا یہ آج تک میں نہیں جان پائی جب وقاص گھر ہوتے تو میں ہر بل ان کو

اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتی اور جب وہ کام پر چلے جاتے تو اپنی پیاری سی بیٹی کو پیار کرتی زندگی کا یہ مسلسل انی طرح چل رہا تھا اور وہی وعدے جو وقاص نے میرے ساتھ کیے تھے وہ کسی اور کے ساتھ بھی ہو رہے تھے لیکن میں نے خبر نہ لی دیکھتے دیکھتے ان کی محبت بہت زور پکڑ گئی اب مجھ کو لگا جیسے وقاص کا رخ مجھ سے کچھ ہٹ گیا ہے اور میں یہ بات وقاص کو کبھی بھی نہ کہتی کہ آپ آج کل پریشان رہتے ہیں وہ کام کا بہانہ بنا کر مجھ سے جان بچا لیتے مگر مجھے کچھ کچھ گھبراہٹ ہونے لگی کہ کچھ تو ہے جو میری جان مجھ سے چھپا رہی ہے۔

خیر ایک دن میں نے وقاص کو فون پر بات کرتے دیکھ لیا وہ کچھ شادی وغیرہ کی بات کر رہا تھا مجھ کو دیکھا تو فون بند کر دیا آج مجھے لگا کہ شاید میری محبت میں کوئی کمی تھی جو وقاص میری مصوم محبت سے کھلتا رہا مگر وہ ایسا تو نہیں تھا پھر کیوں میں نے وقاص کے قدموں میں گر کر کہا تو وہ چپ رہا آج تو جیسے زندگی اور سانس مجھ پر بوجھ لگ رہی تھی زندگی اک ایسے چراغ کی مانند بن گئی جس کو لوگ اپنے مطلب کے لیے جلاتے اور بجھاتے ہیں کیا محبت میں بھی ایسا ہوتا ہے میں نے تو ہر چیز کو بھلا دیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی مگر مجھ کو کیا ملا شام کو جب وقاص گھر آیا تو میں نے کہا کہ جان مجھ کو بتا دو کہ کیا بات ہے تاکہ میرا میری محبت پر جو غرور تھا وہ ٹوٹ جائے تو آخر وقاص بول پڑا کہ میں اپنی کزن سے محبت کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں اس نے یہ بات بولی اور میری ساری خوشیاں اداسیوں میں بدل گئیں ہر اک چیز مجھ کو بے وفا سی لگی کہ جس کو میں نے اپنی ذات سے بڑھ کر چاہا وہ آج کسی اور سے محبت کر رہا ہے تو میں نے کہا وقاص مجھ کو اک بات کا جواب دو جو مجھ سے تم نے کی وہ کیا تھی کیا وہ محبت تھی؟

آپ ایک بچے کے باپ ہو جس نے زندگی کا ہر بل آپ کی یاد میں اور آپ کے ساتھ گزارنے کا سوچا مگر آپ نے یہ کیا کیا میں نے کبھی آپ کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچا نہیں اور آپ شادی کی بات

کر رہے ہو میں اپنی زندگی آپ کے قدموں میں گزارنا چاہتی ہوں اور آپ مجھ کو اپنے قدموں سے ہٹا رہے ہو میں یہ سب باتیں بول رہی تھی اور وہ چپ چاپ سن رہا تھا جواب دو وقاص یہ جو چار سال تھے کیا تھے میری باتوں کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور بولا کہ تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا پھر طلاق لینا چاہتی ہو؟ اف خدایا میں نے کتنی بڑی بھول کر دی جس کی خاطر میں نے اپنے ماں باپ کو ٹھکرا دیا ہر چیز کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اپنی ذات کو بھی بھول گئی وہ آج زندگی کے چوراہے پر لا کر ایسا کرے گا میں نے تو کبھی پنے میں بھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی اس طرح ٹوٹ کر ٹکڑے ہو جائے گی وہ محبت کا پیکر آج میری محبت سے سودا کرے گا افسوس ہے اپنی بے بسی پر کہ مجھ کو دھوکے میں رکھا اور میری زندگی سے کھیتا رہا اس نے اپنے بات ہونے کو بھی نہ دیکھا کہ میری بیٹی کا کیا ہوگا۔

میں ہر طرح سے روٹی تڑپی کہ وقاص ایسا مت کر دو آخر تم ایک باپ ہو ایک شوہر بھی ہو تم کیا کر رہے ہو گریہ نہیں اسے کیا ہو گیا تھا جب میری محبت اپنا دم توڑ گئی اور میری ساری کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں تو میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی وہ ہی ماں باپ جن کو میں سالوں پہلے ٹھکرا کر آئی تھی ایک ایسے شخص کی خاطر جو آج مجھ سے اپنا رخ موڑ گیا میں اور میری بیٹی اپنی ای ابو کے گھر آئے شاید مجھ کو اپنے ماں باپ کو ستانے کی سزا مل رہی تھی میں ای ابو کے قدموں میں گر پڑی اور رورو کر اپنی غلطی کی معافی مانگی تو ای نے پوچھا کہ ہوا کیا ہے کیا بتاتی کہ جس کو چاہا جس کی محبت پہ یقین تھا آج وہ میرا ساتھ چھوڑ رہا ہے ساری بات گھر والوں کو بتائی اب گھر والے کیا کر سکتے تھے سوائے افسوس کرنے کے پاں یہ بات سچ ہے کہ زندگی میں ہر چیز بے وفا ہو سکتی ہے مگر ماں باپ نہیں میں ٹوٹ کر کبھی بھی پر میرے ماں باپ نے مجھے سہارا دیا کہ اللہ خیر کرے گا اب تمہارا کیا خیال ہے مگر میں تھی کہ اب بھی وقاص کو کھونا نہیں چاہتی تھی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ان سے اک بل میں کیا چھڑ جائیں ہم جن کو ملنے میں شاید زمانے لگے ہیں میں تو اب بھی اسے کھونا نہیں چاہتی تھی میں تو بس اس کے نام سے منسوب رہنا چاہتی تھی گھر والوں نے کہا کہ تم طلاق لے لو مگر میں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہتی تھی لاکھ کوشش کے باوجود میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں وقاص کے ساتھ ہی رہوں گی اور چاہے وہ دوسری شادی کر لے میں کسی صورت بھی اسے کھونا نہیں چاہتی اور آج میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے میں وقاص کے قدموں میں ہی مروں گی بس! پتہ نہیں کیوں ہم جس چیز کو چاہتے ہیں اس کے مل جانے کے نشے میں کیوں کھو جاتے ہیں کہ دنیا جہاں سے بے خبر ہو جاتے ہیں اپنے دکھ کم کرنے کی کوشش کرتی ہوں مگر یہ دکھ ہے کہ اور بڑھ جاتے ہیں ایسا لگتا ہے جیسے ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے نہ جانے کیوں آج مجھ کو میری محبت ہی مجھ اندر سے کھائے جا رہی ہے اور میں کمزور ہوئی جا رہی ہوں ایک بار پھر سے میں نے ہر چیز کو ٹھکرا کر فیصلہ کیا پتہ نہیں اب کیا ہوگا میں نے تو زندگی میں ایک بار محبت کیا اور آج بھی اس کو نبھا رہی ہوں نہ جانے لوگ محبت کو کیا سمجھتے ہیں جو ہر ایک نیا چہرہ دیکھا اس سے محبت کا اظہار کر لیا اصل میں محبت اپنا وجود کھو چکی ہے انسان میں صرف لالچ اور مکاری ہے ہر چیز کھو کھلی ہو گئی ہے رشتوں کی پہچان ختم ہو گئی ہے لوگ بس زندگیوں سے کھیلنے ہیں دلوں کو کھلونا سمجھتے ہیں پتہ نہیں کیوں انسان ایسا کرتا ہے شاید اپنی ذات کے لیے یا اپنی انا کے لیے میری درخواست ہے ان پیار کرنے والوں سے جو کسی کو پیار تو کرتے ہیں خدایا اس پیار کو آخر سانس تک نبھائے ایک بار جس کا ہاتھ تھام لے تو تا قیامت نہ چھوڑے آپ سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کریں اس بار میں اپنی محبت کو جیت جاؤں اور اس فیصلہ سے مجھ کو بچتا نہ پڑے اللہ تعالیٰ ہر کسی کی محبت کو نظر بد سے بچائے۔ آمین میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔



”بکھری بکھری سی ہے زندگی“

✍ تحریر: مجید احمد جانی، ملتان

رات ارمانوں کی نظر ہو گئی اس نے جو کھنا تھا جو کرنا تھا کر لیا صبح ولیمہ تھا اس نے چند دوستوں کو مدعو کیا تھا اس کی دوسری بیوی کو کچھ علم نہ تھا وہ مجھے دور ایک محل میں لے آیا تھا جہاں صرف اور صرف میں مقیم تھی اس کے کسی رشتے دار کو علم نہ تھا ولیمہ والے دن وہ یہ کہہ کر گیا کہ جان تم آرام کرو میں دوستوں کے ساتھ جا رہا ہوں شام تک واپس لوٹ اٹوں گا میرا والد بھی واپس چلا گیا میں تنہا چار دیواری میں قید تھی کوی میرا ساتھی نہ تھا لے پل میں بدلتے رہے منٹ گھنٹوں میں تبدیل ہوتے گئے صبح سے دوپہر، دوپہر سے شام کے سائے ڈھلنے لگے ہر طرف اندھیرا چھانے لگا ساتھ ساتھ میری زندگی بھی تاریکی میں ڈوبتی گئی ایک ایک لمحہ اذیت بنتا گیا بے رحم وقت دوڑتا رہا انتظار کی سولی پر لٹکی رہی رات گزرتی رہی ایک رات گزر گئی دن گزر گیا وہ نہ آیا اسی طرح اٹھ دن بیت گئے میری زندگی کامالک جسے میں اپنا مقدر اپنا سب کچھ سمجھ چکی تھی مجھے عذابوں میں مبتلا کر کے دور کھپیں جا چکا تھا میں ڈر گئی میرا ایک ایک لمحہ اذیت بنا ہوا تھا تنہائی مجھے ڈسنے لگی تھی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں لمحہ لمحہ مرتی رہی تنہائی کی ناگن دستی رہی اسمان بھی میری بے بسی پر ہنستا رہا گھر کی دیواریں میرا مذاق اڑاتی رہیں نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا ہوش اپنے آپ کو کوستی رہی مقدر سے شکوے ہوتے رہے انسو گرتے رہے میں غموں میں نہاتی رہی دنیا کے لوگوں کو کیا خبر اس محل میں کوئی زندگی کتنی تڑپ رہی ہے کتنی سسک رہی ہے غموں کی وادی میں ڈوبتی رہی بالآخر اٹھویں دن شام کے سائے ڈھل چکے تھے سورج اپنی تمازت سمیٹ چکا تھا اندھیرا چھانے والا تھا کہ میری زندگی کا مالک میرے حسن کا مالک آگیا میں رونے لگی انسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے زندگی میرا مذاق اڑا رہی تھی میں مورتی بنی کھڑی رہی اس نے مجھے بانہوں میں بھر لیا۔ (درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

عید الفطر کی چٹھیاں گزارنے کے بعد میں واپس لاہور آ رہا تھا لوکل گاڑی سے وہاڑی چوک پہنچا وہاں سے لاہور کے لیے علی ایکسپریس کا انتخاب کیا میں وقت سے پہلے پہنچ چکا تھا انتظار گاہ میں جواب عرض کا مطالعہ کرتا رہا آخر کار گاڑی کا ناٹم ہوا اور میں اپنا بیگ ان کے حوالے کرنے کے بعد اپنی سیٹ پر آ بیٹھا رات کے 9 بجتے والے تھے میں اپنی سیٹ پر گرم پیمنا زندگی کا جائزہ لے رہا تھا یادوں کا دین ایمان نہیں ہوتا کب اور کہاں آ جائیں

جواب عرض

جواب عرض 120 فروری 2013

بکھری بکھری سی ہے زندگی

جواب عرض 121 فروری 2013

دوستوں سے ایس ایم ایس کے ذریعے باتوں کا سلسلہ جاری تھا اسی دوران میں نے ایک ایس ایم ایس اپنی پیاری دوست کو کیا جو جواب عرض کی بہت اچھی رائٹر اور شاعرہ بھی جواب عرض کے ہر کونے میں ان کا نام سجا ہوتا ہے انہوں نے جواب عرض میں جب شمولیت اختیار کی میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا چار سال بستر مرگ پر گزر گئے اور اس دوران انہوں نے بہت نام کیا ان کی تحریروں شاعری جواب عرض کے قارئین نے بہت پسند کی۔ لیکن کسی کو کیا خبر کہ لوگوں کو ہنسانے والی یہ شخصیت اندر سے کتنی ٹوٹ چکی ہے اس نے اپنے اندر کتنے درد و غم چھپائے ہوئے ہیں غموں کی آگ انسان کو جلا کر رکھ دیتی ہے افراتفری کے دور میں کسی کے پاس اتنا وقت بھی نہیں کہ کسی کو دو بول محبت کے کہہ سکے چہرے چہرے بدلتے لوگ کیا جانے محبتوں کے رشتے کیسے ہوتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ کسی نے یہ جاننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی لوگ صرف لفظوں سے محبت کرتے ہیں شہرت سے محبت کرتے ہیں دولت سے محبت کرتے ہیں حسن کے پجاری جسموں سے کھیلنے والے کیا جانیں دل کیا ہوتا ہے کاش کوئی اندر کے دکھ بھی بانٹ لیتا بہت کم لوگ دنیا میں ایسے ملتے ہیں جو کسی کے درد کو محسوس کرتے ہیں ایک شام میں دنیا کے ہر دھڑکی انسان سے اس کے غم دکھ خرید کر خوشیاں مفت میں دے دیتا پھول پیش کر کے کائنات خرید لیتا کاش میں کسی کے کام آسکتا۔

میری پیاری دوست آپ کا ہر غم میرا غم ہے زندگی کے کسی بل کی لکھ کسی موڑ پر میری ضرورت پڑے تو صرف ایک مس کال یا ایس ایم ایس کر دیتا۔ یہ تو ناہوا، بکھرا ہوا، زخموں سے چور چور، زمانے کا ستایا ہوا محبت کا پجاری وفا نبھانے والا آپ کا منتظر ہو گا آپ میرے دکھ درد جاننا چاہتی ہوں ان ضرورت زندگی نے ساتھ دیا تو شیراز کروں گا۔ ہاں تو میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں اس عظیم ہستی نے ہمیں اس قابل سمجھا کہ میرے ایک لفظ سے انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا۔ بابا گشت میں میری اسٹوری کڑوے بادام کے نام سے شائع ہوئی اور کالم آئینہ روبرو

میں میرا رابطہ نمبر بھی شائع ہوا تو اس محبت کرنے والی ہستی نے رابطہ کیا ایس ایم ایس کے ذریعے ایک دوسرے کا تعارف ہوا۔ سڈھے والے دن میں نے درخواست کی کہ میں آپ کو کال کرنا چاہتا ہوں اجازت ہو تو کیونکہ میں ہر کسی کی مجبور یاں سمجھتا ہوں مجھے فوراً ایس ایم ایس ملا کہ لیں کال ایس ایم ایس ملتے ہی میں نے کال کی رکی سلام دعا کے بعد میں نے نام پوچھا تو انہوں نے جواب دیا جس کے بارے میں آپ نے جواب عرض میں لکھا تھا بات جاری رکھتے ہوئے جواب دیا نہیں مجھے آپ سے سنا ہے تو انہوں نے اپنا پیارا نام بتا دیا کاش ناموں کی طرح زندگی بھی حسین ہوتی اتنا پیارا نام اور زندگی میں دکھوں کے طوفان میرے روئے گئے بیڑو جاتے ہیں۔ شاید زندگی ہے بھی مرمے کے جینے جانے کا نام اسی طرح ہمارا بھی بکھار ایس ایم ایس کے ذریعے رابطہ ہو جاتا لیکن مصروفیات کی وجہ سے بات نہیں ہو پاتی تھی میری طرح ان کی زندگی بھی دکھوں کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی وہ بھی زخموں سے چور چور تھی اسے بھی اپنوں نے دکھ دیئے انہوں نے جینا عذاب بنا دیا اپنوں نے برباد کیا انہوں نے زندگی کی کسی سمندر بھنور میں لاکھڑی کی تھی میری طرح وہ بھی خون کے آنسو روتی تھی وہ بھی زندگی سے خفا تھی میں بھی زندگی سے بیزار تھا میں چاہتا تھا کہ کال کر کے ایک دوسرے کے حال و احوال معلوم کیے جائیں لیکن بے رحم وقت نے ایسا نہیں ہونے دیا کبھی بکھار ایک دو منٹ کی کال وہ بھی مجبور یوں کی نظر ہو جاتی تھی خیر اس دن میں ملتان سے لاہور جا رہا تھا تو انہوں نے مجھے اپنی زندگی کے حالات بتائے ان دنوں وہ ہستی خانیوال اپنے کسی رشتے دار کے پاس آئی ہوئی تھی میں خانیوال پہنچا تو ان کی یادداشت اختیار کر لی اور یوں ایس ایم ایس کے ذریعے رابطہ شروع ہو گئے پھر جو انہوں نے داستان بتائی یقین کر سں ان کے ساتھ ساتھ میرے بھی آنسو جاری تھے زندگی کسی کے ساتھ ایسا مذاق بھی کرتی ہے انسان بھولوں کی نگرانی میں رہنا چاہتا ہے لیکن کائناتوں سے دامن بھر جاتا ہے انسان خوش رہنا چاہتا ہے لیکن بے درد زمانہ دکھوں کی نگرانی میں ڈھکیل دیتا

جواب عرض

کسی کے ارمانوں کا جذبات کا خون کر کے کیا حاصل ہوتا ہے ان لوگوں کو۔ اپنے مقاصد کیلئے کسی کی زندگی یوں بچر بنا دیتے ہیں یہ سوچتے ہوئے جسم کا رول روں کا پٹھتا ہے اس دن انہوں نے کال کی تھی اسی دوران کا پٹھتا تھا مجھے میں محسوس کر سکتا تھا کہ میری پیاری دوست رو رہی تھی روہانی آواز نے مجھے بے چین کر دیا۔ میرا بھی دامن آنسوؤں کے سیلاب سے تر ہوتا گیا کبھی سفر خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے میں نے خوب دل کا بوجھ ہلکا کیا میں کال کرنا چاہتا لیکن سفر میں ایسا ممکن نہیں تھا دو منٹ کے بعد رابطہ منقطع ہو گیا پھر ایس ایم ایس کے ذریعے گفتگو شروع ہوئی تو مجھے یہ بھی نہ چلا کہ مجھنے کا سفر ختم ہو گیا۔ آئیے اس عظیم ہستی کی زندگی کے شیب و فراز پر نظر ڈالتے ہیں جو مجھے ایس ایم ایس کے ذریعے موصول ہوئی اور میں لفظوں کی مالا پہنانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

دوست میں اپنی اجڑی بکھری بکھری سی زندگی کی داستان کہاں سے شروع کروں کوئی لمحہ ایسا نہیں جہاں پھول بکھرے ہوں ہر کسی نے مجھے برباد کیا مجھے زخموں کی مالا پہنا دی میری زندگی دکھوں کے سمندر میں ڈوب گئی میرا حسن میری خوبصورت میری بربادی کا باعث بنا کاش میں خوبصورت نہ ہوتی تو آج تن تنہا نہ ہوتی۔ سسک سسک کر جینے سے بہتر ہے موت کی آغوش میں چلی جاتی لوگ میرے اپنے، میرے چاہنے والے میری زندگی برباد نہ کرتے میری مین بنیں اور دو بھائی ہیں میں ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوں اپنی بچپن کیسے گزرا کچھ معلوم نہیں اتنا یاد ہے کہ بچپن کے دن بہت حسین تھے اس وقت تو جی بھر کے روئے تھی اب تو وہاں بھی بدنامی کا باعث ہوتا ہے مجھے تنہائی میں تو اپنا دامن نمکین پانی سے تر ہوتا ہے آج کوئی میرا اپنا نہیں ہے جسے میں حال دل بتا سکتی گھر میں میرا دوسرا نمبر تھا بھی مجھے پیار کرتے تھے غموں سے نا آشنا تھی خوشیوں کے میلے تھے میرے ابو کی کافی زمینیں تھیں میرے ابو کا ایک دوست تھا جو کانی زمیندار تھا اور ہمارے مقابلے میں اس کی جائیداد بہت زیادہ تھی ابو اور اس کی

دوستی لاکھوں میں ایک تھی ان کا اٹھنا بیٹھنا اکٹھے ہوتا تھا جب کبھی وہ ہمارے گھر آتے مجھے اپنی گود میں لے لیتے تھے اور بہت پیار کرتے تھے اسی طرح زندگی کا گھوڑا خوش فر رہا دن رات میں بدلتے رہے اور رات دن میں تبدیل ہوتی رہی۔

جب تھوڑی سمجھ بوجھ آئی تو مجھے اسکول میں داخل کر دیا گیا میں صبح سویرے اسکول جاتی اور دوپہر کے سائے ڈھلتے گھر لوٹ آتی سہیلیاں مجھ سے مذاق کرتی رہتی تھیں ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے زندگی خوبصورت گز رہی تھی سہیلیاں میرے حسن کی داد دیتی تھیں اللہ تعالیٰ نے مجھے لاکھوں میں ایک بنایا تھا خوبصورت مین نقش کسی قسم کی کمی نہیں تھی قدرت والے نے بھی ترنعتوں سے نوازا تھا زندگی اوٹے پٹے راستوں پر چلتی رہی اور میں بچپن سے جوانی میں داخل ہوئی تمام تر خوبیاں مجھ میں پنہاں تھیں مسکراتی زندگی سہیلیوں کی دوستی نے چار چاند لگا دیئے تھے سب کچھ ٹھیک چل رہی تھی کہ اچانک زندگی نے رخ تبدیل کیا اور ایسا طوفان آیا کہ میرا سب کچھ بہہ گیا میری مسکرائیں غائب ہو گئیں خوشیاں روٹھ گئیں غموں نے قبضہ جمایا لبوں پر قفل لگ گئے اور میں ایسی اجڑی کہ موت کی تمنا کرنے لگی میرے احساسات، جذبات، خواہشات میرے ارمانوں کا خون کیا گیا میرے بھی خواب ریت کی دیوار ثابت ہوئے سب کچھ بکھر گیا میری زندگی کا تاج کل پل بھر میں ریزہ ریزہ ہو گیا باقی بچا تو صرف اور صرف بے نام سی زندگی جس میں سوائے آہوں سسکیوں، غموں آنسوؤں دردناک عذاب کے کچھ بھی نہیں میں جینا چاہتی تھی لیکن زندگی نے موت کے دامن میں بٹھا دیا میری بھی سہیلیاں روٹھ گئیں میری گڑیاں چھوٹ گئیں اب سوائے غموں کے سیلاب، زخموں سے چور چور درد میں ڈوبا دل اور بے رحم زمانے کے ستموں کے کچھ بھی نہیں۔

ہوا یوں کہ میرے ابو کے دوست کے ہاتھ دعوت تھی جو انہوں نے لکھن جیتنے کی خوشی میں کی تھی ہم بھی گھر والے وہاں گئے جہاں سے میری بربادی شروع ہوئی

جواب عرض

بکھری بکھری سی ہے زندگی

بکھری بکھری سی ہے زندگی

کاش وہ دن میری زندگی میں نہ آتا میں حویلی میں عورتوں کے جھرمٹ میں موجود بھی میرے ابو کا دوست آیا میری اسی اور میں پردہ کرتی تھیں آج تک کسی نے مجھے بے پردہ نہیں دیکھا تھا میں اسکول میں نقاب سے جاتی تھی اس منہوں دن کو میں منہ ہاتھ دھوئیے بعد اسی کے پاس جاری تھی راستے میں میرے ابو کے دوست کا آنا سامنا ہو گیا جوانی کی دلہیز میں قدم رکھتے ہوئے پہلی مرتبہ اس نے مجھے بے پردہ دیکھا تھا میں جلدی سے گزرتی ہوئی اسی کے پاس جا پہنچی وہ شخص جسے میں اپنے والد کی جگہ دیتی تھی میرے دل میں وہی مقام تھا جو میرے دل میں میرے ابو کا تھا پھر کیا ہوا دعوت ختم ہوئی ہم بھی گھر آ گئے وہ شخص اسی دن سے میرا دیوانہ ہو گیا مجھے حاصل کرنے کے طریقے ڈھونڈتا رہا اور میں نادان بے خبر اپنی زندگی میں گم سم تھی مجھے حاصل کر نیکی لیے اس نے میرے ابو کو لپیٹا تھا میں لیا اور میرا ابو اسی کا غلام ہو گیا وہ روز میرے ابو کو بڑی محفلوں میں لے جاتا شراب نوشی عام تھی عورتوں کی محفلیں روز جیتی تھیں اور میرا ابو قدم بہ قدم ان محفلوں میں ساتھ دیتا رہا بنجانے اس نے کیا جادو کیا میرا ابو اس کے گن گانے لگا ہر بات میں ان کا ذکر ہونے لگا پھر ایک دن اس نے میرے ابو سے میرا ہاتھ مانگ لیا وہ شخص جو میرے والد سے بھی بڑا تھا جس کی پہلے سے تین بیویاں تھیں لیکن اولاد کی دولت سے محروم تھا دولت کی ہوس نے اسے اندھا کر دیا تھا میرا والد بھی آنکھیں رکھتے ہوئے اندھا ہو چکا تھا اسے نبی جو رحمت ہوتی ہے زحمت نظر آنے لگی کاغذی نوٹوں نے انہیں مردہ کر دیا وہ اپنا ایمان فروخت کر چکے تھے گھر میں رشتے کی باتیں ہونے لگیں میرے بھائیوں اور امی نے مخالفت کی لیکن بے سود انہوں نے ایک ہی دھمکی سے سبھی کو خاموش کر دیا سبھی کے لبوں پر قفل لگ گئے پہلے امی کو شہید مارا اس کے بعد حکم صادر کیا اگر تم نے اس رشتہ سے انکار کیا تو میں تمہیں طلاق کا تحفہ پیش کروں گا۔ پھر کیا تھا زندگی عذابوں کا دریا بن گئی۔ زندگی نے دکھوں کا گھر دیکھ لیا تھا۔

دن رات سولی پر گزرنے لگے گھر کا ماحول جنگ کی

شکل اختیار کر چکا تھا ہر کسی کا چہرہ سوکھے پھول کی طرح ہو گیا میں اسکول متواتر جاری تھی میٹرک میں بھی کہ ایک دن اسکول سے واپسی گھر گئی تو لوگوں کا جھوم موجود تھا مجھے کیا پتہ تھا کہ میری دنیا لٹ گئی ہے میرا حسن میری خوبصورتی لے ڈوبی گئی پھر سوائے رونے کے کوئی چارہ نہ تھا میں نے ہتھیار ڈال دیئے میری آواز کون سنتا میری التجائیں کون سنتا میں کمزور نادان سی لڑکی کبھی کیا کتنی تھی اس دن میری زندگی کا فیصلہ کیا گیا۔ اور میں مجرم سی بنی عدالت کا فیصلہ سنی رہی اسی دن میرا نکاح اس زمیندار سے کر دیا گیا جو میری عمر سے کئی گنا بڑا تھا میں نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا کیسا باپ تھا دولت کے نشے میں بھی فروخت کر رہا تھا کہتے ہیں باقی قتل ہو تو آسمان والا نشان ظاہر کرتا ہے اس دن بادل کیوں نہیں روئے زمین کیوں نہیں بچتی۔ آسمان سے کوئی آفت کیوں نہیں آئی ایک باپ بیٹی فروخت کر رہا تھا زمانہ تماشائی تھا حوا کی بیٹی کو نکاح کیا جا رہا تھا اس دن قدرت بھی خاموش تھی کسی کی غیرت نہیں جاگتی تھی کسی کی زبانیں کاغذی نوٹوں نے خاموش کر ادی تھیں کاش بیٹیاں پیدا نہ ہوں جب ان کو نکاح ہوتا ہے اس دنیا میں آنکھ ہی نہ کھلے زمانے والے بیٹی کو زحمت کیوں سمجھتے ہیں بیٹیاں پیدا ہوتے ہی زحمت کیوں بن جاتی ہیں۔ اے آسمان والے اے بھی کے مالک اے زمین و آسمان کے مالک اگر کوئی بیٹی کا وجود برداشت نہیں کر سکتا تو بیٹیاں کیوں دیتا ہے کیا تیری قدرت میں کمی ہے تو کیا کچھ نہیں کر سکتا اگر بیٹیاں کسی کو دینی ہیں تو ان کے نصیب بھی اچھے کر دے ان کی زندگیاں خوشیوں بھری کر دے۔ آمین۔

میرے سارے خواب سارے سننے چکنا چور ہو گئے جو لڑکی انہیں میں سجاتی ہے اس کا چاہنے والا ایسا ہو گا وہ خوشیوں میں نا جا کرے گی ہزاروں خواب سن میں جا کر اپنے آپ کو کھونٹتو رکھتی ہے میں نے بھی اپنے سن میں ہزاروں خواب سنائے تھے لیکن مجھے کیا معلوم کہ خواب تو خواب ہوتے ہیں یہ کب پورے ہوتے ہیں تقدیر کے کھیل بھی زرا لے ہوتے ہیں جو مقدر میں ہوتے ہیں ل

جواب عرض

124 فروری 2013

جواب عرض

بکھری بکھری سی ہے زندگی

جاتے ہیں جنہیں انسان چاہتا ہے وہ دور ہو جاتا ہے اور جو من مندر کے کسی کو نے میں نہیں ہوتے وہی ہمسفر بن جاتے ہیں قدرت کے عجیب نظام ہیں میرے خواب تھے کہ میرے ہاتھوں پہ مہندی بچے گی۔ میرا ہم سفر باراتوں کے ہمراہ آئے گا اور مجھے لے جائے گا سہیلیاں مجھے اسی کے نام سے تنگ کریں گی لیکن قسمت کی ماری کو کیا خبر جوڑے آسمانوں پر بنائے جاتے ہیں زمینوں پر صرف جدوجہد کی جاتی ہے ہوتا وہی ہے جو قسمت میں لکھا گیا ہو۔ تیرے مقدر تو کب کے لکھے جا چکے تھے تیری زندگی میں دکھوں کا بسرا ہو گا تو اپنے آپ کو جھوٹی تسلیاں دے کر کیا کرے گی مجھے کیا خبر جاگتی آنکھوں کے خواب بھی پورے نہیں ہوتے تیری پڑھائی ختم ہو گئی میں اس بوڑھے شخص کی بیوی بن کر اس کے آنگن آچلی تھی میرے والد کی مرادیں پوری ہو گئی تھیں وہ میری زندگی کی قیمت وصول کر چکا تھا آج سوچتی ہوں کبھی باپ ایسے ہوتے ہیں جو چند کاغذی نوٹوں کی بدولت اپنی عزت اپنی غیرت فروخت کر دیتے ہیں اگر کبھی باپ ایسے ہوتے ہیں تو مجھے نفرت ہے ایسے باپ سے خدا ایسے باپ کو کبھی بیٹی نہ دے جو بیٹی کی عظمت، بیٹی کی عزت نہ جانتے ہوں۔

مجھے تن کے لباس کے ساتھ رخصت کر دیا گیا میں آنسوؤں کا جہیز لے کر پیگھر سدھا رہی سہاگ رات جب وہ میرے پاس آیا تو کہنے لگا مجھے معاف کر دینا میں نہیں شاید خوشیاں نہ دے سکوں۔ میں نے جب اپنے گھر میں گئے دیکھا تھا تیرے حسن کا دیوانہ ہو گیا تھا اسی لئے دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ تجھے ہر صورت میں حاصل کرنا ہے سو آج میں نے تمہیں حاصل کر لیا ہے مجھے صرف اور صرف آپ کی خوبصورتی سے غرض تھی میرے لیے کسی کو حاصل کرنا مشکل نہیں ہے میرے پاس دولت، زمینیں ہیں ہر کوئی میری خواہش کرے گا۔ میں اسے بھی بتاتی کہ تو نے میرا حسن میری خوبصورتی میرا جسم تو حاصل کر لیا لیکن دل تو نہ لے سکے میرے خواب تو ٹوٹ گئے میرے سینے تو بھر گئے میری دنیا ٹوٹ گئی تو تو صرف حسن کا چھاری تھا خوبصورتی تیری کمزور تھی تجھے جسم سے لگا دیتا تھا تجھے کیا

جواب عرض

بکھری بکھری سی ہے زندگی

جواب عرض

125 فروری 2013

جواب عرض

بکھری بکھری سی ہے زندگی

معلوم دل کیا ہوتا ہے ارمان کیا ہوتے ہیں تیری نظر میں تو دولت ہی سب کچھ ہے تو نے دولت کے نشے میں ہر چیز تو خرید لی لیکن دل کسی کا نہ جیت سکا۔

رات ارمانوں کی نظر ہو گئی اس نے جو کہا تھا جو کرنا تھا کر لیا مجھ کو دیکھ اس نے چند دوستوں کو مدعو کیا تھا اس کی دوسری بیوی کو کچھ علم نہ تھا وہ مجھے دور ایک محل میں لے آیا تھا جہاں صرف اور صرف میں مقیم تھی اس کے کسی رشتے دار کو علم نہ تھا ولیمہ والے دن وہ یہ کہہ کر گیا کہ جان تم آرام کر دو میں دوستوں کے ساتھ جا رہا ہوں شام تک واپس لوٹ آؤں گا میرا والد بھی واپس چلا گیا میں تنہا چار دیواری میں قید تھی کوئی میرا ساتھی نہ تھا لمحے بل میں بدلتے رہے منٹ گھنٹوں میں تبدیل ہوتے گئے صبح سے دوپہر، دوپہر سے شام کے سائے ڈھلنے لگے ہر طرف اندھیرا اچھانے لگا ساتھ ساتھ میری زندگی بھی تاریکی میں ڈوبتی گئی ایک ایک لمحہ اذیت بنتا گیا بے رحم وقت دوڑتا رہا انتظار کی سولی پر لٹکی رہی رات گزرتی رہی ایک رات گزرتی دن گزرا گیا وہ نہ آیا اسی طرح آٹھ دن بیت گئے میری زندگی کا مالک جسے میں اپنا مقدر اپنا سب کچھ سمجھتی تھی مجھے عذابوں میں مبتلا کر کے دور کہیں جا چکا تھا میں ڈر گئی میرا ایک ایک لمحہ اذیت بنا ہوا تھا تنہائی مجھے ڈسنے لگی تھی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں لمحہ لمحہ مرتی رہی تنہائی کی ناگن ڈستی رہی آسمان بھی میری بے بسی پر ہنستا رہا گھر کی دیواریں میرا مذاق اڑاتی رہیں نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا ہوش اپنے آپ کو کوکتی رہی مقدر سے شکوے ہوتے رہے آنسو کرتے رہے میں غموں میں نہایتی رہی دنیا کے لوگوں کو کیا خبر اس محل میں کوئی زندگی کتنی تڑپ رہی ہے کتنی سسک رہی ہے غموں کی وادی میں ڈوبتی رہی بالآخر آٹھویں دن شام کے سائے ڈھل چکے تھے سورج اپنی تمازت سیٹھ چکا تھا اندھیرا اچھانے والا تھا کہ میری زندگی کا مالک میرے حسن کا مالک آ گیا میں رونے لگی آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے زندگی میرا مذاق اڑا رہی تھی میں سو رہی تھی کھڑی رہی اس نے مجھے بانہوں میں بھر لیا۔ اور معافی مانگنے لگا کئی باتیں کہتا

جواب عرض

125 فروری 2013

جواب عرض

بکھری بکھری سی ہے زندگی

جواب عرض

124 فروری 2013

جواب عرض

بکھری بکھری سی ہے زندگی

رہا مجھے کب ہوش تھا میں کیا جواب دیتی اچھا تھا یا برا تھا اب تو میرا سرتاج تھا عورت کیلئے سب کچھ اس کا شوہر ہوتا ہے اب تو میں اس پر جان قربان کر سکتی تھی میرا ساتھ جو کچھ ہوا میرا نصیب تھا اب روئے دھونے سے کیا حاصل ہوتا تھا مقدر کا لکھا سمجھ کر خاموش ہو گئی اس کی چٹنی چٹنی باتوں نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا زندگی رفتہ رفتہ گزرنے لگی اب ہر روز شام کو آ جاتا میں بھی اپنے غم بھولنے لگی تھی اسی طرح کچھ عرصہ بیت گیا باتوں سے باتیں نکلتی ہیں چوری چھپی شادی کا راز غیاں ہو گیا اس کی دوسری بیوی کو علم ہو گیا پھر کیا تھا قیامت برپا ہو گئی وہ اس کے خاندان سے تھی اور میں دوسرے خاندان سے تھی ایک غم بھولا ہی نہیں تھا کہ زندگی نے دوسرے امتحان میں مبتلا کر دیا اس نے زمین آسمان ایک کر دیا مجھے برا بھلا کہنے لگی گالیاں، طنز کے تیرہ پوست کیے گئے تشدد کیا گیا، اذیت دی گئی میں کیا کرنی خاموش رہی کسی کو لگے بھی نہیں دے سکتی تھی جب اپنے ہی اپنے نہ رہے تو غیروں سے کیسی التجائیں کرنی۔ میرے اپنے ظلم نہ کرتے تو یہ دن نہ دیکھتی۔ پھر کیا تھا ہر روز قیامت برپا ہوتی ہر روز اذیتوں کے طوق میرے گلے میں ہوتے روز قیامت پر آنسو بہانی زمین بھی میرے مقدر پر روتی تھی بادل بھی میرے غم برداشت نہ کر سکتے تھے وہ بھی رونے لگے کائنات کا ذرہ ذرہ میرے مقدر پر روتا تھا اپنوں نے خبر تک نہ لی۔

لیتے بھی کیسے جن کے دامن نوٹوں سے بھر چکے ہوں وہ کیا خبر لیتے۔ جن کی نظر میں دولت ہی سب کچھ ہو ان کو رشتوں کی کیا پہچان میں روز مرنی اور جیتی میری صحت گرتی رہی کہاں چنچل سی لڑکی خوبصورت نشیانی آنکھوں والی سب ختم ہو گیا اب تو صرف زندہ لاش بن گئی تھی چلتی پھرتی لاش وہ بھی اپنی مرضی سے نہیں چل سکتی تھی روز گھر کے کام مجھے سے کروائے جاتے شام کو اذیت ناک لمحے الگ سے منظر ہوتے زندگی عذاب بن گئی تھی اور پر والے نے کیا لکھا تھا میرے مقدر میں کچھ علم نہیں تھا میرے ساتھ کیا بیت رہی تھی۔

اس کی خبر ایک دن میری امی کو معلوم ہو گئی پھر رفتہ

رفتہ گھر میں ہنگامے ہونے لگے سبھی نے رابطہ کرنا شروع کر دیا سب مجھے طلاق لینے کا کہہ رہے تھے لیکن ان کو کیا سمجھائی کہ عورت طلاق کا دھبہ برداشت نہیں کر سکتی میں مرنے کو سکتی تھی طلاق نہیں لے سکتی تھی جو مجھے ملنا تھا مل چکا تھا میں اپنا سب کچھ اس پر قربان کر چکی تھی تو اب کیسے ظلم ہوئی اب کی خبر نے لے لے مجھے کوئی غرض نہیں تھی زندگی نے جو کھیل کھیلنے تھے کھیل لیے جو غم ملنے تھے مل گئے اب میرے اپنوں کی آنکھیں کھلی تھیں۔ جب زندگی برباد ہو گئی تھی اب تو میرا سرتاج بھی جب دل کرتا خبر لے لیتا تھا زندگی اسی طرح گزر رہی تھی میں نے تنہائی کو ختم کرنے کے لیے بچہ کو لینے کا فیصلہ کیا اپنی خواہش شوہر پر ظاہر کی انہوں نے اجازت دے دی اسی طرح میں نے بچہ گور لے لیا اور اسی کے سہارے زندگی گزارنے لگی اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا تھا شاید کائنات کے مالک نے میرے مقدر میں اولاد نہیں لکھی تھی اب میری کل کائنات صرف اور صرف میرا بچہ تھا جب آنسوؤں کا سمندر بے قابو ہوتا تھا اسے گود میں لے کر خوب دل کا بوجھ اتار لیتی تھی اپنے دکھ اس بھیجی امی جان کے ساتھ شیئر کرتی تھی لیکن اس کو کیا خبر تھی کہ جیسے وہ ماں سمجھتا ہے وہ تو دکھوں سے مری ہوئی ہے اب ننھا پودا جوانی کی طرف بڑھ رہا ہے نجانے زندگی اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلے گی اپنی زندگی پر نظر پڑتی ہے تو کانپ اٹھتی ہوں خدا کہیں اس کے مقدر بھی میرے جیسے۔۔۔ نہیں نہیں ایسا کبھی نہیں ہو گا میرا چاند پھولوں میں کھیلے گا کبھی خوشیاں اس کی ہوں گی غم کا کوئی جھونکا اس کے قریب سے بھی نہیں گزرے گا میں اپنے غم بھول کر اپنے بچے پر پوری توجہ دیتی تھی پھر قدرت نے ایک اور امتحان میں ڈال دیا کیا پہلے کم تھے اوپر سے ایک اور قیامت برپا ہو گئی میرا سایہ میرا سرتاج چھین لیا گیا کچھ ایام بیمار ہوئے پھر خالق حقیقی سے جا ملے وہ تو یہ دنیا چھوڑ کر چلا گیا ہمیں دکھوں کے حوالے کر گیا بھی دولت سبھی اثاثہ ہمیں رہ رشتے داروں اور بیوؤں نے ہنگامہ کر دیا ان کو جائیداد کی ہوں تھی مجھے کچھ نہیں چاہیے تھا مجھے گھر ہے گھر کر دیا میری دنیا پہلے بھی اجڑ چکی تھی انہوں نے گھر

جواب عرض

126 فروری 2013

بکھری بکھری سی ہے زندگی

کے نکال دیا میں ہارے جواری کی طرح اپنے بچے کو لے کر ناچا جتے ہوئے بھی والدین کے گھر آگئی اجڑے ہوئے انسان کو کون سہارا دیتا ہے اب میرے شوہر کو اس رہائے گئے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں میں والدین کے جرم پر مہم پر ہوں کوئی سہارا نہیں ہے گھر والے کہتے ہیں اب شادی کرلو۔ لیکن اس اجڑی ہوئی دکھوں کی ماری زخموں سے چور چور جس کا دل مردہ ہو چکا ہے جو زندہ لاش بن گئی ہے کون شادی کرے گا کون اپنائے گا جب شاخ سے پھول ٹوٹ جائیں تو پھر کب واپس جڑتے ہیں مر جائے ہوئے پھول کو کون اٹھاتا ہے ہر کوئی دولت پر مرتا ہے دولت کے پجاری ہیں جہاں دلوں کے سودے ہوتے ہیں جہاں زخموں پر زخم ملتے ہیں مر مر لگانے والا کوئی نہیں زندگی کا کیا ہے اسی طرح گزر جائے گی اور پھر ایک دن بے وفا دنیا سے کنارہ ہو جائے گا چند دن کوئی یاد کرے گا پھر خاک کی ڈھیری تک بھول جائیں گے چلو دوست ایک فائدہ تو ہو گا پھر کوئی دکھ دینے والا نہ ہو گا۔ کوئی نفلوں پر مغرور فروخت نہیں کرے گا کوئی کسی کے ارمانوں کا خون نہیں کرے گا اب میں یہ بکھری بکھری سی زندگی کہاں لے جاؤں دوست بس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میرے جیسے مقدر کسی کے نہ لکھے کوئی میری طرح یوں اذیتوں بھری زندگی نہ گزارے ہر طرف پھول بکھری ہوں نفرتوں کے جال نہ ہوں محبتیں عام ہو جائیں دکھ درد ختم ہو جائیں سبھی ایک ہو جائیں ایک دوسرے کے غم بانٹ لیں۔ زندگی نے وفا کی تو رابطہ رہے گا۔ ورنہ دوست مجھے بھی ایس ایم ایس یا کال نہ کرنا جب کبھی موقع ملے گا میں رابطہ کروں گی۔ مجھے دس کی قسم میرا بھر رکھنا۔ والسلام اللہ حافظ

آپ کی دکھ بھاری دوست ہاں تو قارئین یہ بھی میری پیاری دوست جواب عرض کی رائٹر اور شاعرہ کی داستان زندگی دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے آمین ثم آمین۔ زندگی نے وفا کی تو جلدی داستان کے ساتھ حاضر خدمت ہوں گا اس وقت تک اجازت فی امان اللہ۔



غزل

میں نہیں ہوں اپنے وجود میں
مجھے جانے کس نے چرا لیا
میرے ساتھ رہتا ہے اک شخص
کوئی جادو اس نے چلا دیا
میری روح میں وہ سا گیا
مجھے عشق کرتا سکھا دیا
میری زندگی وہ بنا گیا
مجھے جینا سکھا دیا
(مجید احمد جانی، ملتان)

غزل

تم اگر یاد رکھو گے تو عنایت ہو گی
درد نہ ہم کو کہاں تم سے شکایت ہو گی
تو بیوفا لوگوں کی دنیا ہے
تم اگر بھول بھی جاؤ تو روایت ہو گی
(مجید احمد جانی، ملتان)

غزل

تیری چاہت کے خزانے چاہے
دل بھی لینے کے بہانے چاہے
مرہم وقت جنہیں بھر بھی چکی
تو وہی زخم پرانے چاہے
میں کہ ماضی کے تصور سے ڈروں
تو کہ پہلے سے زمانے چاہے
جانے کیوں من کا یہ پاگل پیچھی
سوکھے پیڑوں پہ ٹھکانے چاہے
بانٹ کر تیرے جہاں میں خوشیاں
کب صلے میرے وفا کے چاہے
عمر بھر جو رہے غافل اُس سے
ایسے بندے بھی خدا نے چاہے
(بشیر اعجاز)



127 فروری 2013

بکھری بکھری سی ہے زندگی

جواب عرض

جواب عرض

”یہ جو محبت ہے“

✖ تحریر: شاکر حسین شاہ بخاری، ٹکن پور

چند دن کے بعد ایک بارات اُٹی میری محبت کا جنازہ اٹھانے کے لیے اس وقت میری کیا حالت تھی یہ صرف میں ہی جانتا ہوں آپ اسانی سے پڑھ سکتے ہیں لیکن جب میں نے دیکھا کہ بارات اُٹی ہے اور وہ میری جان کو لے کر جائے گی تو میں نے اپنے ماں باپ سے گڑگڑا کر کہا کہ میری شادی ارم سے کر دو ورنہ میں مر جاؤں گا لیکن وہ نہ مانے تو میں نے بجلی کو ہاتھ لگایا تو اس نے مجھے دور پھینک دیا میں نے پھر لگا دیا تو ظالم بجلی نے مجھے اس وقت چھوڑا جب میں بے ہوش ہو چکا تھا اور میرے منہ سے جھاگ بھہ رہی تھی میرے والدین مجھے جلدی سے ڈاکٹر کے پاس لے گئے پھر چند گھنٹوں کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو میرے گھر والے میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے مجھے اپنے آپ کو زندہ پا کر بہت دکھ ہوا میں مر جانا چاہتا تھا میری دنیا اجڑ چکی تھی۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

یہ جو تحریر میں پیش کر رہا ہوں یہ میرے ایک دوست کی آپ بیتی ہے اور بالکل سچائی پر مبنی ہے امید ہے کہ قارئین پسند فرمائیں گے۔ تو ہم اس کی آپ بیتی اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام تنزیل ہے اور لوگ مجھے تبسم کہہ کر پکارتے ہیں جب میں پانچویں جماعت میں تھا بھی مجھے میرے محلے کی ایک لڑکی سے محبت ہو گئی ہوا کچھ یوں کہ میں اپنے محلے کی ایک لڑکی سے محبت ہو گئی۔ ہوا کچھ یوں کہ میں اپنے محلے کے ایک گھر میں اکثر ٹیلی ویژن دیکھنے جایا کرتا تھا اسی دوران مجھے وہاں کی ایک لڑکی جس کا نام ارم تھا سے پیار ہو گیا ایک دن ارم نے مجھے کہا کہ آئی لو یو یعنی میں تم سے پیار کرتی ہوں کیا تم بھی مجھ سے پیار کرتے ہو تو میں نے کہا کہ میں تمہیں اپنی جان سے بھی زیادہ چاہتا ہوں بس اظہار محبت سے ڈرتا تھا اسی طرح ہم روز ملنے لگے اور ایک دوسرے سے ڈھیر ساری باتیں کرتے اور

ایسی دوران لوگوں میں چیمگیوئیاں ہونی شروع ہو گئی اور لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے اس دوران میرے گھر والوں کو بھی پتہ چل گیا انہوں نے اس کے گھر جانے سے روک دیا لیکن میں پھر بھی نہ ٹلا اور اس کے گھر والوں نے بھی مجھے روک دیا پھر میں نے اپنے دوست اہلم کو ساری بات بتادی اور اس سے کہا کہ میری اس کے ساتھ ملاقات کروا دو اس نے مجھے تسلی دی اور پھر وہ میرے دوست کے گھر آئے گی اور ہم خوب باتیں کرتے۔

ایک دن ہم اکیلے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک اس کا بڑا بھائی مدثر آ گیا اور ہم دونوں کو مارنا شروع کر دیا ارم نے اپنے بھائی کو پکڑ لیا اور مجھے کہا کہ میں بھاگ جاؤں اور میں بھاگ گیا تو اس کے بھائی نے اسے بہت مارا اسی طرح پورے محلے میں ہماری محبت کا چرچا ہو گیا پھر ایک دن میں نے اسے کہا کہ ہم یہاں سے بھاگ چلتے ہیں اور اس نے بھی میرا ساتھ دیا اور ہم نے ایک دن مقرر کر کے



پروگرام ترتیب دیا۔

چلو میرے ہم نوا چلو میرے ہم نفس
یہاں پر اب ہمارا گزراہ نہیں
پھول ہوتے تو سبہ بھی لیتے
اب تو ان کانوں پر بھی حق ہمارا نہیں
ہم مقررہ دن کو گھر سے نکلے اور دوسرے شہر میں میرا
ایک دوست تھا ہم نے اس کے گھر میں پناہ لی ارادہ تھا کہ
کورٹ میرج کر لیں گے لیکن دوست نے کہا کچھ دن بعد
کر لینا اس طرح ہم وہاں پندرہ دن تک ٹھہرے اور ارم
پریشان رہنے لگی اور کہتی کہ ہم نے اچھا نہیں کیا ہمارے
ماں باپ پریشان ہوں گے میں نے اس کی بات مان لی
اور ہم واپس گھر جانے لگے جب ہم ٹرین پر پہنچے تو میں
نے اسے سمجھایا کہ پہلے تو کیلی گھر چلی جاؤ میں دو مین دن
کے بعد آؤں گا وہ اتنی جلد جانے کے لیے تیار نہ تھی لیکن میں
نے اسے سمجھایا کہ اگر ہم اکٹھے گئے تو بہت برا ہوگا تم کہہ
دینا کہ میں اپنی بہن کے گھر گئی تھی اس طرح وہ مان گئی اور
میں نے دو دن اپنے دوست کے پاس گزارے اور میں
کچھ نہ کھاتا ہر وقت اس کے غم میں نڈھال رہتا آخر کار
جب میں واپس اپنے محلے میں داخل ہوا تو لوگوں نے مجھے
ڈرایا اور سمجھایا کہ تسم یہاں سے بھاگ جاؤ ارم کے بھائی
اور تمہارے گھر والے تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں میں بھی ڈر گیا
اور واپس چلا گیا لیکن رات کو پھر آ گیا اور سیدھا اپنے گھر
گیا میرے باپ نے مجھے اتنا مارا کہ میں بتائیں سکتا اور
مجھے گھر سے نکال دیا رات بہت سرد تھی اور اس پر اوپر سے
بارش ہونے لگی میں ساری رات گلیوں میں بھاگتا اور بھگتا
ربا خدا کر کے صبح ہوئی تو مجھے ارم کے انکل نے دیکھا
اور مجھے پکڑنے کے لیے میرے پیچھے بھاگا اور میں نے
بھی دوڑ لگا دی آخر کار اس نے مجھے پکڑ لیا اور اپنے گھر لاکر
ستون کے ساتھ باندھ دیا اور مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش
ہو گیا بھوکا پہلے سے ہی تھا اور وہ لوگ مجھے ڈاکٹر کے پاس
لے گئے کم از کم ایک ہفتہ بعد میں تندرست ہو گیا اور
میرے گھر والوں نے مجھے سمجھایا کہ اب میں اسے نہ بلایا
کروں تو میں مان گیا اور انہوں نے مجھے پھر سے سکول

داخل کروادیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد جب میں نے ایک
گلی سے اسے گزرتے دیکھا تو مجھے جیتے ہوئے لمحے یاد
آنے لگے پھر میں نے اس سے کہا کہ وہ مجھے آج شام نہر
کے کنارے ملے جب میں شام کو نہر پر گیا تو وہ پہلے سے
ہی وہاں اپنی ایک کینہلی کے ساتھ موجود تھی ابھی ہم دونوں
باتیں کر رہے تھے کہ ارم کا باپ وہاں آ گیا اور اس نے
مجھے مارنا شروع کر دیا تو مجھے بھی غصہ آ گیا اور میں نے بھی
اسے مارنا شروع کر دیا ارم نے اپنے باپ کو پکڑ لیا اور میں
گھر بھاگ آیا اور اسی دوران ارم کا باپ بھی ہمارے گھر
آیا اور میرے ماں باپ کو بتایا تو انہوں نے بھی مجھے مارا
پھر انہوں نے مجھے فیصل آباد کام کرنے کے لیے بھیج دیا
جب بات زیادہ بگڑ گئی تو ارم کے والد ہمارے گھر آئے اور
میری ارم کے ساتھ شادی کی بات کی لیکن میرے گھر
والے نہ مانے جب مجھے اس بات کا پتہ چلا تو میں فیصل
آباد سے گھر آ گیا اور گھر والوں سے ضد کر دی کہ اگر میں
شادی کروں گا تو ارم سے ہی کروں گا ورنہ میں مرجاؤں گا
تو انہوں نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تمہاری بوی بہن
کی شادی کے بعد تمہاری شادی کر دیں گے تو میں مان گیا
پھر میں واپس فیصل آباد چلا گیا اور دو ماہ بعد مجھے پتہ چلا کہ
ارم کے والدین نے اس کی شادی دوسرے شہر میں کسی اور
کے ساتھ طے کر دی ہے تو میں روتا ہوا گھر واپس آیا اور
اپنے دوست کی مدد سے میں نے ارم سے ملاقات کی اور
اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ شادی منظور ہے تو اس نے کہا
ہاں یہ سننا تھا کہ میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تو اس نے
کہا کہ میں کیا کرتی تمہارے ماں باپ نے ہم دونوں کی
شادی سے انکار کر دیا تھا تو میں پھر کیا کرتی میں وہاں سے
اٹھا اور گئے کے کھیت میں گھس کر میں نے اپنی کلائی کو بلینڈ
سے زخمی کرنا شروع کر دیا اور میری کلائی کی وین کٹ گئی
اور میں وہیں گر گیا اور بے ہوش ہو گیا شام کے وقت مجھے
ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو بہت کمزور محسوس کیا اور
میری کلائی کا خون بھی جم چکا تھا جب میں ٹائٹن کی کوشش
کی تو چکر اکر گر پڑا۔ کتنا بے بس تھا میں دل میں خیال آیا
کاش میرا محبوب اس وقت میرے پاس ہوتا آخر کار

لو کھڑا ہوا گھر پہنچا تو والدین نے میری مرہم پٹی کرائی
تو کچھ دن کے بعد میں تندرست ہو گیا۔

چند دن کے بعد ایک بارات آئی میری محبت کا
جنازہ اٹھانے کے لیے اس وقت میری کیا حالت تھی یہ
صرف میں ہی جانتا ہوں آپ آسانی سے پڑھ سکتے ہیں
لیکن جب میں نے دیکھا کہ بارات آئی ہے اور وہ میری
جان کو لے کر جائے گی تو میں نے اپنے ماں باپ سے
گڑغڑا کر کہا کہ میری شادی ارم سے کر دو ورنہ میں مر
جاؤں گا لیکن وہ نہ مانے تو میں نے بجلی کو ہاتھ لگایا تو اس
نے مجھے دور پھینک دیا میں نے پھر لگا دیا تو ظالم بجلی نے
مجھے اس وقت چھوڑا جب میں بے ہوش ہو چکا تھا اور
میرے منہ سے بھاگ بہہ رہی تھی میرے والدین مجھے
جدی سے ڈاکٹر کے پاس لے گئے پھر چند گھنٹوں کے بعد
جب مجھے ہوش آیا تو میرے گھر والے میرے پاس بیٹھے
ہوئے تھے مجھے اپنے آپ کو زندہ پا کر بہت دکھ ہوا میں مر
جانا چاہتا تھا میری دنیا بڑ چکی تھی۔

میری جان اپنے پیارے گھر جا چکی تھی وہ کسی اور کی
ہو چکی تھی جو کہ تھی میری ساتھ جینیں گے اور ساتھ میں گے
وہی مجھے تنہا چھوڑ گئی تھی وقت سب سے بڑا مرہم ہوتا ہے
وقت کے ساتھ ساتھ میں نے اپنے دل کو سمجھایا اور باپ
میں اپنے آپ کو کچھ بہتر محسوس کرتا ہوں اس کی ایک بیٹی
ہے اور میں نے اب تک شادی نہیں کی۔ اب بھی ان
محنت کو یاد کرتا ہوں تو رونے لگ جاتا ہوں۔
تو دوستو یہ تھی میرے دوست کی دکھ بھری کہانی اپنی
قتی آراء سے ضرور نواز دے گا۔

دیسے تو ٹھیک ہوں اس سے پیچھے کر فراز
مگر دل کا سوچتا ہوں کہیں وہ نہ کھائی نہ چھوڑ دے

پسندیدہ اشعار

پھول کی پتی سے بھی نازک تھا دل میرا
تیری باتوں نے مجھے پتھر بنا دیا
محبت مٹ نہیں سکتی نہ کر کوشش مٹانے کی
میرے دل کی حسرت ہے S کو اپنا بنانے کی

جب یاد تمہاری آتی ہے دل خون کے آنسو روتا ہے
بے درد زمانہ کیا جانے اس پیار میں کیا کیا ہوتا ہے

مجھے انہوں نے لونا غیروں میں کہاں دم تھا
میری گشتی وہاں ڈوبی جہاں پانی کم تھا
اسے قلم رک جا ادب کا مقام آیا ہے
تیری نوک کے نیچے میری صنم کا نام آیا ہے

یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا بتا سکے گا تجھے غم داستان میری
مزہ تو تب ہے اس کاغذ کو لگ جائے زبان میری
عید آتی ہے پل دو پل کے لیے
دوستی رہے گی عمر بھر کے لیے
(ولی محمد اعوان، گولڑی)

صرف میرا رہے

میری دنیا میں بیشک اندھیرا رہے
تیرے لب پہ ہنسی کا بیڑا رہے
پھول کھلتے رہیں تیرے چاروں طرف
تیری ہر سمت خوشبوؤں کا ڈیرہ رہے
زندگی میں تیری کبھی شام نہ آئے
ایسا چمکتا دمکتا سویرا رہے
تو میرے سنگ ہو یہ ضروری نہیں
تو جہاں بھی رہے صرف میرا رہے

بھلایا نہیں جاتا

پیار کی تڑپ کو دکھایا نہیں جاتا
دل میں لگی آگ کو بجھایا نہیں جاتا
سستی بھی دوری ہو پیار میں مگر
آپ جیسے دوست کو بھلایا نہیں جاتا
(ایس انمول، بھابڑہ)



جواب عرض

یہ جو محبت ہے

جواب عرض

یہ جو محبت ہے

”یہ ستم نہ بھولے گا“

✑ تحریر: منظور اکبر تبسم، جنگ

میں آرمی سنبر گیا تو کرنل امتیاز صاحب نے جب میرا بازو پر F لکھا دیکھا تو ان فٹ کر دیا اور کھا کہ بیٹے یہ تم نے کیا کر دیا ہے اب تو تم آرمی کے اہل نہیں رہے آج تم اپنا ہاتھ جلا سکتے ہو تو کل تم خود کشی بھی کر سکتے ہو میں نے تمام بات سر کو بتا دی مگر ان کا جواب بھی تھا کہ بیٹے رشتے تو مل ہی جاتے ہیں مگر نوکریاں بار بار نہیں ملتیں تم نے اپنے مستقبل کو بجائے روشن کرنے کے تاریک کر دیا ہے انہوں نے میرے سرٹیفکیٹ پر ان فٹ لکھ کر ساتھ میں بازو والا کارنامہ تحریر کر کے مجھے پکڑا دیا میں نے اپنی ان فننگ کی خبر گھر والوں کو سنائی تو سب کے چہرے اداس ہو گئے میرے ابو نے مجھ سے پوچھا کہ دیکھا تو ان سرٹیفکیٹ پر لکھا کیا ہے آپ کس وجہ سے ان فٹ ہوئے ہو بس جب انہوں نے بازو والا واقعہ پڑھا تو آگ بگولہ ہو گئے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا پھر بے قابو ہو گئے اور مجھے بہت مارا میرے کچھ دوستوں نے میری جان بچائی میں خون میں لت پت ایک دوست نے مجھے ہسپتال تک پہنچایا۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

دو پہر کا وقت تھا گرم لوزوروں پر تھی اور درخت کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی بس یہی محسوس ہوتا تھا کہ کہیں آگ لگی ہوئی ہے ہر کوئی گرم لو سے بچنے کیلئے درختوں کے نیچے اوپر تپتی چادریں اوڑھے چار پائیوں پر سو رہے تھے بظاہر تو وہ سورے تھے مگر اتنی گرمی میں بھلا نیند کسے آتی تھی۔ میں بھی سونے کی کوشش میں چار پائی پر لیٹا ہوا تھا مگر اتنی گرمی تو تھی کہ ہاتھ پاؤں جھلس رہے تھے میں ادھر ادھر کرو میں بدل رہا تھا کہ اتنے تک میرے موہاں کی گھٹی جی میری ہمیشہ سے یہی عادت رہی ہے کہ میں کال بہت جلد اینڈ کر لیتا ہوں سکرین پر نیو نمبر شو ہو رہا تھا مگر میں نے بغیر کسی پرواہ کے کال اینڈ کی اور سلام عرض کیا آگے سے کسی مرد کی آواز نے ویٹیم السلام کہا۔ رمی علیک سلیم کے بعد میں نے اس سے نام پوچھا مگر اس نے یہ سوال کیا کہ بھائی

جواب عرض

132 فروری 2013ء

یہ ستم نہ بھولے گا



جواب عرض 133 فروری 2013ء

www.luratech.com

آجکل مصروفیات سے دوچار ہیں میں نے کہا ٹھیک ہے میں آپ کی سنوری لکھتا ہوں پیارے قارئین یقیناً مانیں جب ولید بھائی سنوری لکھوا رہے تھے ان کی آواز ایسی بھرائی ہوئی تھی جیسے رو رہے ہوں قارئین یہ اس نوجوان کی سنوری ہے جسے اپنے نو لکھن میں ہی آزمائش نے دوچار کر دیا اور رشتہ داروں نے ٹھکرایا والدین اور عزیزوں کا پیار لیکر لاہور میں آ گئے اس کے ساتھ اور ان کے پہلے پیار کے ساتھ کیا کیا ظلم ہوئے آئیے ان کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام ولید عثمان ہے میں روشنیوں کے شہر کراچی میں 1980ء میں پیدا ہوا میرے والد اس وقت ریلوے میں جاب کرتے تھے ہم چھ بھائی اور دو بہنیں ہیں میں سب سے آخر میں ہوں میں نے پیدا ہوتے ہی بہت پیار حاصل کیا اتنا پیار کہ جس کی مثال نہیں ملتی میں اپنے بھائیوں کے ساتھ سارا دن کھیلتا رہتا بھی بھاگ کر کسی بھائی بیگے ملتا کبھی کسی بھائی کے گلے۔ اسی طرح اپنی توہلی زبان بولتے بولتے پانچ سال کا ہو گیا اپنے بہن بھائی تو پیار کرتے کرتے تھکتے نہیں تھے زندگی بہت حسین تھی کاش کہ میں اس وقت وہی بچی ہی رہتا کہ آج پردیس میں اپنوں سے دور دردی ٹھوکریں نہ کھاتا۔

میرے والد نے مجھے وہیں شہر میں ایک گھر کے قریب سکول تھا اس میں داخل کر دیا شروع شروع میں تو بڑھنے کو دل ہی نہیں کرتا تھا مجھے میرے بھائی زبردستی سکول لے جاتے تھے مگر جلد ہی مجھے سکول سے محبت ہو گئی سب اساتذہ کے دل میں گھر کر گیا تمام اساتذہ مجھے بڑی محنت اور لگن سے پڑھاتے میں پیارے اساتذہ کے قواعد و قوانین کا احترام کرتا صبح سویرے نہادھو کر جلدی سکول جاتا الغرض مجھے سکول سے بہت زیادہ محبت تھی اور میرے بہت پیارے دوست بنے جنہیں آج بہت یاد کرتا ہوں یاد تھے میرے میں دل کی بات ان سے شیئر کرتا تھا ہمارا ایک دوست شکیل ہوا کرتا تھا جسے ہم بہت تنگ کرتے تھے اسے سارا دن چیخرتے تھے جب وہ رونے لگتا تو پھر ہم مناتے تھے بہت پیارا لڑکا تھا ہمیں کینٹین سے کافی چیزیں خرید کر کھاتا تھا واقعی بچپن جیسی سہانی زندگی پھر کبھی

میر نہیں ہوتی بچپن ہی انجوائمنٹ کی زندگی ہے۔

پل پل انتظار کیا اس پل کے لیے وہ پل بھی آیا تو۔ اک پل کے لیے اب ہر پل دعا ہے اس پل کے لیے کاش پھر آ جائے وہ پل اک پل کے لیے وقت کا پچھی محسوس تھا زندگی شیب و فراز میں سے گزرتی رہی اور میں پانچویں کلاس پاس کر گیا پانچویں پاس کرنے کے بعد مجھے ہائی سکول میں داخل کر دیا گیا وہاں پر بڑے پیارے دوست ملے دوستوں کی بہترین صحبت بھی ابھی کچھ مینے ہی گزر رہے تھے کہ ابو جان ریٹائر ہو گئے اور اپنے آبائی گاؤں کلہاڑ پھول کے لیے تیار شروع کر دی مگر میری ضدھی کہ میں کراچی کو نہیں چھوڑ سکتا میرے دوست ہیں میں ان کے پاس ہی رہوں گا میں روشنیوں کے شہر کراچی کو کیسے چھوڑ سکتا تھا یہاں میرا بچپن گزرا کبھی کھٹن، منوڑا، رتو کبھی مزار قائد یا عبداللہ شاہ غازی کے دربار پر جاتا تھا کبھی ساحل سمندر الغرض کراچی کی جگہ جگہ سے واقف تھا اب میں اکیلا کیا کر سکتا تھا آخر کار سب کے آگے تھیاریاڑنے بڑے اور ہم نے اپنا سارا سامان اٹھایا اور اپنے آبائی گاؤں کلہاڑ پھول آ گئے یہاں آ کر تو بالکل دل نہیں لگتا تھا دوستوں کی بہت یاد آتی تھی میں بچ بتاؤں کہ پہاڑیوں کو دیکھ کر ڈر جاتا تھا بس یہی کہتا کہ میں کس مصیبت میں آ گیا ہوں آہستہ آہستہ میں نے دل لگا لیا اور قریبی سکول میں داخلہ لے لیا۔ دوستوں کے لیڈ آتے تھے کہ بھائی ولید ملنے آ جاؤ مگر میرا یہی جواب ہوتا کہ میں اب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کراچی کو خیر باد کہہ کر آیا ہوں میں نہیں آ سکتا مجھے کرکٹ سے خاصی دلچسپی تھی پہاڑوں کے دامن میں کرکٹ کھیلنے کا کچھ علیحدہ مزہ تھا ابھی تک مجھے کراچی شہر نہیں بھولا تھا میرے دوست مجھے استے یاد آتے تھے کہ وہ بتا رہا تھا اب تو کوئی دلا سبھی نہیں دیتا تھا اب تو شکیل کی بہت یاد آتی تھی جسے ہم تنگ کرتے تھے وہ تو ہماری جان تھا۔

کوئی دور ہے تو کوئی پاس ہے یہ وقت وقت کی بات ہے

جواب عرض

134 فروری 2013

ہم دور ہیں تو کیا ہوا شکیل ہماری دعا ہر پل آپ کے ساتھ ہے زندگی بڑی رہی شبانہ روز دوستوں کی یادیں دل پر وار کرتی رہیں مگر اب دل پھر سا ہو گیا تھا اب دوستوں کو بھولنے لگا میرے دو ماموں تھے جو کہ بہلم میں آری آفیسرز تھے ایک دفعہ میرے ایک ماموں پوری فلی کے ساتھ ہمارے آشیانے پر آ گئے میں اس وقت ساتویں کلاس کا سنوؤٹ تھا میں نے اپنے ماموں لوگوں کو نہیں دیکھا تھا بس یہی جانتا تھا کہ ہمارے ماموں ہیں جو آری میں رہتے ہیں میں اس وقت پیار محبت کے کھیل سے نا آشنا تھا بس ابھی کبھی فلی میں دیکھ لیا کرتے تھے۔ دل میں جوش نہیں تھا کہ کسی لڑکی سے پیار کروں میں باہر کرکٹ کھیلنے گیا ہوا تھا جیسے ہی اندر داخل ہوا تو کچھ لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے میں نے جاکر سلام کیا سب نے جواب دیا میرے ابو اٹھ کر میرے کندھے پر ہاتھ کر تعارف کرانے لگے کہ بیٹا یہ تمہارے ماموں لوگ ہیں اور میرا بھی ان لوگوں کو بتایا کہ یہ ہمارا بیٹا ولید ہے پھر کیا تھا ان کے درمیان رنج بس کیا میں بتانا بھول گیا کہ میرے ماموں کی ایک بیٹی تھی جو ان کے ساتھ آئی ہوئی تھی میں پہلی ہی نظر میں اس پر فرما ہو گیا اچھے بیٹھے کھیلنے میری نظر صرف اسی پر ہوئی تھی میرے اندر لاوا عشق ابھرنے کی پوری تنگ و دور کر ہاتھ لاد کر تھا کہ ابھی اس کو جا کر کہوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں میری دنیا ہی تم ہو مجھے آج آ کر پتا چلا ہے تیرا خیال میرے دل سے جاتا نہیں ہے۔ میرے اور اس کے درمیان کافی سارا مذاق ہوتا تھا بس دل کرتا کہ اب مذاق کی بجائے حقیقت میں بول دیتا ہوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔

مجھے اپنا لو ورنہ میں نوٹ جاؤں گا میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا تیرے ساتھ جوں گا مردوں گا میرے اندر آگ لگی ہوئی تھی وہ ہوس کی نہیں محبت کی آگ تھی۔

نہ اب دن کو سکون نہ رات اچھی لگتی ہے تیرا خیال تیری ہر بات اچھی لگتی ہے

یہ ستم نہ بھولے گا

ذرا میرے قریب آؤ تجھے تحفے میں اپنی زندگی دوں تیری حسین نگاہوں کی سوغات اچھی لگتی ہے ایک دن میں نے سگریٹ کی ذبی پر سب کچھ لکھ دیا اور اس کے ساتھ میں ذبی تھا کر چلا گیا میں بتاتا چلوں کہ اس کا نام فرزانہ تھا تقریباً شام کے بعد میں واپس آیا اور اپنے پیار کا جواب لینے کی کوشش کی مگر اس نے کچھ نہ بتایا اسی طرح مجھے عشق کی آگ میں جھلنے ہوئے تین دن گزر گئے مگر وہ تو بت بنی ہوئی تھی تیرے دن شام کو وہ میرے کمرے میں آئی تھی اس وقت ہوم ورک کر رہا تھا آتے ہی بولی میرے مجنوں کیا ہو رہا ہے لگتا ہے پڑھائی سے بہت زیادہ محبت ہے آپ کو میں نے کہا ہاں محبت ہے مگر آپ سے زیادہ محبت نہیں۔ اچھا تو تم مجھ سے پیار کرتے ہو جی ضرور میں آپ سے اتنا پیار کرتا ہوں کہ اس کی مثال نہیں ملتی مگر انفس کہ آپ نے میرے پیار پر یقین نہیں کیا میرے محبت نامے کا جواب نہیں دیا۔ فرزانہ بولی جج بتاؤں تو میں بھی آپ سے پیار کرتی ہوں مگر میں آپ کو تھوڑا تر پانا چاہتی تھی میں جھٹ سے بولا جی۔ جی میں اتنا خوش ہوا کہ کیا بتاؤں اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگا میں نے کہا میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں کوئی ایسا لمحہ نہیں ہے جس پر آپ کے خیالات نے مجھ پر بادل نہ برسائے ہوں کوئی ایسا پل نہیں جس میں آپ کی یاد نہ آئی ہو۔ رات کو چاند کی چاندنی کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے تیرا پیار یاد آتا ہے مجھے آپ سے انتہائی محبت ہے اس طرح ہم نے ساتھ جیسے مرنے کی قسمیں کھائیں اور میں تو ہوم ورک بھی بھول گیا بس وہیں گپ شپ مارتے رہے دوسرے دن وہ لوگ جانے کے لیے تیار ہو گئے میں نے مشکل سے اپنے آنسوؤں کو ضبط کیا میں نے کہا پھر کب آؤ گی بہت جلد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ لوگ چلے گئے میں ایسا محسوس کرنے لگا بس میرے جسم سے جان نکل گئی ہو۔

وہ جو آشیانے ہمارے پر آئے تھے آشیانہ چھوڑ گئے ہمیں اپنی حسین نگاہوں کا بنا کے دیوانہ چھوڑ گئے اپنے دل کو بھگانے کے لیے جو کتاب اٹھاتے ہم

جواب عرض

135 فروری 2013

یہ ستم نہ بھولے گا

جواب عرض

134 فروری 2013

وہ کتاب کی ہر لکیر پر عشق کا فسانہ چھوڑ گئے جاتے ہوئے کوئی تحفہ دے کر جاتے تو اچھا تھا وہ تو جاتے ہوئے اپنی سلکتی یادوں کا نذرانہ چھوڑ گئے اب میرا دل اس کے بغیر ایک پل بھی نہیں لگتا تھا دل کرتا تھا ابھی بھاگ کے ان کے پاس پہنچ جاؤں میں تاتا چلوں کہ میں سگریٹ بھی پیتا تھا میں اس کی پادیں بار بار سگریٹ سلگا کے پیتا رہتا سگریٹ کے دھوئیں سے میرے ارد گرد گہرے بادل چھا جاتے اتفاق سے ہم نے PTC کنکشن لگوا یا ہوا تھا ایک دن اس نے کال کی میرے بھائی نے کال انینڈ کی تو وہ نہ بولی اور کال منقطع کر دی یہ سلسلہ کئی دن چلتا رہا میرے گھر والے کال انینڈ کرتے مگر وہ نہ بولتی میں نے ایک دکان اور مرغی خانہ بنایا ہوا تھا جو کہ میں سینڈ ٹائم چلاتا تھا اس سے پہلے میرے بھائی چلاتے تھے وہ میرے والد نے مجھے بنا کے دیا تھا بھائیوں کی مرضی ہوتی تھی کہ چلائیں یا نہ چلائیں اس لیے وہ اکثر بند رہتا تھا میں سکول سے آکر چلاتا تھا ایک دن میں سکول سے واپس آیا اور آنکھوں کلاس کا داخلہ فیس کے لیے ابو سے بات کرنے لگا اتنے تک فون کی گھنٹی بجی میری امی نے کہا کہ بیٹا یہ کوئی روزانہ کال کرتا ہے جب ہم بولتے ہیں تو کال ڈراپ کر دیتا ہے شاید کوئی تمہارا دولت ہو میں نے جا کر کال انینڈ کی تو اس نے مجھے پہچان لیا میں نے کہا جی ولید بات کر رہا ہوں گھر والوں کو بھی احساس دلانا تھا میں نیکہا تھیک ہے آپ پھر بات کرنا امی نے پوچھا کون ہے میں نے کراچی سے دوست کا فون تھا تو اس کا لیئر آتا تھا اس کا پتہ کر رہا تھا میں اپنی دکان پر چلا گیا اور یہی سوچتا رہا کہ اب کیا کریں میں دوسرے دن دوپہر کے وقت گھر آیا جمعہ کا دن تھا بھائی وغیرہ کھیتوں میں تھے

کروں گا کال سے فارغ ہو کر میں نہادھو کر جمعہ کیلئے تیار ہو گیا اب تو میرے دل میں اتنی محبت نیا گئی تھی کہ جب تک اس کو فون نہ کرتا ہے چینی بڑھتی رہتی ادھر میرے آنکھوں کلاس کے پیپر زیر پر آگئے میں ان دنوں تعلیم میں مصروف تو ہو گیا مگر لگن تھی تو محبوب سے پیار کی وہ بھی سمجھاتی تھی کہ میں کوئی آپ کو چھوڑ رہی ہوں آپ پہلے اپنی تعلیم پر توجہ دو میں نے آنکھوں کے پیپر زب دئیے اور اپنی دکان چلانے لگا فرزانہ کے والد بیمار ہو گئے اور ہمارے ہاں آگئے میں بہت خوش ہوا اب تو ہر وقت محبوب کا دیدار کرتا تھا پہلے کچھ دن وہ ہمارے گھر میں رہے پھر ہماری زمین میں انہوں نے مکان بنالیا اور سارا سامان ادھر شفٹ کر لیا۔

ہم ایک دوسرے سے کافی فری ہو گئے تھے میں اکثر اوقات اپنے محبوب کے آشیانہ پر ہی رہتا میرے ماموں چونکہ آرمی کے کوئی بڑے آفیسر تھے اس لیے بہت مالدار تھے لوگوں میں بھی ان کا بڑا وقار تھا جب بھی شہر جاتے تو واپسی پر گاڑی بچوں کی چیزوں سے نل ہوتی مگر ہم تو اس کے برعکس تھے مگر پھر بھی خدا کا شکر ادا کرتے تھے میرے دو بھائیوں کی شادیاں ہو چکی تھیں اللہ نے ایسی بھابھیاں دی تھیں جو بھائی سے کم ہی بولتی تھیں گھر میں کافی سکون تھا بھائی بہنوں کا پیار تھا شاید اللہ نے وہی پیار دینا تھا کیونکہ جلدی قسمت میں جدائی آ جاتی تھی یہ نہیں پتہ تھا کہ جلدی پر دیس کی ہوا کھانی ہے اور دیس کی منزل ہی نہیں مٹی اپنے خاندان میں رسوا و بدنام ہونا ہے کاش کہ میں اس وقت پیار نہ کرتا ایک دن میرے ماموں نے میرے والد سے کہا کہ ولید کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینا چاہتا ہوں وہ مجھے بہت پیار لگتا ہے میں جتنا اس دن خوش ہوا تھا آج

دوسرے ماموں کے بیٹوں کو اپنے بھٹکانے چڑھا کر ہمارے خلاف سازشیں شروع کر دیں اب زندگی میں اسیوں کا آغاز ہو گیا جونہی میرا زلٹ آؤٹ ہوا ساتھ میں پاک آرمی میں آسمانیاں آگئیں میرے والد میرے سے پہلے آرمی میں جاب کرتے تھے اور ابھی بھی تھے پشاور کے رہتے تھے میرے والد نے بھی مجھے ٹیسٹ دیا میں ہر چیز میں پاس ہو گیا مجھے انہوں نے سب سے پہلے دیا کہ اس کے بعد آپ کو لیئر ملے گا اور بعد میں کے بعد آپ کو آرمی جوائن کرادیں گے میں نے اپنے والدین بہن بھائیوں کو سنا تو بہت خوش ہوئے اپنی امی تو میرا ہاتھ چومتی رہی اور یہ خبر فرزانہ تک پہنچ گئی۔ اس نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ تم گھر کے ساتھ والی چارلی چکے مجھے دو میں مقررہ وقت پر ملا تو وہ بھاگ کے میرے چکے میں لگ کر رونے لگی کہ تم مجھے چھوڑ کر آرمی میں جا رہے ہو میں پھر پرانی ہو جاؤں گی پہلے بھی لوگ ہرے خلاف ہیں ہمیں ایک نہیں ہونے دے رہے اوپر سے تم ان کو ایک نہ ہونے کا بہترین موقع فراہم کر رہے ہو میں نے وہیں سگریٹ جلا کر اپنے بازو پر F لکھ دیا میں تو پہلے شوق کی آگ میں جل رہا تھا بھلا سگریٹ کا کیا کاروبار تھا یہ دیکھ کر فرزانہ بہت روئی میں نے کہا کچھ نہیں ہو آپ کو کوئی محبت دکھا رہا ہوں کچھ نہیں ہوتا ہم ایک ہو جائیں گے فرزانہ بولی تم مجھ سے اتنا پیار کرتے ہو میں بہت خوش ہوں اسی طرح پیار محبت کا لگایا گیا پودا ایک بڑا شجر بن گیا اس شجر کو خاندانی شازشوں نے جڑ سے اٹھاڑنے کی کوشش کر دی تقریباً کچھ دنوں بعد میرا کال لیئر آ گیا میں آرمی سنٹر گیا تو کرنل امتیاز صاحب نے جب میرا

کارنامہ تحریر کر کے مجھے پکڑا دیا میں نے اپنی ان فٹنگ کی خبر گھر والوں کو سنا تو سب کے چہرے اداس ہو گئے میرے ابو نے مجھ سے پوچھا کہ دیکھاؤ ان فٹ سرٹیفکیٹ پر لکھا کیا ہے آپ کس وجہ سے ان فٹ ہوئے ہو بس جب انہوں نے بازو والا واقعہ پڑھا تو آگ بولے ہو گئے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا پھر بے قابو ہو گئے اور مجھے بہت مارا میرے کچھ دوستوں نے میری جان بچائی میں خون میں لت پت ایک دوست نے مجھے ہسپتال تک پہنچایا کچھ دن ایڈمٹ رہنے کے بعد زندگی معمول پر آگئی ایک دن میں اپنی دکان پر بیٹھا تھا کہ میرے ماموں کے بیٹے آگئے انہوں نے میری دکان میں کافی توڑ پھوڑ کی اور مجھے بھی مارا اور جھمکی دی کہ فرزانہ کو بھول جاؤ اور ابھی اپنا فیصلہ سناؤ میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو کل بتاؤں گا میں نے سب واقعہ فرزانہ کو بتایا تو وہ بہت پریشان ہو گئی اور اس نے کہا کہ تم مجھے یہاں سے لے کر بھاگ جاؤ مجھے آپ کی یہ حالت روز بروز نہیں دیکھی جاتی ہے۔ میں نے اپنے وہ دوستوں اور فرزانہ کو ساتھ لیا اور شیخوپورہ آگئے وہاں ایک دوست نے ایک مولوی بلوایا جس نے ہمارا نکاح کر دیا نکاح تو ہو گیا شرعی مرقا فون کی نکاح کے کاغذات بنوائے بھول گئے ہم راتوں رات گھر لوٹ آئے اب میں نے اس کو اس کے سینکے گھر چھوڑ دیا اور اطمینان سے رہنے لگا کچھ دنوں بعد میرے ماموں نے مجھے کہا کہ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ نہیں اور جلد جا کر کام کرو میرے والدین بچنے مجھ سے ناراض تھے وہ بھی میرے ماموں کی باتوں میں آگئے اور مجھے گھر سے نکال دیا میں وہاں سے لاہور آ گیا اور وہاں تک داتا دربار پر رہا مگر کوئی جگہ نہ ملی اتفاق سے میری ملاقات کرنل طارق

وہ کتاب کی ہر لکیر پر عشق کا فسانہ چھوڑ گئے جاتے ہوئے کوئی تحفہ دے کر جاتے تو اچھا تھا وہ تو جاتے ہوئے اپنی سلتی یادوں کا نذرانہ چھوڑ گئے اب میرا دل اس کے بغیر ایک پل بھی نہیں لگتا تھا دل کرتا تھا ابھی بھاگ کے ان کے پاس پہنچ جاؤں میں بتاتا چلوں کہ میں سگریٹ بھی پیتا تھا میں اس کی یاد میں بار بار سگریٹ سلاگ کے پیتا رہتا سگریٹ کے دھوئیں سے میرے ارد گرد گہرے بادل چھا جاتے اتفاق سے ہم نے PTC کنکشن لگوا یا ہوا تھا ایک دن اس نے کال کی میرے بھائی نے کال انینڈ کی تو وہ نہ بولی اور کال منقطع کر دی یہ سلسلہ کئی دن چلتا رہا میرے گھر والے کال انینڈ کرتے مگر وہ نہ بولتی میں نے ایک دکان اور مرغی خانہ بنایا ہوا تھا جو کہ میں سیکنڈ ہانڈ چلاتا تھا اس سے پہلے میرے بھائی چلاتے تھے وہ میرے والد نے مجھے بنا کے دیا تھا بھائیوں کی مرضی ہوتی تھی کہ چلائیں یا نہ چلائیں اس لیے وہ اکثر بند رہتا تھا میں سکول سے آکر چلاتا تھا ایک دن میں سکول سے واپس آیا اور آٹھویں کلاس کا داخلہ فیس کے لیے ابو سے بات کرنے لگا اتنے تک فون کی گھنٹی بجی میری امی نے کہا کہ بیٹا یہ کوئی روزانہ کال کرتا ہے جب ہم بولتے ہیں تو کال ڈراپ کر دیتا ہے شاید کوئی تمہارا دولت ہو میں نے جا کر کال انینڈ کی تو اس نے مجھے پہچان لیا میں نے کہا جی ولید بات کر رہا ہوں گھر والوں کو بھی احساس دلانا تھا میں نیکبہا ٹھیک ہے آپ پھر بات کرنا امی نے پوچھا کون ہے میں نے کراچی سے دوست کا فون تھا تو اس کا لیئر آتا تھا اس کا پتہ نہ کر رہا تھا میں اپنی دکان پر چلا گیا اور یہی سوچتا رہا کہ اب کیا کریں میں دوسرے دن دوپہر کے وقت گھر آیا بعد کا دن تھا بھائی وغیرہ کھیتوں میں تھے اور رہنیں دوسرے کمرے میں تھیں امی بھی کہیں گئی تھی میں نیسو چاکر غسل وغیرہ کر کے جمعہ پڑھنے چلا جاتا ہوں ابھی اسی سوچ میں تھا کہ فون کی گھنٹی بجی میں بھاگتا ہوا نیلی فون کے پاس گیا اور ریسپونڈ کیا تو اس نے پہچان لیا ڈھیر ساری دیر تک ہم باتیں کرتے رہے میں نے اب اس کا نمبر لے لیا تھا کہ اب میں جب بھی فارغ ہوا آپ کو کال

کروں گا کال سے فارغ ہو کر میں نہا دھو کر جمعہ کیلئے تیار ہو گیا اب تو میرے دل میں اتنی محبت نیاگ لگائی تھی کہ جب تک اس کو فون نہ کرتا ہے چینی بڑھتی رہتی ادھر میرے آٹھویں کلاس کے پیپر زیر پر آگئے میں ان دنوں تعلیم میں مصروف تو ہو گیا مگر لگن بھی تو محبوب سے پیار کی وہ بھی سمجھاتی تھی کہ میں کوئی آپ کو چھوڑ رہی ہوں آپ پہلے اپنی تعلیم پر توجہ دیں نے انھوں نے پیپر ز دے دیے اور اپنی دکان چلانے لگا فرزانہ کے والد رینار ہو گئے اور ہمارے ہاں آگئے میں بہت خوش ہوا اب تو ہر وقت محبوب کا دیدار کرتا تھا پہلے کچھ دن وہ ہمارے گھر میں رہے پھر ہماری زمین میں انہوں نے مکان بنا لیا اور سارا سامان ادھر شفٹ کر لیا۔

ہم ایک دوسرے سے کافی فری ہو گئے تھے میں اکثر اوقات اپنے محبوب کے آشیانہ پر ہی رہتا میرے ماموں چونکہ آرمی کے کوئی بڑے آفیسر تھے اس لیے بہت مالدار تھے لوگوں میں بھی ان کا بڑا وقار تھا جب بھی شہر جاتے تو واپسی پہ گاڑی بچوں کی چیزوں سے نل ہوتی مگر ہم تو اس کے برعکس تھے مگر پھر بھی خدا کا شکر ادا کرتے تھے میرے دو بھائیوں کی شادیاں ہو چکی تھیں اللہ نے ایسی بھابھیاں دی تھیں جو بھائی سے کم ہی ہوتی تھیں گھر میں کافی سکون تھا بھائی بہنوں کا پیار تھا شاید اللہ نے وہی پیار دینا تھا کیونکہ جلد ہی قسمت میں جدائی آ جاتی تھی یہ نہیں پتہ تھا کہ جلد ہی پردیس کی ہوا کھانی ہے اور دیس کی منزل ہی نہیں مٹی اپنے خاندان میں رسوا و بدنام ہونا ہے کاش کہ میں اس وقت پیار نہ کرتا ایک دن میرے ماموں نے میرے والد سے کہا کہ ولید کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینا چاہتا ہوں وہ مجھے بہت پیار لگتا ہے میں جتنا اس دن خوش ہوا تھا آج اس خوشی کو ترستا ہوں شاید وہی میری سب سے زیادہ خوشی تھی وہیں سے میری تباہی کا آغاز ہوا ہوا کچھ یوں کہ میرے خاندان کے لوگوں نے جب میری گھنٹی کی بات سنی تو میرے خلاف ہو گئے ان کے پاؤں کے تلے سے تو زمین ہی نکل گئی انہوں نے کہا کہ یہ اتنا مالدار ہے اور اپنی بیٹی کا رشتہ ایک دکاندار کو دے رہا ہے انہوں نے

میرے دوسرے ماموں کے بیٹوں کو اپنے بھتیجئے کے چڑھا دیا ہمارے خلاف سازشیں شروع کر دیں اب زندگی میں وہ بیٹوں کا آغاز ہو گیا جو نبی میرا رزلٹ آؤٹ ہوا رشتہ میں پاک آرمی میں آسامیاں آگئیں میرے والد سے پہلے آرمی میں جا کر رہتے تھے اور ابھی بھی نہیں ہٹنے لے رہے تھے میرے والد نے بھی مجھے نیٹ لینے بھیج دیا میں ہر چیز میں پاس ہو گیا مجھے انہوں نے ایک مہینے کا وقت دیا کہ اس کے بعد آپ کو لیئر ملے گا اور یہ لیئر کے بعد آپ کو آرمی جوائن برادریں گے میں نے یہ خواہش والدین بہن بھائیوں کو سنائی تو بہت خوش ہوئے میری امی تو میرا تھا چومتی رہی اور یہ خبر فرزانہ تک پہنچ گئی۔ اس نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ تم گھر کے ساتھ والی پہاڑی پہنچنے میں مقررہ وقت پر ملا تو وہ بھاگ کے نہ جا رہے ہو میں پھر پرائی ہو جاؤں گی پہلے بھی لوگ بہت خلاف ہیں ہمیں ایک نہیں ہونے دے رہے اور پر سے تم ان کو ایک نہ ہونے کا بہترین موقع فراہم کر رہے ہو میں نے وہیں سگریٹ چلا کر اپنے بازو پر F لکھ دیا میں تو پہلے عشق کی آگ میں جل رہا تھا بھلا سگریٹ کا کیا تر ہوتا تھا یہ دیکھ کر فرزانہ بہت روئی میں نے کہا کچھ نہیں ہو آپ کو یعنی محبت دکھا رہا ہوں کچھ نہیں ہوتا ہم ایک ہو جائیں گے فرزانہ تو میری تم مجھ سے اتنا پیار کرتے ہو میں بہت خوش ہوں اسی طرح پیار محبت کا لگا لگا گیا پودا ایک بڑا شجر بن گیا اس شجر کو خاندانی شازشوں نے جرے سے اٹھانے کی کوشش کر دی تقریباً کچھ دنوں بعد میرا کال لیئر آ گیا میں آرمی سنٹر گیا تو کرنل امتیاز صاحب نے جب میرا بازو پر F لکھا دیکھا تو ان فٹ کر دیا اور کہا کہ بیٹے یہ تم نے کیا کر دیا ہے اب تو تم آرمی کے اہل نہیں رہے آج تم اپنا ماتو چلا سکتے ہو تو کل تم خوشی بھی کر سکتے ہو میں نے تمام رشتہ کو بتا دی گران کا جواب یہی تھا کہ بیٹے رشتے تو مل جاتے ہیں مگر نوکریاں بار بار نہیں ملتیں تم نے اپنے رشتہ کو بجاے روشن کرنے کے تاریک کر دیا ہے انہوں نے سب سے سہیلیٹ پر ان فٹ لکھ کر ساتھ میں بازو والا

کارنامہ تحریر کر کے مجھے پکڑا دیا میں نے اپنی ان فٹنگ کی خبر گھر والوں کو سنائی تو سب کے چہرے اداں ہو گئے میرے ابو نے مجھ سے پوچھا کہ دیکھاؤ ان فٹ سہیلیٹ پر لکھا کیا ہے آپ کو جسے ان فٹ ہونے ہو جس جب انہوں نے بازو والا واقعہ پڑھا تو آگ بولے ہو گئے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا پھر بے قابو ہو گئے اور مجھے بہت مارا میرے کچھ دوستوں نے میری جان بچائی میں لست پت ایک دوست نے مجھے ہسپتال تک پہنچایا کچھ دن ایڈمٹ رہنے کے بعد زندگی معمول پر آ گئی ایک دن میں اپنی دکان پر بیٹھا تھا کہ میرے ماموں کے بیٹے آگئے انہوں نے میری دکان میں کافی توڑ پھوڑ کی اور مجھے بھی مارا اور دھمکی دی کہ فرزانہ کو بھول جاؤ اور ابھی اپنا فیصلہ سنو میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو کل ہتاؤں گا میں نے سب واقعہ فرزانہ کو بتایا تو وہ بہت پریشان ہو گئی اور اس نے کہا کہ تم مجھے یہاں سے لے کر بھاگ جاؤ مجھے آپ کی یہ حالت رو رہی نہیں دیکھی جاتی ہے۔ میں نے اپنے دو دوستوں اور فرزانہ کو ساتھ لیا اور شیخوپورہ آگئے وہاں ایک دوست نے ایک مولوی بلوایا جس نے ہمارا نکاح کر دیا نکاح تو ہو گیا شرعی مگر قانونی نکاح کے کاغذات ہوائے بھول گئے ہم راتوں رات گھر لوٹ آئے اب میں نے اس کو اس کے سینے گھر چھوڑ دیا اور اطمینان سے رہنے لگا کچھ دنوں بعد میرے ماموں نے مجھے کہا کہ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ نہیں اور جگہ جا کر کام کرو میرے والدین پہلے مجھ سے ناراض تھے وہ بھی میرے ماموں کی باتوں میں آگئے اور مجھے گھر سے نکال دیا میں وہاں سے لاہور آ گیا اور دو دن تک داد بار پر رہا مگر کوئی جگہ نہ ملی اتفاق سے میری ملاقات کرنل طارق صاحب سے ہو گئی وہ اس وقت حاضر مرہوس تھے میں نے تمام واقعہ ان کے سامنے بھول کے رکھ دیا یہ بارہ سال پہلے کی بات ہے انہوں نے اپنے گھر میں مجھے بت میں رکھ لیا ان کی کوئی اولاد نہ تھی وہ مجھے اپنا بیٹا سمجھتے تھے مجھے اپنے گھر جیسا ماحول تو مل گیا مگر انہوں کی یاد بہت آتی تھی میں اپنے بھائیوں سے فون پر بات کر لیتا تھا ایک دن مجھے میرے

بھائی نے فون کیا کہ بھائی ولید وہ فرزانہ کا رشتہ آگے کر رہے ہیں ماموں نے منگنی توڑ دی ہے میں نے کہا منگنی فون سے کوئی نکاح تو نہیں ٹوٹ گیا بھائی بولے کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے کھل کے بات بتاؤ۔ میں نے نکاح والی ساری بات بتادی اور میرے گھر والے بھی خوش ہو گئے ان کے حوصلے مضبوط ہوئے آپ سب جانتے ہیں کہ والدین اولاد کے لیے کتنے پریشان ہو جاتے ہیں جب خدا نخواستہ کوئی مسئلہ درپیش آتا ہے میں اپنے گاؤں چلا گیا میں نے وہاں جا کے اپنے گواہان کو پیش کیا اور گواہان نے گواہی دی ساتھ میں فرزانہ نے بھی کہا کہ ہم نے شادی کی ہوئی ہے یعنی ہمارا نکاح ہو چکا ہے ہم میاں بیوی ہیں مگر مسئلہ یہ بنا کہ میرے پاس قانونی نکاح نہیں تھا میں وہاں سے شائع ہو پورا اس مولوی کے پاس آیا مگر اس کا یہ پتہ بھی نہ چلا کہ مر گیا ہے کہ زندہ ہے جس سے بھی پوچھتا کہتے کہ ہمیں تو اس کا کوئی پتہ نہیں ہے جس مولوی نے نکاح کے اوپر نکاح کروایا تھا اس کے پاس گیا کہ میں آپ سب پر فتویٰ لکھوا دوں گا کہ آپ لوگوں نے نکاح کے اوپر نکاح کر دیا ہے میرے پاس میرے گواہان موجود ہیں آپ یوں نہیں مان رہے ہو مولوی نے کہا کہ میں آپ کا نکاح مانتا ہوں شریعت کے مطابق آپ کی بیوی ہے وہ مگر آج کل قانون کا دور ہے قانون کے مطابق نہیں ہے اگر آپ کے پاس کوئی رجسٹرڈ نکاح ہے تو دکھا دیں آپ کے ساتھ ہوں مگر مجھ سے یہ غلطی ہو گئی تھی کہ میں نے اس وقت نکاح رجسٹرڈ نہیں کروایا تھا۔ میں مایوسی کے عالم میں گھراؤٹ آیا۔

ایہوں سے اس قدر صدمے اٹھائے جان پر غیروں سے شکایت کا گلہ نہ رہا اب تو میرے سب دشمن بن گئے تھے لوگ مجھ پر معذہ بازی کرتے تھے مجھے بڑا غصہ آتا اور ایک دن ماموں سے گھر پہنچ گیا اور وہاں جا کر سب کو بدعائنیں دیں لوگوں نے منع کیا کہ بیٹا اس طرح کے الفاظ نہ نکالو کسی دن کو ظلم نازل ہوگا میں اب اسلحہ لے کر چلتا تھا میرے اس طرح بدعائنوں اور لڑائی جھگڑے کے پیش نظر میری جان فرزانہ

ظلم کی اخیر کردی گئی اس کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ دی گئیں سر کے بال نوچ لیے گئے اور بھروسے بھی کاٹ دی گئیں۔ یہ ظلم مجھ سے برداشت نہ ہوا اور میں پھر ان کے گھر اسلحہ لے کر چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ میں کوئی غلطی کر اٹھا تا میری جان فرزانہ میرے قدموں میں آکر گر گئی اور اس کے والد نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے چاہے میں اس کے دس نکاح کروں اور یہ بھی کسی مولوی سے نکھو کر اسلحہ کہ جو لڑکی اپنے بھائیوں اور والدین کی مرضی سے نہیں نکاح کرتی یا چھپ کے کرتی ہے تو نکاح نہیں ہوتا میرے قدموں میں گر کر کہتی ہے کہ ولید یہاں سے چلے جاؤ میری اور اذیت برداشت نہیں کر سکتی میں آج نکاح پر نکاح کر کے آگے جا رہی ہوں۔ میں کل بھی آپ کی بھی اور آج بھی آپ کی ہوں مگر قانون کے مطابق کسی اور کی ہوں۔ میں اس کے قدم میں گرنے کی وجہ سے سب کچھ چھوڑ کے ہمیشہ ہمیش کے لیے لاہور چلا آیا میں آکر کرل صاحب سے بھی بات کر سکتا تھا مگر اس نے مجھے قسم دی تھی کہ میں کوئی قدم نہ اٹھاؤں قارئین جو کل تک میرے لیے جان قربان کرتے تھے میرے جان کے دشمن تھے آج مجھ کو کرنے پر تلے ہوئے تھے آج اگر میں قانونی نکاح کرتا تو مان جاتے تھے کیا تو نہیں مان رہے۔

ہمیں تو ایہوں نے لوٹا غیروں میں کہاں دم تھا میری تو کتنی وہاں ڈوبی جہاں پانی کم تھا میں آج 12 سال ہو گئے ہیں لاہور میں ہوتا ہوں کرل صاحب نے میری شادی کر دی ہے میرا ایک بھائی ہے اور جان قربان کرنے والی بیوی ہے آج برائے اپنے بن گئے ہیں اور اپنے پرانے میری زندگی اچھی گزر رہی ہے کہ کچھ دن پہلے مجھے بھائی نے فون کیا کہ فرزانہ کے ساتھ وہ ظلم ہوا ہے جو اللہ کی کے ساتھ نہ کرے۔ آج اس کی جان خطرے میں ہے اگر وہ مرگئی تو رقی دنیا تک جو ظلم کے ساتھ ہوا ہے وہ لوگوں کے منہ میں مثال بن کے رہے گا میں وہ ظلم لکھنا مناسب نہیں سمجھوں گا اللہ کی طرف سے شاید میری بدعائنوں کا عذاب نازل ہوا ہے اس پر۔ میری قارئین سے ریکویسٹ ہے کہ فرزانہ کیلئے دعا کریں کہ

مذہب سے بچ جائے اور یہی ہوں گا کہ نکاح پر نکاح کرنا ہم سے نکاح ایک بنی ہوتا ہے پلیز جب بھی اپنے بچوں کی شادیاں کرو تو ان کی مرضی پوچھ لیا کرو۔ دوستو کیسی کیسی میرے بھائی ولید کی زندگی کی سچی کہانی ولید آج کل لاہور میں ہوتا ہے وہ جاہل اور پیار سے دشمنوں سے ملنے کا سوچتا بھی نہیں ہے کرل طارق آج کل انگلینڈ میں ہیں اور پیچھے سب ذمہ داری ولید پر ہے قارئین ہم نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ آج کل شریعت کو نہیں دیکھا جاتا قانون مانا جاتا ہے شریعت رہ بھی نہیں گئی ہمارا دین نہیں رہا آج شریعت نکاح نہیں مانا جا رہا جبکہ قانونی نکاح پر نکاح ہو رہے ہیں یہ قیامت کی نشانیاں ہیں یہ سبباب زلزلے حادثات سب یہی ہے ہمارے گھناؤنے کرتوتوں کے نتائج ہیں آج بھی وقت ہے بدل جاؤ اللہ کو مالاوار شریعت پر عمل کرو ہم سے اگر بڑے نکل گئے ہیں تو قرآن سے فائدہ اٹھا رہے ہیں یہ حقیقت بات ہے ہمارا مذہب نام کا مذہب رو گیا ہے۔

مسلمان دس مسلم رہ گئے ہاں اسل دس بار پابند نہیں اس واسطے رحمت رب دی سزا کے ملک وچ یار آمدنیں نماز روزہ حج، زکوٰۃ سانوں بالکل یار پسند نہیں غزل

گویا انداز شاہانہ ہے امیروں جیسا میرے اندر کا انسان ہے فقیروں جیسا ہم نے چہرے پہ سجا رکھی ہے چہرے کی رونق میرے درد کا عالم ہے ویران جیروں جیسا اس کے اسلاف و خصال نے مجھے جیت لیا میرے مریدوں میں تھا وہ شخص بیروں جیسا اس سے پہلے تھی اسیری بھی رہائی جیسی اب کہ آزادی میں ہے حال امیروں جیسا کہ کو محسن گنوا کے ہیں خسارے اب تک اور جو اک شخص تھا میرے ساتھ بیروں جیسا (انتخاب محمد شوکت، مانسہرو)

اسے بھی محسوس کرو

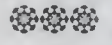
انسان دو چیزوں سے ہمیشہ ہار جاتا ہے۔ ”وقت“ اور ”پیاز“ دونوں زندگی میں اہم ہوتے ہیں وقت کسی کا نہیں ہوتا اور پیاز کسی سے نہیں ہوتا۔

(محمد شوکت، مانسہرو)

تیرے سوا

نہ مجھے بارش اچھی لگتی ہے نہ مجھے بادل اچھے لگتے ہیں نہ دھوپ اچھی لگتی ہے نہ مجھے پھول اچھے لگتے ہیں نہ مجھے خوشبو اچھی لگتی ہے مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا صنم تیرے سوا تم جب ساتھ ہوتے تھے میرے پاس ہوتے تھے روز ملا کرتے تھے مجھ سے مجھ سے روز باتیں بھی کیا کرتے تھے تمہارے ساتھ مجھے یہ سب اچھا لگتا تھا چاہے وہ رنگ، دھوپ، بارش موسم، بادل، پھول، خوشبو ہوتی تھی مجھے یہ سب اچھے لگتے تھے اب تم نہیں ہوتے صنم مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا اب نہ کوئی رنگ بھاتا ہے، نہ کوئی پھول بھاتا ہے نہ کوئی خوشبو بھاتی ہے، نہ کوئی بادل بھاتا ہے نہ کوئی بارش بھاتی ہے، نہ کوئی دھوپ بھاتی ہے مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا صنم تیرے سوا، صنم تیرے سوا

میرے پاس ہوتے تھے روز ملا کرتے تھے مجھ سے مجھ سے روز باتیں بھی کیا کرتے تھے تمہارے ساتھ مجھے یہ سب اچھا لگتا تھا چاہے وہ رنگ، دھوپ، بارش موسم، بادل، پھول، خوشبو ہوتی تھی مجھے یہ سب اچھے لگتے تھے اب تم نہیں ہوتے صنم مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا اب نہ کوئی رنگ بھاتا ہے، نہ کوئی پھول بھاتا ہے نہ کوئی خوشبو بھاتی ہے، نہ کوئی بادل بھاتا ہے نہ کوئی بارش بھاتی ہے، نہ کوئی دھوپ بھاتی ہے مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا صنم تیرے سوا، صنم تیرے سوا (شاعر: دُعائی)



”محبت“

✑ تحریر: توقیر اسلم رحمانی، منگروڈھ شرقی

نگینہ تھوڑی دیر بعد بول پڑی سوری رمضان میں تمہارا دل دکھانا تو نہیں چاہتی لیکن میں کسی اور کو دھوکہ بھی نہیں دے سکتی کیا مطلب اس کی بات پر میں چونکہ مجھے اس کی باتیں بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی مطلب یہ کہ میں کالج میں ایک لڑکے کے ساتھ محبت کرتی ہوں اور وہ بھی مجھ سے بہت پیار کرتا ہے اس لیے پلیز تم میرے بارے میں سوچنا چھوڑ دو ویسے بھی میں نے سنا ہے کہ تمہاری منگنی ہو چکی ہے اور جلدی ہی تمہاری شادی ہونے والی ہے اس کی باتیں سن کر مجھے ایک ساتھ دو جھٹکے لگے میں اسے حیرت سے دیکھنے لگا اب مجھے ایسا لگا جیسے میرا دل دھڑکنا بھول گیا ہو مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا محسوس ہونے لگا میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا نگینہ تم نے کتنی آسانی سے کھہ دیا کہ تم مجھے بھول جاؤ لیکن یہ تمہاری بھول ہے تم ہمیشہ میری دھڑکنوں میں شامل رہو گی یہ سب کھنا آسان ہے لیکن کرنا آسان نہیں ہوتا شاید تم نے محبت تھیک طرح سے کرنا نہیں سیکھا ورنہ تم مجھے اس طرح بھول جانے کو نہ کہتی لیکن بہر حال تم جس سے پیار کرو جہاں رہو خوش رہو اب بس میں یہی تمہارے لیے دعا کرتا رہوں گا لیکن میں تمہیں کبھی بھلا نہیں پائوں گیا تم مجھے نہ ملی تو کیا ہوا تمہاری یادیں تو ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گی ویسے تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تمہیں میری شادی کا کس نے بتایا ہاں وہ پرسوں تمہارے گھر سے ہوں آیا تھا کہ تمہاری مصباح کے ساتھ شادی ہو رہی ہے لیکن تم وہاں سے ناراض ہو کر یہاں آ گئے ہو۔ نگینہ نے مجھے تفصیل بتائی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

دنیا میں کوئی انسان نہیں جسے محبت نہ ہوگی ہو بہر کوئی اپنے دل میں محبت کی داستان لیے پھرتا ہے آج کل کی محبت میں صرف دھوکہ ہی دھوکہ ہے اور محبت میں بہت کم لوگ کامیاب ہوئے ہیں کیونکہ محبت کا پسلا نام جدائی ہے اور دوسرا نام رسوائی ہے۔ کچھ لوگ جنہیں محبت نہیں ملتی وہ موت کو نگلے لگاتے ہیں اور کچھ لوگ اس دنیا میں مرمہ کر اپنی زندگی گزرتے ہیں محبت کی یادیں جو انہوں نے ایک

جواب دے

جواب دے 140 فروری 2013

محبت

جواب دے 141 فروری 2013

سیتے ہیں سہارا زندگی کو کبھی کبھی میرا نام رمضان ہے اور مجھے پیار سے سب مانی کہتے ہیں میرا تعلق کھاتے پیتے گھرانے سے ہے میرے دو بھائی وہ بنی میں کام کرتے ہیں اور ایک بھائی سعودیہ میں کام کرتا ہے۔ اس لیے ہمارے گھر کے حالات کافی بہتر ہیں میں نے تعلیم بہت دیر سے شروع کی جب میں نے میٹرک کر لیا تو میرا ارادہ تعلیم کیلئے تھا بلکہ میں بھی وہ بنی جانا چاہتا تھا میرے دوست نے مجھ پر زور دیا تو میں آگے بڑھنے کیلئے راضی ہو گیا اب میں اپنی کہانی کی طرف آتا ہوں یہ اس وقت کی بات ہے جب میں بی اے فائل کیا کہ اس وقت تھکے تھے یہ تفریح کا کوئی شوق نہیں تھا لیکن پھر جی میرے دوست مجھے کہیں نہ کہیں لے کر جاتے۔ اس بار ایسا ہی ہوا جب ہم بی اے کے پیپر دے چکے تھے تو سب نے مری گھونٹے کا پیراگرام بنایا اور مجھے بھی زبردستی تیار کر لیا میں نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے ساتھ تیار ہو گیا مرنے پہنچ کر ہم نے پہلے تو رہائش کا بندوبست کیا اور پھر ادھر ادھر کھونا پھر ناشروع کر دیا یہ کرتے کرتے جب وہ تھکا، گئے تو وہ پھر کا کھانا کھانے کیلئے بیٹھے اسے یہ رمضان کہاں گیا۔ نوشین نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اف یہ بندہ بھی نہ جانے کس چیز کا بننا ہے جب دیکھو نہیں نہ تمیں خواب رہتا ہے یہ تو ہماری سمجھ سے باہر ہے مصبات نے کہا شاید وہ میری اس عادت سے نالاں تھی ویسے بھی وہ ہم لوگوں جیسا نہیں ہے کہ سارا دن لڑکیوں کے پیچھے گزار دے وہ لڑکیوں سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے وہ لڑکیاں نہیں بلکہ چیزیں ہیں نعیم نے پاس بیٹھی کرن کو گھورتے ہوئے کہا تو بشر ہے اختیار میں پڑا نعیم کی باتیں سن کر وہ تینوں اس ترش نظروں سے دیکھنے لگا کہ یہاں اتنی برصورت ہیں جو نہیں چہ نہیں نظر آ رہی ہیں کرن نے غصیلے لہجے میں کہا نہیں تم تو جس کی بور بور کرن نعیم کی مٹکی تھی نعیم نے طنز کہا اب اور جلدی سے ایک طرف کو دوڑا گئی یونہی اس پر کرن جھپٹ پڑی تھی اسے بارہم لڑتے یوں وہ میں جا کر مانی کو دیکھتے ہوں بشر نے منکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ایک طرف کوچیں پڑا یہ سب میرے

کرن تھے۔ مصباح میری چچا زاد تھی میری اور مصباح کی بچپن میں ہی منگنی ہو چکی تھی پہلے تو مصباح کو اس بات کا پتہ نہیں تھا لیکن جب اسے پتہ چلا آہستہ آہستہ اس نے اپنے دل میں میرے لیے نرم گوشہ بنالیا۔ وہ مجھ سے دل ہی دل میں پیار کرنے لگی تھی لیکن مجھے عشق و محبت پر یقین نہیں تھا ادھر میں آہستہ آہستہ قرب ایک پتھر پر بیٹھا جانے لگی سوچوں میں گم تھا کہ اچانک میرے نزدیک ایک چچ گونگی میں نے چونک کر پیچھے دیکھا تو ایک خوبصورت لڑکی پتھر پر بیٹھی گراہ رہی تھی شاید اس کے پیر میں سوچ آگئی تھی کیوں کہ وہ دونوں باتوں سے حیران ہوئے ہوئے گراہ رہی تھی میں تو بس اس کی خوبصورتی کا جائزہ لے رہا تھا اس لڑکی نے مجھے احتجاجی نظروں سے کہا کہ پلیز ہیپل کی تو میں جلدی سے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اٹھایا وہ بہت کوشش کے بعد اپنے قدموں پر کھڑی ہوئی تھی اور پھر ایک بار وہ چلتی ہی چلی گئی مانی نے اسے جلدی سے سنبھال لیا۔ اسے گھینے کیا ہوا اچانک ایک لڑکی بولی اور اس نے گھینے کا ہاتھ پکڑ لیا تھینک، یو گینے نے پھر مانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ لڑکی چونک پڑی تھوڑی دور جا کر جب گھینے نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مانی کا دل چل سا گیا اس کی حسین آنکھوں میں تجانے کیسا جاوہ تھا کہ ان میں ذوق جانے کو دل چاہتا تھا وہ کب کی جا چکی تھی لیکن مانی پر وہ اپنا جاوہ چلا گئی تھی وہ بت بنا وہی کھڑا تھا اسے یار مانی تم یہاں کھڑے ہو جبکہ ہم تمہیں کتنی دیر سے ڈھونڈ رہے ہیں بشر نے اس کے قریب آ کر کہا تو وہ چونک پڑا پھر ان کا لڑ بھی اسی جگہ سے ہوا جہاں گھینے اور اس کی دوست بیٹھی تھیں گھینے کو دیکھ کر مانی کا دل دھڑکنے لگا بھول گیا اب وہ ایک بار پھر گھینے کو پیار بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جبکہ گھینے کی نگاہیں بھی اس کا نشانہ لیے ہوئے تھیں اس وقت چلتے ہوئے بھی ہمیشہ کو جب سا احساس ہوا کیونکہ یہاں تک مانی کا ہاتھ چھو کر چلتا آ رہا تھا لیکن اب اسے مانی کو چھینچا پڑا تھا۔ یہ احساس ہوتے ہی بشر رک گیا لیکن جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا کیونکہ اس وقت مانی کی ایک لڑکی کے ساتھ آکر چوٹی کی پور تھی پھر وہ سب کچھ سمجھ گیا۔ بشر

مانی کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ گھمائے تو مانی یکدم بڑھ گیا اور اس لڑکی نے بھی آنکھیں جھکا لی تھیں اور ہنسنے بھی آگے بڑھ گیا جب بشر نے اس لڑکی کے سامنے بڑھ کر مانی نے صاف کہہ دیا کہ جیسا تم سوچ رہے ہو ایسا کچھ بھی نہیں ویسے جیسے میں اسے سامنے دیکھتا ہوں مجھے کچھ اپنائیت محسوس ہوتی ہے بہر حال میں اس کی بہن ہوتی کا بھی اعتراف کرتا ہوں کیونکہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت دنیا میں نہیں دیکھی اچھا مجھے تو اب بشر بھی اپنی بات پڑا جا رہا تھا اسے کہنے میں نے نہیں پہلے بھی کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں لیکن تم لوگ تو سچ ڈھونڈتے رہتے ہو کی شریف زادے کو پھنسانے کا نام نہ بنا کر کہا۔ یا خدا کیا یہاں پر شریف زادے کے نام سے جوتو نے اس کو پیدا کر دیا بشر نے باقاعدہ ہاتھ لگائے اور عامانگنا شروع ہو گیا مانی ہنس پڑا اب وہ اپنے دوستوں کے پاس پہنچ گئے تھے تم کبھی نہیں سدھرو گے مانی نے نعیم کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا دنیا والے سدھرنے دیں یہ یونہی اگر وہ چاہتے تو میں کب کا سدھر چکا ہوتا بشر نے ان اکیسوں سے نوشین کو دیکھتے ہوئے کہا تو مانی زیر لب منہ دیا کیونکہ وہ اس کا اشارہ سمجھ چکا تھا پھر انہوں نے اس طرح ہنسنے سکراتے ہوئے کھانا کھا یا اور پھر بھول چلے گئے ادھر مانی حیران پریشان سا تھا کیونکہ اب اسے ہر وقت گھینے نظر آتی تھی اس کی کھیمیری دلنیں، فراخ پیشانی کی ناک، نازک ہونٹ اور ان کے نیچے ایک خوبصورت دھڑل جوا بھی اسے خوبصورت بنا رہا تھا بس اس کی جتنی تعریف کی جائے تھی کی کم ہے وہ اس وقت اس کے خیالوں میں مصروف تھا اس نے بہت کوشش کی کہ اسے اپنے خیالوں سے جھٹک دے لیکن ناکام رہا۔ وہ حیران تھا کہ اس کے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور میری بار بھی گھینے سے ملنے کا چاہ رہا تھا اب وہ ہر وقت کی جگہ پر بٹھا دکھائی دیتا جہاں وہ گھینے کو ملتا تھا لیکن اس کی بات گھینے سے نہ ہو پائی لیکن وہ ناامید نہ تھا وہ روزانہ اپنا وقت پڑا جاتا اور گھنٹوں اس کا انتظار کرتا لیکن پھر بھی

وہ مایوس لوٹتا اب وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ گھینے سے کبھی نہیں مل پائے گا کیونکہ وہ شام کو واپس ویرہ غازی خان رہے تھے شام کو واپس لوٹنے وقت وہ بھجا بھجا سا تھا بس اسٹینڈ پر پہنچتے وقت بھی اس کی نگاہیں اس کی متلاشی تھیں وہ اسے اپنے ارد گرد دیکھ رہا تھا جیسے ابھی گھینے نہیں سے نکل آئے گی اور اسے الوداع کہے گی مانی کیا بات ہے کہ اس کا انتظار ہے کیا۔ پاس بیٹھی مصباح اسے دیکھنے کی نہیں تو مانی چونک پڑا تو پھر ادھر ادھر کے ڈھونڈ رہے ہو مصباح پھر سے بولی دراصل میں تو نعیم کو ڈھونڈ رہا تھا وہ تجانے کہاں ہے نظری نہیں آ رہا۔ رمضان نے منہ بنا کر کہا مانی کا اصل نام رمضان تھا لیکن اسے سب پیار سے مانی کہتے تھے بھائی صاحب میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ بہر حال اپنے بارے میں سوچئے کیونکہ مجھے تو لگتا ہے کہ آپ کہیں کھو گئے ہیں اس کے پیچھے کھڑے نعیم نے بانک لگائی تو بشر، نوشین اور کرن بے اختیار ہنٹ پڑے جبکہ مصباح اسے گھورنے لگی تھی لیکن وہ خاموش بیٹھا باوہ دل ہی دل میں نعیم کو داد دے رہا تھا کیونکہ وہ سچ میں کہیں کھو گیا تھا اور اب وہ شاید خود کو ڈھونڈ رہا تھا اس وقت اس کا وجود تو بس اسٹینڈ پر تھا لیکن اس کی روح اس کی سانسیں اس کا دل کہیں اور تھا یہ سب کچھ اس گھینے کے پاس تھا وہ جانے کہاں تھی شاید وہ بھی اسی کی طرح یہاں مسافر تھی اور اب واپس اپنے شہر جا چکی تھی بہر حال اب وہ بھی اسے دوسری بار دیکھنے کی حسرت دل میں ہے اپنے شہر جا رہا تھا۔ دست تقدیر سے ہر شخص سے حصہ پایا، تنہا میرے حصے میں تیری دید کی حسرت آتی گھر پہنچتے ہی وہ بستر سے چپک گیا اور ایک ہفتے تک بیمار پڑا رہا یہ مری کی کھنڈی ہواؤں کا نتیجہ تھا گھینے کے بارے میں زیادہ سوچنے کا انجام بہر حال اس عمر سے میں نعیم، بشر، کرن، نوشین نے اسے بھی بور ہونے نہیں دیا۔ ہر وقت شور شرابا کر کے اس کا دل بہلانے کی کوشش کرتے جبکہ مصباح ہر وقت اس کی خدمت میں کھڑی رہتی جب بھی دوائی کا وقت آتا وہ پہلے سے ہی تیار کھڑی ہو جاتی شاید وہ اس پر کتنا پیار جتنا چاہتی تھی لیکن وہ ہر

وقت گزیدہ کے خوابوں میں کھویا رہتا۔ ایک ہفتے بعد جب بستر نے اس کا ساتھ چھوڑا تو وہ بہت کمزور ہو چکا تھا لیکن کچھ دنوں کے بعد اس کی ساری کمزوری دور ہو گئی اور وہ بالکل ٹھیک ہو گیا لیکن اب وہ خاموش رہنے لگا اور چڑچڑا رہنے لگا تھا شام کو جب وہ گھر آیا تو سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا لیکن اسے اپنے کمرے میں تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا پس کم ان مانی نے چونک کر کہا تو دروازے پر اس کی بڑی بہن شائلہ نمودار ہوئی رمضان مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے شائلہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا جی نہیں کیا بات ہے مانی نے سنجیدہ لہجے میں کہا وہ دراصل بات یہ ہے کہ مصباح اب بڑی ہو گئی ہے اور تم نے بھی اب اسے کے پیچہ زعمیل کر لیے ہیں تو انکل نے سوچا ہے کہ کیوں نہ تمہاری اور مصباح کی شادی کر دی جائے اور بابا جان بھی یہی چاہتے ہیں اور ان دنوں نے مل کر اس ماہ کی 27 تاریخ کو تمہاری شادی کا فیصلہ کیا ہے شائلہ نے جدی جدی بات مکمل کرنا چاہی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی بات سننے کے بعد وہ اسے بولنے نہیں دے گا۔ پھر وہی ہوا جس کا ذکر تھا آپ لوگوں نے کس سے پوچھ کر یہ فیصلہ کیا ہے میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا جب تک میری پڑھائی مکمل نہیں ہو جاتی میں شادی نہیں کروں گا پھر یہ بھی شادی مجھے کرنی ہے میں جب چاہوں گا کروں گا آپ لوگوں کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور بابا انکل سے کہہ دو کہ مجھے مصباح سے شادی نہیں کرنی میری جب اور جس سے مرضی ہوئی میں شادی کروں گا مانی نے بھپت پڑنے والے انداز میں کہا لیکن اب تو شادی میں چندہ دن باقی ہیں اب اگر تم نے انکار کر دیا تو دونوں خاندان بدنام ہو جائیں گے اور اس طرح دونوں خاندان میں دشمنی پھیل جائے گی شائلہ نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اب وہ اس سے بات کر کے چھپتے رہی تھی اور مانی نے چیخ کر کہا کہ جو بھی ہوتا ہے ہونے والا ہے آپ لوگوں کو پہلے سوچنا چاہیے تھا مانی یہ سب کہتے ہی باہر نکل گئی شائلہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ مانی اس سے اس طرح بات کرے گا کیونکہ وہ اس کی آپاچی اور

اس نے کبھی آپا کے سامنے اس طرح بات بھی نہیں کی تھی رات کو دیر سے جب وہ گھر لوٹا تو سارا گھر آرام کی غنیمت رہا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپا نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی۔ اس کیلئے بھی یہی بہتر تھا ورنہ سارے گھر والے اس کا جینا حرام کر دیتے وہ اپنی جان چھڑانے کیلئے دوسرے ہی دن ملتان کی طرف روانہ ہو گیا ملتان میں اس کی خالہ رہتی تھی جسکے پاس وہ پہلی بار جا رہا تھا بچپن میں وہ ایک بار گیا تھا لیکن اس وقت وہ سات سال کا تھا راستے میں وہ بہت پریشان تھا کیونکہ اس نے پہلے کبھی اپنی آپا سے اس طرح بات نہیں کی تھی وہ اپنے کے پر بہت شرمندہ تھا اس سے پہلے بھی تو مصباح کا نام اس کے نام کے ساتھ جوتا جاتا تھا لیکن پہلے تو وہ کبھی نہیں چڑتا تھا پھر کیوں اسے اب مصباح کا نام اچھا نہیں لگ رہا تھا کیا یہ سب گزشتہ دور سے ہو رہا تھا کیا وہ گھینے سے پیار کرنے لگا تھا کیونکہ مری سے لوٹنے کے بعد گھینے کے نام کے سوا اسے کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا ہر وقت گھینے کے خیالوں میں کھویا رہتا نہ کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کا وہ محبت کی بیماری میں مبتلا ہو چکا تھا جس کا صرف گھینے ہی علاج تھی۔ ملتان پہنچ کر وہ خالہ جان کے گھر کے ایڈریس پر چل پڑا تھوڑی دیر بعد وہ ایک نیلے رنگ کے دروازے پر کھڑا تھا اس نے آگے بڑھ کر تیل بجائی تو تھوڑی دیر میں ایک 19 سالہ نوجوان دروازے پر آ کر پوچھنے لگا جی فرمائیے تو مانی نے کہا کہ ڈیرہ نازیخان سے آیا ہوں اور میرا نام محمد رمضان ہے محمد نظیر کا بیٹا ہوں تو وہ نوجوان چونک پڑا کہ آپ انکل نظیر کے بیٹے ہیں ارے تو آپ پھر باہر کیوں کھڑے ہیں اندر آئیں ناں تو رمضان اندر داخل ہو گیا میں اس وقت اپنے کزنوں کے درمیان ایک چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ سب ہیرت لیے نئے چہرے تھے میں اپنوں کے کچھ ہونے کے باوجود بھی ان سے انجان تھا لیکن وہ مجھ سے اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسے وہ وہ یوں سے مجھ سے آشنا تھے انہوں نے جب مجھے خاموش دیکھا تو خود ہی اپنا اپنا تعارف کرایا۔ میں بہت تھکا ہوا تھا تو میں وہاں ڈسٹرب ہو رہا تھا تو اچانک وہاں خالہ آگئیں ارے تم ابھی تک یہاں بیٹھے ہو

تھکن محسوس نہیں ہو رہی کیا۔ خالہ تھک تو گیا ہوں لیکن میں نے اپنے چاروں طرف نظر دوڑائی تو خالہ نے ان کے سر پر ایک ایک چپت رسید کی اور کہا کہ جاؤ یہاں سے اور شاز یہ تم رمضان کو اس کا کمرہ دکھا دو تھوڑی دیر بعد وہ مجھے ایک کمرے میں چھوڑ کر چلی گئی تو میں چارپائی پر لیٹ گیا کیونکہ میں سفر کی وجہ سے تھک گیا تھا اس لیے مجھے جلد ہی نیند آگئی جب میری آنکھ کھلی تو فریض ہو کر باہر نکلا تو صحن میں پڑے ہوئے سائے شام کا سنڈیسہ دلار ہے تھے۔ خالہ اور خالو ایک طرف کرسیوں پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے انہیں بیٹھے دیکھ کر میں بھی آگے بڑھ گیا کیونکہ میں بھی خالو سے ملنا چاہتا تھا کیونکہ ابھی میں چند قدم ہی اٹھا یا تھا کہ سامنے ایک خوبصورت اور نسوانی وجود آگیا اور جو وجود اس کے سامنے تھا وہ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا وہ گھینے کی ہاں وہی گھینے کی جو ہر وقت اس پر چھائی ہوئی تھی یہ وہ گھینے کی جس کیلئے اس نے شادی سے انکار کر دیا تھا لیکن یکدم میرا داغ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہاں گھینے کیسے یہ یہاں رتی ہے یا اپنی وہ اپنی پہلی سے ملنے آئی ہے پس میں تو اسے دیکھے ہی جا رہا تھا جبکہ وہ بھی مجھے دیکھ رہی تھی پھر اچانک وہ چونک کر آگے بڑھ گئی شاید اسے کوئی کام یاد آگیا تھا لیکن میں ابھی وہاں کھڑا تھا میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہماری اس طرح ملاقات ہوگی میرا خواب اس وقت ٹوٹا جب خالو نے مجھے آواز دی ارے بیٹا وہاں کیوں کھڑے ہو ادھر آؤ تو پھر میں ان کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر خالہ اور خالو کے پاس بیٹھا رہا پھر میں انھیں کھڑا ہوا میں گھینے کو تلاش کرنے لگا پھر وہ مجھے باورچی خانے میں مل گئی میں اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ وہاں اکیلی نہیں تھی اس لیے میں وہاں سے سیدھا اپنے کمرے میں آگیا اچانک میری نظر کپڑوں کے ریک پر پڑی اور میں وہ کتابیں اٹھا کر ان کا مطالعہ کرنے لگ گیا مجھے وقت کا پتہ بھی نہ چلا میرا خواب اس وقت ٹوٹا جب خالہ نے آواز دی میں نے کھڑی پر ناٹم دیکھا تو آٹھ بج چکے تھے اور باہر میرا سب کھانے پر انتظار کر رہے تھے کھانا کھانے کے بعد چائے کا دور چلا جائے پینے کے بعد جب

میں اپنے کمرے میں آیا تو سب کزنز کو اپنا منتظر پایا اور ان کا ارادہ شاید آج رات میرا سر کھانا تھا اور میں بھی اس وقت ان کا ساتھ دینے کے موڈ میں تھا کیونکہ گھینے کو دیکھنے کے بعد میری ساری چڑچڑاہٹ دور ہو چکی تھی وہ سب نیچے فرش پر بیٹھے ہوئے تھے تو میں بھی نیچے فرش پر بیٹھ گیا وہ میرے ساتھ باتوں اور خوش گپوں میں مصروف تھے تھوڑی دیر میں وہ بھی آگئی جس کا مجھے سب سے زیادہ انتظار تھا لیکن میں نے اس پر خاص توجہ نہ دی اور وہ بھی ہمارے ساتھ باتوں میں شامل ہو گئی اب وہ بار بار اپنی خوبصورت آنکھوں سے مجھے چوری چوری دیکھ رہی تھی جب میری نظر اس پر پڑی تو وہ مسکرا دیتی رمضان بھائی آپ اگر ہم سے بچپن میں ہی ملتے تو اچھا تھا شاز یہ نے خوش ہو کر کہا ہاں کاش ہم بچپن میں ہی ملے ہوتے میں نے چور نظروں سے گھینے کو دیکھتے ہوئے کہا وہ بھی مجھے ہی دیکھ رہی تھی اور اس کا یہ انداز مجھے بہت اچھا لگا۔ تیرا نظرس چرانا اچھا لگتا ہے تیرا یوں پاس آنا اچھا لگتا ہے تیری ہر ادا جان لیوا ہے مگر تنہا تیرا یوں مسکرانا اچھا لگتا ہے اس وقت میں اس کے مسکرانے اور باتیں کرنے سے محظوظ ہو رہا تھا اس کی ہر ادا مجھ پر غصہ ڈھا رہی تھی اسی رات جب تک ہماری محفل بنی رہی وہ میری آنکھوں کا مرکز بنی رہی جب سب سوئے کیلئے اٹھ گئے تو وہ بھی سوئے کیلئے چلی گئی جاتے جاتے میرا جین سکون سب ساتھ لے گئی جب بستر پر کوئیں بدل بدل میری کمر میں درد ہونے لگا تو میں باہر آگیا باہر ہو کا عالم تھا اور ہوتا بھی کیوں نہیں رات کے اس وقت کس کو پڑی تھی کہ وہ اپنی نیندیں خراب کرتا پھر مجھے اس وقت لگ رہا تھا کہ اس وقت میں ہی جاگ رہا ہوں یا پھر یہ جنگلاتے ہوئے ستارے جو اپنے پروردگار کا حکم بجالا رہے ہیں اچانک میری نظر پاس والی کھڑکی سے گزرتے ہوئے پری چہرہ پر پڑی وہ گھینے کی جو آس پاس کی ہر شے سے بے خبر سو رہی تھی اس ظالم کو تو کچھ بھی پتہ نہیں کہ وہ کس کی نیند خراب کر کے

جواب عرض

144 فروری 2013

محبت

جواب عرض

145 فروری 2013

آئی ہے اور خود آرام سے سو رہی ہے میں کھڑکی کے نزدیک آکر اس کو دیکھنے لگا اس کے چہرے پر کھری ہوئی زلف بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی میں اس کے حسن میں کھوجانے کو دل کرتا تھا۔

پھر میں اپنے کمرے کی طرف لوٹ آیا اور نیند کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد مجھ پر غصہ کی گھانٹ لگی کیونکہ نیند کی دیوی مجھ پر مہربان ہو گئی تھی اس نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا رات کو دیر سے سونے سے صبح کو بھی میں دیر سے اٹھا بہر حال ناشتہ کرنے کے بعد میں اپنے کزنز اشتیاق اور اشفاق کے ساتھ گھومنے چلا گیا ہم سارا دن ملتان کی سیر کرتے رہے پارک اور مزاریں وغیرہ دیکھیں وہاں پر دربار پر میں نے دعا کی کہ گنبد مجھے مل جائے سارا دن ایسے ہی گزر گیا شام کو جب ہم واپس لوٹے تو سب سے پہلے میرا گنبد کے ساتھ سامنا ہوا شاید وہ بھی میری منتظر تھی آج وہ مجھ سے کھل کر باتیں کر رہی تھی اور یہ میرے لیے سب سے بڑی خوشی کی بات تھی ویسے بھی یہاں آکر میرے دن بہت خوشگوار گزرنے لگے تھے گنبد سے اس طرح پھر ملاقات ہو گئی میں نے تو سوچا بھی نہیں تھا اور جب وہ مجھ سے کھل کر بات کرنے لگی تھی تو مجھے حوصلہ ملنے لگا تھا اب حوصلے کی وجہ سے میں موقع ڈھونڈ رہا تھا اظہار محبت کیلئے لیکن پھر ڈر جاتا تھا کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے ایک بار خط لکھنے کا سوچا تو پھر خیال آیا کہ پکڑنا جاذب اظہار محبت کرنے کیلئے موقع ڈھونڈ رہا تھا لیکن یہ کیا وہاں گئے ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ میں محسوس کرنے لگا کہ گنبد اب مجھ سے دور جانے لگی ہے۔ پھر خود ہی اپنے دل کو ٹپکی دینے لگا کہ شاید یہ میرا وہم ہے ایک دن مجھے اس سے اکیلے میں بات کرنے کا موقع مل گیا مجھے آج بھی یاد ہے وہ تو ارکان کا دن تھا کیونکہ جس دن اظہار محبت کی جائے یا جس دن لڑکی بے وفا کی کرے وہ دن بھی کبھی کسی بھی حال میں نہیں بھلا سکتے۔ کیونکہ اسی دن جب میں صبح کو فریش ہو کر چائے کا کپ پیا اور اپنے کمرے میں چلا آیا وہاں پر میری گنبد سے ملاقات ہوئی وہ اس وقت کمرہ دیت کر رہی تھی مجھے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ وہاں سے

کھسکے لگی لیکن آج میں نے ٹھان لیا تھا کہ اس سے اظہار محبت کر کے ہی رہوں گا پھر چاہے کچھ بھی ہو جائے گنبد کیا تم میرے ساتھ چند منٹ گزار سکتی ہو کیونکہ مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں تو میں اسے کمرے سے نکلنے ہی بولا تو وہ وہاں رک گئی اور کہا بولنے کیا بات ہے وہ میری طرف دیکھے بغیر مڑی کیا تم بیٹھنا پسند نہیں کرو گی میں نے دوسرا سوال کیا تو وہ خاموشی سے کمرے میں پڑی کرسی پر بیٹھ گئی جلدی سے بولنے مجھے جانا ہے باہر اور کئی کام پڑے ہیں وہ غلت میں بولی گنبد کیا تم مجھ سے ناراض ہو میں نے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کرتے ہوئے کہا میری بات سن کر وہ چونک پڑی اور میری طرف دیکھنے لگی جیسے میں نے اس کی کوئی چوری پکڑ لی ہو نہیں تو یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں تم سے ناراض ہوں اس نے جلدی سے کہا کچھ دنوں سے تم پریشان تھی اور مجھ سے دور بھی رہنے لگی تو میں نے سوچا کہ تم مجھ سے شاید ناراض ہو ویسے تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تمہیں کیا پریشانی تھی وہ دراصل بات یہ ہے کہ اس مرتبہ میں نے پیپر زبانی طرح نہیں دیئے تھے اس لیے میں سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ اب میرا کیا بنے گا۔ اب میں سوچنے لگا کہ کہاں سے شروع کروں اظہار محبت کیسے اس سے کہوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں یہ سوچ میرا دل بے ترتیب انداز میں دھڑکنے لگا میں دل ہی دل میں وہ الفاظ اکٹھے کرنے لگا جو گنبد کے دل کو چھو جائیں ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی آواز سے میں چونک گیا ٹھیک ہے اب میں جاتی ہوں گنبد نے کہا اس کو اٹھنے ہوئے دیکھ کر میں جلدی سے بولا تم ناراض نہ ہو تو میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں میری بات سن کر وہ مجھے دیکھنے لگی کہ جیسے کہہ رہی ہو بولو کیا بات ہے گنبد میں سماتا ہوں کہ یہ بات کہنا مشکل ہے لیکن کیا کروں میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں گنبد میں آج تک کسی بھی لڑکی میں دلچسپی نہیں لی لیکن جب سے میں نے تمہیں مری میں دیکھا ہے تو میں تم سے پیار کر بیٹھا ہوں میری محبت کا احترام کرتے ہوئے کیا تم مجھے اپنے دل میں رہنے کی تھوڑی سی جگہ دے دو گی میں نے دھڑکتے دل سے کہا میں جب بولنے پر آیا تو الفاظ خود

خود دیر سے منہ سے نکل رہے تھے۔

گنبد تھوڑی دیر بعد بول پڑی سوری رمضان میں تمہارا دل دکھانا تو نہیں چاہتی لیکن میں کسی اور کو دھوکہ بھی نہیں دے سکتی کیا مطلب اس کی بات پر میں چونکہ مجھے اس کی باتیں بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی مطلب یہ کہ میں کالج میں ایک لڑکے کے ساتھ محبت کرتی ہوں اور وہ بھی مجھ سے بہت پیار کرتا ہے اس لیے پلیز تم میرے بارے میں سوچنا چھوڑ دو ویسے بھی میں نے سنا ہے کہ تمہاری منگنی ہو چکی ہے اور جلد ہی تمہاری شادی ہونے والی ہے اس کی باتیں سن کر مجھے ایک ساتھ دو جھٹکے لگے میں اسے حیرت سے دیکھنے لگا اب مجھے ایسا لگا جیسے میرا دل دھڑکنے لگا ہوا ہو مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا محسوس ہونے لگا میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا گنبد تم نے کتنی آسانی سے کہہ دیا کہ تم مجھے بھول جاؤ لیکن تمہاری بھول ہے تم ہمیشہ میری دھڑکنوں میں شامل رہو گی یہ سب کہنا آسان ہے لیکن کرنا آسان نہیں ہوتا شاید تم نے محبت ٹھیک طرح سے کرنا نہیں سیکھا اور تم مجھے اس طرح بھول جانے کو نہ کہتی لیکن بہر حال تم جس سے پیار کرو جہاں رہو خوش رہو اب بس میں یہی تمہارے لیے دعا کرتا رہوں گا لیکن میں تمہیں کبھی بھلا نہیں پاؤں گی تم مجھے نہ ملی تو کیا ہوا تمہاری یادیں تو ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گی ویسے تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تمہیں میری شادی کا کس نے بتایا یا وہ پرسوں تمہارے گھر سے فون آیا تھا کہ تمہاری مصباح کے ساتھ شادی ہو رہی ہے لیکن تم وہاں سے ناراض ہو کر یہاں آ گئے ہو گنبد نے مجھے تفصیل بتائی اور اس کے ساتھ ہی وہ ہر چلی گئی پھر مجھے ماضی کی ہر بات یاد آنے لگی اپنے بچپن کی حسین شرا میں جوانی کے خوبصورت دن مصباح اور دوستوں کے ساتھ کھیل کود اور مذاق مری میں گنبد کا ملنا اور تامل آتی ہے نوک جھوک مجھے ہر واقعہ ذہن میں کانٹوں کی طرح چبھ رہا تھا میری حالت ایک بارے ہوئے جوار کی طرح ہو گئی تھی اس وقت مجھے اپنے آپ پر بہت زیادہ غصہ آ رہا تھا اور رونائیں آ رہا تھا میں نے جس کیلئے مصباح کو کھرا دیا اس نے میری محبت کی دھجیاں اڑا دیں

میں نہ جانے کتنی دیر تک وہاں بیٹھا رہا پھر جب خیالوں کی دنیا سے باہر نکلا تو سارے چہرے کو آنسوؤں سے تر دیکھ کر میں جلدی سے اٹھا اور چہرہ صاف کر کے الماری کی طرف بڑھ گیا اب مجھے یہاں کے بھی لوگ پرانے لگ رہے تھے اس لیے میرا دل اب یہاں پر نہیں لگ رہا تھا میں واپس جانے کی تیاری کرنے لگا میں نے اپنے کپڑے اور سامان بیگ میں بند کر لیے تو میں کرسی پر ڈھیر ہو گیا اب میں سوچنے لگا کہ واقعی وہ مجھ سے نہیں کی اور سے محبت کرتی ہے یا وہ کسی مجبوری میں ایسا کر رہی ہے نہیں وہ مجھ سے پیار نہیں کرتی بلکہ کسی اور کو اپنے خواہش کا شہزادہ بنا بیٹھی ہے میری کچھ مجھ میں نہیں آ رہا تھا میں جتنا ہی اس کے بارے میں سوچ رہا تھا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا پھر میں نے میز پر پڑی لیٹر پیڑ اٹھا لیا اور ایک خط لکھنے بیٹھ گیا کہ آخر اس نے کیوں میرے ساتھ ایسا کھیل کھلایا کیونکہ میرے جذبات کوئی میں ملادیا میں اسے لکھتا تو بہت کچھ چاہتا تھا لیکن جب لکھنے پر آیا تو اور کچھ لکھ نہ والا۔

جان سے پیاری گنبد سدا خوش رہو اپنی قسمت میں نہیں وفائے جہاں تنہا تیرے تیور کا بدلنا کوئی نئی بات نہیں مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہارا دل میری طرف سے اس قدر متغیر ہو چکا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میری قربت آپ کو ناگوار گزرتی ہے تو میں آپ کے کبھی نزدیک نہ آتا لیکن اب میں کیا کروں اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ یہ سارا قصور میرے دل کا ہے اگر میں قسمت کو بیچ میں لاؤں تو زیادہ ٹھیک رہے گا نہ ہی میں قسمت ملائی اور نہ ہی دل تم پر مرمتا ویسے بھی محبت کی نہیں جانی بلکہ ہو جاتی ہے گنبد تم نے میرا دل توڑا ضرور ہے لیکن اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ انسان کے ساتھ وہی ہوتا ہے جو اس کے ساتھ لکھا ہوتا ہے شاید تم یہی قسمت میں نہیں تھی اس لیے میری نہ ہو سکی ویسے تم جہاں رہو خوش رہو لیکن میرے لیے اتنی دعا ضرور کرنا کہ میں تمہاری یادوں کے سہارے جی سکوں تمہیں یہ خط ملنے تک میں یہاں سے جا چکا ہوں گا جب تم نے ہی مجھے ایسا چھوڑ دیا تو میں یہاں اکیلا رہ کر کیا

کروں گا بس اتنا سا کرم کرنا ایک انجان مسافر سمجھ کر مجھے
بھلا دینا۔ فقط اک انجام مسافر رمضان
خط لکھنے کے بعد میں نے خط نگینہ کو نہیں دیا بلکہ لیٹر
پیڈ کے اوپر میز پر رکھ دیا کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ میرے
جانے کے بعد ضرور وہ میرے کمرے میں آئے گی پھر
میں وہاں سے اٹھا اور کمرے کو آخری نظر دیکھا تو اچانک
میری نظر میز پر پڑی ہوئے فریم پر پڑی جس میں نگینہ کی
خوبصورت کی تصویر آویزاں تھی میں نے آگے بڑھ کر
فریم سے تصویر نکالی اور جب میں ڈال ہی یہ تصویر کچھ ہی
دن پہلے اتاری گئی تھی جسے میں نے فریم میں قید کر کے
کمرے میں سجایا تھا لیکن اب جاتے وقت وہ تصویر اپنے
ساتھ لے جا رہا تھا پھر میں بیگ اٹھائے کمرے سے باہر
نکل آیا ارے رمضان بھائی کہاں جا رہے ہو اشفاق
میرے ہاتھ میں بیگ دیکھ کر حیران رہ گیا ذرا غائب خان
اور کہاں اشفاق کو دیکھ کر میں نے موز کو خوشگوار بنالیا۔
لیکن کیوں اس نے پھر سے سوال کیا یا دراصل میں نے
ایک جاب کیلئے انٹرویو دیا تھا کل میرے دوست نے مجھے
فون کر کے بتا دیا کہ اپرو انٹسٹ لیئر آگیا ہے اور پھر شادی
بھی میں نے آگے کچھ ہٹا چاہا کیا مطلب کس کی شادی
اشفاق شاید میری شادی سے انجان تھا ارے میری اور
کس کی شادی اچھا لیکن تم نے ہمیں بتایا ہی نہیں اشفاق
نے حیرت زدہ لہجے میں کہا مجھے بھی آج ہی پتہ چلا ہے
میں مسکرایا ابھی ہم باتوں میں مصروف تھے کہ سب لوگ
ہمارے گرد جمع ہو گئے ارے بیٹا کہاں جا رہے ہو خالہ
نے میرے قریب آ کر پوچھا خالہ واپس جا رہا ہوں کیونکہ
شادی کی تاریخ قریب آ رہی ہے میں نے سامنے کھڑی
نگینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ چونک پڑی۔ لیکن
کچھ دن تو رک جاتے خالہ نے پھر سے کہا خالہ جان رکنا
تو میں بھی جا رہا ہوں لیکن کیا کروں مجبوری ہے ویسے آپ
سب کو دیکھ بھی لیا اور یہاں کے لوگوں کو پہچان بھی لیا یہی
بہت ہے میں ہاتھیں خالہ سے کر رہا تھا اور دیکھ نگینہ کی
طرف رہا تھا تھوڑی دیر بعد وہ وہاں سے چلی گئی شاید وہ
میری نظروں کی تیش برداشت نہ کر سکی تھی یا پھر اس میں

اس کی بے درنی تھی اچھا خالہ اب مجھے بھی چلنا چاہیے میں نے خالہ سے اجازت چاہی اور سب سے ملتا ہوا باپر نکل آیا میری دروازے تک وہ مجھے کہیں نظر نہ آئی شاید وہ کسی کمرے میں تھی بہر حال بس اسینڈ تک اشتقاق اور اشتقاق میرے ساتھ آئے جب بس سٹارٹ ہوئی تو وہ مجھ سے گھل کر وہاں چلے گئے اور میں بس پر آ کر بیٹھ گیا اس وقت میں بہت اداں تھا میرا سب کچھ اجڑ چکا تھا میرا سب کچھ پر باد ہو چکا تھا بلکہ جسے کوئی چیز پانی میں بہہ جاتی ہے ایسا ہی میرے ساتھ ہوا جب میں ملتان آیا تو اس وقت بھی ممکن تھا کہیں جوگم اب ہے وہ اس کے آگے کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ اس وقت گلنہ ایک خواب تھی لیکن اب تو وہ مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چلی گئی تھی اس نے میری محبت کو کھرا دیا تھا گلنہ کی بے وفائی کو یاد کر کے دل جاہ رہا تھا کہ میں زور زور سے روڈں چیخوں اور چلاؤں لیکن نہیں کیونکہ یہ میری اتنا کہ خلاف تھا کہیں میں اپنے دل کو بھی نہیں روک سکتا تھا جو اس وقت گلنہ کو یاد کر رہا تھا اور اس کی سلامتی کی دعا میں مانگ رہا تھا۔

اس وقت میری حالت اس شاعر کی طرح تھی۔

میں روتا اسلئے نہیں کہ لوگ مجھے گھائل سمجھیں گے
میں ہنستا اسلئے نہیں کہ لوگ مجھے باگل سمجھیں گے تنہا
جینے کی ادا ہمیں بھی آتی ہے مگر کیا کروں یارو
میں جیتا اسلئے نہیں کہ لوگ مجھے قاتل سمجھیں گے
میں مرتا اسلئے نہیں کہ لوگ مجھے بزدل سمجھیں گے

جب میں ڈی جی خان پہنچا تو وہاں کا پر رونق شہر بھی مجھے سوتا سوتا لگ رہا تھا سڑکوں پر دوڑتی ہوئی چھوٹی بڑی رنگ برنگی گاڑیاں اور سڑک کے کنارے لگے ہوئے درخت بہت ہی خوبصورت لگ رہے تھے لیکن جب مجھے گلنہ کی یاد آئی تو مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا جب میں گھر پہنچا تو وہاں پر بھی گہما گہما کا ماحول تھا سب لوگ شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے کچھ نئے چہروں پر بھی میری نظر پڑی شاید وہ میرے دور کے رشتہ دار تھے لیکن میں نے کسی کی طرف توجہ نہ دی اور سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا پھر پہنچ کر نے کے بعد بند پر نیم دراز ہو کر لیٹ

عکب آگئے واپس اچانک شامکد آپ کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں اٹھ بھڑا رہے آپا آپ آئیے میں نے کھڑے ہو کر کہا کہاں گئے تھے مہلتان گیا تھا خالہ کے پاس آپا کے سوال پر میں نے کہا تمہیں پتہ ہے تمہارے جانے کے بعد یہاں کیا ہوا تھا تو میں سوالیہ نظروں سے آپا کو دیکھنے لگا سعدیہ کو ساری باتوں کا پتہ چل گیا ہے آپا نے کہا تو میں چونک پڑا کیا مطلب اس رات سعدیہ دروازے کے قریب کھڑی ہماری باتیں سن رہی تھی اور اس نے ساری بات ای اور ابو کو بتادی آپا کی باتیں سن کر میں پریشان ہو گیا پھر کیا ہو مامانی نے کہا ابو نے شادی تو رکھنے نہیں دی لیکن تم سے ناراض ہیں آپا نے مجھے بتایا تو مجھے مصباح پر بہت غصہ آیا۔

کیا ابو گھر پر ہیں میں نے آپا سے پوچھا تو اس نے کہا جی ابو گھر پر ہی ہیں میں جلدی سے اٹھا اور باہر نکل آیا باہر ابو دکھائی نہیں دے رہے تھے شاید وہ دونوں کمرے میں تھے میں نے دروازے پر پہنچ کر اندر جھانکا تو وہ دونوں اندر ہی تھے ای بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی اور ابو اپنی آرام دہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں کچھ پریشان دکھائی دے رہے تھے ای اور ابو نے میری طرف دیکھ کر منہ پھیر لیے ای اور ابو کی ناراضگی دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے دوڑ کر ان کے قدموں میں جا کر اُمی جان مجھے معاف کر دو پلیز ابو خا کیلئے مجھے معاف کر دو ابو مجھے دھکا دے کر کھڑکی کے ساتھ جا کھڑے ہوئے پلیز ای مجھے معاف کر دیں آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں ای نے روتے ہوئے اپنی متا پھر ہاتھ میرے سر پر رکھ کر کہا کہ دیکھیں نیکیسی حالت ہو گئی ہے میرے بچے کی معاف کر دیں ناں کو غلطی تو ہر انسان سے ہوتی ہے..... غلطی..... اس نے میری عزت میں مٹی ملا دی تھی اگر وہ یہی نہیں نہ بتاتی تو میری تو بھری پنجائیت میں ناک کٹ جاتی میں نے تو زیادہ دے ہوئی ہے کہ میں تمہاری بیٹی کو اپنی بہو بناؤں گا کیونکہ مجھ سے تین بڑے بھائی شادی شدہ ہیں اب میری باری تھی اس لیے سب کو میری شادی کی فکر مچی پھر ای کے بھر پور اصرار پر ابو نے مجھے معاف کر دیا اور پھر خود باہر نکل گئے

میں امی کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا چونکہ میں سفر کی وجہ سے بہت تھک گیا تھا اس لیے میں متاکی کی گود میں سر رکھ کر نیند کی آغوش میں چلا گیا میں بخانے کتنی دیر تک سوتا رہا جب میری آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو فریش محسوس کرنے لگا میں وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا پھر باہر دھو کر جب باہر نکلا تو نعیم اور بشر سے سامنا ہو گیا نعیم مجھ سے ملنے کے بعد ایک کام سے چلا گیا جبکہ بشر میرے ساتھ گھومنے کیلئے باہر چلا گیا باہر نکل کر بشر نے مجھ سے ملتان کے بارے میں پوچھا تو میں نے سب کچھ سچ بتا دیا تو وہ حیرت سے مجھ دیکھنے لگا کہ اس نے تمہارے ساتھ ایسا سب کچھ کیا اور تم اسے خوش رہنے کی دعا دے رہے ہو یا اس کی آنکھوں میں میں نے وفاؤں کے بپتے ہوئے اشک دیکھتے تھے اور اسے بددعائیں دے کر مجھے کیلے گا ہاں اگر تکلیف اسے ملے گی تو درد مجھے ہوگا اس لیے میں اسے بددعا نہیں دے سکتا کیونکہ اس کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔ پھر ہم رات کو دیر تک آوارہ پھرتے رہے جب ہم گھر واپس لوٹے تو سب ہمارا کھانے پر انتظار کر رہے تھے۔ میں نے اور بشر نے سب کے ساتھ مل کر کھانا کھایا پھر بشر اپنے گھر چلا گیا اور میں چھت پر آ گیا منڈیر کے ساتھ کھڑا ہو کر سر گینٹ سلگانے لگا اور لمبے لمبے کش لینے لگا یہ سرگینٹ کب سے شروع کی ہے اچانک ایک مانوس آواز میرے کانوں سے نکل آئی تو میں چونک پڑا پیچھے مڑ کر دیکھا تو مصباح کھڑی تھی اسے دیکھ کر پیچھلے واقعات میرے ذہن میں گھومنے لگے جس شاندار پاکیزہ رچی تھی کہ مصباح نے امی اور ابو کو پٹی پڑھائی ہے لیکن میں نے اپنے آپ پر کٹر ول کر لیا اور بولا کبھی کبھی غموں کو بھلانے کیلئے لی جاتا ہوں اچھا دوسروں کو غم دینے والے بھی ممکن ہو کر تے ہیں اس نے میری بات کا مذاق اڑایا ہاں جن پر بھروسہ ہوتا ہے وہی بھروسہ توڑنے لگیں تو دکھ ہوتا ہے تو مصباح نے خرم سے سر جھکا لیا شاید میری بات اس کے دل میں گھر گئی تھی تو وہ جلدی سے بولی سوری رمضان میں مجبوری چونکہ میں تم سے بہت بیمار کرتی ہوں اس لیے میں برداشت نہ کر سکی اور ساری باتیں انکل اور آنی کو بتا دیں

دوسری بات میں خاندان والوں کو آپس میں لڑانا نہیں چاہتی تھی اس لیے میں نے یہ بات انکل اور آنٹی تک ہی محدود رہنے دی حالانکہ میں سب کو یہ بات بتا سکتی تھی لیکن میں نے ایسا نہیں کیا میں مجبور تھی ایک اپنے پیار کے ہاتھوں جبکہ دوسری طرف سارے خاندان کی عزت کا سوال تھا لیکن پھر بھی تم بھتے ہو کہ میں گنہگار ہوں تو پھر تمہیں حق ہے تم چاہے جو بھی مجھے سزا دو لیکن میں اف تک نہیں کروں گی۔ لیکن اتنا سزا کرم ضرور کرنا مجھے چھوڑنا مت کیونکہ اس سے خاندان میں ناراضگی پھیل جائے گی اور ابو انکل اپنی بے عزتی برداشت نہ کرتے ہوئے خوشی کر لیں گے۔ بولتے بولتے مصباح رونے لگ گئی اور میں بے بس کھڑا اس کو دیکھتا رہا کتنا بد نصیب تھا میں جسے اتنا پیار کرنے والی بیوی مل رہی تھی لیکن میں اس کو بھی ٹھکرا کر اور اپنے خاندان کی عزت کو ٹھوک مار کر ایک سائے کے چھچھے بھاگ رہا تھا جس کا کوئی وجود نہ تھا کاش میں نے نگینہ سے محبت نہ کی ہوتی اور مصباح سے پیار کیا ہوتا۔

اتنا سب سوچ کر میری آنکھوں میں آنسو آنے لگے لیکن میں نے اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا اور مصباح کے خاموش ہونے کا انتظار کرنے لگا پھر تھوڑی دیر بعد وہ خاموش ہو گئی اور آنسو سے ترچہ صاف کرنے لگی اور اسی وقت بول پڑی۔ کسی سے یہ وہ تو میں چوٹ پڑا اور اس کی طرف دیکھنے لگا کسی طبیعت کی مالک تھی وہ جو اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی نگینہ کے بارے میں پوچھ رہی تھی وہ نگینہ ہے اور اچھی ہے میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اب وہ میرے قریب آ کر کھڑی ہو گئی نگینہ اچھا نام ہے اور خوبصورت بھی شاید وہ اپنے نام کی طرح خوبصورت ہو گی اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا تو میں نے سر ہلادیا پھر تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد وہ پھر بولی کتنی خوش نصیب ہے وہ جسے تیرے جیسا چاہنے والا ملا جبکہ مجھے۔ مجھے تو اس کا ادھا بھی نہیں ملا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے نمی اترنے لگی پھر وہ کچھ کہنے والی تھی کہ شاید آپا مصباح کو آوازیں دینے لگی مصباح ارے اور مصباح کہا ہے آئی آپنی یہ کہہ کر مصباح نیچے گئی لیکن میں ابھی

تک چھت پر کھڑا تھا پھر تھوڑی دیر بعد میں بھی نیچے آ گیا اور اپنے کمرے میں سو گیا میں ان چند ہی لمحوں میں نگینہ کو بھول بیٹھا تھا۔ اب میرے دل میں مصباح کے پیار کا سمندر ٹھانٹیں مار رہا تھا پھر میں مصباح کو اپنے پنوں میں سجائے سو گیا جب دوسرے دن صبح کو میری آنکھ کھلی تو آج کا سورج میرے لیے نیا پیغام لے کر آیا تھا صبح سب لوگ مہندی کی رسم کی تیاریوں میں مصروف تھے میں بھی جائے بیٹے کے بعد تھوڑی دیر کیلئے باہر نکل گیا جب ایک گھنٹے بعد گھر واپس لوٹا تو اچانک اشفاق اور اشتیاق کو دیکھ کر چوٹ پڑا وہ دونوں کاموں میں مصروف تھے ارے یہ کیا کر رہے ہو آتے ہی کاموں میں لگ گئے باقی کے لوگ کہاں ہیں ابو تو انکل کے ساتھ باہر چلے گئے ہیں امی اور دوسری لڑکیاں ہماری ہونے والی بھانجی کو دیکھنے گئی ہیں جبکہ مجھے اور بھائی جان کو فراغ دیکھ کر یہاں کاموں پر لگا گئے ہیں اشفاق کی بات پر میں ہنس پڑا ارے کاموں کی تو میں تم دونوں کو لٹ بنا دوں گا لیکن پہلے تھوڑا سا آرام تو کر لو وہ دونوں کمرے میں آرام کرنے چلے گئے جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو خالہ کھڑی تھی ارے خالہ جان آپ بھی آگے بڑھ کر خالہ سے ملائیں گی آپ میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو بس آپ سب کی دعائیں ہیں رمضان بھائی ہم بھی آئے ہیں میں ابھی خالہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا تو شازبہ نے سر نکالا تو میں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور پھر دوسری کزنز سے بھی ملا رمضان بھائی آپ کی دہن کسی ہے اچانک شازبہ نے مجھ سے پوچھا تو اس کے لیے تک سوال پر ہم سب چوٹ پڑے کیا تم دہن کو دیکھنے نہیں گئی تھیں گئی تو تھی لیکن میں اسے دیکھ نہ پائی کیونکہ اس نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی تھی میں حیران ہو گیا نہیں بھائی میں اس کے پیچھے پیچھی تھی اور پھر اس نے بھی میری طرف نہیں دیکھا شازبہ نے برا سامنا بنایا تو ہم سب ہنس پڑے رمضان بھائی بتائیں نہ آپ کی دہن کسی ہے اس نے پھر سے سوال کیا میں نے ابھی تو اسے نہیں دیکھا ویسے وہ بہت خوبصورت ہے میں نے مسکرا کر کہا تو اچانک مجھے نگینہ کا خیال آ گیا خالہ نگینہ کہا ہے میں نے ادھر ادھر

دیکھتے ہوئے کہا بیٹا دراصل اس کی طبیعت خراب تھی اس لیے وہ نہ اس کی خالہ کی بات پر میں سوچنے لگا کہاں میں بھی اس کی بے رخی تھی یا پھر واقعی وہ بیمار تھی یہ سوچ کر میں پریشان ہو گیا۔

ہجر کے موسم میں یہ بارش کا برسنا کیسا اک صحرا سے سمندر کا گزرتا کیسا اے میرے دل نہ پریشان ہو تنہا ہو کر وہ تیرے ساتھ چلا کب تھا پچھڑنا کیسا اسے مجھ سے پیار نہیں تھا تو کیا ہوا مجھے تو اس سے پیار ہوا تھا وہ ہر وقت میری یادوں کا مرکز بنی ہوئی تھی لیکن پھر بھی میں اسے جان بوجھ کر بھولنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ مصباح کے پیارے کے ساتھ ساتھ میرے سارے خاندان کی عزت کا بھی سوال تھا ایک طرف سے میں مصباح کا پیار دیکھ کر نگینہ کو بھولنے پر مجبور ہو گیا شاید یہ میری سبکدلی تھی یا پھر مجبوری یہ تو مجھے بھی پتہ نہیں تھا پھر ایک بار پھر میں اسے بھلا بیٹھا اور پھر میرے آرام اور سکون سے دن گزرنے لگے وہ نکاح کی رات تھی جب اشتیاق مجھ سے ملا اس کے ہاتھ میں بیک تھا جسے دیکھ کر میں حیران رہ گیا ارے کہاں جا رہے ہو میں نے حیران ہو کر پوچھا یا رمضان بہت ضروری کام ہے واپس جانا پڑ رہا ہے اس لیے میں معذرت خواہ ہوں ویسے جانا تو با جان نے تھا لیکن میں نے انہیں روک دیا لیکن تم جانا تو کل بھی سکتے تھے ہاں لیکن اس وقت جانا بہت ضروری ہے لیکن وعدہ رہا جب بھی فرصت ملے گی یہاں ضرور آؤں گا لیکن مجھے اس وقت جانا ضروری ہے یہ کہہ کر اشفاق تو چلا گیا لیکن مجھے سوچوں کے گہرے سمندر میں ڈوبا چھوڑ گیا نکاح کے بعد مصباح میرے کمرے میں کسی پھول کی طرح کھلی ہوئی تھی اس وقت وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی لیکن میں۔ میں اس کے قریب بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا اسی وقت میں بہت اداس تھا۔ آج ایک بار پھر نگینہ کی یاد مجھے ستا رہی تھی آج میں اپنی ہی نظروں میں گر گیا تھا محبت کے عظیم رشتے کو مٹی میں ملا دیا تھا مجھے میرا ضمیر لہن لہن کر رہا تھا اس وقت سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹا جا رہا تھا کہ

اچانک مصباح بولی مجھے معلوم ہے کہ اس وقت تم کیا سوچ رہے ہو تو میں چوٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگا نگینہ کے بارے میں ہی سوچ رہے ہوں۔ سن۔ سن۔ سن نہیں تو میں نے گز بڑا کر کہا اس نے میرا ذہن پڑھ لیا تھا دیکھو رمضان میں تمہیں پچپن سے جانتی ہوں اب میں تمہاری کزن اور دوست ہونے کے ساتھ ساتھ شریک حیات بھی ہوں اس لیے مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں میں جانتی ہوں کہ تمہیں مجھ سے نہیں گھینے سے پیار ہے اور اس وقت بھی تم اسی کے بارے میں سوچ رہے ہو لیکن میں تمہیں روکوں گی نہیں کیونکہ تم اس سے پیار کرتے ہو اور میں پیار کر نیوالوں کی قدر کرتی ہوں کیونکہ میں نے بھی تم سے پیار کیا ہے اور اتنا پیار کرتی ہوں کہ میرے بس میں ہوتا تو میں تمہیں آزاد کر دیتی لیکن میں مجبور ہوں۔ مجھے اپنے خاندان کی عزت عزیز ہے۔ میں اپنے خاندان کی رسوائی نہیں چاہتی اس لیے میں نے شادی کا جوڑا پہنا اور اگر شادی ہوئی ہے تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہیں اتنا پیار دوں گی کہ تم سب کچھ بھول جاؤ گے یہ کہہ کر مصباح پھولوں کی تاج پر سو گئی جبکہ میں اسے دیکھتا رہا مصباح تم عظیم ہو میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں جتنا تم مجھ سے پیار کرتی ہو شاید مجھے کسی نے پیار دیا ہو۔ میں کتنا بد نصیب ہوں جو آج تک تیرے پیار کو نہ سمجھ پایا مصباح میں تمہیں کیا بتاؤں میں اندر سے کتنا ٹوٹا ہوا ہوں تم سوچ رہی ہو گی کہ نگینہ بھی مجھ سے پیار کرتی ہو گی یا نہیں اس نے تو میری طرف نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھا کاش مجھے نگینہ نے تھوڑا سا پیار دیا ہوتا یہ سچتا ہوا میں بھی لیٹ گیا جب میری صبح کو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بہت سے مہمان جا چکے تھے خالہ اور اس کے بچے بھی نظر نہیں آ رہے تھے میں ناشتہ کرنے کے بعد امی اور ابو سے ملنے کیلئے ان کے کمرے میں چلا گیا میں نے دیکھا کہ آج وہ دونوں خوش نظر آ رہے تھے ابو کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی جب میں ان کے قریب پہنچا تو ابو نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اسی وقت اس کی آنکھوں میں نمی آنے لگی تو میں نے ابو سے پوچھا کہ یقیناً آپ بھائیوں کو یاد کر رہے

ہیں اگر وہ میری شادی پر ہوتے تو میری شادی کی رونق بھی اچھی ہوتی اسی وقت خالہ جان یاد آگئیں میں نے امی اور ابو سے پوچھا کہ خالہ جان اور اس کے بچے دکھائی نہیں دے رہے وہ دراصل بیٹا منصور صاحب ایک ضروری کام کی وجہ سے جا رہے تھے تو اشتیاق بھی ان کے ساتھ جا رہا تھا تو تمہاری خالہ نے کہا کہ ہم یہاں رہ کر کیا کریں گے میں نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ چلے گئے ابو کے جواب پر میں سوچنے لگا کہ کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ سب چلے گئے پھر میں نے اس خیال کو سر سے جھٹک دیا کچھ دنوں کے بعد مجھے ایک لفافہ ملا جو کہ میرے نام پر تھا بھیجے والا ایڈریس سے عاری تھا جب میں نے لفافے سے خط نکالا تو اچھی بڑا وہ خط گننے نہ لکھا تھا خط کی تحریر کچھ اس طرح تھی کہ جسے میں پڑھ کر لرز اٹھا اور اس کے ساتھ ہی میرے ہاتھوں سے خط گر گیا مجھے زمین گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

میرے دل کی پہلی اور آخری دھڑکن رمضان سلام الفت!

مصباح کو اس کے آنیڈیل سے ملا دیا میں دیکھی نہیں ہوں اگر میں بارگسی تو کیا ہوا میری محبت توجیت گئی میں خوش ہوں کیونکہ میری محبت خوش ہے رمضان میں نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ تم مجھ سے نفرت کرنے لگو کیونکہ مجھ سے نفرت تمہیں مصباح سے ملا سکتی تھی ویسے مصباح کتنی خوش نصیب ہے جسے تجھ جیسا جیون ساگی ملا جبکہ میں کتنی بد نصیب ہوں تمہارا پیار پا کر بھی کھو بیٹھی۔ میں تو تمہاری شادی میں آنا چاہتی تھی اور تمہیں دو لہے کے روپ میں دیکھنا چاہتی تھی لیکن میں مجبور تھی اس لیے نہ آ سکی مجھے تمہاری دید کے پیاس ہے تم نے تو میرا شہر چھوڑا تھا لیکن لگتا ہے تمہیں یہ خط ملے تک میں ہی دنیا میں نہ رہوں اس لیے پلیز میری ساری غلطیوں کو معاف کر کے مجھ بد نصیب پر ایک اور احسان کرنا۔

غم ہستی کی زنجیروں سے کہاں فرصت انسان کو کبھی حالات ظالم ہیں کبھی تقدیر ظالم ہے اک بد نصیب لڑکی گنہگار

خط پڑھنے کے بعد میری حالت خراب ہونے لگی میں اتار دیا کہ خط کے الفاظ ہی مٹنے لگے اور میرے بیز زمین سے نکل گئے میں دھڑام سے فرش پر گر پڑا پھر مجھے کوئی بھی ہوش نہ رہا میں کس جگہ پر ہوں جب مجھے ہوش آیا تو سب گھر والوں کو اپنے آس پاس منتظر پایا جبکہ ایک ڈاکٹر بھی میرے چیک اپ میں مصروف تھا مجھے ہوش میں آنے ہی سب گھر والے خوش تھے لیکن میں ابھی تک خلاؤں میں تک رہا تھا جب میرا شعور جاگا تو میں اٹھ کر بیٹھ گیا سب کو تسلی دے کر باہر بھیج دیا اور میں خط کو ڈھونڈنے لگا کہ اچانک مصباح کمرے میں داخل ہو گئی وہ خط اس کے ہاتھ میں تھا اس نے میرے پاس آ کر وہ خط مجھے دے دیا اس طرح اس بار بھی مجھے اس نے بچالیا تھا لیکن اب میں بھی گنہگار کی وجہ سے پریشان ہو رہا تھا شام تک میں کچھ سنبھل چکا تھا اور ملتان جانے کیلئے تیار ہو گیا اور مصباح کو نصیحت فرمائی کہ وہ میرے بارے میں کسی کو نہ بتائے اور گھر سے ہی نکل بڑا دوسرے دن جب خالہ جان کے ہاں پہنچا تو اشتیاق کے علاوہ گھر پر کوئی نہیں

تھا اشتیاق مجھے دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن میں گھر میں داخل ہوتے ہی اس پر برس پڑا کہاں گنہگار میں اس وقت اس سے برا ناراض تھا وہ باہر چلے گئے لیکن اب ٹھیک ہے اشتیاق نے دھیمے لہجے میں کہا مجھے بھی تو بتاؤ کیا ہوا تھا اسے پھر میرے پر چھنے پر اس نے بتایا کہ گنہگار کے دل میں سوراخ تھا اور جسرات تمہارا نکاح تھا اسی صبح گنہگار باہر چلے گئے میں ایڈمٹ کر دانا تھا ایڈمٹ ہونے کے دوسرے دن بعد اس کا آپریشن تھا اشتیاق مجھے تم لوگوں سے یہ امید نہیں تھی میں نے تمہیں لہجے میں کہا سوری یار میں مجبور تھا میں تمہاری خوشیوں پر پانی نہیں پھیرنا چاہتا تھا اشتیاق نے دامت بھرے لہجے میں کہا تو میں کچھ ٹھنڈا پڑ گیا کیونکہ اس کی بات بھی ٹھیک تھی اگر شادی میں یہ بات بتائی جاتی تو سب لوگ پریشان ہوتے بہر حال میں نے اشتیاق سے باہر چل کر ایڈریس پوچھا اور پھر باہر چل کر طرف چل پڑا پھر جب باہر چل پڑا تو وہاں پر خالہ اور اشتیاق سے ملاقات ہو گئی پھر میں ان سے ملنے کے بعد کمرے میں داخل ہو گیا گنہگار اس وقت آنکھیں بند کیے ہوئے لیٹی تھی شاید وہ سوئی ہوئی تھی میں اس کے پھول جیسے چہرے کو دیکھ رہا تھا اسے اپنی نئی زندگی ملنے کی کوئی خوشی نہیں شاید وہ اس زندگی سے بیزار لگ رہی تھی اور اس کی یہ حالت دیکھ کر میری آنکھیں نم ہو گئیں۔ گنہگار میں نے تمہیں لہجے میں کہا تو اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں وہ حیران تھی لیکن اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اک عجیب سی خوشی تھی مجھے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں جا کر جلدی سے اس کے قریب بیٹھ گیا اسی وقت میری آنکھیں بھی نم رہی تھیں میں نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا کیسی ہو گنہگار جی رہی ہوں۔ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کیا میں تمہارے لیے اتنا پر اپنا ہوا گیا تھا کہ تم نے مجھے کچھ بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا اور اپنے سے دور کر دیا پلیز رمضان مجھے معاف کر دو میں مجبور تھی اور میں نہیں چاہتی تھی کہ تم میری وجہ سے مصباح کو ٹھنڈا دو گنہگار سسک کر بولی اور ہاں اگر میں تمہیں سب کچھ بتا دیتی تو یہ میرے لیے اور اذیت

ناک ہوتا کیونکہ مصباح بھی تم سے کچی محبت کرتی ہے اور میں اس سے اس کا پیار نہیں چھیننا چاہتی تھی واہ کیا خوب اچھا برہ گرام بنایا تھا تم نے مجھے اور مصباح کو ملا کر پھر اپنی محبت کی قربانی دے کر اور آخر میں چپکے سے یہ دنیا چھوڑ جانا واہ بہت خوب میں نے طنزاً کہا جبکہ گنہگار خاموش ہو چکی تھی دیکھو رمضان اس دنیا میں ہر انسان کی موت کا وقت مقرر ہے نہ وہ اس سے پہلے مر سکتا ہے اور نہ بعد میں ہو سکتا ہے کہ میں بھی اسی لیے زندہ رہی کہا ایک نظر تجھے دیکھ لوں اور ہو سکتا ہے کہ چند لمحوں بعد میری موت ہو جائے اس کی باتیں سن کر میرا دل کٹ کر رہ گیا بہر حال جو بھی ہے مرنا تو سبھی کو ہے لیکن میری ایک التجا ہے کہ تم مجھے بھول جانا کیونکہ میں تمہاری زندگی میں ادھورے خواب کی طرح آئی ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم میرے مرنے کے بعد ماضی کو بھی نہیں منو لگے۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو میں تمہیں کیسے بھول سکتا ہوں میں مانتا ہوں کہ مصباح میرا آج ہے اور اب وہ میری شریک حیات بھی ہے لیکن میں تمہیں کیسے بھلا سکتا ہوں میں اپنے گزشتے ہوئے کل کو کیسے نظر انداز کر سکتا ہوں نہیں نہیں میں تمہیں نہیں بھلا سکتا ٹھیک ہے میرا کام تو تمہیں سمجھانا تھا آگے تمہاری مرضی بہر حال مصباح کسی ہے میں موضوع کو پھیرنے کی کوشش کی اور تم میں تو تمہارے سامنے ہوں میں نے چونک کر کہا تو وہ مسکرا دی میں تمہارے بارے میں نہیں تمہارے رویے کے بارے میں پوچھ رہی ہوں تم اس کے ساتھ جو بھی سلوک کرو وہ تمہیں اپنے پیار میں ضرور گرفتار کر لے گی میں نے اس کی بات کا جواب نہ دیا تو وہ دوبارہ بولی کہ مصباح کتنی خوش نصیب ہے کہ تجھ جیسا جیون ساتھی اس کو ملا ہے ہاں بد نصیب تو میں ہوں جسے چاہا وہ ملا نہیں جسے میں نے چھوڑا اس نے مجھے خود سے بھی بڑھ کر پیار دیا۔ اسی لمحے کمرے میں نرس داخل ہوئی ایکسیوزی مریض کو زیادہ دیر تک بات کرنے کی اجازت نہیں نرس نے التجائیہ لہجے میں کہا اور باہر چلی گئی اچھا گنہگار اب میں چلتا ہوں اب شام کو ملاقات ہوگی میں نے گنہگار کی طرف دیکھا ہاں جا کر چھوڑا آرام کر لو کیونکہ

”تیسری بارش، آخری سانس“

✑ تحریر: ارمان سنگم، فیصل آباد

جب واپس آیا تو ڈاکٹر نے کھا کہ دوائی جلدی نہ ملنے کی وجہ سے ہم بچے کو نہ بچا سکے میں دھازیں مار کر رونے لگا تب میری بیوی کو ہوش نہ تھی جب اسے پتہ چلا کہ ہمارا بچہ اس دنیا میں نہیں رہا تو وہ بھی زروقطار رونے لگی کبھی اپنے بال نوچتی تو کبھی چیختی چلاتی اسی وقت ماہم کودل کا دورہ پڑا اور عین وقت پہ دادا ابو بھی اگٹے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ ان کا لالہ بھی اس دنیا میں نہیں رہا اور ماہم کو بھی ہارٹ انیک ہوا ہے تو انہوں نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ اب نہ بچے کو کیوں نہیں بچایا ڈاکٹر نے کھا کہ دوائی وقت پہ نہ ملنے کی وجہ سے ہم بچے کو نہیں بچا سکے سوری۔ (ایک دکھ بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

آیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا کہ باؤ مجھے سامنے والے ہسپتال تک لے جاؤ میری بیوی وہاں ایڈمٹ ہے میں نے کافی لوگوں سے لفٹ مانگی پر کوئی بھی ہمدرد نہ ملا جو بارش میں میری مدد کرے باؤ میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں اور پھر وہ اوپر آسمان کی طرف دیکھنے بلکہ ٹھورنے لگا اف یہ بارش میری جان نکال لے گی۔

لیکن اسے اجنبی میں آپ کو تو جانتا بھی نہیں دیکھو باؤ جی میرا یقین کرو میں سب کچھ تمہیں بتاؤں گا پہلے مجھے ہسپتال لے چلو میری بیوی وہاں بہت سیر نہیں ہے۔

ٹھیک سے ٹھٹھو میرے پیچھے وہ مجھے، عائش دیتا ہوا میرے ساتھ بیٹھ گیا لیکن بار بار وہ مکی کہتا کہ اف یہ بارش میری جان لے لے گی کاش یہ بارش بھی نہ ہو اور پھر اس بارش کے ساتھ اس کے آنکھوں سے بھی سادوں کا سیلاب اُندا یا۔

اس بارش نے میری زندگی اجیرن بنا دی ہے میرا سب کچھ لے لیا ہے اس نے کاش یہ بارش ہوئی ہی نہ تو میری زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوتیں اتنے میں

آج صبح ہی بلکے بلکے بادل تھے میں نے ناشتہ کیا اور کمرے کی کھڑکی کھول کے باہر کا منظر دیکھنے لگا۔ ملکی ہوا کے ساتھ بادل اڑتے ہوئے بہت اچھے لگ رہے تھے۔ پرندے اپنی پرواز میں جو تھے موسم کو انجوائے کرتے ہوئے قطاروں میں اڑتے جا رہے تھے آسمان پر تو س قزح نے اپنا رنگ و روپ دھار کر اور لکش منظر بنا دیا تھا۔ میرا دل چاہا کہ کیوں نہ ایسے موسم کو انجوائے کیا جائے میں نے اپنا رین ڈریس زیب تن کیا بائیک نکالی اور ٹھرے ٹگل پڑا۔ تب تک بارش بھی بہت تیز ہونے لگی تھی آج میرا دل ایسے موسم کو انجوائے کر کے بہت جھوم رہا تھا۔

میں ایک انجائے سفر پہ چل نکلا تھا اور جہاں پر میری بائیک دوڑ رہی تھی وہ ایک انجائے اور سنسان علاقہ تھا سڑک کے دونوں طرف جھاڑیاں اور خاردار دار کانٹے تھے میں گھر سے بہت دور نکلا آیا تھا میں اپنے خیالوں میں گم تھا کہ کسی کی آواز پہ میں چونک گیا روکو، روکو، میں نے فوراً بریک لگائی آس پاس جھاڑیوں اور ایک بوسیدہ مکان کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا اچانک ایک ادھیر مٹھنص میرے سامنے

اب اسے ہمیشہ کیلئے رہنا تھا امی ابو اور دوسرے رشتہ دار بھی آئے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ مصباح بھی آئی ہوئی تھی اس وقت بھی اس نے ہی مجھے سنجالا لیکن مجھے کسی کی پرواہ نہیں تھی میں نے گیند کی قبر کو اپنا مسکن بنالیا کچھ دنوں کے بعد جب امی ابو واپس جانے لگے تو انہوں نے مجھے بھی زبردستی اپنے ساتھ لے لیا کیونکہ یہاں پر ان سے میری حالت دیکھی نہیں جانی تھی یہاں کی ہر چیز گیند کی یاد دلاتی تھی اس لیے میں واپس ڈیرہ غازیخان آ گیا لیکن یہاں پر مجھے گیند اور بھی یاد آنے لگی میں بچنوں کی طرح رہنے لگا تھا میری حالت کے بارے میں گھر والے بے حد پریشان تھے پھر ایک دن مصباح نے آ کر مجھے سمجھایا کہ تمہاری اس حالت سے گھر میں کشیدگی پیدا ہوگئی ہے اس لیے خدا کے واسطے اپنی حالت کو درست کرو جس کیلئے تمہاری یہ حالت ہے وہ اب واپس تو نہیں آسکتی وہ تو تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی تھی کیونکہ تمہاری خوشی میں ہی اس کی خوشی تھی لیکن اس کے جانے کے بعد تم نے ایسی حالت کر دی ہے جس کے علاوہ اسے تکلیف کے علاوہ کچھ نہیں مل رہا ہو گا تم بھلے مجھ سے دور رہو لیکن خدا کیلئے تم خوش رہا کرو تو پھر مجھے احساس ہوا جو ہونا تھا ہو گیا میں خود تو دیکھی ہوں کسی اور کو دکھ نہ دوں اس لیے اپنا حیلہ درست کیا لیکن اس کو بھی نہیں بھلا سکتا۔ دوستو! آج گیند کو ہم سے بچھڑے اڑھائی سال کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن اس کی سنہری یادیں اب بھی میرے تصورات کا مرکز بنی ہوئی ہیں حالانکہ ان دو سالوں میں مصباح نے مجھے اتنا پیار دیا کہ میں سب دکھ بھول گیا لیکن گیند کو نہیں بھول پایا آج بھی میں مصباح کو گیند کہہ کر ہارتا ہوں آج میری ایک بیٹی ہے جس کے آنے سے میری خوشیاں دوبالا ہوگئی ہیں میں نے اس کا نام گیند رکھا تھا تاکہ گیند ہمیشہ میرے دل میں رہے دوستو کسی کی میرے دکھ و دست کی داستان، کیونکہ میں رمضان کا دوست ہوں اور کرن بھی ہوں میں اس کا ماموں زاد بھائی ہوں اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف کیجئے گا۔



تمہارے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھکے ہوئے ہو گیند نے سر ہلا کر کہا تو میں کمرے سے باہر نکل گیا اور گھر پہنچ کر سو گیا شام کو آٹھ بجے کھلی تو نہادھو کر پھر سے گیند کے پاس پہنچ گیا اب وہ بہت پرسکون نظر آرہی تھی اس کے چہرے کی رنگت پھر سے واپس آگئی میرے آنے ہی اس کے ہونٹوں پر وہی پیاری سی مسکراہٹ برکتے لگی اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو چند لمحے پہلے ناامید اور ادا اس نظر آرہی تھی میں اس کے پاس بیٹھا دیر تک باتیں کرتا رہا اور صبح کو آنے کا کہہ کر واپس گھر چلا آیا اسی رات میں بھی پرسکون لیکن اب بھی میرے دل میں کوئی کسب باقی تھی میری چھٹی حس مجھے آگاہ کر رہی تھی کہ کچھ ہوئیوا لہذا ورے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ سب کچھ بھی ہو جائے گا لیکن قسمت کے لکھے کو کون ٹال سکتا ہے اس دن کی تیج میرے لیے ایک نیا پیغام لے کر آئی تھی صبح سویرے میری آنکھ گھراوٹوں کی چٹخیں سن کر سچی چٹخیں سن کر میں حیران پریشان باہر کی طرف دوڑا جب برآمد میں آیا تو تھک کر رک گیا کیونکہ گھر والوں کے جھوم میں کوئی سفید چادر میں پٹنا چارپائی پر بڑا تھا کون سا یہ میری چیخ پر سب نے میری طرف دیکھا لیکن آنسو بھی سب کی آنکھوں سے رواں تھے پھر جمیری بات کا کسی نے جواب نہیں دیا تو میں خود ہی آگے بڑھا اور جب میں نے لاش سے کپڑا اٹھایا تو لڑکھڑا کر دو قدم لاش سے پیچھے ہٹ گیا نہیں میں بہت پریشان تھا اور جیسے میری زبان کو تالے لگ گئے ہوں اور اس کے ساتھ ہی میں زمین بوس ہوتا چلا گیا گیند آہ۔۔۔ میں حلق پھاڑ کر چپٹا میرے منہ سے فلک شگاف چیخیں نکل رہی تھیں میری دردناک چیخیں میرے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھیں جبکہ آس پاس کھڑے سب لوگ مجھے دیکھ رہے تھے کہ آخر میں اس کا کیا لگتا ہوں لیکن وہ میں ہی جانتا تھا گیند میرے لیے کیا ہے گیند تو میری روتھی تھی مجھ کو چھوڑ کر چلی گئی تھی میں خالی خالی آنکھوں سے اپنے محبوب کو دیکھ رہا تھا پھر اشفاق نے آگے بڑھ کر مجھے سنجالا لیکن میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا جب مجھے ہوش آیا تو وہ اپنے گھر جا چکی تھی جہاں

جواب عرض

جواب پیکر 155 فروری 2013

تیسری بارش، آخری سانس

جواب عرض

جواب پیکر 154 فروری 2013

محبت

ہسپتال آ گیا۔ وہ جھٹ سے بانیگ سے اترا اور اندر جاتے ہوئے رک کر کہنے لگا کہ باؤ میرا تھوڑا سا انتظار گاہ میں انتظار کرنا مہربانی ہوگی اس نے اتنے پیار سے کہا کہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی رک گیا۔

ڈاکٹر صاحب میری بیوی ٹھیک تو ہے مگر مرنے کا دورہ پڑا ہے وہ بہت سیریس ہے بس انہیں دعاؤں کی ضرورت ہے ویسے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ انہیں بچا سکیں آگے اس ذات کی مرضی۔

اتنے میں وہ شخص میرے پاس آنکھوں میں آنسو لیے صوفے پر بیٹھ گیا اور بولا کہ بیٹا میرا اس دنیا میں میری بیوی کے سوا کوئی ہمدرد نہیں اور میری بیوی کو اگر کچھ ہو گیا تو میری جان بھی جائے گی بیٹا میں تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتاتا ہوں ویسے تو میں بہت اچھے اور کھاتے پیتے گھرانے کا ہوں لیکن خوشیاں نہیں خرید سکا۔

تو آئیے قارئین اس شخص کی کہانی اس کی زبانی سنئے ہیں۔

میرا نام احمد علی ہے اور میرے والد اور والدہ کا میرے پیدائش کے 12 سال بعد کار ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ آخری فون میرے دادا ابو نے اٹھایا اور جیسے ہی کسی اجنبی نے انہیں کہا کہ آپ نواب حیدر علی ہیں آپ کا فون نمبر ہمیں آپ کے بیٹے کے پرس سے ملا ہے ان کا کار ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا ہے آپ فوراً ہسپتال پہنچیں میں اور میرے دادا ابو ہسپتال جانے لگے تو اس وقت بھی بارش بہت تھی اور ہماری گاڑی بھی اس وقت جواب دے گئی دادا ابو نے میری انگلی پکڑی اور ہم بیدل چل پڑے راستے میں ہمیں کسی نے بھی لفٹ نہ دی۔ ہم تیز چلتے چلتے بہت تھک چکے تھے جب ہم ہسپتال پہنچے تو میرے ماں باپ فوت ہو چکے تھے اسی دن میں اتار دیا کہ بارش نے بھی کہا کہ نہ رو اتنا تو میری آنکھیں بھی نہیں برسیں جتنا تم رو رہے ہو چپ ہو جاؤ ابھی تو تیری زندگی میں اور بھی بارسیں برسیں گی۔

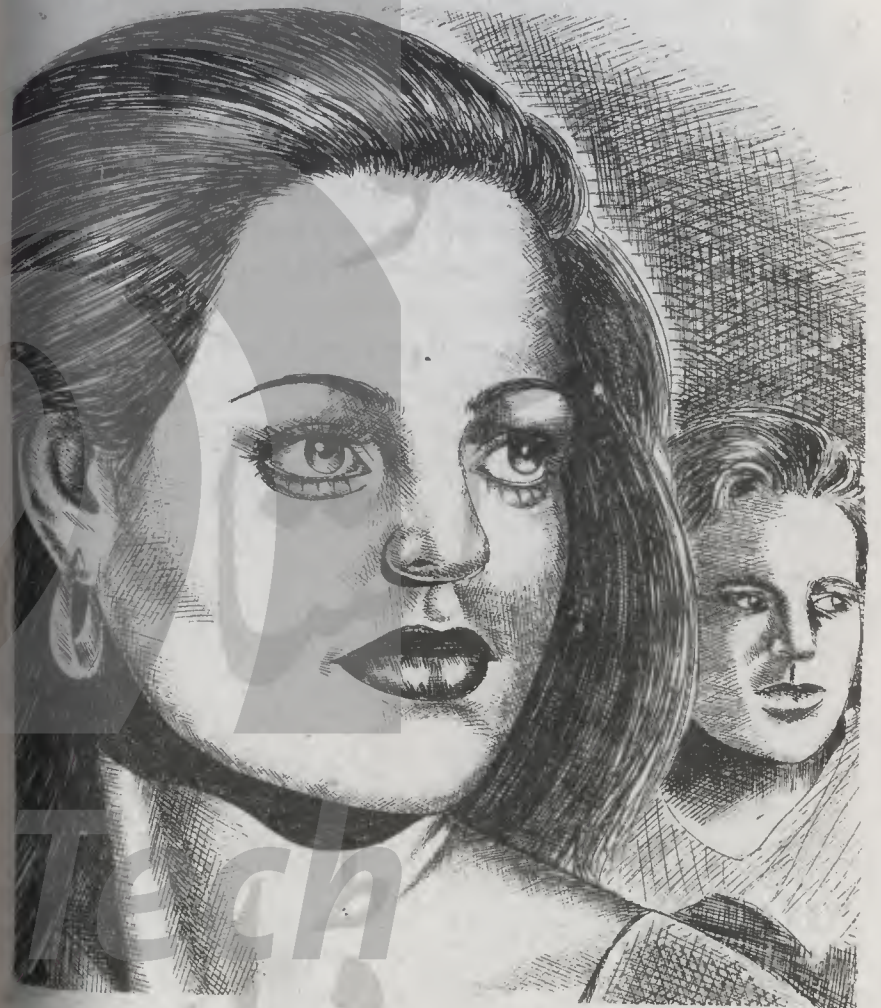
زندگی تجھے قاتل کے حوالے کر دوں گا روز کا مرنا مجھے اچھا نہیں لگتا

اس کے بعد میرے دادا ابو نے میری شادی میری کزن ماہم سے کر دی ماہم کو میں بچپن سے بہت پسند کرتا تھا میں اور ماہم ایک ساتھ پلے بڑھے اکٹھے کھیلے اور بچپن بڑی جلدی گزرا لیکن ہمارے پیار میں ابھی تک بچپن ہی تھا میں وہ دن کبھی نہیں بھول سکتا جب ماہم میری دلہن بن کر میرے سامنے گھونکھٹ نکالے بیٹھی تھی میں اکثر اس کی جھیل جھیلی آنکھوں میں کھو جاتا تھا وہ یہی سوال کرتی کہ احمد تم میری آنکھوں میں کیا تلاش کرتے ہو اور میرا یہی جواب ہوتا کہ یہ دل کی بات ہے جو میں تلاش کرتا ہوں وہ ہر وقت ہر بل میرے سامنے رہے ایک دن ماہم نے کہا کہ احمد کہیں گھومنے چلتے ہیں میں نے دادا ابو سے اجازت لی اور ہم پہاڑی علاقے کو نکل گئے ہم سیر کرتے رہے وہاں کی دلکش حسین جھیلیں ٹھنڈا پانی بادلوں کو ہاتھ لگانا مجھے اب بھی یاد ہے۔

تب ماہم نے کہا کہ احمد یہ جھیل دیکھ رہے ہو ناں اس کا پانی جیسے اپنی جگہ کو چھوڑ کر آگے کو جا رہا ہے کیا تم بھی مجھے ایسے چھوڑ تو نہیں دو گے جس طرح یہ بادل اڑ کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں کیا تم بھی مجھے ان بادلوں کی طرح تنہا تو نہیں چھوڑ جاؤ گے جواب دادا احمد ماہم ایسا بھی نہیں ہو گا میری ہر سانس پہ تمہارا نام لکھا ہے میری ہر رگ میں ہر نس میں میری روح میری جان میرے جسم میں تم بس گئی ہو اور بھلا کیا کوئی اپنی ہی جان کو اپنے جسم سے جدا کر سکتا ہے۔

میرے ہمسفر میرے دلربا میں تمہیں تب تک چاہوں گا جب تک سانسوں نے وفا کی میری جان تب نکلے گی جب تم میرا ساتھ چھوڑ دو گی میں ہر سانس آخری سانس تک تمہارا ساتھ دوں گا اتنے میں بلی بلی ریم جھم شروع ہو گئی اور ہم باتیں کرتے کرتے واپس گھر آ گئے اسی طرح دن لمبی خوشی گزر رہے تھے ایک دن ماہم کو بہت تکلیف ہوئی اور میں اسے ہسپتال لے گیا ڈاکٹر نے کہا کہ آپ باپ بننے والے ہو اس وقت بھی بارش ہو رہی تھی مجھے کچھ بھیجی دو انیاں دوسرے ہسپتال سے لانی تھی کیونکہ یہ ہسپتال اتنا بڑا بھی نہ تھا اور اتنی سہولیات بھی نہ تھیں اس

جواب عرض



کسی سے بھی پوچھو

سمندر سے پچھو سمندر کی لہروں سے پوچھو

پیار کیا ہے

کسی اجنبی سے کسی مسافر سے پوچھو

پیار کیا ہے

کسی بھی کسی طرح پوچھو

پیار کیا ہے

پیار ایک میٹھا موسم ہے

بھئی آنسوؤں میں بھرتا ہے

کبھی مسکراہٹوں میں بھرتا ہے

پیار زندگی کی آباد گاہ ہے

جو کسی کے دل میں

کسی کے لیے دھڑکتا ہے

پیار ایک پر سرور خوشبو ہے

جودلوں میں سنا ہے چلتا ہے

پیار نہ جانے پیار کیا ہے

افراء زندگی جانے پیار کیا ہے

(افراء جاوید، جزائوالہ)

غزل

دل دے کر بھی اس نے کیا کیا
نہ اپنا آپ دیا نہ ہمیں لیا
آرزو تھی و تمنا تھی اسے چاہنے کی
نہ دل لیا نہ دل دیا
اتنا چاہنے کے باوجود
اس نے اپنے وقت میں سے
ہمیں تھوڑا سا وقت تو دیا
اتنا ہی کافی ہے عنایت اس کی
اس نے ہمیں دیکھ تو لیا
دن کے اجالوں میں رات کے اندھیروں میں
(افراء جاوید، جزائوالہ)

جاؤں گا اور آہستہ آہستہ ہلکی سی خاموشی کے ساتھ احمد
نے اپنا سر ماتم کی گود میں رکھ دیا آج تیسری بارش اتنی
بری جیسے دوبارہ بھی نہیں برے گی۔ بجلی چمکی۔ بادل
گرہے، اندھی آئی اور سب کچھ بہا کر لے گئی بجلی کی
آخری چمک اور بادل کی آخری گرج کے ساتھ ہی احمد
علی نے آخری ہنسی کی اور پھر احمد علی بھی اپنی بیوی کے
ساتھ تیسری بارش میں آخری سانس لے کر چلا گیا۔ اور
دونوں ایک ساتھ اس دنیا سے چلے گئے کاش یہ تیسری
بارش نہ ہوتی لیکن انسان جو چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا بلکہ وہ
ہوتا ہے جو وہ ذات جانتی ہے۔

پتھری تیسری بارش میں آخری سانس احمد علی اور ماتم
کی کہانی میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب کو پسند آئے گی
اپنی آراء سے ضرور نوازے گا۔ اس غزل کے ساتھ
اجازت۔

غزل

وہ رات جہاں سے گزر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
یہی ایک کام کر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
بڑی حسرتیں تھیں نگاہ میں بڑا کرب ساتھ کراہ میں
کہ جو سانس لیتے ہی مر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
نہاے پناہ کہیں ملی مگر ایک مسجد دل تو تھی
سرفدا کے گھر میں ٹھہر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
وہ جو چلا گیا تو یہ با مراد یہ تمام گلیاں تمام گھر
یہی پوچھتے ہیں کدھر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
کہ جو پاس تھا تو یہ تھی طلب کہ جو دور ہے تو چھین ہی ہے
بڑا بے قرار کر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
بھی خوش ہو تو بہت ہی خوش کبھی دکھ ملا تو بہت دکھی
کبھی جی گیا کبھی مر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
توہمیں شان اب یہ بتائیں کیا کسی راز کو بھی چھپائیں کیا
کہ ادھر گیا یا ادھر گیا وہ عجیب سا کوئی آدمی
(ارمان سنگم فیصل آباد)



تیسری بارش آخری سانس

ہوا تو جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے اس لیے ذرا احتیاط
کیجئے گا ہو سکے تو اپنی بیوی کو خوش رکھو۔ اگر آپ حوصلہ ہار
جاؤ گے تو آپ کی بیوی کا سارا کون بنے گا اس لیے براہ
مہربانی انہیں حوصلہ دیجئے انہیں آپ کے سہارے کی
ضرورت ہے۔ اور ہاں ہم نے ایک بات آپ سے
چھپائی ہوئی ہے میں ایک انسان ہونے کے مناظر یہ اپنا
فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو بتا دوں آپ کی بیوی اب بھی
مال نہیں بن سکتی اس لیے آپ اس کے اس دکھ کو اپنے سینے
میں چھپالیں اور ہاں اپنی بیوی سے اس بات کا ذکر نہ
کریں ہو سکے تو انہیں کہیں ایسی جگہ لے جائیں جہاں
آپ دونوں خوش رہ سکیں۔

میں اپنی بیوی کو لے کر بہت دور آ گیا لیکن لگتا ہے
ہمیں خوشیاں راس نہیں پھر ایک دن میری بیوی کو ایک
ہوا اور میں اسے ہسپتال لے آیا ڈاکٹر نے کہا کہ فوراً ایک
لاکھ روپے لاؤ بہت مہنگی میڈیسن لینی جس میں راتے میں
پیسے لے کر آنے لگا تو پھر بارش شروع ہوئی تب مجھے آپ
بانیک پہ آتے ہوئے نظر آئے آپ کا شکریہ آپ نے مجھے
لفٹ دی دیکھتے ہیں آج بارش کیا کرتی ہے آج یہ تیسری
بارش کیا رنگ لاتی ہے اس کے ساتھ ہی وہ شخص خاموش ہو
گیا اور زار و قطار رونے لگا اس کی آنکھیں بھی سادون
بھاؤں سے زیادہ برسنے لگیں اور میں بھی آبدیدہ ہو گیا۔

اتنے میں ڈاکٹر نے آواز دی کہ آپ میں سے احمد
علی کون ہے جی میں ہوں احمد علی۔ احمد علی نے فوراً اٹھ کر کہا
آپ کی بیوی کی حالت بہت زیادہ تشویش ناک ہے آپ
آخری باران سے مل لیجئے۔

میں اور احمد علی دونوں اندر گئے اس نے آتے ہی
کہا کہ ماتم ہمیں کبھی نہیں ہو گا میں سب کچھ سمجھا لوں
گا۔ احمد علی مجھے معاف کر دیتا میں تمہارا ساتھ نہ بھانسی
نہیں ماتم ایسا نہ کہو تم مجھے معاف کر دو کہ میں تمہیں نہ
سے مانگ نہیں سکا بارش اور تیز ہو گئی احمد اپنا خیال
خ۔ خیال رکھنا اس کے ساتھ ہی ماتم کا ہاتھ احمد
ہاتھ سے چھوٹ گیا اور احمد نے پکارنا شروع کر دیا کہ
ماتم۔ ماتم۔ ماتم مجھے اکیلا چھوڑ کے رست چاؤ میں

وقت بھی بارش میں میری گاڑی کے انجن میں پانی پڑ گیا
اور میں دوڑتا ہوا دوسرے ہسپتال جانے لگا لیکن بہت
دور نے کے باوجود میں نام نہ پہنچا۔ کا۔

جب واپس آیا تو ڈاکٹر نے کہا کہ دوایں جلدی نہ
ملنے کی وجہ سے ہم بچے کو نہ بچا سکے میں دھڑاڑیں مار کر
رونے لگا تب میری بیوی کو ہوش نہ بھی جب اسے پتہ چلا
کہ ہمارا بچہ اس دنیا میں نہیں رہا تو وہ بھی زرو قطار رونے
لگی بھی اپنے بال بچے کو تبھی پہنچتی چلائی اسی وقت ماتم
کودل کا دورہ پڑا اور میں وقت پہ دادا ابو بھی آ گئے۔ جب
انہیں پتہ چلا کہ ان کا لاڈلہ بھی اس دنیا میں نہیں رہا اور ماتم
کو بھی ہارٹ ایک ہوا ہے تو انہوں نے ڈاکٹر سے پوچھا۔
کہ آپ نے بچے کو کیوں نہیں بچا یا ڈاکٹر نے کہا کہ دوایں
وقت پہ نہ ملنے کی وجہ سے ہم بچے کو نہیں بچا سکے موری۔

دادا ابو کو بھی اس وقت ہارٹ ایک ہوا اور وہ فوراً
ہی ہمیں اس دنیا میں اکیلے چھوڑ کر چلے گئے میں اس دن
خوب رویا کبھی میں بیوی کی طرف دیکھتا تو بھی دادا ابو کے
پاس آتا۔

اس وقت بادل اتنی زور سے گر جا کہ بارش نے اپنا
رنگ دکھایا اور اتنی زور سے برسی کہ جیسے میری بربادی پر
ماتم کر رہی ہو میں بارش میں ہی دادا ابو کو گھر لے آیا اور کفن
و دفن کا انتظام کیا یہ میری زندگی کی دوسری بارش تھی۔ میری
ماتم کچھ ٹھیک ہوئی تو میں اسے گھر لے آیا لیکن ہم دونوں
کافی پریشان تھے اور اندر سے نوٹ چکے تھے۔

اک غم کے سوا اس دنیا میں اب اور ہمارا کوئی نہیں
بس تیرے سوا میرے اے مولا اب اور ہمارا کوئی نہیں
ماتم زیادہ تر چپ ہی رہنے لگی ایک دادا جان اور
وہ سراسر ایک دکھ ایک ساتھ دونوں برواشت کرنا مشکل
تھے خیر ماتم کو میں دل بدلانے کے لیے کبھی بھی پیاروں
پرلے جاتا تا کہ دل کا بوجھ مٹا سکے۔

اس دوران ماتم کو ایک بار پھر ایک ہوا اور میں
ہسپتال لے گیا لیکن خدا کا شکر ہے زیادہ اڑ نہیں ہوا تھا اور
اللہ نے تیرے میری ماتم کو مجھے واپس دے دیا۔

اس بار ڈاکٹر نے کہا کہ احمد آخری بار اب ایک

”آخر بے وفا کون“

✓.....تحریر: محمد شوکت، مانسہرہ

ایک روز ڈیوٹی پہ تھا کہ اس کی ایک دوست کی طرف سے مجھے میسج ملا کہ R نے خود کشی کیلئے زہر پی لی ہے اور اب وہ بے ہوشی کی حالت میں ایڈمٹ ہے یہ سن کر مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی اور اپنے رب سے شکوے کرنے لگا کہ اے اللہ کیا تم نے میرا مقدر اتنا دیکھی لکھنا تھا تو مجھے اس دنیا میں بھیجا کیوں تھا اور اپنی ماں کی یادیں گلے لگا کر رو پڑا اور گر کر بے ہوش ہو گیا اور جب رات کو ہوش آیا تو دیکھتا ہوں کہ لاہور کے ہسپتال میں ہوں اور میرے پاس میرے افس میں کام کرنے والے میرے دوست جمع تھے میں نے ان سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور مجھے ہسپتال میں کیوں لے آئے طارق نے کہا حیدر تم افس کے سامنے والے دالان میں کھمبے کے پاس کھڑے تھے اور گر کر زخمی ہو گئے تھے اور زیادہ چھوٹ آنے پر تم بے ہوش ہو گئے تھے تمہارے سر پر گہرا زخم ہے اس لیے ہم تمہیں یہاں لے آئے میں نے طارق سے کہا کہ تم مجھے مرنے دیتے تم نے مجھے مرنے کیوں نہیں دیا؟ طارق نے کہا خبردار اگر تم نے دوبارہ ایسے الفاظ زبان سے نکالے کیا تم نہیں جانتے کہ تم ہمارے کتنے اچھے دوست ہو

(درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

ہم توحید میں بھی توحید کے قائل ہیں فراز ایک ہی شخص کو محبوب بنایا ہم نے قارئین کرام کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بہار کا موسم پسند ہے کیونکہ بہار میں ہر طرف بریلی ہوتی ہے سبزہ سی سبزہ ہوتا ہے رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں بلبل، گول، اور دوسرے کئی خوبصورت پرندے خوبصورت اور سرلیے گیت گاتے ہیں۔ لیکن!

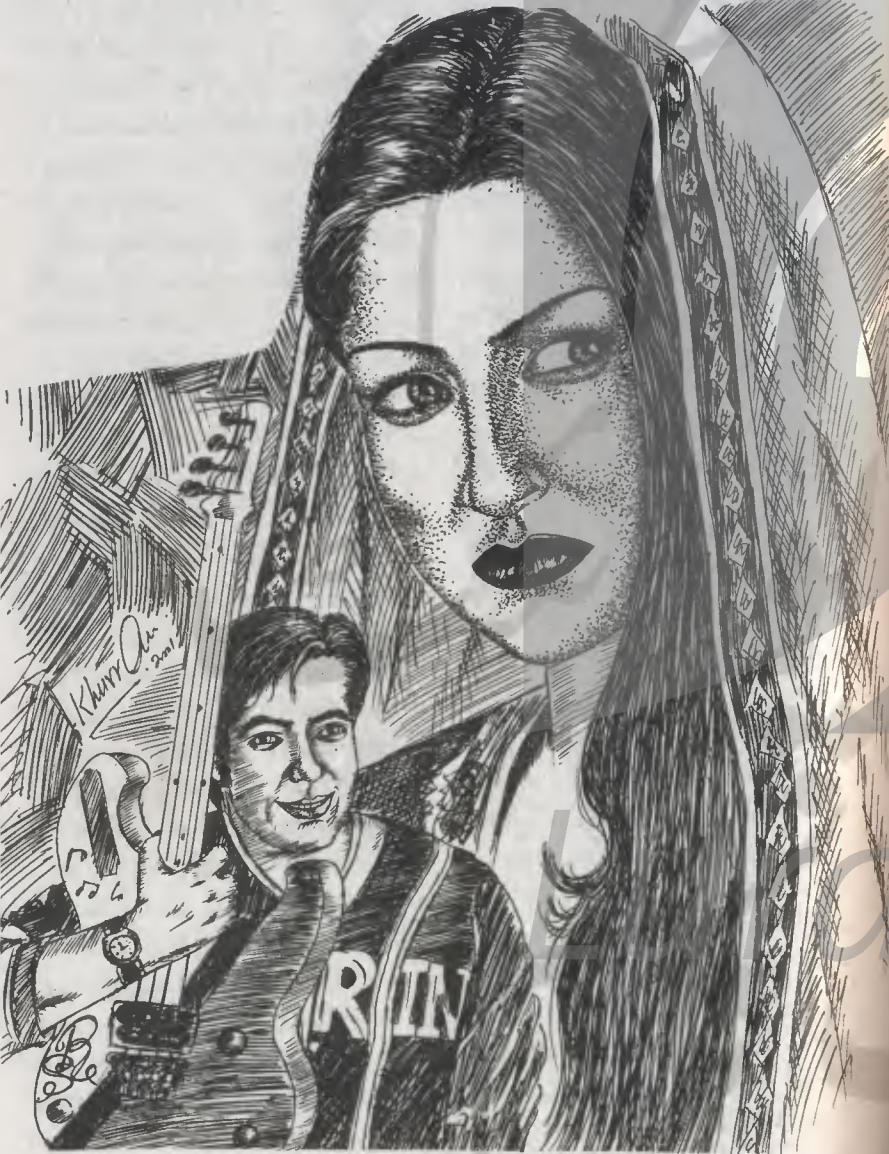
کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں برسات کے موسم سے پیار ہے چونکہ اس موسم میں بارشیں بہت زیادہ ہوتی ہیں، ندی، نالے پانی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور خشک دریاؤں میں بھی پانی سانپ کی طرح مل کھاتا ہوا جاتا ہے

اور گاؤں میں ان دریاؤں، ندی نالوں کے شور کی بھی عجیب سی سر ہوتی ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں بہار ہویا برسات دونوں ہی بہت پسند ہیں چونکہ ہر ایک کی اپنی شان ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں خزاں کے موسم سے پیار ہے کیونکہ یہ درختوں کے پرانے پتوں کو گراتا ہے تب ہی تو نئے پتوں کی آمد کی توقع ہوتی ہے لیکن میں تو کہتا ہوں کہ بہار ہویا خزاں سردی ہویا گرمی تب ہی کسی شخص کو محسوس ہوتے ہیں جب اس کے اندر کا موسم ٹھیک ہو۔ اسے کسی دکھ یا ٹیشن کا سامنا نہ ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک انسان کے اندر کا موسم ٹھیک نہیں ہوگا اسے

جواب عرض



بیرونی دنیا کا کوئی احساس نہیں ہو گا۔ بہار کہاں ہے؟ خزاں کہاں ہے؟ کون مرتا ہے؟ کون زندہ ہے؟ کوئی کیا کرتا ہے؟ کوئی کیا نہیں کرتا۔

قارئین کرام! آپ سمجھیں گے کہ ہمیں موسم کے تغیر و تبدل کے بارے میں لگے لیکن ایسا نہیں اور ہوا سوری آپ کا بہت نام و دست کر دیا چلتے ہیں آپ ہم اپنی درد بھری سنواری کی طرف۔

پیارے قارئین یہ جو کہانی آپ کو سنائی جا رہی ہے بالکل سچی ہے میرے ایک دوست کے ساتھ ریلیٹڈ ہے چلو اس کی زبان سننے ہیں۔

میرا نام حیدر علی ہے میں ریاست آزاد کشمیر کے ایک خوبصورت گاؤں کارنہ والہ ہوں ہم پانچ بہن بھائی ہیں دو بھائی مجھ سے بڑے ہیں اور دو بہنیں مجھ سے چھوٹی ہیں یعنی میں درمیان والا ہوں میرا تعلق ایک متوسط گھرانے سے ہے قارئین کرام میرے ابو کے بھی دو بھائی اور دو بہنیں ہیں یعنی وہ بھی پانچ ہیں ان میں سے میرا والد دوسرے نمبر پر ہے یعنی میرا ایک تایا اور دو چچے ہیں اور دو پھوپھیاں ہیں وہ سب ماشاء اللہ روپے پیسے کے اعتبار سے اچھے ہیں اور الحمد للہ ہم نے بھی اللہ کے سوا اس کی مخلوق کے سامنے کبھی ہاتھ نہیں پھیلائی اور نہ ہی بھی ضرورت سے بڑھ کر کسی چیز کی تمنا کی ہے وہ دونوں کشمیر سے ہجرت کر کے ایک لاہور شفت ہو گیا اور دوسرا گورنمنٹ کا ملازم تھا وہ بھی دو فیملی ساہیوال شفت ہو گئیں اور میری ایک پھوپھی بھی بیاہ کر کراچی چلی گئی اور ہم وہیں رہ رہے ہیں جب میں نے اس دنیا میں آنکھ کھولی تو میری والدین نے بہت خوشیاں منائیں والد نے خوشی کے اس موقع پر ایک تیل ذبح کیا گیا محلے والوں کو مٹھائی کھلائی گئی اور غریبوں مسکینوں کے سروں پر بھی ہاتھ رکھا گیا ہمارا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے تھے تب ان کو بھی دانہ دکان خیرات کیا گیا جب میں چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو میرے والد نے مجھے ایک قریبی گورنمنٹ سکول میں داخل کرادیا۔ میں روزانہ سکول جاتا اور وہاں سے پھر گھر واپس آ کر والدین کا ہاتھ بٹاتا چونکہ میرے بھائی مجھ سے بڑے

تھے ایک نے بی اے کیا ہوا تھا اسے گورنمنٹ کی ملازمت مل گئی دوسرا بھی پڑھنا کھانا گریجوئیٹ کیا تھا بد قسمتی سے وہ نوکری کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا یعنی وہ دونوں گاؤں سے باہر تھے اور میں بہنوں کے ساتھ گھر پر تھا بڑی بہن گھر میں رہا کرتی تھی وہ والدہ کے ساتھ گھریلو کاموں میں اس کا ہاتھ بٹاتی تھی میں اور میری چھوٹی بہن صبا سوری آپ کو بتاتا چلوں کہ میرے بڑے بھائی کا نام عاطف، دوسرے کا نام فرمان، بہنوں کا ایک نام مریم اور دوسری کا نام صبا ہے میں اور صبا روزانہ سکول جاتے تھے پرائمری کے بعد گرلز ہائی سکول نہ ہونے کی وجہ سے اس نے تعلیم چھوڑ دی اور میں مزید تعلیم کے لیے اپنے چچا کے پاس لاہور آ گیا۔ اسی دوران میری وادی دادا بھی میرے چچا کے پاس آزاد کشمیر سے لاہور آ گئے۔ اور میرے چچا نے یہاں مجھے گورنمنٹ سکول میں داخل کر دیا اور میں پہلے سے زیادہ محنت کرنے لگا۔

کیونکہ یہاں مجھے پڑھنے کے سوا کوئی اور کام نہ تھا اس طرح مزید محنت کرتے کرتے میں دسویں جماعت میں پہنچ گیا چھٹیوں کے دوران میں والدین کے پاس مظفر آباد چلا جاتا اور چھٹیوں کے بعد پھر واپس چچا کے گھریلو طرح میرا مشرک کا امتحان ہو گیا اور میں فارغ ہو کر واپس مظفر آباد چلا گیا چونکہ اس سے قبل مجھے بھی کوئی ایسا موقع ہی نہ ملا تھا کہ میں محبت اور عشق وغیرہ کے چکر میں پڑتا یہاں تک کہ میں لفظ محبت سے بھی انجان تھا البتہ لڑکوں سے میری دوستی تھی اور اب بھی کئی میرے خاص دوست موجود ہیں دو ماہ کے بعد جب میں واپس لاہور آیا تو چچا نے مجھے بتایا کہ میں پہلے مٹھائی کھلاؤ اسی طرح میری چچی بھی کہنے لگی میری ایک چھوٹی کزن جس کا نام ماریہ تھا وہ آنکھوں سے کلاس پڑھ رہی تھی وہ بھی مجھ سے لپٹ کر بولی کہ بھیا مجھے مٹھائی ضرور کھلانا۔ گاؤں سے آتے ہوئے بھی آپ نے میرے لیے کوئی گفٹ نہیں لایا اب تمہاری خیر نہیں۔ مٹھائی کے بدلے چلو مجھے ساتھ مارکیٹ والی شاپ سے آنس کریم کھلا دو میں نے کہا چلو بھائی تمہیک سے پہلے یہ تو بتاؤ کہ کس خوشی میں میں منسا کر ہوا اب جواب عرض

میری طرف دیکھ کر بس بڑے تو چچا کے چھوٹے بنے یعنی اس نے جواب دیا کہ حیدر بھائی آپ نہیں جانتے کہ آپ کا رزلٹ آ گیا ہے اور آپ نے سکول میں پہلی پوزیشن بھی لی ہے اور کئی خوشی میں میں نے ماریہ سے کہا چلو جلدی کرو بھائی چلتے ہیں میں ماریہ اور اس کا بھائی اسد ہم تینوں چل پڑے اور بازار میں آنس کریم اور کئی دوسری چیزیں لیں اور واپس پر چچا اور چچی کیلئے مٹھائی بھی لے آیا جب ہم گھر پہنچے تو چچا گھر پر موجود نہیں تھے کہیں دوستوں کے ساتھ ٹپ لگانے کے لیے چلے گئے تھے چچی گھر پر ہی تھی اس نے جب ہمیں دیکھا اور کہا حیدر بیٹا تم تو بہت فصول خرچ آدی ہو ہم نے تو مذاق کیا تھا یہ ماریہ کی پکی اور اسد نے تمہیں نہیں چھوڑے لے کر ہی چلے گئے رات کو چچا بھی آ گئے کھانا کھانے کے بعد ہم سب اکٹھے بیٹھے دیر تک باتیں کرتے رہے۔

صبح اٹھ کر نماز پڑھنے کے بعد ناشتہ کیا اور یہ خوشخبری گھر والوں کو سنانے کیلئے مظفر آباد روانہ ہو گیا قارئین گھر پہنچ کر یہ خوشخبری سنائی محفل کی عورتیں بھی اس روز ہمارے گھر آئی ہوئی تھیں انہوں نے بھی مجھے اور میرے والدین کو مبارکباد پیش کی اور میرے والد سے کہنے لگیں کہ لالہ اسے مزید پڑھانا اور گاؤں کا بڑا آدمی بنانا جیسے کہ چوہدری فیضان کا بیٹا ہے لوگ اس کی بڑی عزت کرتے ہیں ہے بھی وہ بڑا نیک اور شریف انسان میرے والد نے کہا ٹھیک ہے بھائی جی ہم نے بھی ایسے ہی خواب آنکھوں میں سجائے ہیں پھر لاہور تشریف لے آئے اور میرے اٹکل نے مجھے گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ مینجمنٹ میں داخل کر دیا۔

ابو نے مجھے جو تے اور یونیفارم خرید کر دی اور واپس گاؤں چلے گئے میں ریکولر کالج جاتا رہا اور بالآخر ہمارے ڈی کام پارٹنر کے ایگزیم آ گئے اور اللہ کے فضل و کرم سے میں امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہو گیا قارئین اس سے پہلے میں تو محبت نام کی چیز سے بے خبر تھا اور میری زندگی بہت خوش و خرم گزر رہی تھی یہاں سے میری زندگی نے تباہی و بربادی سب سے گزرتے

شروع کر دیے زلزلے سے پہلے میں فارغ تھا اور میرے اٹکل کی کپڑے کی دکان تھی میں اٹکل کا ہاتھ بنا رہا تھا بد قسمتی سے ایک دن میرے چچا کہیں کام کیلئے فیصل آباد چلے گئے تھے اور میں اکیلا رہ گیا معمول کے مطابق شاپ پر جاتا اور دکان کھول کر کام میں مصروف ہو جاتا چونکہ میرے چچا کا کاروبار اچھا خاصا تھا ہر وقت عورتوں کا ہجوم ہوتا تھا ایک مرتبہ میں ویسے ہی دکان پر بیٹھا تھا کہ تین نوجوان لڑکیاں آ گئیں اور مجھ سے کپڑوں کی درانیاں چیک کر دے کہہاں میں ان کی طرف دیکھتا رہ گیا کیونکہ ان میں سے ایک سانو لے رنگ کی لڑکی جس کی آنکھیں ہرنی جیسی چہرہ چاند جیسا گلاب جیسے ہونٹ سرو قد چال ایسی کہ ہر قدم کے ساتھ دھڑکن بڑھتی گئی اور میں محفل کی مانند کراس کی طرف دیکھتا رہ گیا ان میں سے ایک نے کہا چلو مشا چلتے ہیں ساتھ والی شاپ پر ایک نے کہا نہیں یہیں سے لیں گے تیسری نے پھر کہا چلو تیار یہ تو کوئی بہرہ لگ رہا ہے اسے ہماری آواز ہی نہیں آئی سامنے والی شاپ پہ چلتے ہیں اس لمحہ میں میرے دل کی دھڑکن اور تیز ہو گئی اور میں سکتے کی حالت میں انہیں دیکھتا رہ گیا اور یہ سن کر مجھے اطمینان بھی ہو گیا کہ میرے حسن کی پری کا نام مرثا ہے۔ جب وہ سامنے والی دکان یعنی کاشف خنجراد بھائی کی شاپ پر گئیں چونکہ میں تو انہیں دیکھتا رہ گیا تھا انہوں نے وہاں سے تھری پیس اور جن کلر کے تین سوٹ خریدے اور چل پڑیں میں ان کا راستہ دیکھنے لگا کہ مجھے پتہ چلے کہ میرے دل کی دھڑکن کس طرح اور کونسی گلی میں جائے گی خوش قسمتی سے وہ ہماری شاپ سے تقریباً تیسرے نمبر کی گلی میں چلی گئی رات کو میں دکان بند کر کے جب گھر آیا تو میری عجیب سی کیفیت تھی نہ کھانے کا جی چاہا نہ ہاتھ نہ کوئی چیز پیئے کو۔ چچی نے پوچھا بیٹا کیا بات ہے حیرت تو ہے؟ کیوں دن کو کوئی زیادہ بور ہو گئے تھے اکیلے چلو دو تین دن میں تمہارے اٹکل واپس آ جائیں گے چلو جلدی کرو کھانا تیار پڑا ہوا ہے دسترخوان پر ماریہ اور اسد بھی تمہارے بغیر نہیں کھاتے چلو جلدی سے ہاتھ دھو لو میں ویسے ہی بہانہ بنایا کہ اچھی آج میرے سر میں ہلکا سر درد ہے ماریہ اور اسد کو کھانا دے

دو اور تم بھی کھالو میری طبیعت ہی نہیں ہوتی الغرض وہ مجھے زبردست کھانے پر لے گئیں میں نے دو تین لقمے کھالیے اور حقیقت میں رشتا کا کس میرے ذہن پر سوار تھا خدا خدا کر کے رات گزاری اور صبح جلدی دکان پر چلا گیا اور اس کی گلی کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا رہا اور اس کی سوچوں میں نہ جانے کہاں سے کہاں چلا گیا اچانک آج میری نگاہ پھر اس کا جل پری پر پڑی جو اپنی دوستوں کے ساتھ کالج جا رہی تھی اور سفید یونیفارم میں وہ جنت کی کسی حور سے کم نہ لگ رہی تھی میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ میری دکان کے سامنے سے چلی گئیں دن بھر میں پریشانی کی حالت میں رہا کا شف نے مجھ سے پوچھا حیدر بھائی آج کوئی اتنی خاص بات ہے جو آج صبح سے کن سوچوں میں گم سم ہو میں نے ویسے ہی ٹال مٹول کر اسے ٹر خا دیا اور شام کو اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ تینوں لڑکیاں آج پھر آ گئیں اور کا شف کی دکان سے وہ سوٹ تبدیل کر دیا کر میرے پاس چلی آئیں اور انہوں نے مجھے کہا بھائی جی وہ پرنٹ والا فیروز کی کلر کا سوٹ دکھائیں میں نے اٹھا کر انہیں پیش کر دیا اور ان میں سے ایک لڑکی کا نام زہرہ تھا نے لے لیا اور باقی دونوں نے بھی ایک ایک کاٹن کے سوٹ خرید لیے اور چلی گئیں میرے دل کی دھڑکن کی تیزی کے ساتھ ساتھ آج مجھے کچھ سکون بھی ملا چونکہ آج پھر اس کا دیدار ہو گیا تھا دوسری رات بھی میں نے خدا خدا کر کے گزاری اور اگلے دن اتوار کا تھا آج پھر میں دکان پہ ہی تھا کہ اچانک وہی لڑکی میرے پیار کی لاڈلی میرے دل کی دھڑکن میرے جیون کا ساتھی پیار کی رانی اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ پھر آ گئی اور مجھ سے کہا کہ یہ سوٹ چن کر کے دے دیں۔ میں نے انہیں بیٹھنے کو کہا انہوں نے مجھ سے کہا نہیں ہم لوگ لیٹ ہو رہے ہیں ہمیں جلدی ہے پلیز تم جلدی کرنا میں نے کہا تم بیٹھو تو ہسی وہ بیچ پر بیٹھ گئے اور سوٹ تو پسند کر دیا انہوں نے ایک دوسرا سوٹ پسند کیا اور مجھے وہ پرانا الٹا سوٹ دے دیا میں نے واپس اس سوٹ کو رکھ دیا اور اس سے کہا سوری میں نے آپ کو چائے، پانی کا نہیں پوچھا پلیز تم یہیں ٹھہرو اس پر اس نے

کہا تو تھینکس دی آر لیٹ اور وہ یہ کہہ کر چلے گئے میں ان ہی سوچوں میں گم تھا کہ میرا ایک دوست وہ بھی ان ہی کے محلے میں رہتا تھا آ گیا۔ میں اپنے دونوں ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر بیٹھا ہوا تھا اچانک اس کی آواز میرے کانوں میں گونجی اودھ! حیدر یاد رانے یو آر آپ سیٹ؟ کس پر ابلہ؟ میں نے دھیمی آواز میں جواب دیا تو نیا تھنک۔ پھر اس نے کہا نہیں کچھ ٹر بڑے دال میں کوئی کالا پیلا ہے۔

آخر اس کے بہت اصرار کرنے پر میں نے حقیقت بتادی اور اس سے کہا کہ آپ اس معاملے پر میری کوئی مدد کر سکتے ہیں اس نے جواب دیا کہ چلو سوچوں گا اور آخر آپ ہی تو میرے اچھے دوست ہیں قارئین آپ کو بتانا چلوں کہ اس لڑکے کا نام ذوہیب تھا اور دو سال ہم ایک ہی سیٹ پر یعنی وہ میرا کالج کے دور کا کلاس فیلو اور ایک اچھا فرینڈ بھی تھا اور اس کی بہن بھی رشتا کی کلاس فیلو تھی ذوہیب نے آخر اس مسئلے کا حل تلاش کر لیا اور اس نے کہا کہ رات آٹھ بجے تک میں واپس تمہارے پاس آؤں گا کیا تمہیں حقیقت میں اس لڑکی سے پیار ہو گیا ہے ارے یاد میرے ساتھ ذرا مدت کرو تمہیں یہ بات بتانی ہی نہیں چاہیے تھی میں نے چڑچڑاتے ہوئے کہا ذوہیب نے کہا چلو اگر ایسی بات ہے تو تم ایک لیٹر لکھنا میں رات کو تمہارے پاس آؤں گا میں نے کہا دانی تم سچ کہتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ تمہیں کیا لگ رہا ہے میں نے کہا کہ پلیز تم فوراً جاؤ اور میرے لیے ایک لیٹر بیڈ لے آؤ ساتھ والی سینٹری کی دکان سے ذوہیب چلا گیا اور ایک عدد خوبصورت لیٹر بیڈ لے آیا۔

قارئین وہ لڑکی بھی ذوہیب کی کزن تھی اور میں نہیں جانتا تھا اور ذوہیب کی بہن اور وہ کلاس فیلو بھی تھیں میں نے اپنے باضی پر گہری نگاہ ڈالی فیو جڑ کا سوچا والدین کی عزت کا سوچا لیکن دل پہ اس کا کس اتنا گہرا چھاپا تھا کہ میں ان تمام چیزوں کو بھول گیا اور ہمت کر کے ایک خط لکھا جس کی تحریر یوں تھی۔

ذوہیب! رانی!

صبح سہاں ہمیشہ خوش رہو جس دن سے تمہیں دیکھا

جواب عرض

تو تیری اداؤں کا غلام بن کر رہ گیا ہوں۔ دل و دماغ پر بھی تیرا قبضہ چھا گیا ہے کوئی چیز مجھے اچھی نہیں لگتی آخر کار بہت سی سوچوں کے بعد آپ کو یہ خط لکھنے کی ہمت کر رہا ہوں پلیز اس کا جواب محبت سے دینا ورنہ مجھ میں سے زندگی میں جیسے کی ہمت ختم ہو جائے گی اور میں بے موت ہی مر جاؤں گا۔ اور تجھے تیری ہی قسم مجھے اس خط کے جواب کا شکر سے انتظار ہے گا۔

فقط تمہارا چاہنے والا حیدر علی

میں نے خط پیک کر کے رکھ دیا اور ذوہیب کا انتظار کرنے لگا آٹھ بجے وہ بھی آ گیا اور میں نے خط اسے تھا دیا اور میں دکان بند کر کے گھر چلا گیا اور ان سوچوں میں رات بسر کر دی کہ آخر مجھے اس خط کا جواب کیا ملے گا۔ اگر اس بات کا علم میرے چچا اور والدین کو ہو گیا تو پھر کس نے سچ کہا ہے کہ محبت کی نہیں جاتی، ہو جاتی ہے۔ اس وقت مجھ پر محبت حاوی تھی او ان خیالات کو بالائے طاق رکھ دیا اور صبح کو اٹھ کر معمول کے مطابق پھر دکان پر چلا گیا اور آج تھا وقت کے گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ منت دن کے برابر لگ رہے تھے اور گھنٹے سالوں برابر اتنے میں میرا دوست ذوہیب بھی آ گیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں نے لیٹر اس کے حوالے کرنے کے لیے اپنی سسر کو دے دیا ہے جواب کا انتظار کرنا کیا ملتا ہے دوسرے دن جب مجھے ذوہیب ملا تو اس کا چہرہ سیاہ کالا تھا اور اس نے کہا کہ حیدر رشتا نے جب کالج میں اپنے بیگ سے یہ لیٹر نکالا ہے تو واپسی پر میری بہن مینا سے تیرا کیا اور اس نے سچ سچ بتا دیا تھا کہ ذوہیب نے مجھے دیا ہے میں نے ڈالا تھا اس پر رشتا نے کہا کہ اگر آئندہ ذوہیب نے ایسی حرکت کی تو میں اس کا اپنے والدین سے وہ حشر کراؤں گی کہ یاد رکھے گا حیدر میں ڈرتا ہوں کہ اس نے یہ بات میرے ابو تک نہ پہنچادی ہو۔ میں نے ذوہیب کو حوصلہ دیا کہ میرا سچا پیار ہے ہرگز اللہ ایسا نہیں ہونے دے گا اس کے بعد میری حالت وہ ہو گئی جو دل والے بخونہ واقف ہیں تین دن بعد میری دکان پر رشتا کا چھوٹا بھائی آیا اور مجھے ایک کاغذ پکڑا دیا اور کہا کہ آپ کی کہہ رہی ہیں کہ اس کا جواب ہمیں دینا۔ رشتا

کے چھوٹے بھائی کا نام زہد تھا جو کہ تیسری چوتھی جماعت میں پڑھتا ہوگا۔ میں نے اسے اس کریم لے کر دی اور کہا کہ تم شام کو آنا اور اس کا جواب لے کر جانا اس کے چلے جانے کے بعد میں نے خط ٹھوٹھرا کر کچھ یوں تھی۔

جان سے پیارے حیدر!

پہلی بار جب سے آپ کو دیکھا تو میں آپ کی ہی ہو کر رہ گئی تھی خط لکھنے میں پہل اس لیے نہیں کی کہ ایک لڑکی ہونے کے ناطے ڈرتی تھی کہ آپ کا رد عمل کیا ہوگا لیکن جب آپ کا خط مجھے مینا کے ذریعے ملا تو میری ہمت بڑھ گئی اور یاں اس روز میں نے ذوہیب اور مینا کو دھمکی اس لیے دی تھی کہ تم آئندہ کسی کے ذریعے مجھے لکھنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ محبت کرنے والے زندہ دل ہوتے ہیں وہ بھی کسی کے سہارے محبت کیا نہیں کرتے پلیز وہ ظاہری گستاخی تھی مجھے معاف کرنا اور آئندہ کوئی خط انہیں نہیں دینا اوکے۔ بائے

فقط تمہاری رشتا

قارئین اس کے بعد ہمارا خطوط کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا اور اسی دوران میرا رزلٹ بھی آ گیا اور میں ڈی کام پارٹ میں داخل ہو گیا اب دکان کی بجائے میں کالج جاتا اور روزانہ ہم ملتے اور ساتھ ملکر جینے مرنے کی قسمیں کھاتے۔ چونکہ ہمارا کالج گزرتا تھا اس لیے میں آخری پیریڈ اینڈ نہیں کرتا تھا اور جلدی آ جاتا تاکہ اپنی محبوبہ کا ساتھ مل جائے پانچ دن تقریباً ہماری ملاقات نہیں ہوئی تو مجھے یہ دن قیامت سے کم نہ لگے اور میں نے ایک عدد خط لکھنے کی کوشش کی تحریر یہ ہے۔

جان سے پیاری آج پانچ دن گزر گئے ہیں کہ آپ کی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ کی طرف سے کوئی خط آیا ہے کیا آپ نے میری محبت کو ٹھکرا تو نہیں دیا خدا را ہرگز بھی ایسا نہیں کرتا۔

پیار کو پیار ملا دل کو دلدار ملا مجھے ملا تو کیا ملا صرف تیرا انتظار ملا پلیز خط کا جواب جلدی دینا فقط تمہارا HI میں گھ کے بابہ علی میں دکان کی طرف جا رہا تھا

جواب عرض

دھیاری زندگی

کہ آکر بھائی مجھے ملا اور ایک کاغذ پکڑا کر چلا گیا میں نے جلدی سے لیا اور جیب میں ڈال دیا اور دکان کی بجائے واپس گھر آ گیا اور خط پڑھنے کے لیے بے تاب ہو گیا آخر موقع پا کر میں نے ماریہ اور اسد سے چھپ کر خط پڑھنا شروع کر دیا۔

ذہیر اسلام محبت قبول ہو۔

اور امید کرتی ہوں کہ ہمیشہ کی طرح خیریت سے ہوں گے۔

کسی کے دل کی بے تابی کسی کے دل کی بے چینی وہی محسوس کرتے ہیں جو بے تاب ہوتے ہیں آپ کا خط پڑھ کر دل کی تسلی ہوئی کہ آپ مجھے چاہ رہے ہیں خدا را میں نے بھی آپ پر یقین کیا ہے میرے یقین کو کبھی ٹوٹنے کا موقع نہ دینا ورنہ مجھ میں سے جینے کا حوصلہ ختم ہو جائے گا۔

فقط تمہاری اپنی R

اس کا جواب میں نے یوں تحریر کیا جان سے پیاری R آپ کو یہ اندازہ شاید ہوگا کہ میں تم پر اپنی جان نثار کر سکتا ہوں اور تم سے کتنی محبت کرتا ہوں پلیز میرے خلوص کو کبھی نہ ٹھکراتا۔

ہم محبت میں بھی توحید کے قائل ہیں ایک ہی شخص کو محبوب بنایا ہم نے اور میں نے اسے آفاق ریسورٹ میں ملنے کا کہا کہ کل شام 7 بجے آپ کا انتظار کروں گا

فقط تمہارا دیوانہ H

خط لکھ کر میں نے اس کے بھائی زابد کو دے دیا اور کل کا شدت سے انتظار کرنے لگا کل جب آئی تو میں شام 6 بجے گھر سے نکل گیا اور جب آفاق ریسورٹ پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ میرے پہنوں کی رانی وہاں پہلے سے موجود تھی۔ وہاں یہ ہم نے جینے مرنے کی قسمیں کھا میں اور کافی دیر پیار بھری باتیں کرتے رہے اور 8 بجے ہم دونوں اپنے اپنے گھر کو آ گئے اس کے بعد اکثر اوقات ہم دونوں اسی ہوٹل میں ایک دوسرے سے ملنے رہتے اگر میں خط ہی شامل کرتا رہوں تو یہ کہانی کافی

لمبی ہو جائے گی۔

ایک دن ہم دونوں آراے بازار میں ساتھ ساتھ تھے کہ میرے ایک کزن نے مجھے دیکھ لیا اور تمام کہانی پوچھی میں نے اس سے کہا کہ پلیز تم گاؤں جا کر کسی سے کچھ نہ کہنا اور راز میں رکھنا ورنہ بھی روزگار کی خاطر مظفر آباد سے یہاں آیا ہوا تھا۔

قارئین کرام ہماری محبت پروان چڑھتی گئی اور ہم اس میں بہت دور تک آگے نکل گئے ایک دن R نے مجھے کہا کہ حیدرہم کب تک اپنی محبت کو پوشیدہ رکھیں گے چلو اس کا سرعام چرچا کرتے ہیں میں نے کہا چلو ٹھیک ہے لیکن اس کا حل ریشا نے جواب دیا یہ ہے کہ تم اپنے گھر والوں کو میرے گھر بھیجو میں اپنی اہلی کو منالوں کی اور وہ آسانی سے مان جائے گی۔ اب مجھ میں ہمت نہیں تھی کہ میں اپنی چچی اور چچا کو یہ بات کیسے بتاؤں اور وہ یہ کیسے مانیں گے اسی سوچ و کشمکش میں کافی وقت بیت گیا اور ہم دونوں بھی کئی دنوں سے نہیں ملے اور اسی دوران میرے ذی کام پارٹ ٹو کے بھی ایکزام آ گئے۔ ایک دن جب میں پیپر دے کر کالج سے واپس گھر کی طرف جا رہا تھا کہ مجھے اس کا بھائی زابد ملا تو ایک خط دیکر چلا گیا تحریر خط کی یہ ہے۔

آداب دعا خدا میری خوشیاں بھی تمہیں دے اور غموں کی ہوا تک نہ لگے کافی دن سے آپ کا بے قراری سے انتظار کر رہی ہوں کیا آپ کے گھر والے نہیں مانیں یا پھر آپ نے انہیں بتایا نہیں جان و فامسلو تو میرا تھا کہ میں لوکی بھی اور گھر والوں سے کیسے بات کرتی لیکن پھر بھی اپنی اہلی سے میں نے آپ کا ذکر کیا ہے اور امید کرتی ہوں کہ وہ مان جائیں گی اور میرے ابو کو بھی وہ منالیں کی لیکن افسوس آپ کی طرف سے کوئی پیغام نہیں آیا کیا آپ میرے ساتھ چھوٹے کر گئے یا کسی مجبوری نے گھیر لیا میں نے اپنی زندگی تو تیرے نام کر دی ہے اور اس دل میں ہمیشہ صرف اور صرف آپ کی محبت کے چراغ جلنے رہیں گے۔ جان خوش رہا کرو صرف اور صرف آپ کی اپنی آر۔ میں نے بھی ایک خط لکھا جس کی تحریر یوں تھی۔

میرے ساتھ چھنے والی تیری محبوبہ کے صدمے بڑی خست منزلیں ہیں نہیں تھک کے رک نہ جانا آداب الفت! ہمیشہ خوش رہو پھولوں کی طرح مسکراتی رہو میں پھول بن کر آپ کی رانوں میں بکھر جاؤں گا پلیز میری محبت کا یقین رکھنا میری دنیا اور آخرت تمہیں تو ہوا اللہ تمہیں میری زندگی کی بھی تمام خوشیاں عطا کرے اور میں نے یہ بات گھر میں بتادی ہے دو تین دن میں انکل اور چچی آپ کے گھر آ رہے ہیں پلیز میری محبت کا بھرم رکھنا فقط تمہارا حیدر علی۔

اللہ اسے اجر دے قارئین میرے ایک دوست نے یہ بات میرے چچا کو بتادی اور اسی دوران میں نے بھی یہ راز چچی سے شیئر کر لیا۔ اس پر انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں اس کا والد کیا کرتا ہے اور بہن بھائی کیا کرتے ہیں میں نے گھر میں اس کی تمام تفصیل بتادی کہ R کا باپ گورنمنٹ کا ریٹائر ملازم ہے اور ایک بھائی شارجہ میں ہے اور دوسرا اسپتال ہے وہی بھائی ہیں تین بہنیں ہیں ایک کی شادی ہو گئی ہے اور تیسری پڑھ رہی ہے وغیرہ یہ کرا نہیںوں نے مجھ سے کہا کہ بیٹا اگر تم چلے گئے تو یہاں لوگ مان جائیں گے میں نے جواب دیا کہ جی تم جاؤ تو سبھی ماننا اور نہ ماننا الگ بات ہے۔

قارئین دوسرے دن میرے گھر والے ان کے گھر چلے گئے R کے والدین گھر پر موجود نہیں تھے بھائی بھی نہیں تھا R اور اس کی چھوٹی بہن بھی انہوں نے میرے گھر والوں کی اچھی خاصی خاطر و مدارت کی اور کہا کہ امی اور ابو کہیں کام کیلئے گئے ہوئے ہیں شام تک آ جائیں گے تم انتظار کرنا۔ میرے گھر والوں نے شام کا ویٹ نہ کیا اور وہ پہلے ہی واپس آ گئے اور رات کو ماریہ نے مجھے بتایا کہ بھائی امی کہہ رہی تھیں کہ اس کے پیٹنس گھر پر نہیں تھے۔ قارئین دو دن بعد مجھے پھر انہیں بھجوانا پڑا کہ اب کی بار وہ گھر پر ہی ہوں گے تم جانا پلیز میرے انکل اور چچی پھر دوبارہ چلے گئے اس مرتبہ وہ گھر پر ہی تھے چونکہ ریشا نے اپنی والدہ کو سب کچھ بتا دیا تھا اور نہ ماننے پر دھمکی بھی دی تھی تب اس کی ماں آسانی سے مان گئیں قارئین ماں آخر ماں ہوتی

میرے ماں جانی ہے اس بار انہوں نے یعنی میرے گھر والوں نے R کے والدین سے انکج منہ کی تاریخ طے کی اور آخر 10 جولائی 2008ء کو میری مہنی طے پائی اور گھر آ کر ماریہ اور اسد کے والدین نے مجھے یہ خوشخبری سنائی اور میں نے اس خوشی کے موقع پر اپنے دوستوں کو بھی دُور دیا۔ قارئین بعض اوقات یہ عارضی خوشیاں انسان کو کتنی ہیں تو وہ بہت زیادہ خوش ہو جاتا ہے تقدیر اس پر ہنستی ہے جالانکہ قدرت کو کچھ اور منظور ہوتا ہے منگنی کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے مجھے ابجو کہیں میں گورنمنٹ کی جاب بھی مل گئی منگنی کی یہ بات میرے چچا چچی نے میرے والدین تک پہنچا دی اور وہ بہت خوش ہوئے اور میرے والد چونکہ لباس وقت شریک نہ تھا اس لیے آ کر کے گھر والوں نے ہمیں دُور پارٹی دی اور میرے والد اور چھوٹی بہن صبا بھی گاؤں سے آ گئے اور چچا کے ساتھ انہوں نے بھی شرکت کی ابھی وہ گاؤں واپس ہی نہ پہنچے تھے کہ وہاں سے یہ بری خطر آئی میری بہن اور والد کے جلدی گھر آنے کو کہا دوسرے دن بیچانے بھی مجھے کہا کہ بیٹا جلدی سے تیار ہو جاؤ ماریہ اسد اور تمہاری چچی کو بھی گاؤں لیکر جانا ہے میں پوچھا کیوں انکل خیریت تو ہے انہوں نے کہا میں خیریت ہی ہے تم جلدی کرو ہم سارے جلدی سے تیار ہوئے اور جلدی سے بس سٹینڈ پر پہنچے اور لاہور نو مظفر آباد والی بس میں سوار ہو گئے شام پانچ بجے ہم گھر پہنچ گئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ لوگوں کا جھوم ہے میرا والد اور دوسری میری بہن دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں جب میں گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری دنیا کی رونق میری جنت کا پھول آنکھوں کا نور دل کا سرور دعاؤں کا تاج محل جنت کی ضمانت مجھ سے سب کی کٹھن چکی تھی وہ میرے ماموں کے گھر سے وادی نیلم سے اپنے گھر جا رہی تھیں کہ راستے میں ایک سڈنٹ ہو گیا اور گاڑی گہری کھائی میں جا گرئی۔ تمام مسافر مرنے پر دم توڑ گئے تھے یوں میں آسانی سے تحفوں میں سے سب سے پیارا تاجہ ماں کھو گیا۔ اور میری زندگی میں بھی نہ بھر نے والا شگاف پڑ گیا اور میں ایک یکتا ہی ہیرا ٹوٹا بیٹھا میری ماں نے مجھے بن سے کنارہ کر دیا۔ اور یہ

کھانا ہمیشہ کیلئے کر دیا میرے دل کی تمام حسرتیں جو میں نے ماں سے شیر کر لی تھیں دل میں ہی دب گئیں قارئین چونکہ میں گورنمنٹ کا ملازم تھا اس لیے زیادہ چٹھیاں نہیں کر سکتا تھا لہذا تجھیز و تکھیز کے دو دن بعد میں واپس لاہور آ گیا اور میری ماں مجھے گھر اصرامہ دے کر اس دنیا فانی سے چلی گئیں اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

کاغذ کو کالا کر دیا قلم کی سیاہی نے ماں مجھے غموں سے نڈھال کر دیا تیری جدائی نے قارئین جب ہم مظفر آباد سے واپس لاہور آ رہے تھے تو مجھے یوں لگ رہا تھا کہ ہم جنم کی کسی وادی میں جا رہے ہیں۔ مرنے والے مر جاتے ہیں صرف یادیں باقی چھوڑ جاتے ہیں اس جانور کی طرح جو اپنے ریوڑ سے الگ ہو گیا ہو یا اس مسافر کی طرف جو اپنے قافلے سے بچھڑ گیا ہو اور مارا مارا پھر رہا ہو زندگی کے ایام پورے کرتار با ایک دن رشتہ نے بھی مجھے حوصلہ دیا اور جینے کا درس دیا میری باقی دوستوں نے بھی میری حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ مرنے والوں کے ساتھ آدمی مر نہیں کرتا بلکہ ہمت حوصلہ اور جرات سے اپنی زندگی گزارا کرتے ہیں یہ مصیبتیں تو ہر ایک پر آتی ہیں سب نے اس دور فانی سے کوچ کر جانا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری والدہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے

اس کے بعد میں ایک لٹا پٹا مسافر بن کر رہ گیا تھا رات کو کبھی گھر جاتا کبھی نہیں جاتا کبھی کھانا کھاتا کبھی کھانے کا نام ہی نہیں لیتا میرے چچا اور ان کے اہل خانہ نے بھی مجھے پریشان دیکھ کر میری حوصلہ افزائی کی اور چچی نے کہا کہ جینا حیدر تم ماریے اور اسد کی طرح ہو تمہاری دوسری ماں تو زندہ ہے میں بھی تو تمہاری ماں ہوں آئندہ کبھی ٹینشن نہیں لینا اور نہ ہی کبھی ماں کا خیال دل میں لانا میں تمہیں وہ تمام خوشیاں دوں گی جو ایک ماں دیتی ہے پلیز حیدر تم سنبھل جاؤ لیکن اسے کیا خبر کہ الفاظ کا گلا گھونٹنے سے حقیقت کبھی نہیں بدلتی دن گزرتے گئے اور ایک دن پھر انگل نے کہا کہ آفس سے دو چٹھیاں کر لو ہم نے کل پھر مظفر آباد جانا ہے بھابھی کا چالیسواں ہے میں نے کہا تم چلو میں نہیں چلتا اب مجھے وہاں سے کیا لینا میرا

گھر تو کب کا قبرستان بن چکا ہے اس نے سخت لہجے میں پھر کہا: بیٹا تم نے جانا ہے ہمارے ساتھ کسی بے وقوفوں والی باتیں کر رہے ہو ایک بار پھر مجھے اس قبرستان کا رخ کرنا پڑا جہاں دو ماہ قبل میں ایک بستے بستے اور جنت کی نظیر گھر کو چھوڑ آ تھا اب وہ قبرستان میں بدل چکا تھا ہم جب گاؤں پہنچے تو گھر پہنچتے ہی میری بہنیں مجھ سے پت کر روئے نگیں والد بھی پریشانی کے حال میں گم سم تھے۔ میری دادی دادا اس وقت دوسری چچی کے پاس ساہیوال تھے وہ بھی آگئے تھے اور دادی نے مجھے بہت پیار دیا اور آنکھوں میں آنسو صاف کرتی رہی میرے دل و ضمیر نے یہ فیصلہ کیا کہ چلو اب یہ تو سہارا ہیں میری بہنوں کا لیکن دو دن بعد وہ دوبارہ واپس ساہیوال چلے گئے اب مجھے نہ اپنا گھر اچھا لگتا تھا نہ بچا کا میں نوکری کی وجہ سے مجبوراً چچا اور اس کی فیملی کے ساتھ واپس پھر لاہور آ گیا اور دوسرے دن ڈیوٹی پر چلا گیا ابھی میرا پہلے والا زخم نہ بھرا تھا کہ نقد ہرنے ایک اور کھیل میرے ساتھ چاچا زیادہ یہ کہ رمشا کی ماں کی طرف سے مجھے یہ پیغام ملا کہ بیٹا ہمارے دوسرے رشتہ ہم سے قطع تعلق کر رہے ہیں اور وہ اس وقت رشتہ دیتے ہوئے موجود نہ تھے اب ہم مجبور ہیں اور اپنی چچی کو بھیجنا کہ وہ آئے اور ہمارے ساتھ صاحب کر کے اپنے خرچہ وغیرہ اور جو کچھ خرچہ ہوا ہے آپ کالے جائے میں نے سیل آن ہی رکھ دیا اور میرے ہمیں کبھی نہ زبان کہ کچھ بولتا اس کے ان الفاظ نے میری روح کو جسم سے الگ کر دیا تھا۔ اور میں بہرہ گوٹکا ہو کر رہ گیا تھا دو دن تک میں نے یہ معاملہ کلوز رکھنا چاہا اور رات کو ایک خط لکھا کہ رمشا تم نے میرے ساتھ کونسا کھیل کھلا ہے کیا میں اسی قابل تھا اور وہ صبح سویرے جا کر زبرد کو دے آیا لیکن مجھے کوئی جواب نہ آیا رمشا کو پھر ایک اور خط لکھا اور وہ بھی اس تک پہنچا دیا لیکن اس کا بھی کوئی جواب نہ آیا۔

اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ زمین بھٹے میں نیچے چلا جاؤں یا کوئی چیز مجھے نگل لے تاکہ میرا نام رہتی دنیا تک باقی نہ رہے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ معاملہ کیا ہے آخر اس کی ماں نے اور اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا

حقیقت میں میرے دوستوں میں کم ظرف تھا میں نے اس کی فریڈ شپ کے دنوں کے تمام تحائف اور باقی چیزیں اکٹھی کر کے ان کے گھر کے گیٹ پر پھینک دیں یہ وہ تمام چیزیں تھیں جو اس کے والدین سے پوشیدہ تھیں اس حرکت کے بعد میں نے گھر والوں سے جب یہ بات کی تو انہوں نے کہا کہ چلو ہم چلتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا مسئلہ ہوا آپ کو انکار کیوں کر رہے ہو جب ہمارے گھر والے ان کے گھر گئے تو انہوں نے کہا کہ نہیں جی ہمارا دوسرے رشتہ دار نہیں مانتے نال مثل کر کے انہیں واپس بھیج کر ہماری یہ ڈیمانڈ بھی پوری کرنا وہ ڈیمانڈ بھی پوری کرنا۔ انہوں نے کہا یہ تو ٹھیک ہے یہ تو منگنی والے ہی دن ہر کے عوض قرار طے پانی تھی کچھ دنوں کے بعد پھر ان کی طرف سے یہ منگنی آیا کہ ہماری طرف سے صاف صاف انکار ہے میں نے دوبارہ یہ بات اپنے گھر والوں تک پہنچائی تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم پھر چلے جائیں گے آخر ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا مذاق بنا رکھا ہے قارئین جب دوسری بار ہمارے انگل وغیرہ گئے تو انہوں نے گھر کا گیٹ ہی نہ ہولا اور اندر سے آواز دی کہ ابو گھر پہ نہیں ہیں اس کے بعد میں نے شدید رنج و ملال کیا۔

قارئین آپ کو کیا بتاؤں؟ میں نے بھی وہ کچھ کیا جو مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا میں نے R اور اس کے گھر والوں کے ساتھ بہت برا کیا میرا دل و دماغ میری سوچ میرے خیالات میرا ساتھ ہی نہیں دے رہے تھے جو ذہن میں آتا کر لیتا اس دوران ہمارا ملنا بھی نہایت مشکل تھا اس مقصد کے لیے میں صبح و شام ان کی گلی کا چکر کاٹتا تاکہ کبھی ملاقات ہو جائے لیکن یہ تو اس زمین پہ نہ ممکن لگ رہی تھی یہ عرصہ کافی مشکل سے گزارا اور اب تو مجھ پر جینا حرام ہو گیا تھا ایک روز میں ڈیوٹی پہ جا رہا تھا کہ خوش قسمتی سے R کا راستہ میں سامنا ہو گیا اس کے ساتھ اس کا بھائی زائد تھا وہ مجھے دیکھ کر چھوٹ چھوٹ کر رونے لگی اور میں اس سے کہا کہ اب مجھے یہ گھر مجھ کے آنسو مت دکھاؤ تم نے جو میرے ساتھ کیا ہے وہ دینا دیکھ چکی ہے اب کوئی اور اٹھ کر رہ گیا تھا میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کیلئے اور

اس کے سامنے میں نے یہ جملہ دہرایا۔ سوچا تھا کہ وہ ہمیں بہت ٹوٹ کر چاہئے گا اسے کاش یہ کیا ظلم ہوا سوچا بھی نہ تھا آنسو پونچھتے ہوئے اس نے مجھ سے کہا حیدر تم بہت بے وفا بہت بے ایمان انسان ہو کیا تم نے میری زندگی کے ساتھ یہی مذاق کرنا تھا کیا میری محبت کا یہی صلہ تھا آپ جانتے ہو کہ آپ نے میری وہ تمام تصویریں اور گفت گیت کے سامنے پھینکی ہیں اب کی بار میری آنکھیں شرم سے ندامت سے گر گئی تھیں اور میں نے دوبارہ سر اٹھا کر کہا کہ میں نے آپ کے لیے کیا کچھ کیا ہے کیا کچھ کیا نہیں کچھ چھوڑا ہی نہیں مجھے ذیل کرنے کے لیے اور وہ غصے میں چل پڑی اپنے گھر کی طرف اس کے بعد کیا حالت ہوگی میری؟

قارئین زبیت کی تنہائی کے دن کا قاتر با اور اس کو پانے کے چکر میں دن رات سننے سے حجب سوچتا رہا ایک روز ڈیوٹی پہ تھا کہ اس کی ایک دوست کی طرف سے مجھے متیج ملا کہ R نے خوشی کیلئے زہر پی لیا ہے اور اب وہ بے ہوش کی حالت میں ایڈمٹ ہے یہ سن کر مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی اور اپنے رب سے شکوے کرنے لگا کہ اے اللہ کیا تم نے میرا مقدر اتنا دکھی لکھنا تھا تو مجھے اس دنیا میں بھیجا کیوں تھا اور اپنی ماں کی یادیں گلے لگا کر رو پڑا اور گر کر بے ہوش ہو گیا اور جب رات کو ہوش آیا تو دیکھتا ہوں کہ لاہور کے ہسپتال میں ہوں اور میرے پاس میرے آفس میں کام کرنے والے میرے دوست جمع تھے میں نے ان سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور مجھے ہسپتال میں کیوں لے آئے طارق نے کہا حیدر تم آفس کے سامنے والے دلالان میں کبھے کے پاس کھڑے تھے اور گر کر زخمی ہو گئے تھے اور زیادہ چھوٹ آنے پر تم بے ہوش ہو گئے تھے تمہارے سر پر گہرا زخم ہے اس لیے ہم تمہیں یہاں لے آئے میں نے طارق سے کہا کہ تم مجھے مرنے دے تم نے مجھے مرنے کیوں نہیں دیا؟ طارق نے کہا خبردار اگر تم نے دوبارہ ایسے الفاظ زبان سے نکالے کیا تم نہیں جانتے کہ تم ہمارے کتنے اچھے دوست ہو میں نے

”چاند چھپا بادل میں“

✑ تحریر: رئیس صدام ساحل، نئی خان بیلہ

میں نے ایک آدمی سے دنڈا چھین لیا اور ایک دنڈا ان کے سر پر مارا تو وہ وہیں بے ہوش ہو گئے میں نے دنڈا نیچے پھینکا اور جلدی سے اس گاڑی کی طرف بڑھا جہاں پر وہ لڑکیاں بندھی ہوئی تھیں وہ بیچاری ذری اور سہمی ہوئی تھیں ابھی میں نے ایک ہی لڑکی کے ہاتھ کھولے تھے کہ ایک زور دار دنڈا میرے سر پر پڑا۔ میں وہیں چکرا کر رہ گیا اس سے پہلے کہ میں بے ہوش ہوتا مجھے ان دونوں لڑکیوں کے جیچنے کی آواز آنے لگیں میں نے اپنے آپ کو پورا کنٹرول کیا اور اپنے زخموں کی پروا کیے بغیر پیچھے مڑا پیچھے دیکھا تو ایک آدمی ہاتھ میں دنڈا لیے کھڑا اس سے پہلے کہ وہ دوسرا دنڈا مجھے مارتا میں نے وہی دنڈا چھین کر اسی کے سر پر دے مارا اور وہ وہی گر گیا اور دوبارہ نہ اٹھا زور دار دنڈا پڑے کی وجہ سے میرے سر سے خون بہہ رہا تھا جو تیزی کے ساتھ میرے کپڑوں میں جذب ہو رہا تھا میں وہیں ایک دو منٹ کیلئے نیچے بیٹھ گیا مجھے پتہ اس وقت لگا جب ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر میرے سر پر باندھنے لگی۔ میں نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تو وہ رو رہی تھی میں نے اسے دلہانہ دیا اور کھا اب آپ کو رونے کی ضرورت نہیں آپ اب خود کو آزاد سمجھیں میں نے یہ بات اسے چپ کروانے کیلئے کہی تھی لیکن اس لڑکی نے جو مجھے جواب دیا اسے سن کر مجھے بہت خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی اس نے کہا میں اپنے لیے نہیں بلکہ آپ کیلئے رو رہی ہوں

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

ایک خوبصورت قصبے سے ہے میری کہانی تب سے شروع ہوتی ہے جب میں نے ایف اے کلیئر کرنے کے بعد بی اے میں ایڈمیشن لینے کے لیے اپنے ضلع رحیم یار خان میں آ گیا ایڈمیشن لینے کے چند ہی دنوں بعد پڑھائی سٹارٹ ہو گئی میرا قصبہ چونکہ میرے کالج سے بہت دور تھا اس لیے میں نے کالج سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک کمرہ کرائے پر لے لیا تاکہ آرام و سکون سے اپنی پڑھائی کر سکوں کالج بائس میں اس لیے نہیں گیا تاکہ ہر قسم کی جھنجھٹ سے دور رہ کر صرف اور صرف اپنی پڑھائی پر دھیان دے سکوں

محبت کرنا بہت آسان ہے لیکن اس کو نبھانا اور اس کا حاصل اتنا ہی کٹھن اور مشکل ہے یہ ایک حقیقی بات ہے کہ اگر محبت کے حصول میں نصیب ساتھ ہو تو نامعلوم اور انجام محبت کے ملاپ میں دیر نہیں لگتی۔ ایسے ہی حالات کا سامنا میرے بہترین دوست رئیس ارشد کو کرنا پڑا قسمت نے اس خوش قسمت انسان کا ساتھ دیا اور وہ بڑی مشکلات کے ساتھ اپنی محبت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا آئیے ہم رئیس ارشد کی آپ بیتی سننے میں میرا نام ارشد ہے میرا تعلق رحیم یار خان کے

تیری یادیں تیری باتیں ہمیشہ کی طرح میرے دس میں زندہ رہیں گی تیرے بے بنامیں بھی زندہ نہ رہ سکوں ہ تیری یادیں ہمیشہ میرا سینہ چھلنی کرتی رہیں گی آپ کے ساتھ گزرا ہوا پل یاد رہے گا اور زہد کے حوالے کر دیا اور کہا کہ پلیز تم اس کو مجھ سے ملنے کا ضرور کہنا۔ اب تک نہ ہی کوئی جواب آیا ہے اور نہ ہی وہ مجھے ملی ہے یہ ہے میری کہانی۔ قارئین یہ بھی میرے دوست حیدر کی کہانی اس کے بعد میں نے حیدر کی جو حالت دیکھی ہے جس پر پتھر دل کو بھی رحم آ جاتا ہے وہ اپنی ماں اور اپنی محبوبہ کے لیے بہت بے تاب رہتا ہے دن رات سر دی گری کا اسے کوئی احساس نہیں کئی کئی دن واپس گھر نہیں آتا اور کئی کئی وقت کھانا بھی نہیں کھاتا اور اس کی آنکھیں ہر وقت اشکبار ہوتی ہیں گورنمنٹ کالمازم ہوتے ہوئے اس کے پاس کبھی کھانا کھانے کے لیے روئے نہیں ہوئے آخر میں قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس دلچسپ انسان کیلئے دعا کریں اللہ اس کا پیار ملا دے یہ رائے آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آخر بے وفا کون حیدر یا ارشد حیدر کے گھر والے یا ارشد کے گھر والے یا پھر معاشرہ؟ قارئین میرے دوست حیدر کی ماں کے لیے بھی خصوصی دعا کریں اور اس کے لیے بھی کہ اللہ اسے اس کا پیار ملا دے آپ کی قیمتی آرا کا منتظر ہوں گا۔

غزل

آج گم سم ہے جو برباد جزیروں جیسی اس کی آنکھوں میں چمک تھی کبھی ہیروں جیسی کتنے مغرور پہاڑوں کے بدن چاک ہوئے تیرے کناروں کی جو بارش ہوئی تیروں جیسی جس کی یادوں سے حیا لوں کے خزانے دیکھے اس کی صورت بھی آج لگی فقیروں جیسی چائیس اب پہ چمکتی ہوئی لڑکی کی طرح حسرت آنکھوں میں زنداں کے اسیروں جیسی ہم اتنا پرست تنگ دست بہت ہیں دوست یہ الگ بات ہے کہ عادت ہے امیروں جیسی (انتخاب: محمد شاکت، مانہ)



جواب دیا طارق ایک پیچی سے اڑ جانے کے جھٹکی روئقیں بھی ختم نہیں ہوتیں اور میں نے بھی تو کسی کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ دو تین دن کے بعد میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا اور مجھے اپنی کوئی پروا نہ تھی اور اس کی اسی دوست سے ملا جس نے مجھے اس کی خودکشی کی بری خبر سنائی تھی اب اللہ کا شکر ہے وہ ٹھیک ہے اور آپ ہی کے دکھ کی وجہ سے آخر اس نے کیا تھا اس کے بعد میں روزانہ اس سے ملنے کی غرض سے جاتا لیکن ملنا نصیب نہ ہوتا اسی دوران میرے گھر والوں نے بھی ان کے گھر والوں کی خوب بے عزتی کی اس کے والد اور بھائی کی بھی شدید بے عزتی کی اور ہمارے درمیان بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا اور اس خلا کو ابھی ایک سال پورا ہو گیا ہے مگر محبت آخر محبت ہوتی ہے یہ انسان کو بھی کبھی کسی سے بھی ہوسکتی ہے کہا جاتا ہے اس یہ انسان کسی پتھر سے بھی ہوسکتی ہے میری محبت سچی تھی ایک دن میری بہن صبا نے اسے کال کیکہ پلیز آئی تم ہاں جاؤ بھائی تمہارے بن نہیں رہ سکتے وہ اب تک کسی کٹھن زندہ نہ رہ رہے ہیں کہ جس کا اندازہ تم نہیں لگا سکتی۔ اس نے کہا نہیں صبا اس کے بعد گھر میں میری جو بدنامی ہوئی ہے اس کا اندازہ تو لوگ اور تمہارا بھائی بھی نہیں لگا سکتا چیتہ تر بھی جی نہ سوچنا دوبارہ ایسا بھی نہیں ہوسکتا اور اپنے بھائی کو تنہا لو کہ میرا پیچھا چھوڑ دے اور میں اب تک گھر والوں کے سامنے سر ہکا کر زندگی گزار رہی ہوں صبا نے کہا کہ آپ کی تم خوش رہا کر ویشن نہ لیا کرو اس پر R نے جواب دیا کہ اس بد نصیب بہن کی قسمت میں خوشی ہے ہی نہیں خوش تو وہ لوگ رجتے ہیں جنہیں دنیا خوش رہنے پر چھوڑے اس کے بعد میں نے ایک لیسر لکھا کچھ یوں ہے جس کی تحریر۔

ستم بھی محبت جفا بھی محبت
تین بے رشتی کی ہر ادا بھی محبت
دن کی عدالت کا یہ فیصلہ ہے
تیرے ظلم کی اب سزا بھی محبت
بان سے پیاری رمشا!

جواب عرض

جواب عرض 171 فروری 2013

چاند چھپا بادل میں

جواب عرض

جواب عرض 170 فروری 2013

دھیاری زندگی

نے سعدیہ کی کال دیکھتے ہوئے کہا اور بس کا مین دبا کر موبائل اپنے کان سے لگا لیا مبارک ہو۔ صوبیہ تمہیں تمہارا کام ہو گیا ہے میں نے وسیم کے خلاف بہت سارے ثبوت اکٹھے کر لیے ہیں۔ اور تقریباً دو تین گھنٹوں تک تمہارے گھر پہنچتی ہوں ٹھیک ہے صوبیہ اب تم نے پریشان نہیں ہونا۔ ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن پلینر دو گھنٹوں سے پہلے جینچنے کی کوشش کرو وسیم اور اس کے گھر والے میرا رشتہ لینے کے لیے آنے والے ہیں ابو نے ہاں کہہ دیا تو بہت پرالکم ہو جائے گی۔ اس لیے میں جلد سے جلد ابو کو یہ ثبوت دکھانا ہوں گے ٹھیک ہے میں جلدی آنے کی کوشش کرتی ہوں اوکے ہائے۔

دیکھا فرزانہ سب کچھ میرے اللہ نے کیسے ٹھیک کر دیا اگر سچے دل کے ساتھ اللہ کی ذات پر اعتماد کیا جائے تو اللہ اس اعتماد کو کبھی نہیں توڑتے ہاں تم نے ٹھیک کہا صوبیہ۔

صوبیہ اور فرزانہ ابھی باتیں کر رہی تھیں کہ ملازمہ ان کے کمرے میں داخل ہوئی اور کہا بی بی جی آپ کو بڑے صاحب بلا رہے ہیں اچھا تم چلو میں آتی ہوں فرزانہ تم یہیں بیٹھو میں ابو سے ہو کر آتی ہوں فرزانہ نے صوبیہ کے اثبات میں سر ہلایا۔ جبکہ صوبیہ اپنے ابو کے پاس چلی گئی۔

ابو جان آپ نے مجھے بلایا ہے صوبیہ نے مؤدب انداز میں کہا ہاں بی بی۔ میرا ایک دوست اپنے بیٹے سمیت تمہارا رشتہ لینے کے لیے یہاں آ رہا ہے۔ بیٹا وہ لڑکا بہت اچھا ہے۔ اس لیے تم تیار ہو جاؤ۔ وہ آنے والے ہیں پایا ایک بات کہنا چاہتی ہوں میں آپ سے۔ ہاں کہو پتا مجھے اس لڑکے سے شادی نہیں کرنی۔ کیوں نہیں کرنی بیٹا کیسی باتیں کر رہی ہو۔ تم پایا وہ لڑکا ٹھیک نہیں ہے اس کا کریکٹر بہت خراب ہے اس کی کئی لڑکیوں سے دوستی ہے اور وہ شراب پیتا ہے اور سرگرمیت نوشی بھی کرتا ہے کیا کہہ رہی ہو تم بیٹا۔ تمہیں ضرور غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ نہیں پایا مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی میں آپ کو اس بات کا ثبوت دے سکتی ہوں۔ اور وہ ثبوت میری ایک دوست سعدیہ کے پاس

میرے ایڈمیشن لینے کے بعد میرے کزن نے بھی اسی کالج میں ایڈمیشن لے لیا میرے کزن کا نام ساجد تھا قارئین میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ساجد میرا کزن ہی نہیں بلکہ ایک سچا دوست اور بھائی بھی تھا اور ہم دونوں کا یہ بیمار شروع سے ہی تھا ہم بچپن سے ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور اکٹھے پڑھ رہے تھے ہم ہر وقت ایک دوسرے کے لیے جان نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتے تھے ایڈمیشن لینے کے بعد وہ بھی میرے ساتھ شفٹ ہو گیا اور ہم پہلے کی طرح خوب محنت کرنے لگے۔

صوبیہ مجھے لگتا ہے تمہارے ابو تمہارا رشتہ وسیم سے نہ کر دیں۔ صوبیہ کی دوست فرزانہ صوبیہ کو بتا رہی تھی نہیں میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا وہ ایک نمبر کا دھوکے باز انسان ہے جو کسی کی لڑکی کی عزت کرنا نہیں جانتا میں ابو سے کہہ کر اس رشتے سے انکار کر دوں گی۔ پر ابو تمہارے کیسے مانیں گے کہ جو کچھ تم وسیم کے بارے میں کہہ رہی ہو وہ سب کچھ سچ ہو تمہارے ابو تو اس بات کا ثبوت مانگیں گے نہ تو تم انہیں وسیم کے خلاف کیسے ثبوت دو گی۔

فرزانہ نے صوبیہ کا مضبوط ارادہ دیکھتے ہوئے کہا اس کا بھی حل میں نے نکال لیا ہے سعدیہ آج شام تک مجھے وسیم کے سارے کرتوتوں کا ثبوت دے گی اور میں وہ ثبوت ابو کو دکھاؤں گی صوبیہ نے مسکراتے ہوئے فرزانہ سے کہا دادیہ تو تم نے بہت اچھا کام کیا ہے صوبیہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنی عقلمند ہو لیکن جناب آپ کو یہ بھی پتہ ہوتا چاہیے کہ آج شام کو وسیم اور اس کے گھر والے تمہارا رشتہ لینے کے لیے آ رہے ہیں۔ اس لیے ان کے آنے سے پہلے تمہیں ثبوت دینا ہوں گے ورنہ ابو نے تو ہاں کہہ دینا ہے ایسا کچھ نہیں ہوگا فرزانہ مجھے میرے اللہ پر پورا بھروسہ ہے وہ سب کچھ ٹھیک کر دیں گے۔ اور میرا جیون سانس میرے نصیب میں ایسا نکھیں گے جو اپنی جان سے زیادہ میری حفاظت کرے گا صوبیہ نے پر اعتماد لہجے میں اپنی دوست فرزانہ کو جواب دیا۔

اسی وقت سعدیہ کی کال صوبیہ کے نمبر پر آ گئی یہ دیکھو جس کی ہم بات کر رہے تھے اسی کا فون آ گیا صوبیہ



ہیں جو کچھ دیر بعد یہاں پر آجائے گی۔ ابھی صوبہ اور ان کے ابو بائیں کر رہے تھے کہ دروازے پر بیل بجی بیل بجنے کے کچھ دیر بعد سعدیہ اس کمرے میں داخل ہوئی جہاں پر صوبہ اور اس کے ابو بیٹھے تھے پھر سعدیہ نے دستم سے خلاف تمام ثبوت صوبہ کے ابو کے حوالے کر دیے وہ ثبوت تصویریں تھیں جس میں دستم شراب پی رہا تھا اور مختلف لڑکیوں کے ساتھ رومانس کر رہا تھا تصویریں دیکھنے کے دوران دروازے پر دوبارہ بیل بجی پھر کچھ دیر بعد نوکرانی اندر داخل ہوئی اور کہا کہ دستم اور اس کے گھر والے آگئے ہیں اور میں نے انہیں گیسٹ روم میں بٹھا دیا ہے۔ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں اپنی اکلوتی بیٹی کو کسی بدکردار انسان کے حوالے نہیں کر سکتا۔ یہ کہنے کے بعد ابوجان گیسٹ روم چلے گئے تاکہ وہ رشتے سے انکار کر سکیں ابو کے جانے کے بعد میں نے سعدیہ کو گلے لگایا۔ اور اس کا شکریہ ادا کیا اسی وقت گیسٹ روم سے تیز تیز آوازیں آنے لگیں میں نے سعدیہ سے کہا آؤ چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا کیا باتیں ابوجان کر رہے ہیں۔ وہاں پر جا کر ہم نے دیکھا کہ ابورشتے سے انکار کر چکے تھے جبکہ دستم غصے کی حالت میں زور زور سے ابو سے باتیں کر رہا تھا آخر ابو کو بھی خفسہ آگیا انہوں نے کہہ دیا کہ اگر وہ ایک منٹ سے پہلے یہاں سے نہ گئے تو وہ انہیں دھکے مار مار کر باہر نکالیں گے جاتے ہوئے دستم نے میری طرف دیکھا اور کہا۔ آپ نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا آپ کو بہت جلد اس بات کا رزلٹ مل جائے گا۔

ان کے جانے کے بعد ابو نے مجھے داد دی پنا اگر تم بروقت مجھے دستم کی غلط صحبت کے بارے میں نہ بتاتی تو مجھ سے غلط فیصلہ ہو جاتا۔ اس کے بعد ابو اپنے کمرے میں چلے گئے اور سعدیہ بھی کچھ دیر میرے پاس ٹھہرنے کے بعد وہ بھی اپنے کمرے چلی گئی جبکہ میں اپنے کمرے میں چلی گئی جہاں فرزانہ میرا انتظار کر رہی تھی میں نے فرزانہ کو تھوڑی دیر پہلے ہونے والا تمام واقعہ سنا دیا یہ سن کر فرزانہ بہت خوش ہوئی اس کے بعد میں نے اسے کہا کہ کل ہم سعدیہ کے گھر جائیں گے اور پھر باپا سے شکایت کرتے ہیں

چلیں گے۔ پروگرام طے ہونے کے بعد فرزانہ بھی اپنے گھر چلی گئی اور میں اپنے روم میں بیٹھ گئی۔ ایک رات میں اور ساجد سوئے ہوئے تھے اس وقت تقریباً آدی رات کا وقت تھا جب ساہ نے مجھے اٹھایا اور کہا یا ارشد میرے پورے جسم میں بہت درد ہے خاص طور پر میرے پیٹ میں اور میری ناگوں میں تو شدید درد ہے۔ پلیز کچھ کریا۔ اوکے اوکے جناب چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں نہیں ارشد تو بس درد والی ٹیبلٹ لے کر آتا ہوں۔ تو پریشان نہ ہو۔ یہ کہنے کے بعد میں نے جلدی سے بائیک باہر نکالی اور ساجد کیلئے ٹیبلٹ لینے کیلئے روانہ ہو گیا۔

پھر اگلے دن مقررہ پروگرام کے مطابق ہم سعدیہ کے گھر چلے گئے سعدیہ چونکہ میری بہترین دوست اور کالج فیوز بھی تھی ایک ہی کلاس میں پڑھتے رہنے کی وجہ سے ہم ایک اچھی دوست تھیں۔ سعدیہ نے ہم دونوں کیلئے اپنی ملازمت کو کھانا تیار کرنے کے لیے کہا میں نے اسے بہت رد کیا لیکن وہ نہ مانی۔ آخر اس نے ہمیں کھانا کھا کر ہی دم لیا کھانا کھانے کے بعد باتیں کرتے ہوئے ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلا کہ شام کے آٹھ بج گئے۔ میں نے اسی وقت سعدیہ سے اجازت لی اور فرزانہ کو لے کر شاپنگ بازار چلی گئیں۔ شاپنگ بازار کے باہر گاڑی کھڑی کرنے کے بعد میں اندر جانے لگی تو میں نے اسی وقت ایک آدی کو دیکھا جو ہمیں اندر جاتا دیکھ کر فون پر کسی سے بات کر رہا تھا میں نظر انداز کر کے اندر چلی گئی پندرہ بیس منٹ بعد جب ہم شاپنگ کر کے باہر نکلے ہم نے دیکھا کہ دو گاڑیاں ہماری گاڑی کے نزدیک کھڑی ہوئی تھیں ہم واپس ہر جانے کیلئے اپنی گاڑی کے قریب ہی پہنچے تھے کہ اچانک اسی دو گاڑیوں سے پانچ چھ آدمی نکلے اور ہم دونوں کو آکر دبوچ لیا انہم نے شور مچانے کی کوشش کی انہوں نے ہمارے منہ پر ہاتھ رکھا اور گاڑی میں ہمیں ڈالنے کے بعد نامعلوم مقام کی طرف روانہ ہو گئے۔

سنگل اسٹیشن پر ریڈ لائٹ کے آن ہونے کی وجہ سے

سے ٹریفک رکی گاڑی میرے نزدیک آ کر رکی۔ جس کا صرف ایک سائڈ والا تھوڑا شیشہ کھلا ہوا تھا باقی تمام شیشے بند تھے میں نے اس گاڑی کی طرف توجہ نہیں دی اچانک مجھے محسوس ہوا کہ اس گاڑی سے کسی عورت کے چیخنے کی آوازیں آرہی ہیں میں نے پہلے تو اس بات کو نظر انداز کیا لیکن ایک بار پھر میرے کان میں آواز گونجی اس سے پہلے کہ میں کچھ کرتا گرین لائٹ آن ہوئی اور وہ گاڑی آگے بڑھنے لگی اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے لازمی ان کی مدد کرنی چاہیے میں نے بائیک کو فل پیڈی اور اسی جانی ہوئی گاڑی کے سامنے اپنی بائیک روک دی گاڑی ایک جھٹکے رکی اور دو آدمی اس میں سے نکلے کون ہوتا تم نے ہمارا رستہ روکنے کی جرات کیسے کی معصوم عورت کو اغوا کرتے ہوئے تم لوگوں کو شرم نہیں آتی میں نے بغیر خوف کے ان کے سوالوں کا انہی کی زبان میں جواب دیا۔ اچھا تو تمہیں معلوم پڑ گیا ہے کہ ہم لڑکیوں کو اغوا کر کے لے جا رہے ہیں ہاں اسی لیے شرافت سے انہیں چھوڑ دو نہیں تو نہیں تو کیا کرے گا تو یہ کہتے ہوئے وہ دونوں میری طرف لپکے خطرے کو بھانپتے ہوئے میں نے بھی کارروائی کا فیصلہ کیا اور ایک لمبی چمپ لگا کر اپنی دونوں ٹانگیں ان کے سینے پر دے ماریں میں نے ایک اور چمپ لگائی اور اپنے دونوں گھٹنے ان کے سینے پر دوبارہ دے مارے اور وہ دونوں بے ہوش ہو گئے اسی وقت دوسری گاڑی کا دروازہ کھلا اور اس میں سے دو آدمی باہر نکلے ان دونوں کے ہاتھ میں ڈنڈے تھے وہ ڈنڈوں کے ذریعے مجھ پر حملہ کرنے لگے جبکہ میں نے دفاعی انداز اختیار کیا اور خود کو ان کے حملے سے بچنے لگا آخر موقع ہاتھ آتے ہیں میں نے ایک آدمی سے ڈنڈا چھین لیا اور ایک ڈنڈا ان کے سر پر مارا تو وہ بیٹے بے ہوش ہو گئے میں نے ڈنڈا اپنے پچھلا اور جلدی سے اس گاڑی کی طرف بڑھا جہاں پر وہ لڑکیاں بندھی ہوئی تھیں وہ چھاری ڈری اور بھی ہوئی تھیں ابھی میں نے ایک ہی لڑکی کے ہاتھ کھولے تھے کہ ایک زوردار ڈنڈا میرے سر پر پڑا میں وہیں جکڑ کر رہ گیا اس سے پہلے کہ میں بے ہوش ہوتا مجھے ان دونوں لڑکیوں کے چیخنے کی آواز

آنے لگیں میں نے اپنے آپ کو پورا کنٹرول کیا اور اپنے زخموں کی پردا کیے بغیر چیخے مڑا پیچھے دیکھا تو ایک آدمی ہاتھ میں ڈنڈا لیے کھڑا اس سے پہلے کہ وہ دوسرا ڈنڈا مجھے مارتا میں نے وہی ڈنڈا چھین کر اسی کے سر پر دے مارا۔ اور وہ وہی گر گیا اور دوبارہ نہ اٹھا زوردار ڈنڈا پڑنے کی وجہ سے میرے سر سے خون بہہ رہا تھا جو تیزی کے ساتھ میرے کپڑوں میں جذب ہو رہا تھا میں وہیں ایک دو منٹ کیلئے نیچے بیٹھ گیا مجھے پتہ اس وقت لگا جب ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے اپنا دوپٹہ بھاڑ کر میرے سر پر باندھنے لگی۔ میں نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تو وہ رو رہی تھی میں نے اسے دلاسا دیا اور کہا اب آپ کو رونے کی ضرورت نہیں آپ اب خود کو آزاد سمجھیں میں نے یہ بات اسے چپ کروانے کیلئے کہی تھی لیکن اس لڑکی نے جو مجھے جواب دیا اسے سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور حیرت بھی اس نے کہا میں اپنے لیے نہیں بلکہ آپ کیلئے رو رہی ہوں کیونکہ آپ کو ہماری وجہ سے اتنی چوٹیں آئیں کوئی بات نہیں جی اگر آپ کو پچھانے کیلئے مجھے اپنے جانی کی بازی بھی لگانا پڑتی تو میں وہ بھی لگا دیتا میرا جواب سننے کے بعد اس نے کہا آپ بہت اچھے ہیں اس پر میں نے بھی جوابا کہا کہ آپ بھی کم نہیں ہیں آپ بھی بہت اچھی ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی اسی وقت دوسری لڑکی بول پڑی اب ہمیں جلد سے جلد گھر چلنا چاہیے اور پاپا کو بتانا چاہیے ہاں تم نے سب کہا فرزانہ ان دونوں لڑکیوں کی یہ بات سننے کے بعد میں نے جلدی سے بائیک سٹارٹ کی اور ان دونوں کو بٹھا کر ان کے گھر کی طرف لے جانے لگا اسی دوران دوسری وہ لڑکی دوبارہ بولی آپ ویسے آجھی رات کے وقت کہاں جا رہے تھے بائیک پیس میڈیٹن لینے جا رہا تھا میرے کزن کی طبیعت خراب تھی اس وجہ سے میرا جواب سننے کے بعد وہ دونوں چپ ہو گئیں جبکہ میں نے بائیک کی رفتار تیز کر دی اس دوران پورا آدھا گھنٹہ ہماری کوئی بات نہیں ہوئی پھر ایک چارے انہوں نے بائیک روکنے کو کہا بائیک روکنے کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی گاڑی سڑک کی دوسری جانب شاپنگ بازار کے

ساتھ کھڑی تھی وہ دونوں بایک سے نیچے اتریں اور بھاگی ہوئی اپنی گاڑی کی طرف جانے لگیں اسی وقت مجھے ساجد کی یاد آئی کہ میں تو اسے تکلف کی حالت میں چھوڑ کر یہاں آیا تھا میرے خیال میں لڑکیاں اب محفوظ تھیں اور اپنی گاڑی کے پاس بھی پہنچ چکی تھیں اس لیے میں نے بایک پیچھے موڑی اور تھوڑے فاصلے پر موجود ایک بڑے میڈیکل سنٹر سے اپنی پتی کرائی اور ساجد کی ٹیبلٹ لے کر جدی سے ساجد کی جانب روانہ ہو گیا وہاں پر پہنچ کر دیکھا تو ساجد میرا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا وہ اتنا زیادہ انتظار کرنے کی وجہ سے تھوڑا غصے میں تھا لیکن میرے سر پر پتی بندھی دیکھ کر وہ اور بھی زیادہ پریشان ہو گیا اور مجھ سے اس بارے میں استفسار کرنے لگا میں نے ساجد کو تسلی دی اور کہا پہلے تم میڈیسن لے لو۔ پھر میں تمہیں بتاتا ہوں یہ کہہ کر میں نے ساجد کو میڈیسن کھلائی پھر شروع سے لے کر آخر تک اسے تمام واقعہ سنایا یہ واقعہ سننے کے بعد ساجد حیران بھی ہوا اور پریشان بھی اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو مجھے کچھ نہیں ہوتا یا۔ مجھے تو اس بات کی بدحوشی ہو رہی ہے کہ میں کسی کے کام تو آیا۔ اس کے بعد میں نے ساجد کو آرام کرنے کو کہا اور خود بھی لیٹ گیا جدی ہی نیند نے ہم دونوں کو اپنی دنیا میں جھینچ لیا گاڑی کے قریب پہنچنے کے بعد دونوں نے گاڑی ڈروہو لے اور اندر بیٹھ گئیں اسی وقت صوبہ بول پڑی ارے ہم نے تو اس لڑکے کا پوری طرح سے شکریہ ادا بھی نہیں کیا نہ اس سے اس کا نام پوچھا اور نہ پتہ اس لڑکے کو ہماری وجہ سے جوئیں آئیں اور ہم نے اس کی پتی بھی نہیں کروائی۔ وہ گاڈ دیہ کیا کیا ہم نے باں صوبہ ہم نے غلط کیا ہے وہ تو اب چلا گیا ہے اب کیا ہو گا فرزند صوبہ نے اپنا سر جڑت ہونے کہا کچھ بھی نہیں جو کہ ہم بعد میں اسے ڈھونڈ میں گئے اب ہمیں گھر چلنا چاہیے ہمارے گھر والے ہمارے لیے بہت پریشان ہوں فرزند کی بات مانتے ہوئے صوبہ نے گاڑی سٹارٹ کی اور ساجد کی جانب روانہ ہو گئے تھوڑی دیر میں وہ گھر پہنچے تھے صوبہ اور فرزند کے اوپر پریشان حالت میں تھے۔

جان میں جان آئی فرزند تو اپنے ابو کو دیکھ کر رونے لگ گئی اور روتے ہوئے تمام واقعہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ کس طرح اس لڑکے نے اپنی جان کی بازی لگا کر ان دونوں کو بچالیا۔

صبح 9 بجے ارشد کی آنکھ کھلی اس نے دیکھا کہ ٹیبل پر ناشتہ رکھا تھا اور ساتھ ایک کاغذ بھی پڑا ہوا تھا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ارشد نے وہ کاغذ اٹھایا اس پر لکھا ہوا تھا کہ یا تمہارے سر پر کافی چوٹ آئی ہے اس لیے تم ریٹ کرو اور تمہارا ناشتہ بنا ہوا ہے وہ بھی کھا لینا ساجد کی یہ تحریر پڑھنے کے بعد میں مسکرایا۔ مچا ساجد بہت اچھا ہے اور میری کتنی فکر کرتا ہے یہ سوچنے کے بعد میں اٹھا ہاتھ منہ دھویا اور ناشتہ کرنے لگا۔ ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد ساہان سینا پھر دوبارہ ہاتھ دھو کر اپنے بیڈ پر لیٹ گیا اور اپنی آنکھیں بند کر دیں۔ جیسے ہی میں نے اپنی آنکھ بند کی فوراً اس لڑکی کی تصویر میرے سامنے آگئی جو میرے لیے رو رہی تھی اور اپنے دوپٹے کو پھانسی کر میرے سر پر باندھ رہی تھی میں جتنا بھی اس منظر کو اپنے دماغ سے ہٹانے کی کوشش کرتا وہ اور زیادہ دماغ پر چھا جاتا اس لڑکی کا معصوم چہرہ بار بار میرے سامنے آ رہا تھا۔ یہ نہیں سمجھ کیا ہو گیا تھا کہ میں بار بار اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

دوپہر کے گیارہ بجے صوبہ کے دروازے پر دست ہونے لگی جس کی وجہ سے صوبہ کی آنکھ کھل گئی باں فرزند کھڑی چیخ رہی تھی کہ جدی دروازہ کھولو۔ باں بابا ہاں کھولتی ہوں دروازہ اتنا چلا کیوں رہی ہو۔ یہ کہہ کر صوبہ نے دروازہ کھولا تو فرزند جدی سے اندر داخل ہوئی آج تمہیں وہ خوشخبریاں سنائی ہوں لیکن پہلے تم فریش ہو جاؤ بعد میں سناؤں گی چلو ٹھیک ہے۔ میں ابھی فریش ہو کر آتی ہوں۔ یہ کہہ کر صوبہ ہاتھ دھو بیٹھی گئی۔ اور جدی فریش ہو کر آگئی باں اب بتاؤ کیا خوشخبریاں ہیں۔

صوبہ نے بے تابی سے فرزند سے پوچھا پہلی خوشخبری یہ ہے کہ ان لڑکوں کو بیسٹم نے بھیجا تھا وہ دونوں نے انہیں سب پیچھا لگوانے پر مجبور کر دیا۔ اور دوسری خوشخبری یہ ہے کہ ان پانچوں پر 5 لاکھ کا انعام تھا۔

کہ وہ ابھی بہت سے جرم میں ملوث تھے۔ تمہارے ابو ہمارے گھر بیٹھے ہوئے ہیں صوبہ اور وہ بتا رہے ہیں کہ وہ پانچ لاکھ کا انعام ہم دونوں کو ملے گا نہیں فرزند یہ سراسر نا انسانی ہوگی کیونکہ وہ پانچوں ہماری وجہ سے نہیں بلکہ اس لڑکے کی وجہ سے پکڑے گئے ہیں اور اس انعام کا اصل حقدار بھی وہی ہے پتہ ہے تمہیں فرزند اس لڑکے نے میری راتوں کی نیندیں تک اڑا دی ہیں۔

اس کے خیالات بار بار میرے سامنے فلم کی طرح چل رہے ہیں پتہ نہیں ہے سب کچھ کیوں ہو رہا ہے اس لیے کہ تمہیں اس سے بیار ہو گیا ہے۔ کیا کہہ رہی ہو تم فرزند۔ ہاں میں سہی کہہ رہی ہوں میری جان۔ اچھا چھوڑو فرزند میں ناشتہ کر لوں پھر ہم اسے ڈھونڈنے کیلئے جتے ہیں اتنے بڑے ضلع میں ہم اسے کیسے ڈھونڈیں گے مجھے کچھ نہیں سناتا تم نے میرے ساتھ چلنا ہے بس اچھا اوکے بابا پھر فرزند نے صوبہ کا انتظار کیا جو کچھ ہی دیر بعد ناشتہ کر کے واپس آگئی پھر وہ دونوں اس لڑکے کو ڈھونڈنے کے شہر چلی گئیں کافی دیر وہ شہر میں مختلف جگہوں پر اس لڑکے کو ڈھونڈتے رہیں آخر تک ہار کر گئیں چوک پر آ گئیں تاکہ وہ اسے یہاں بھی ڈھونڈ سکیں۔ صوبہ نے گاڑی سٹارٹ کر کے تھوڑا فاصلے پر کھڑی کی اور خود باہر نکل آئی اسی وقت ایک لڑکا ہاتھ میں سرخ گلاب لیے صوبہ کی جانب لپکا اور صوبہ کے ہاتھ میں پھول دے کر کہنے لگا کہ میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں۔ آپ کو شاپنگ بازار میں شاپنگ کرتا دیکھ کر آپ کا دلوانہ بنا تھا اس سے پہلے کہ ان الفاظ کے علاوہ کوئی اور لفظ اس کے منہ سے نکلے صوبہ کا ہاتھ کام کر گیا پھیر کی ایک زوردار آواز فضا میں گونجی۔ بہت سے لڑکے وہاں سے گزر رہے تھے سب تھپڑ کی آواز سن کر رک گئے آئندہ اگر تم نے مجھے پریشان کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ پھیر کھانے کے بعد وہ بڑا فو پکڑ ہو گیا جبکہ صوبہ اور فرزند واپس گھر آ گئیں۔

ساجد کا بچے سے جب واپس لوٹا تو اس کا چہرہ نکھر ہوا تھا ارشد نے بھی اس چیز کو نوٹ کیا پوچھنے پر ساجد نے مسکرا

کر گئیں چوک والا تمام واقعہ سنایا کہ کس طرح ایک لڑکے نے ایک لڑکی کو پرپوز کیا تو اس لڑکی نے اس کا جواب پھینر کی صورت میں دیا۔ یہ واقعہ سنانے کے بعد ساجد نے اس بات کا ارشد کے سامنے اقرار کیا کہ وہ خود اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔ اور اب وہ ہر صورت میں اس لڑکی کو حاصل کر کے ہی رہے گا چاہے اس کیلئے اسے کچھ بھی کرنا پڑے جبکہ ارشد نے بھی ساجد کو اپنے دل کی تمام بات بتادی۔ دونوں ایک دوسرے کو اپنے دل کی بات بتانے کے بعد نہیں رہے تھے کہ وہ دونوں انجانی محبتوں میں گرفتار ہو گئے ہیں تھوڑی دیر اور گپ شپ کرنے کے بعد دونوں نے ملکر کرکھانا کھایا پھر سٹڈی کرنے بیٹھ گئے سٹڈی کرنے کے بعد وہ سو گئے۔

واپس گھر پہنچنے کے بعد صوبہ نے اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا نہ اس نے دوپہر کو کھانا کھایا اور نہ رات کا۔ اسے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اپنے پر تا ظلم کیوں کر رہی ہے اسی پریشانی میں وہ ساری رات گروٹیں بلتی رہی۔ اس لڑکے کا چہرہ ایک منٹ کیلئے بھی اس کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو رہا تھا کافی گہرا زخم ہونے کے باوجود اس کا ہنسنا مسکراتا اور ہر بات کا اچھے طریقے سے اور پیار سے جواب دینا یہ سب باتیں اسے بار بار بے چین کر رہی تھیں وہ اس لڑکے کی یادوں کے تسلسل میں کھوئی ہوئی تھی اور یہ تسلسل فرزند کی آمد سے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ یا صوبہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے فرزند نے آتے ہی صوبہ کی حالت دیکھ کر کہا۔

فرزند تم نے واقعی ٹھیک کہا تھا کہ مجھے اس لڑکے سے پیار ہو گیا ہے ساری رات اس کے بارے میں سوچتی رہی میں۔ اور اس کا چہرہ ایک لمحے کیلئے بھی میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی فرزند وہ میرے لیے اس طرح اہم بن گیا ہے جس طرح پھول کیلئے اس کی خوشبو۔ جس طرح بلبل کیلئے اس کا نغمہ۔ جس طرح جسم کیلئے اس کی روح اور جس طرح چاند کیلئے اس کی چاندنی میں ایک کالی رات کی طرح ہوں فرزند چاند آ کر روشن کرتا ہے۔ وہ لڑکا میرے لیے ایک چاند کی

طرح سے فرزانہ جس کے آجانے سے میری زندگی روشن ہو جائے گی لیکن افسوس میرا چاند دنیا کے بادلوں میں نہیں بلکہ انسانوں کے بادلوں میں پھنسا ہوا ہے۔ جسے ڈھونڈنا بہت مشکل ہے لیکن میں اپنے بادلوں میں چھپے ہوئے چاند کو ڈھونڈ کر رہی رہوں گی چاہے مجھے اس کیلئے اس ساری زندگی ہی کیوں نہ ڈھونڈنا پڑے۔ اس کے ساتھ ہی صوبیہ زارو قطار روئے لگی صوبیہ کو رو دیا دیکھ کر فرزانہ نے اسے ملی دی اور کہا۔ تم فریش ہو جاؤ اور ناشتہ کر لو پھر ہم اسے شہر ڈھونڈنے کیلئے چلیں گی۔ صوبیہ نے فرزانہ کی بات مات کر فریش ہو گئی اور ناشتہ کرنے کے بعد وہ دونوں شہر چلی گئیں کئی گھنٹے صوبیہ اور فرزانہ اس لڑکے کو ڈھونڈتی رہیں لیکن جب وہ نہ ملا تو بالآخر تھک ہار کر وہ دونوں واپس آ گئیں پھر تو ایسا ہر روز ہونے لگا۔ صوبیہ اور فرزانہ کئی کئی گھنٹوں اس لڑکے کو تلاش کرنی اور نہ ملنے پر آخر تھک ہار کر واپس گھر چلی جاتیں۔ صوبیہ کی حالت دن بدن خراب ہوتی جاتی رہتی تھی وہ دن رات اس لڑکے کی یاد میں روتی رہتی تھی ایک دن جب وہ اس لڑکے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئی تو ملنے کے دکھ پر بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے اور وہ رونے لگی۔ اسی وقت چھپے سے ایک نرم مزاج آواز آئی۔ سنئے میرا مقصد آپ کو ڈسٹر پر کرنے کا نہیں ہے صوبیہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک لڑکا پیچھے کھڑا ہوا۔ صوبیہ نے محسوس کیا کہ یہ ایک اچھا لڑکا ہے۔

میں یہاں سے گزر رہا تھا لیکن آپ کو رو دیا دیکھ کر ٹھہر گیا شاید مجھے آپ کا رونا برداشت نہیں ہوا ضرور آپ کسی پرائلم میں ہوں گی جس کی گواہی آپ کے یہ آنسو دے رہے ہیں آپ مجھے اپنی پرائلم بتائیں شاید میں آپ کی کچھ ہیلپ کر سکوں۔ صوبیہ کا دل نہیں کر رہا تھا کہ وہ اس بارے میں بتائے لیکن اس لڑکے کے اچھے رویے اور اپنا پن نے اسے سب کچھ بتانے پر مجبور کر دیا صوبیہ نے اس لڑکے کو بتایا کسی طرح وہ شاپنگ کر کے اپنی سہیلی کے ساتھ واپس جاری تھی اور کس طرح اسے انوا کیا گیا پھر اس نے اس لڑکے کے بارے میں بھی بتایا کہ کس طرح

اس لڑکے نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان دونوں کی جان بچائی۔ صوبیہ رو بھی رہی تھی اور ساتھ ساتھ یہ باتیں بھی بتا رہی تھی جبکہ وہ لڑکا اسے تسلیاں دے رہا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ ایسا واقعہ پہلے بھی میں نے نہیں سنا ہے۔ یہ سوچتے ہوئے اس لڑکے نیو صوبیہ سے پوچھا کہ یہ واقعہ کب اور کس نام پیش آیا تھا۔ اس لڑکے کے پوچھنے پر صوبیہ نے اسے بتایا کہ یہ واقعہ ایک ہفتے پہلے اتوار اور سوموار کی درمیانی شب کو پیش آیا تھا اور اس رات ہم دونوں کو بچاتے ہوئے وہ لڑکا کافی زخمی ہو گیا تھا اس کے سر پر کافی چوٹیں آئی تھیں صوبیہ کی اسی بات پر اسے جھٹکا لگا اور اسے یاد آ گیا کہ اس نے یہ واقعہ کہاں سنا تھا۔ یہی واقعہ تو اس کے کزن نے سنایا تھا جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا اس کا نام ارشد تھا جو دو لڑکیوں کو بچاتے ہوئے کافی زخمی ہو گیا اور وہ اس لڑکے کا کزن تھا یہی بات دماغ میں آتے ہی وہ لڑکا بننے لگا۔ آپ میرا مذاق اڑا رہے ہو کیا صوبیہ نے اسے بستے ہوئے دیکھ کر کہا۔ نہیں بالکل بھی نہیں میرا نام ساجد ہے میں نے آپ سے آپ کا نام نہیں پوچھا تو پھر آپ اپنا نام مجھے کیوں بتا رہے ہو۔ صوبیہ نے خفا ہوتے ہوئے کہا آپ ناراض کیوں ہو رہی ہیں میں تو آپ کو ایک بڑی خوشخبری سنانے والا ہوں کون سی خوشخبری صوبیہ نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ لڑکا جو آپ کو بچاتے ہوئے شدید زخمی ہو گیا تھا یہ کہہ کر ساجد چپ ہو گیا اور صوبیہ کی بے تابلی کو دیکھنے لگا۔ ہاں آگے بتاؤ ناں پلیز کہاں ہے وہ۔ کیا تم اسے جانتے ہو۔ پلیز بتاؤ میں اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک چکی ہوں۔ اوکے اوکے بابا بتاتا ہوں اس لڑکا کو میں جانتا ہوں وہ میرا کزن ہے۔ اور میرا سچا دوست بھی اور دوسری بات جو تمہیں حیرت میں ڈال دے گی وہ بھی تمہیں بہت پیار کرتا ہے۔ اور ہر وقت تمہاری باتیں کرتا رہتا ہے ساجد نے اپنی محبت چھپاتے اور ارشد کی محبت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ کیا نام ہے اس کا صوبیہ نے ساجد سے پوچھا اس کا نام ارشد ہے۔ واؤ کتنا پیارا نام ہے پلیز مجھے ارشد کے پاس لے چلو۔ اسے

دیکھنے کیلئے میری آنکھیں ترس گئی ہیں میں جانتا ہوں جی آپ ایک دوسرے سے کتنا پیار کرتے ہو۔ اور ایک دوسرے کو دیکھنے کیلئے کتنا بے قرار ہو۔ لیکن اب میں مزید آپ دونوں کو بے قرار نہیں دیکھ سکتا۔ ساجد آپ بہت اچھے ہیں۔ وہ میں جانتا ہوں آؤ میں تمہیں تمہارے ارشد سے ملواتا ہوں۔ اس کے بعد وہ دونوں گاڑی میں سوار ہو کر ارشد کی جانب روانہ ہو گئے۔

ارشد اس وقت اپنے روم میں سویا ہوا تھا اس کے خیالوں میں اسی لڑکی کا عکس چھایا ہوا تھا ارشد کو وہ سین پار بار یاد آ رہا تھا۔ جس میں وہ لڑکی اس کے لیے رو رہی تھی اور اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر اسے پٹی باندھ رہی تھی اسی وقت بے اختیار ارشد کے منہ سے نکلا۔ کاش تم میرے پاس ہوئی اور میرے بالوں میں اسے ہاتھ پھیر رہی ہوئی تو آج میں اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھتا۔ ارشد کے منہ سے یہ کلمات ابھی ادا ہوئے ہی تھے کہ ارشد کو محسوس ہوا کہ کوئی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا ہے ارشد نے آنکھیں کھول کر اوپر دیکھا تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین بھی نہیں ہو رہا تھا کیونکہ وہی تاری محبت اس کے سر ہانے بیٹھی تھی لگتا ہے میں اس لڑکی کے پیار میں پاگل بن گیا ہوں جو جا گئے ہوئے بھی اس کے خواب دیکھنے لگا ہوں۔ یہ کہہ کر ارشد نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ یہ خواب نہیں حقیقت ہے ارشد۔ میں آپ کے بالکل قریب ہوں۔ یہ سن کر ارشد نے یکایک اپنی آنکھیں کھول دیں ارشد اب بھی حیرت میں گم تھا پاس کھڑے ساجد نے اسے سارا واقعہ سنا دیا تب وہ ایک دوسرے کی دیوانگی پر ہنسنے لگے۔ اسی وقت فرزانہ کا فون آ گیا۔ صوبیہ یوں تم اتنی پاگل بنی ہوئی ہو وہ لڑکا تمہیں نہیں ملے گا اس لیے پلیز تم واپس آ جاؤ۔ واقعی صوبیہ ہاں فرزانہ۔ کال ڈراپ ہونے کے بعد ارشد اور صوبیہ باتیں کرنے لگے جبکہ ساجد ان کے کھانے پینے کا سامان لینے چلا گیا اور یوں دو محبت کرنے والے مل گئے۔ قارئین اپنی آراء سے نوازئیے گا۔



غزل

وہی آج آنکھ سے برسا ہے سادوں کی طرح جو سدا رہا میرے ساتھ آج کل کی طرح میں تو وہ تھا جو ہر دل جیت لیتا تھا آج کس در پہ دستک دے رہا ہوں ساکن کی طرح آج وہ نہیں تو ساتھ میرا سب چھوڑ گئے لگتا ہے میں بھی ہوں تنہا کسی پاگل کی طرح شکوہ نہ کروں گا دعا ہی دوں گا توقیر کا دل ہے تو کسی وسیع سمندر کی طرح (توقیر اسلم رحمانی، منگلو ڈھٹھ شرقی)

غزل

یہ جو رونق مرے مکاں کی ہے عین غایت فلفظ گماں ہے زرد پتے ہیں میرے ہاتھوں میں اک نشانی یہی خزاں کی ہے اک تعلق ہے سائبان سے مگر دھوپ دشمن بھی سائبان کی ہے تم ہی تنہا نہیں ہو دنیا میں عمر ہم نے بھی رائگاں کی ہے نیند مجھ کو بھی آگئی ہے جنید ختم اس نے بھی داستان کی ہے (جنید اقبال، غور غشتی)

دُعا

(شہزادہ انکل کے نام)

آپ کی اک دعا کے جواب میں ہاتھ اٹھے ہیں سوال کو آپ کو رب کبھی نہ ملال دے کبھی رب نہ آپ کو زوال دے سب بلاؤں کو نال دے آپ کی آخرت کی زندگی کو سنوار دے

”زخمی محبت“

✍ تحریر: سیف الرحمن زخمی، سیالکوٹ

میں نے گھر جا کر اپنی امی سے کہا کہ میں جلدی سے رضوانہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو میری امی کہنے لگی بیٹا ٹھیک ہے میں کل اپ کی خالہ سے بات کرتی ہوں جب میری امی نے خالہ سے بات کی تو پاس ہی رضوانہ بھی بیٹھی ہوئی تھی کہنے لگی امی جان میں عمران سے شادی نہیں کروں گی میں توسہیل سے پیار کرتی ہوں اور میں شادی بھی سہیل سے کروں گی میری امی یہ سن کر حیران رہ گئی اور کہنے لگی میرے بیٹے میں کیا کمی ہے جو تو نے شادی سے انکار کر دیا ہے رضوانہ کہنے لگی سہیل کے پاس دولت ہے اور آپ کا بیٹا مجھ کیسا دے سکتا ہے میں نے تو کبھی عمران سے پیار کیا ہی نہیں وہ تو میں دل لگی کر رہی تھی جیسے وہ عمر بھر کا ساتھ سمجھ بیٹھا ہے

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

جب پیار ہو جائے تو پھر وہ اپنے محبوب کی یاد میں گم رہتا ہے یہ پیار تو ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کو جینے کے قابل نہیں چھوڑتی وہ بہت خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جن کو پیار میں منزل مل جاتی ہے اور کوئی ساری عمر اپنے محبوب کی یاد میں آنسو بہاتے ہیں اور ہر گھڑی بس اپنے محبوب کو یاد کرتے ہیں پھر وہ نہ جیتے ہیں اور نہ ہی مرتے ہیں اپنے خدا سے یہ فریاد کرتے ہیں یا انہیں کوئی بھی کسی سے جدا نہ ہو میرے پیارے دوستوں میں آج آپ کی نظر اپنے پیارے دوست عمران کی کہانی پیش کرتا ہوں جس کا محبوب اس سے بچھڑ گیا ہے وہ آج بھی اپنے محبوب سے وفا کر رہا ہے جس کو اس نے جان سے بڑھ کر چاہا تھا آخر وہ بھی اس کے بے وفائی کر گیا ہے اس میں اس کا کیا جرم تھا جس کی اتنی کڑی سزا اسے ملی ہے اس نے پیار کیوں کیا تھا اس دنیا میں کون کسی سے وفا کرتا ہے اب آئیے عمران کی کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔

گیا ہماری دوستی ایک مثال بن گئی لوگ ہماری دوستی کی مثال دیا کرتے تھے ہم دوست ہر وقت ساتھ ساتھ ہوتے تھے پھر اسی طرح وقت گزرتا گیا اور میں نے میٹر کر لیا تو میرے والد صاحب بہت خوش ہوئے وہ مجھ سے بہت پیار کرتے تھے پھر مجھے کالج میں داخلہ لیا کالج ہمارے گھر سے دور تھا اس لیے میرے والد صاحب کہنے لگے عمران بننا آپ ہوسل میں رہا کرو اور دل لگا کر محنت کرو میں تمہیں ڈاکٹر دیکھنا چاہتا ہوں میں نے والد صاحب کی بات مان لی پھر میں ہوسل میں رہنے لگا پھر کیا تھا پڑھائی بس پڑھائی میں نے پہلے سے بھی زیادہ دل لگا کر محنت کرنے لگا میری پڑھائی اچھی کرنے کی وجہ سے میرے محترم استاد بہت خوش تھے۔

ایک دن اچانک ابو جان میرے پاس ہوسل میں آئے کہنے لگے بننا آپ کے ماموں کی شادی بھی آگئی ہے آپ چھٹی لے کر آ جانا میں نے ابو جان سے کہا ٹھیک ہے میں آ جاؤں گا پھر اسی طرح وہ دن بھی آ گیا جس دن ہم سب تیار ہو کر ماموں کے گھر جا رہے تھے راستے میں میرا دل بہت خوش تھا کہ ہم سب کزن ایک ساتھ بیٹھ کر گپ شپ لگائیں گے جب ہم شام کو ماموں کے گھر گئے تو ماموں جان بہت خوش ہوئے پھر اس رات کو ماموں کی مہندی بھی تھی میں اپنے ماموں کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا جب ہم ماموں کو مہندی لگا رہے تھے تو میں بھی خوش ہو رہا تھا میری کزن رضوانہ کہنے لگی عمران آپ تو ایسے خوش ہو رہے ہو جیسے آپ کی شادی ہو رہی ہے میں نے جب رضوانہ کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا وہ تو پری لگ رہی تھی میرے دل سے آواز آئی عمران یہی تیرا پیار ہے یہی تیری منزل ہے میری زندگی کا حاصل صرف رضوانہ ہے میری زندگی کی ٹمنا بھی رضوانہ ہے بس آج سے یہ پری میرے دل میں رہے گی میں تو اس کا دیوانہ ہو چکا تھا اسی طرح جب رات کو مہندی ختم ہوئی تو میری خالہ کہنے لگی بننا عمران آپ رضوانہ کو گھر چھوڑ آؤ میں نے کہا خالہ یہ ٹھیک ہے میں چھوڑ آتا ہوں میں دل میں بہت خوش ہوا چلو اسی بہانے سے رضوانہ سے بات کرنے کا موقع بھی مل جائے

گھر پھر میں اور رضوانہ گھر جانے کے لیے چل پڑے جب میں نے رضوانہ سے پوچھا آپ نے کبھی پیار کیا ہے تو وہ کہنے لگی میں نے کبھی کسی سے پیار نہیں کیا اس طرح ہم دونوں گھر میں داخل ہوئے تو میں نے رضوانہ سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں آپ پلیز ناراض نہ ہونا رضوانہ کہنے لگی آپ نے بات کرنے سے آپ وہ بات کرو میں آپ کے ساتھ ناراض نہیں ہوں گی میں نے رضوانہ سے کہا میں آپ سے پیار کرنے لگا ہوں آپ میرے دل کو اچھی لگتی ہو میں نے اپنے دل کے مندر میں تیری تصویر کو سجا رکھا ہے رضوانہ کہنے لگی آپ بھی مجھے اچھے لگتے ہو مگر میں زمانے سے ڈرتی ہوں اگر آپ میرے ساتھ ہو تو پھر ہمیں کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں مجھے بس آپ کی وفا چاہیے ہم دونوں نے ساتھ نبھانے کے وعدے کیے ایک ساتھ جینے مرنے کی تمہیں کھانیں میں آج بہت خوش تھا میرا پیار میرے ساتھ ہے پھر ہم نہ چاہتے ہوئے بھی جدا ہوئے اور میں پھر ماموں کے گھر آ گیا لیکن میں نے اپنے آپ سے عہد کر لیا اگر میں نے زندگی میں شادی کی تو رضوانہ سے کروں گا پھر اسی طرح ہنسی خوشی میں شادی گزر گئی جس دن ہم نے اپنے گھر واپس آنا تھا میں بہت اداس تھا میرا دل بھی ویران تھا پھر ہم اپنے گھر آ گئے گھر میں میرا دل نہیں لگ رہا تھا لیکن میں کیا کر سکتا تھا میری پڑھائی کا مسئلہ بھی تھا اس لیے میں واپس ہوسل میں آ گیا وہ کہتے ہیں نہ جب صنم جدا ہو جائے تو پھر کوئی بھی موسم اچھا نہیں لگتا ایسا ہی حال میرا تھا میں نے کانڈنک لیا اور خط لکھنے لگا۔

سلام الفت! میں نے جب سے آپ کو دیکھا ہے میرا دل تمہارا دیوانہ ہو چکا ہے میرا دل کرتا ہے میں ہوں اور آپ ہوں ہم بس پیار بھری باتیں کریں میری جان کبھی مجھے زندگی کے سفر میں تنہا نہ چھوڑنا میری تو زندگی بھی تمہارے نام سے میرا دل بھر گئی آپ کو بھی پتا ہے میں زندگی کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ وفا کروں گا آپ کا دیوانہ عمران۔

جب بھی پھول کھلتے ہیں ہم تمہیں یاد کرتے ہیں جواب عرض

سہاری یاد جب بھی آتی ہے تو ہم رو دیا کرتے ہیں جب بھی ہم سے ملو گے تو پر خلوص پاؤ گے جو کبھی دشمن جان تھے آج وہ بھی مسکراتے ہیں میں کیسے بھول جاؤں تمہیں اتنا تو بتاتی مجھے لوگ کیسے جگر کے ٹکڑے دل سے جدا کرتے ہیں جب تک ہم زندہ ہیں تو وفا کریں گے لوگ نہ جانے کیسے بے وفائی کرتے ہیں ہم تمہاری نشانی کو بھی دل سے لگا کر رکھیں گے زنجی کبھی پتھر سے ہوئے ساسھی بھی ملا کرتے ہیں میں نے جب خط لکھا تو پھر میں یہ سوچنے لگا میں اب یہ خط رضوانہ کو کس طرح دوں گا پھر میرے ذہن میں دسم کا خیال آیا دسم بھی تو ادھر ہی رہتا تھا میں نے صبح صبح دسم کا پوچھا تو دسم کی امی نے کہا عمران بیٹا وہ اپنے کمرے میں ہے میں نے جب دسم کو کہا یا یہ کام کرو پہلے تو وہ نہ مانا پھر میں نے اسے منایا جب دسم نے لیٹر رضوانہ کو دیا تو وہ بہت خوش ہوئی یہ سب باتیں دسم نے واپس آ کر بتائیں میرا دل بھی خوش ہو گیا پھر میں ہوسل میں واپس آ گیا لیکن میرا دل تو رضوانہ کے پاس تھا پھر بھی میں دل لگا کر محنت کرتا تھا ایک دن میں گھر گیا تو میرا دل کر رہا تھا کہ میں ایک بار اپنی پیاری جان کو قریب سے دیکھ لوں میں نے اپنی امی سے بات کی امی جان میں خالہ کے گھر جاؤں تو میری امی کہنے لگی بیٹا آپ جاؤ لیکن شام تک لوٹ آنا میں نے کہا ٹھیک ہے امی جان میں دل میں بہت خوش تھا آج میں اپنی جان سے ملنے جا رہا تھا میرے ذہن میں بس رضوانہ کے خیال آ رہے تھے رضوانہ سے میں یہ بات کروں گا وہ میری جان تھی میں رضوانہ کے خیالوں میں گم تھا کہ سفر کا پتہ بھی نہ چلا اب ختم ہو گیا میں جب اپنی خالہ کے گھر پہنچا تو مجھے دیکھ کر رضوانہ بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی آج سرکار کو کس طرح ہماری یاد آگئی ہے آج چاند کہاں سے نکلا ہے آپ آج کس طرح ہمارے گھر کا راستہ یاد آیا ہے میں نے کہا آپ کی یاد دہانی سے میرا دل کر رہا تھا کہ میں آپ سے مل آؤں میری جان رضوانہ آپ یہ کیسی شکل بنائی ہوئی ہے میں نے جب یہ بات کی تو رضوانہ کی

آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ مجھے گلے سے لگا کر رونے لگی میں نے اسے پیار کیا تو رضوانہ کہنے لگی عمران آپ کی یاد بہت آتی ہے میرا دل کرتا ہے میں بس آپ کو دیکھتی رہوں اور کبھی شام نہ ہوا بھی ہم پیار بھری باتیں کر رہے تھے اتنے میں میری خالہ بھی آگئی اور مجھے بہت پیار دیا اور امی کے بارے میں پوچھنے لگی میں نے کہا خالہ جان سب خیریت سے ہیں آپ کی دعاؤں سے پھر ہم سارا دن پیار بھری باتیں کرتے رہے اور وقت کا پتہ بھی نہ چلا کہ شام ہونے والی تھی میں نے جب خالہ سے اجازت چاہی تو خالہ کہنے لگی بیٹا آج رات تو ہمارے پاس رکھ جاؤ میں نے کہا خالہ جان میں پھر کبھی آپ کے گھر آؤں گا آج کچھ کام ہے اس لیے آج جلدی گھر واپس جانا ہے پھر خالہ نے خوشی سے اجازت دے دی رضوانہ مجھے دروازے تک چھوڑنے آئی اور کہنے لگی آپ کبھی مجھے بھول نہ جانا میرا دل آپ کا دیوانہ ہے میری وفائیں آپ کے لیے ہے میں نے رضوانہ سے وعدہ کیا میں گھر جا کر اپنی امی سے بات کرتا ہوں اس طرح ہم نہ چاہتے ہوئے بھی جدا ہو گئے میں جب ہوسل میں آیا تو میرا دل پڑھائی میں نہیں لگ رہا تھا ہر پل بس رضوانہ کی یاد آتی تھی اور میرا دل بس رضوانہ کی یاد میں تڑپتا تھا پھر میں خدا سے دعا کرنے لگا کہ جلدی سے جمعہ آئے اور میں اپنی جان کا دیدار کروں انتظار کے دن بھی کیا چیز ہوتے ہیں انتظار کا دوسرا نام موت ہے جب کسی چاہنے والے کا انتظار ہو تو پھر پتہ چلتا ہے انتظار کیا ہوتا ہے میں پھر سوچنے لگا کب جمعہ آئے گا کب میں پھر گھر جاؤں گا اسی طرح پھر وہ دن آئی گیا جس دن کا مجھے انتظار تھا آج جمعہ تھا میرا دل آج بہت خوش تھا میں آج گھر جا رہا تھا میں جب گھر پہنچا تو مجھے دیکھ کر میری امی بہت خوش ہوئی انہوں نے مجھے بہت پیار کیا دوستو ماں ایک ایسی ہستی ہے جو اپنی اولاد سے بغیر کسی لالچ کے پیار کرتی ہے۔

صبح جب میں جلدی سے اٹھا تو میری امی حیران ہو گئی اور کہنے لگی بیٹا آج کہاں جا رہے ہو میں نے کہا امی جان میں اپنے دوست دسم کے گھر جانے لگا ہوں تو امی کہنے لگی بیٹا آج تو آپ کی خالہ اور رضوانہ آ رہی ہیں میں جواب عرض

یہ رہی کہ بہت خوش ہوا چلو آج صبح کا دیدار تو ہوگا پھر وقت کا پتہ بھی نہ چلا میں نے جب گھڑی کی طرف دیکھا تو خالہ کے آنے کا وقت ہو گیا تھا میری امی کہنے لگی بیٹا آپ جاؤ جدی سے کچھ بازار سے سامان لے آؤ میں جلدی سے بازار گیا اور کچھ فروٹ لے کر آیا جب میں نے اپنی جان کو دیکھا تو وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی پھر میں نے خالہ کو سلام کیا اور میں اپنے کمرے میں آ گیا تو میرے پیچھے رضوانہ بھی آگئی آتے ہی کہنے لگی جناب آپ کو تو میری یاد نہیں آتی ایک میں ہوں جو ہر پل آپ کی جدائی میں تڑپتی ہوں میں نے کہا جان میرا حال بھی آپ جیسا ہے میں بھی آپ کی جدائی میں ہر روز تڑپتا ہوں ہر گھڑی آپ کی یاد ستاتی ہے رضوانہ کہنے لگی میں نے جب سے آپ کو شادی پہ دیکھا ہے میرا دل تمہارا دیوانہ ہو گیا ہے میں آج بھی تیری ہوں کل بھی تیری ہوں میں تو ہر پل آپ کی یادوں میں کھوئی رہتی ہوں اب نو بس یہی چاہتی ہوں آپ میری نظروں کے سامنے رہیں بس آپ کو دیکھتی رہوں آپ کا پیارا تو میری زندگی میں خوشبو بن کر آیا ہے مجھے بھی بھرنے نہ دینا نہیں تو میں مرجاؤں گی میں نے جلدی سے اپنا ہاتھ رضوانہ کے منہ پر رکھ دیا خدا کے لیے آپ اس طرح کی بات نہ کرو میں تو آپ کو حد سے بھی زیادہ چاہتا ہوں ہم ایک جان اور ایک روح کی طرح ہیں جس طرح پھول سے خوشبو جدا ہو تو پھول بھی مرجھا جاتا ہے میرا بھی ایسا حال ہوگا آپ سے بچھڑ جانے کے بعد ہم دونوں نے دل بھر کے پیار بھری باتیں کیں اور وقت کا پتہ بھی نہ چلا کہ خالہ نے واپسی کی تیاری کر لی میرا دل بہت اداس ہو گیا تو خالہ کہنے لگی بیٹا کبھی ہمارے گھر بھی آیا کرو میں نے جدی سے کہا خانگی میں بہت جلدی آپ کے گھر آؤں گا تو پھر میری امی جان کہنے لگی بیٹا اپنی خالہ کو بس سناپ تک چھوڑ آؤ میں نے کہا امی جی ٹھیک ہے پھر میں خالہ اور رضوانہ کو سناپ تک چھوڑنے آیا میں نے جدی سے خالہ کے لیے فروٹ لیا اور خالہ کہنے لگی بیٹا عمران آپ نے یہ کیا کیا ہے میں نے کہا خالہ جان آپ راتے میں کھا لینا پھر گاڑی بھی آگئی میں نے خالہ اور اپنی جان رضوانہ کو خدا

حافظ کہا اور گھر واپس آنے لگا تو میرا دل نہیں کر رہا تھا گھر جانے کو جب جان سے بڑھ کر چاہنے والے جدا ہوں تو پھر کوئی بھی موسم اچھا نہیں لگتا میری ایسا حال تھا۔ میں اپنا اداس دل لے کر گھر آیا تو میری امی کہنے لگی بیٹا کیا بات ہے آپ کچھ پریشان نظر آ رہے ہو میں نے کہا امی جان میرے سر میں درد ہے میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں تو امی جان کہنے لگی ٹھیک ہے بیٹا آپ آرام کرو میں جب اپنے کمرے میں آ یا تو میرے ذہن میں رضوانہ کے خیال آنے لگے کوئی پتہ نہیں رات کو کب مجھے نیند آئی خواب میں رضوانہ میرے ساتھ تھی دوسرے دن میں ہوٹل میں واپس آیا تو رضوانہ کی یاد آنے لگی میرا دل ہر پل بس یہی چاہتا تھا کہ رضوانہ میرے سامنے ہو اور میں اس کو دیکھتا رہوں اور میری زندگی کی شام ہو جائے پھر اسی طرح ہماری محبت بڑھتی رہی کبھی میں خالہ گھر چلا جاتا کبھی رضوانہ ہمارے گھر آ جاتی ہماری محبت کو 4 سال ہو گئے تھے لیکن ابھی تک کسی کو بھی ہماری محبت کا پتہ نہ چل سکا صرف میری پیاری امی جان کو پتہ تھا کہ میں رضوانہ سے پیار کرتا ہوں میں نے ایک دن اپنی امی سے کہا امی جان میں رضوانہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں پہلے تو میری امی نے مانی پھر میں نے بہت اصرار کیا تو امی جان مان گئی کہنے لگی میں اپنی بہن سے بات کرتی ہوں تمہارے رشتے کی تو میں بہت خوش ہوا کہ میرا بیٹا مجھ مل رہا تھا جب میری امی نے خالہ سے بات کی کہ عمران اور رضوانہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں میری مرضی ہے دونوں کی شادی کرتے ہیں تو میری خالہ کہنے لگی رضوانہ آپ کی بیٹی ہے آپ کا جب دل کرے برات لے کر آ جانا میری امی کہنے لگی پہلے میرا بیٹا تعلیم مکمل کر لے پھر اس کی اور رضوانہ کی شادی کریں گے میں بہت خوش تھا مجھے منزل ملنے والی تھی میں نے ایک دن رضوانہ سے کہا میں آپ کے ساتھ ملاقات کرنا چاہتا ہوں پہلے تو رضوانہ نے مانی مگر جب میں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو پھر خالہ کہنے لگی ٹھیک ہے میں کل گلشن پارک میں آ جاؤں گی ٹھیک 5 بجے آپ بھی آ جانا میں نے خوش ہو کر کہا ٹھیک ہے جناب ہم تو آپ کے دیوانے ہیں

دوسرے دن میں تیار ہو کر گلشن پارک میں پہنچ گیا جہاں میرے جانے سے پہلے رضوانہ میرا انتظار کر رہی تھی میں نے کہا رضوانہ آپ بہت جذبی میری لہن بن کر میرے گھر آؤ گی تو رضوانہ کہنے لگی میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں مجھ سے بھی جدا نہ ہونا پھر ہم نے ساتھ بھانے کی قسمیں اور وعدے کیے کہ ہم کبھی بھی جدا نہ ہوں گے پھر ہم دونوں نے ایک درخت پہ رہنا اپنا نام بھی لکھا جو ہماری محبت کا گواہ بن گیا اسی طرح ہم پیار بھری باتیں کرتے رہے اور وقت کا پتہ بھی نہ چلا اب شام ہونے والی تھی رضوانہ کہنے لگی اب میں گھر چلتی ہوں پھر ہم نہ چاہتے ہوئے بھی جدا ہو گئے ہماری محبت جتنی تھی میں ہوٹل واپس آ گیا اسی طرح وقت اپنی رفتار پر تڑپتا رہا پھر میں نے ایک لڑکے سے سنا کہ رضوانہ ایک لڑکے سے پیار کرتی ہے میں نے جب رضوانہ سے پوچھا تو کہنے لگی میں بس آپ سے پیار کرتی ہوں اور کوئی بھی میری زندگی میں نہیں آئے گا میں نے اپنی آنکھیں بند کر کے رضوانہ کی بات یہ یقین کر لیا لیکن میرے دل میں چھٹک سا ہو گیا کہ کوئی تو بات ضرور ہے جو رضوانہ مجھ سے چھپا رہی ہے۔

میں نے گھر جا کر اپنی امی سے کہا کہ میں جلدی سے رضوانہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو میری امی کہنے لگی بیٹا ٹھیک ہے میں کل آپ کی خالہ سے بات کرتی ہوں جب میری امی نے خالہ سے بات کی تو پاس ہی رضوانہ بھی بیٹھی ہوئی تھی کہنے لگی امی جان میں عمران سے شادی نہیں کروں گی میں تو سبیل سے پیار کرتی ہوں اور میں شادی بھی سبیل سے کروں گی میری امی یہ سن کر حیران رہ گئی اور کہنے لگی میرے بیٹے میں کیا کی ہے جو تو نے شادی سے انکار کر دیا ہے رضوانہ کہنے لگی سبیل کے پاس دولت ہے اور آپ کا بیٹا مجھے کیا دے سکتا ہے میں نے تو بھی عمران سے پیار کیا ہی نہیں وہ تو میں دل لگی کر رہی تھی جیسے وہ میرا گھر کا ساتھی تھا بیٹھا ہے میری امی نے جب یہ بات سنی تو وہ واپس گھر آ گئی میں نے جب دیکھا تو امی پریشان لگ رہی تھیں میں نے جلدی سے امی جان سے پوچھا تو امی کہنے لگی بیٹا آپ رضوانہ کو بھول جاؤ وہ کسی اور کے ساتھ پیار کرتی ہے اور وہ

ای کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہیں میں نے حسب یہ سنا۔ مجھے چکر آ گیا میں بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھا امی میرے پاس بیٹھی رو رہی تھی مجھے ہوش میں دیکھ کر میری امی کے چہرے پہ کچھ رونق آگئی اور مجھے پیار سے ولا سے دے رہی تھی میں اپنے بیٹے کے لیے رضوانہ سے بھی خوب صورت لڑکی لے کر آؤں گی میں امی جان کو کیا کہتا میری تو دنیا ہی اجڑ چکی تھی میرا دل ویران نہرا بن گیا تھا مگر میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا میں ایک بار رضوانہ بے وفا سے ضرور ملوں گا اور اس سے اپنا قصور پوچھوں گا جس کی اس نے اتنی کڑی سزا دی ہے میں جب کچھ ٹھیک ہوا تو میں بے وفا سے ملنے چلا گیا میں نے جب رضوانہ بے وفا کو دیکھا تو حیران ہو کر رضوانہ کسی سے فون پہ بات کر رہی تھی اور بہت خوش نظر آ رہی تھی میں نے جب رضوانہ کو پکارا تو وہ حیران ہوئی اور سوچنے لگی عمران آج کس وقت آیا ہے میں نے بے وفا سے پوچھا میرا کیا قصور تھا جس کی تو اتنی بڑی سزا دی ہے تو وہ بے وفا مسکرائے گی اور کہنے لگی میں نے آپ کے ساتھ پیار کب کیا تھا میں نے تو آپ کے ساتھ دل کی ہے جیسے آپ پیار نہ تھو بیٹھے ہو میں تو سبیل سے پیار کرتی ہوں اور میں اس کے ساتھ شادی بھی کرنے والی ہوں آپ مجھے بھول جاؤ کہ کوئی رضوانہ نام کی لڑکی آپ کی زندگی میں آئی تھی میں اپنے ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ واپس گھر آیا تو میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور اپنے دل سے کہنے لگا کہ اس ظالم دنیا میں کیا یہی پیار ہے ہم جیسے بد نصیب لوگوں کو پیاری نہیں ملتا میں آج بھی رضوانہ کی یاد میں آنسو بہاتا ہوں اب میرا حال ہے میں نہ تو جیتا ہوں اور نہ ہی مرتا ہوں ہر پل اس کی یاد ستاتی ہے میرا دل خون کے آنسو روتا ہے اور میں اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے اس کی نشانی کو دیکھتا ہوں اور میں یہ سوچتا ہوں نہ جانے کیوں انسان کی زندگی میں وہ لوگ آتے ہیں جن سے قسمت کے ستارے نہیں ملتے جو کچھ دیر تو ساتھ جیتے ہیں پھر ہمیشہ کے لیے بچھڑ جاتے ہیں پھر ہم ان کی یادیں رہ جاتی ہیں ان کے بچھڑ جانے کا دم دل میں ہمیشہ رہتا ہے جن کو جان سے بڑھ کر

تیری یاد تڑپاتی ہے

(ایس کے نام)

بہت بے چین کرتی ہے تیری یاد
کر کے بے حال مجھ کو تڑپاتی ہے تیری یاد
وہ تیرا دیکھا کر مسکراتا مجھ کو یاد آتا ہے
میرے ساتھ نہ چلانا وہ تیری عادت تڑپاتی ہے
وہ تیرا آنکل وہ تیری آنکھوں کا کاجل
دل دھڑکتا ہے اور سامنے تو نظر آتی ہے
دنیا میرے پیار کو بدنام کرتی ہے
تم نہ مجھ سے دور جانا بعد میں تیری یاد تڑپاتی ہے
ایسا نہ ناراض ہو جایا کرو مجھ کو تیری یاد آتی ہے
ایسا نہ روٹھ جایا کرو کیوں وکی کو تڑپاتی ہے
بہت بے تاب کرتی ہو تم بے چین کرتی تیری یاد
کیوں اتنے درد تم چلے گئے ہو کیا میری یاد آتی ہے
تیری یاد میں پاگل ہو جاتا ہوں تیری یاد تڑپاتی ہے
وکی تجھ کو یاد کر کے دل کو بہلا رہے تیری یاد
(محمد لقمان اعوان)

زندگی کو آخر بدلنا ہے

اس زندگی کو آخر بدلنا ہے دوستو
کیوں نہ آج ہی تبدیل تو ہو نہ ہے دوستو
بدل دوں میں اپنی راہ کو ابھی وقت ہے
گناہ نہ ہو جائے کہیں مجھ سے کیوں نہ بدل لوں دوستو
آج کل کا پیار نہیں دھوکہ ہے دوستو
زندگی برباد نہ ہو جائے کہیں دوستو
آخری لمحہ زندگی کا آنا ہے یاد سب کو دوستو
پھر یاد بھی ہے تم کو تو روز کی مسافت یاد ہے دوستو
اس زندگی کو گزرتا ہے وکی ابھی آداب سے
کیوں نہ سب سے معافی کی بات کروں دوستو
(محمد لقمان اعوان)

جواب عرش

جواب عرش 186 فروری 2013

”بے وفا سے وفا کیسی“

✉ تحریر: شازیہ چوہدری، شیخوپورہ

ایسا کامود کافی اچھا تھا وہ میری طرف حیران کن نظروں سے دیکھ رہی تھی
دیکھنے لگی روشنی کیا بات ہے تو پریشان کیوں ہے سب تھیک تو ہے؟ اپنا نہ
پوچھا۔ جی اپنا تھیک ہوں میں نے کپ انہاتے ہوئے منہ لتکائے جواب دیا۔ ادھر
میری طرف دیکھ کیا بات ہے اپنا نہ کہا؟ بس میری آنکھوں میں زارو قطار
انسوا گئے یہ دیکھتے اپنا نہ جلدی سے مجھے سینے سے لگایا۔
یا خدایا خیر! کیا بات ہے میری جان تو کیوں روٹی کیا ہوا مجھے سینے سے
لگائے چپ کراتے اپنا نہ کہا۔ اک دل کرے کہ اپنا کو بتا دوں اور پھر ذر لگے جو
پہلے سب ہو چکا اس کے بعد اب دوبارہ ذکر بھی تھیک ہو گا بہر حال ہمت
جتا کر میں نے اتنا کھا کہ حسیب کا فون آیا اپنا؟

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

لی زندگی ایسی کہ زندگی بھی رو پڑے
تیری تلاش میں ظالم سزا بھی رو پڑے
تجھے نوٹ کر چاہا اور اتنا چاہا
کہ تیری وفا کی خاطر وفا بھی رو پڑے
میرے نصیب، میری قسمت، میرا مقدر بنے تو...
تجھے مانگتے مانگتے دعا بھی رو پڑے
کتاب دل میں تیرا باب جب ختم کیا
ختم کرتے کرتے ”بے وفا“ کتاب بھی رو پڑے
بس! لکھتے لکھتے میرے دل کا دامن چور ہوا اور
آنکھوں سے پانی برسنے لگا بہت سنبھالا پر نہ دل سنبھل پایا
جیسے کہہ رہا ہو رو لینے دو آج دل کا بوچھ بکا ہو جانے
اولیک مدت سے جو درد چھپائے ہو سینے میں۔

آج جی بھر کے تم کو بلکا ہو جانے دو، پھر وہی
داستان بولوں پہ آئی شام کے ڈھلتے سامنے میں کالے
بال گرن گرن پر آج آسمان کا سینہ چیر رہے تھے میرے
اس درد کی آواز جیسے آسمان پر پہنچ رہی ہو اور میرے دکھ درد
کو بھی کوئی بانٹ رہا ہوں ایک ہوا کا تیز جھونکا ایسے مجھ
سلاف سے وفا کیسی

اُف یہ کیا لائنٹ چلی گئی بادلوں کی گرج تو کم نہ ہوئی
اور میں اپنی کتاب سینے سے لگائے کرسی پر بیٹھ کھڑکی کی
طرف دیکھنے لگی جس کے پردے پر تیز ہوا کے جھونکے
سے کبھی لہراتے تو کبھی ختم جاتے باہر بارش کی پڑی بوندیں
پھولوں کی خوشبو، خشک مٹی کی بھٹی بھٹی خوشبو میرے دل کو
بہت لہاتی تھی۔ اس تاریک میں ذہن بے ہوش تو میں اپنے
دل میں سامیانا چاہتی تھی۔ میرا دل جیسے تڑپ تڑپ کر آج
بھی کسی کو یاد کرتا ہے نا جانے وہ عالم وہ گھڑی کیا تھی۔
چھ دیر میں فون کی گھنٹی بجی میں نے بڑی ہمت
سے فون اٹھایا اور بیلو کیا! کیا میں روشنی سے بات کر سکتا
ہوں آواز کچھ جانی پہچانی سی تھی۔ ایسے جیسے میرے

جواب عرش 187 فروری 2013

نواب عرض

شیش ت

تھا کہیں جب اس نے مجھے خود سے جدا کرنا چاہا تب کہاں تھی یہ محبت جو آج اسے پھر میری یاد دلا رہی تھی مگر پھر بھی ناچانے کیوں میں خاموشی سے اس کی ہر بات سنتی چلتی جا رہی تھی۔ جیسے مجھے کسی نے پکڑ لیا جکڑ لیا۔ میرا ذہن بالکل ماؤف تھا کہ کیا کہوں کیا جواب دوں بس ایسے پتھر بنی رہی۔ جتنی تیز بارش کی بوندیں برس رہی تھیں اتنی ہی تیزی میری آنکھوں کے سمندر میں تھی۔ وقت کاش یہی ٹھہر جائے مگر ایسا کب ممکن تھا۔

ایک مدت گئی تھی مجھے خود کو سمجھاتے وقت کی تیز رفتار نے جینا تو سیکھا دیا مگر زخم آج بھی تازہ تھے۔ حسیب کی آواز سنتے میں جسم و جان سے بھی رہ گئی کچھ دیر سن کر جواب دیئے بنا میں نے فون بند کر دیا۔ اور بیٹھے روئی رہی ایک طرف تو امید تھی کہ پھر حسین نے میرا سہارا ڈھونڈا اور ایک طرف یہ غم تھا کہ آج اتنے سالوں بعد اسے میری یاد آئی۔

بہت مشکل ہے خود کو سمجھانا۔ اتنے میں لائٹ آگئی اور میں نے کھڑکی سے باہر جھانکا تو موسم بھی کچھ سنبھل گیا تھا سارا سامان دھل گیا ہر جانداں چیز دھل گئی ابھی میں کھڑکی میں کھڑی تھی کہ بجھ آیا آگئی ارے روشنی کیا کر رہی ہو؟ دروازہ کھولتے ہی مجھے دیکھتے کہا کچھ نہیں آیا۔ کہاں تھیں آپ اب تک!

کچھ نہیں جی۔ مارکیٹ سامان لینے گئی تو بارش بہت تیز آگئی تو کچھ دیر کر گئی سلیکن خالہ کے گھر کافی خوش ہوئی مجھے دیکھ کر اور کہنے لگی کہ چلو بارش ہی تم کو فرصت تو مل عجیب نہیں ہو دونوں کبھی سوچا نہیں کہ خالہ کا بھی یہ کر لیں۔

ارے میں چلوں بیمار ہوں گھر سے کم تھقی ہوں تو دونوں تو ملنے آ سکتی ہو۔ پھر آپ نے کیا کہا آپا! میں نے بات کاٹتے کہا۔ کہنا کیا بس گلے لگی اور سوری بول دیا۔ سامان بچن کی سہل پہر رکھتے ہوئے آپا نے جواب دیا۔ اچھا سن چائے پینے کی بنا دوں آپا نے آواز دی؟ جی ہاں لیں اور بس ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں لیکن میں اپنی دنیا میں کہیں گم تھی ذرا تھا ایک کہ آپا کو بتاؤں یا۔ بتاؤں آج

سل گئے میرے ذہن میں اچانک سی لہر ہوئی دل بے باک سا ہوتا کچھ بولنا چاہتا تھا مگر ہمت ساتھ نہ دے رہی تھی۔ اس شخص نے خاموشی کے لمحے میں میری سانسوں کی آہٹ محسوس کی۔ اور پھر دہرایا۔ بیو کیا روشنی بات کر رہی ہو!

روشنی، روشنی جواب دو۔ ایک سانس میں پیہ نہیں سکتی بلا کہا ہو گا اب مجھے پورا یقین تھا کہ کوئی اور نہیں حسیب ہے میرے دل نے مان لیا پہچان لیا اور میں خاموش زار و قطار روتی رہی میں نے فون بند کرنا چاہا مگر حوصلہ نہ بڑھا ایک دم سے آواز آئی۔ تمہیں خدا کا واسطہ میرا فون بند نہ کرنا۔ بڑی مشکل سے ہمت جتا پایا ہوں یہ سنتے ہی میرا دل اور ڈر گیا دبے دبے لہجے سے میں نے پوچھا کیا بات ہے حسیب آج اتنے سے بعد آپ کو میرا نمبر کیسے مل گیا؟

یہ بول کر میں نے ایک چپ ٹھان لی دیکھتے ہی دیکھتے میرا دل کچھ سنبھل گیا۔ میں بہت برا ہوں روشنی جو آج تک سمجھ نہ پایا تیری انمول محبت کے کبھی میں لائق ہی نہیں تھا پھر بھی تم نے مجھے نہیں ٹھکرایا۔ بات کاٹتے ہوئے میں نے کہا۔

بس! حسیب گزرتے ہوئے لمحے یاد کرنے کا کیا فائدہ آج تم یہ سب کہتے اچھے نہیں لگتے۔ جو بھی ہوا ہو گیا میری قسمت ہی خراب تھی۔ شاید ہم دونوں کے نصیب میں یہی تھا لکھا۔

لیکن! حسیب نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ جو بھی ہے روشنی قصور میرا ہے خدا نے مجھے سب دیا لیکن میں اس حق قدر نہ کر پایا۔ آج جب ٹھوکر لگی تو سمجھا کہ اپنا پن کسے کہتے ہیں۔

اس کی باتوں پہ دل مطمئن نہیں ہو رہا تھا مجھے آج بھی عجیب سی اکھڑی اکھڑی سی زندگی لگ رہی تھی اور وہ شاید مجھ میں سکون تلاش کر رہا تھا مجھ سے امید کر رہا تھا کہ اسے سہارا دوں لیکن حالات کی مہربانی اور بدلتے وقت کے تقاضے نے مجھے اتنا پتھر کر دیا کہ میرا دل اس کی کوئی بھی بات مانتے کو تیار نہیں تھا میرا دل بس اسی لمحے میں گم



تکد کبھی کچھ چھپایا بھی تو نہیں تھا۔ اتنے میں آجائے اور بسکٹ لے آئی یہ لو تمہاری پیشل اورک والی گرما گرم چائے۔ میں جھٹ سے دیکھنے لگی۔

آپا کا موڈ کافی اچھا تھا وہ میری طرف حیران کن نظروں سے دیکھ رہی تھی دیکھنے لگی روشنی کیا بات ہے تو پریشان کیوں ہے سب ٹھیک تو ہے؟ آپا نے پوچھا۔ جی آپا ٹھیک ہوں میں نے کپ اٹھاتے ہوئے منہ لٹکائے جواب دیا۔ ادھر میری طرف دیکھ کیا بات ہے آپا نے کہا؟ بس میری آنکھوں میں زارو قطار آنسو آگئے یہ دیکھتے آپا نے جدی سے مجھے سینے سے لگایا۔

یا خدا یا خیر! کیا بات ہے میری جان تو کیوں روئی کیا ہوا مجھے سینے سے لگائے چپ کراتے آپا نے کہا۔ اک دل کرے کہ آپا کو بتا دوں اور پھر ڈر لگے جو پہلے سب ہو چکا اس کے بعد دوبارہ ذکر بھی ٹھیک ہوگا بہر حال ہمت جتا کر میں نے اتنا کہا کہ حسیب کا فون آیا آپا؟

کیا؟ کیا کہا حسیب؟ اس نامراد کو آج تیری یاد کیسے آگئی۔ اگے کیا تم زخم دینے زندہ رہنے کے لیے یہ سنتے دل برداشتہ ہو گیا میرا کچھ دیر میرے پاس بیٹھے مجھے سمجھائی رہی شام ڈھلنے لگی۔ نجمہ آپا نے کھانا تیار کر کے مجھے آواز دی روشنی آ جا کھانا کھا لو میں نے کہا بھوک نہیں اوائے چل بس کر تجھے بھوک نہیں۔ اٹھ چل آؤ میرا بھی دل نہیں کرے گا۔ نجمہ آپا نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ دونوں بیٹھ گئیں کھانا کھاتے آپا نے ایک دم کہا روئی آگے کا کیا سوچا؟ کیا کرنا ہے میں ایک دم سہم گئی پیٹ نہیں آپا نہیں پھر بھی کچھ سوچا ہوگا کوئی اپنا آئیڈیا تو ہوگا نہیں آپا میری کوئی سوچ نہیں ابھی کیا کرنا۔ چلتی ہوں کچھ وقت سکون کر سکوں حالات نے اتنا ستایا کہ دل ہی بجھ گیا ہے تیری مرضی جانی۔ نجمہ آپا دل رخ موش ہوئی۔

دن گزرتے گئے وقت بدل گیا۔ آج پورے چھ ماہ بعد پھر حسیب کا فون آیا تو مجھے کچھ ٹھپ نہ لگا۔

کیونکہ میں اسکی بے وفائی کو جان چکی تھی اب اس کا تعلق نہ تھا۔ لیکن کچھ معنی نہ تھا۔ میں نے خود کو اک

نئے سرے سے آغاز کر لیا تھا آج اس کی آواز کا میرے دل پہ کچھ اثر نہ تھا اس کی آواز سن کر پہلی فرصت میں میں نے کہہ دیا حسیب مجھے فون نہ کیا کرو۔ میں نے پہلے بہت کچھ سہا اب میں بھول چکی ہوں ماضی کی ان تلخیوں کو یہ سنتے حسیب کچھ شاید کچھ کہتا میں نے فون بند کر دیا اور ایک انجان نمبر کی طرح بھلا دیا۔

صبح میں بہت مشکل لگتا ہے کہ اس بات کو اگر سمجھ پائیں کہ زندگی شاید ایک انسان نے نہ ہونے سے ختم ہو جاتی ہے رک نہیں جانی سانس وقت جب کسی کا انتظار نہیں کرتا تو کیوں خود کو تباہ کریں ہاں وقتی طور پر بہت درد ہوتا ہے کسی کے دور جانے کا مگر جو سنبھل جائے پھر احساس ہوتا ہے اپنے صحیح فیصلے کا۔

اگر کوئی آپ کی اچھائی کی قدر نہ کرنا جانے تو اتنا بھی نہ گرو کہ اٹھ نہ سکو نقل مندی یہی ہے۔



غزل

اکثر میں تنہا بیٹھ کر یہ سوچتی ہوں جب تم تھے تو کیا زندگی ہوا کرتی تھی وقت ہی نہیں ملتا تھا کسی اور کو سوچنے کا کیا تھے وہ دن وہ باتیں تیری اکثر میں تنہا بیٹھ کر یہ سوچتی ہوں سارے جہاں کا پیار سمیٹ کر ہم جب اپنی ہی دنیا میں مست رہتے تھے نہ فرصت ملتی تھی تیری یاد کے سوا نہ ہی کبھی کسی سے ملتی تھی تیرے سوا اکثر میں تنہا بیٹھ کر یہ سوچتی ہوں کہ کیا طوفان آیا تھا پھر ہماری زندگی میں جو تم کو مجھ سے اتنا دور لے گیا میں آج بھی تنہا بیٹھ کر یہ سوچتی ہوں کہ شاید تم کبھی لوٹ آؤ اپنے پیار کی خاطر (سدرہ رانی، بھریا نوالہ)

جواب عرض

پسندیدہ اشعار

نکتے مشکل سوال کرتی ہو
میرا جینا محال کرتی ہو
بن تمہارے میں جی سکوں گا کیا؟
تم بھی کتنا کمال کرتی ہو
☆-----ذیشان دیوانہ۔ فیصل آباد

☆-----ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال
ملنے ہیں ہر روز نئے زخم دوستوں سے
ندیم
☆-----ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال
تم دوستی کرنا چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟
☆-----ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال
محببتوں کی سزا بے مثالی اس نے
اداس رہنے کی عادت سی ڈال دی
☆-----ذیشان بن نذیر۔ فیصل آباد

☆-----عابد محمود۔ ملکہ
رخسار پر پسینہ تیز دھڑکنیں ہلکا سا
ہانس
☆-----عابد محمود۔ ملکہ
خود ہی دیپ جلا کر اس کی یادوں کے
خود ہی درد کا شہر بھانے لگتے ہیں
☆-----عابد محمود۔ ملکہ
ہانس
یوں جدائی کو میرا نصیب نہ بناؤ
☆-----تیمم حسین۔ پتوکی
کہ جب تم لوٹ کے آؤ تو میرے
پاس زندگی نہ رہے
☆-----عابد محمود۔ ملکہ
ہانس
وہ اک موقع تو مجھ کو بے بات کرنے
کا
☆-----مجید احمد بانٹی۔ ملتان

☆-----ایم۔ ارشد حسن۔ یوہلہ
کتنے مشکل سوال کرتی ہو
میرا جینا محال کرتی ہو
بن تمہارے میں جی سکوں گا کیا؟
تم بھی کتنا کمال کرتی ہو
☆-----ذیشان دیوانہ۔ فیصل آباد

☆-----ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال
ملنے ہیں ہر روز نئے زخم دوستوں سے
ندیم
☆-----ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال
تم دوستی کرنا چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟
☆-----ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال
محببتوں کی سزا بے مثالی اس نے
اداس رہنے کی عادت سی ڈال دی
☆-----ذیشان بن نذیر۔ فیصل آباد

☆-----عابد محمود۔ ملکہ
رخسار پر پسینہ تیز دھڑکنیں ہلکا سا
ہانس
☆-----عابد محمود۔ ملکہ
خود ہی دیپ جلا کر اس کی یادوں کے
خود ہی درد کا شہر بھانے لگتے ہیں
☆-----عابد محمود۔ ملکہ
ہانس
یوں جدائی کو میرا نصیب نہ بناؤ
☆-----تیمم حسین۔ پتوکی
کہ جب تم لوٹ کے آؤ تو میرے
پاس زندگی نہ رہے
☆-----عابد محمود۔ ملکہ
ہانس
وہ اک موقع تو مجھ کو بے بات کرنے
کا
☆-----مجید احمد بانٹی۔ ملتان

جواب عرض: انجسٹ

جواب عرض: 191 فروری 2013

پسندیدہ اشعار

جواب عرض: 190 فروری 2013

نہایت وفا کیسی

ہم نے تیرے سوا کسی اور کو اپنا یا کب تھا

☆۔۔۔۔۔ سلطان شہزاد کیف۔
الکویت

دعا بد نہیں دیتا بس اتنا ہی کہوں گا
عمران خدا کرے جسے تو چاہے وہ بھی

☆۔۔۔۔۔ عمران بلوچ۔ حب
ڈیم

محبت سے رہا ہونا ضروری ہو گیا ہے
میرا تجھ سے جدا ہونا ضروری ہو گیا

☆۔۔۔۔۔ وفا کے تجربے کرتے ہوئے عمر گزری
ذرا سا بے وفا ہونا ضروری ہو گیا ہے

☆۔۔۔۔۔ خالد فاروق آسی۔
فیصل آباد

رات بھر جسے یاد کرتے ہیں جبرائیل
وہ ملتے بھی ہیں تو غیور کی طرح

☆۔۔۔۔۔ غزالہ جبرائیل۔ لاہور
کینٹ

نیند تو درد کے بستر پر بھی آجاتی ہے
شہزاد

☆۔۔۔۔۔ شکیل احمد۔
ترت

اے مانی نہ دے گالی نہ کھائیں گے
پھل تیرے

☆۔۔۔۔۔ شکیل احمد۔
ترت

چن کی شیر کرائے دے مٹ جائیں
گے غم میرے

☆۔۔۔۔۔ شکیل احمد۔
ترت

☆۔۔۔۔۔ شکیل احمد ساجن۔
رخس

کبھی اُف کبھی آہ کبھی فریاد کرتے
ملا دے اس سے جسے ہم پیار کرتے

☆۔۔۔۔۔ شکیل احمد ساجن۔
ترت

ان کے نرم ہاتھوں سے چیزیں اکثر
بھسل جاتی ہیں

☆۔۔۔۔۔ فیصل آباد۔
رخس

ہائے کیا دل پہ قیامت ڈھاتے ہیں
خیر کرے

☆۔۔۔۔۔ فیصل آباد۔
رخس

کون کرتا ہے اس زمانے میں کوئی
کسی کو یاد کرنے والے تیرا شکریہ

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

زندگی تو اپنے ہی قدموں پر چلتی ہے
فرزاد

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

ہماری بات اتنی ہے کہ راز زندگی تم ہو
تمہاری بات تم جانو تمہارے راز تم

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

جس نے اک مدت سے ہمیں
بھلا رہا ہے

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

کرتے تو ہیں وہ یاد مجھے چاہتوں
کے ساتھ

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

ہوتا ہے یہ کمال بڑی مڑمتوں کے
بعد

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

ہائے کیا دل پہ قیامت ڈھاتے ہیں
خیر کرے

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

کون کرتا ہے اس زمانے میں کوئی
کسی کو یاد کرنے والے تیرا شکریہ

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

زندگی تو اپنے ہی قدموں پر چلتی ہے
فرزاد

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

ہماری بات اتنی ہے کہ راز زندگی تم ہو
تمہاری بات تم جانو تمہارے راز تم

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

جس نے اک مدت سے ہمیں
بھلا رہا ہے

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

کرتے تو ہیں وہ یاد مجھے چاہتوں
کے ساتھ

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

ہوتا ہے یہ کمال بڑی مڑمتوں کے
بعد

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

ہائے کیا دل پہ قیامت ڈھاتے ہیں
خیر کرے

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

کون کرتا ہے اس زمانے میں کوئی
کسی کو یاد کرنے والے تیرا شکریہ

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

زندگی تو اپنے ہی قدموں پر چلتی ہے
فرزاد

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

ہماری بات اتنی ہے کہ راز زندگی تم ہو
تمہاری بات تم جانو تمہارے راز تم

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

جس نے اک مدت سے ہمیں
بھلا رہا ہے

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

کرتے تو ہیں وہ یاد مجھے چاہتوں
کے ساتھ

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

ہوتا ہے یہ کمال بڑی مڑمتوں کے
بعد

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

ہائے کیا دل پہ قیامت ڈھاتے ہیں
خیر کرے

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

کون کرتا ہے اس زمانے میں کوئی
کسی کو یاد کرنے والے تیرا شکریہ

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

زندگی تو اپنے ہی قدموں پر چلتی ہے
فرزاد

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

ہماری بات اتنی ہے کہ راز زندگی تم ہو
تمہاری بات تم جانو تمہارے راز تم

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

جس نے اک مدت سے ہمیں
بھلا رہا ہے

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

کرتے تو ہیں وہ یاد مجھے چاہتوں
کے ساتھ

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

ہوتا ہے یہ کمال بڑی مڑمتوں کے
بعد

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

ہائے کیا دل پہ قیامت ڈھاتے ہیں
خیر کرے

☆۔۔۔۔۔ عامر اتیاز نازی۔ کوٹ بکر
سیدال

کون کرتا ہے اس زمانے میں کوئی
کسی کو یاد کرنے والے تیرا شکریہ

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

زندگی تو اپنے ہی قدموں پر چلتی ہے
فرزاد

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

ہماری بات اتنی ہے کہ راز زندگی تم ہو
تمہاری بات تم جانو تمہارے راز تم

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

جس نے اک مدت سے ہمیں
بھلا رہا ہے

☆۔۔۔۔۔ امین مراد انصاری۔
کراچی

یار بھی ہو دلدار بھی ہو ملاقات نہ ہو تو کیا
☆ ذوالفقار علی سائول۔
ملکوال اس کے لہجے کے بدلنے کی کہانی سن کے
اب بھی اے دل اے چاہو تو تمہاری مرضی
☆ ٹوبہ کنول
بھکر۔
اداس مت رہا کرو ہم سے برداشت نہیں ہوتا
☆ S
تمہارے چہرے کو خوش دیکھ کر ہم اپنا غم بھول جاتے ہیں
☆ چوہدری سعید آکاش۔
منظر آباد ہم با وفا تھے اس لیے نظروں سے گر گئے
☆ اسے تلاش شاید کسی بے وفا کی تھی
☆ عمر الزمان شاہین۔
ساہیوال پانی میں عکس دیکھ کر خوش ہو رہا تھا میں
☆ پھر کسی نے پھینک کر منظر ہی بدل دیا
☆ راشد علی نمبردار۔
سیالکوٹ تمام عمر تیرا انتظار کر لیں گے
☆ مگر یہ رنج رہے گا کہ زندگی کم ہے
☆ فنکار شیر زمان۔
پشاور تیرے دل میں وہ پہلے سی محبت نہیں

رہی لگتا ہے تیری نظروں سے گر چکا ہوں
☆ سید مبارک علی ششی۔
قائم پور تیرے ہونٹوں کی عزت کا خیال آتا ہے
☆ شاہذیب۔ چک
نمبر 75/2C
اترے تھے کبھی فیض وہ آمینہ دل میں
☆ عالم ہے وہی آج بھی ویرانی دل کی
☆ اللہ دتہ۔
بھولواں آسان تو نہیں تھا تیری یادوں کو بھلانا
☆ اس لیے مجھے خود کو پڑا مٹی نیند سلاتا
☆ اللہ دتہ۔ ذوالفقار
کافی پھر نہیں بستے وہ دل جو اک پارا جڑ جاتے ہیں
☆ قبر جتنی بھی سنوار کوئی زندہ نہیں ہوتا
☆ ایم خالد محمود
سانول۔ مروت ٹھکرایا ہر کسی کو تمہاری محبت کے
☆ غمشاد میرے چاہنے والے آج بھی چاہتے ہیں
☆ الہی بخش غمشاد۔ کچھ
مکران تجھ کو چاہا تیری دلہیز کو جہد نہ کیا
☆ وہ میرا عشق تھا یہ میری خودداری ہے
☆ محمد ساجد کوزا۔
جزائروالہ جن لوگوں سے قسمت کے ستارے

نہیں ملے
☆ رائے جاوید۔ فورٹ عباس
بردے کی کچھ حد بھی ہے پردہ نشین
☆ کھل کے مل سہ منہ چھپانا چھوڑ دے
☆ رائے جاوید۔ فورٹ عباس
زندگی جبر مسل کی طرح کاٹی ہے
☆ جانے کس جرم کی پائی ہے نزا یاد نہیں
☆ جمیل فدا۔ خیر پور
عشق سے امید وفا
☆ منزل خیر تو ہے؟؟؟
☆ منزل حسین۔
کسووال اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراخ
☆ زندگی
☆ اگر تو میرا نہیں بنا تو نہ اپنا بن پاتا
☆ مولانا عبدالشکور
نقشبندی۔ حافظ آباد ہم آپ سے کبھی خفا ہو نہیں سکتے
☆ وعدہ کیا ہے تو بے وفا ہو نہیں سکتے
☆ تم بھلے ہم کو بھلا کر سو جاؤ
☆ ہم تم کو بھلا کر سو نہیں سکتے
☆ حافظ عبدالرزاق۔
سیالکوٹ تیری رسوائیوں کے ڈر سے ہم
☆ خاموش ہیں ورنہ
☆ لکھنے پڑ آجائیں تو قلم سے سر قلم کریں

☆ وسیم آکاش۔ محبت کے مذاق (وفا)
☆ میلی اتنی وفا میں بھی نہ کرنا کبھی کسی سے
☆ ضیافت دل کی گہرائی سے چاہا جائے تو لوگ
☆ مغرور ہو جاتے ہیں
☆ ضیافت علی۔ آزاد کشمیر
ہوتی جو اگر محبت تو پوچھتے ضرور حال ہمارا
☆ ضیافت ہم اتنے خوش نصیب کہاں کہ کوئی ہم
☆ سے پیار کرتا
☆ ضیافت علی۔
جب درد اپنے ہی دیں تو پھر احساس کیے ہو
☆ عابد علی آرزو۔
سانگھیل اصول محبت میں تم خود بے وفا ہو فراز
☆ وہ جو بچھڑا تو تم مریوں نہیں گئے
☆ شعیب شیرازی میو۔
جوہر آباد ہم ٹوٹ کر کرتے ہیں میری جان
☆ محبت یہ کام ہمیں حسب ضرورت نہیں آتا
☆ شعیب شیرازی میو۔
جوہر آباد ساری عمر اپنا بناتے رہے پھر بھی وہ
☆ اپنا نہ ہو سکا آرزو
☆ پتہ نہیں کون سی محبت تھی جو ہم دے نہ سکے
☆ میری غربت نے اڑائے ہیں میری

”جواب عرض“ کی ہر دل عزیز شاعرہ کشور کرن کی شاعری

غزل

وہی آج آنکھ سے برسا ہے سادوں کی طرح
جو سدا رہا میرے ساتھ آنکھ کی طرح
میں تو وہ تھی جو ہر دل جیت لیتی تھی
آج کس در پہ دستک دے رہی ہوں سائل کی طرح
آج وہ نہیں تو ساتھ میرا سب چھوڑ گئے
لگتا ہے میں بھی تو تنہا کسی پائل کی طرح
شکھ نہ کروں گی دعا ہی دوں گی
کرن کا دل ہے تو کسی وسیع سمندر کی طرح

غزل

فنا کے بعد بھی مجھ کو ستا رہا ہے کوئی
نشان قبر کا بھی ستا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تو مزی کی زندگی دے دے
اداس میرے جنازے سے جا رہا ہے کوئی
میری اے حسرت اپنے ارمان ذرا ٹھہر جاؤ
کہ بے نقاب تصور میں آ رہا ہے کوئی
اندھیری رات کے تارو نہ جھلکاؤ
خدا کی سو گئی آنسو بہا رہا ہے کوئی
فرشتو! عرش سے پھول لا کے برساؤ
کرن کی قبر کو روند کے ڈھن بنا رہا ہے کوئی

غزل

دل تو کہتا ہے زمانے سے چھپا لوں تجھ کو
دل کی دھڑکن کی طرح دل میں بسا لوں تجھ کو
کوئی احساس جدائی کا نہ رہنے پائے
اس طرح خود میں میری جان چھپا لوں تجھ کو
روٹھ جائے تو اگر مجھ سے میری جان وفا
ساری دنیا سے خفا ہو کے سنا لوں تجھ کو
جب بھی دیکھوں تیرے چہرے پہ اداسی کا سا
بس یہی چاہوں کسی طرح ہنسنا لوں تجھ کو

تو کبھی دنیا سے بیزار اگر ہو جائے
دل یہی چاہے ہاں میں چھپا لوں تجھ کو

غزل

اپنی شاعری میں تیرا ذکر بار بار کر رہی
تیری چاہت سے نہ ہم انکار کریں گے
کوئی سلسلہ نہیں ہے تم سے ملنے کا
تصویر تیری دیکھ کر تیرا دیدار کریں گے
اب بھی نہ آؤ گے پہلے وعدوں کی طرح
پھر بھی تیرے آنے کا انتظار کریں گے
جب ہم نہ ہوں گے زمانے میں اے کرن
سب سے ذکر میرا وہ بار بار کریں گے

غزل

مانگا ہے تجھے رب سے ہم نے انتہا کر کے
اب دور نہ جانا کبھی مجھے تنہا کر کے
کون کہتا ہے اب وفاؤں کا نام باقی ہے
تم نے دیکھا نہیں کسی سے وفا کر کے
کیا ہے جو عہد تو اسے بھائی کے ضرور
ہم نہ تم سے جدا ہوں گے کسی دعا کر کے
تم سے وابستہ ہے زندگی اے سورج مہا
چاہیں گے ہم تجھے چاہت کی انتہا کر کے
نظر نہ لگے ہمارے پیار کو کسی دشمن کی
نکلتے ہیں گھر سے کرن یہی دعا کر کے

غزل

میں تیری یاد کو کہیں رکھ کر بھول گئی ہوں
سوچا تھا پہلے کروں وہ کام جو مجھ کو کرتے ہیں
پھر تو سارے ماہ و سال اس کے ساتھ گزرتے ہیں
جب یہ قرض ادا کروں گی جب یہ قرض اتاروں گی
عمر کا بانی حصہ تیری یاد کے ساتھ گزاروں گی
آج فراغت پاتے ہی ماضی کا دفتر کھلا ہے

اُبھرتی ہوئی شاعرہ گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی کی شاعری

غزل - تیری یاد کے جگنو

شام ڈھلے جب جگنو گاتے ہیں میرے آنگن میں
تیری یاد کے جگنو
ہر پرل مجھے ستاتے ہیں
میری اداس شاموں کو جاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو
میں روؤں تو مجھ کو ہنساتے ہیں
روٹھ جاؤں تو مجھ کو مناتے ہیں
میرے ہر ناز و انداز اٹھاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو

چولوں سے خوشبو ہراتے ہیں
میرے سونے آنگن کو تاروں سے جاتے ہیں
میرے آنچل میں اکثر چھپ جاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو

ڈھونڈتی پھروں میں ہر جھنڈ گلشن بہار میں اس کو
مجھ کو میرے ہی گلشن میں پکارتے ہیں
تیری یاد کے جگنو

بھٹکنے لگوں اگر میں تنہائی کے اندھیروں میں
تو مجھ کو میری منزل تک لے جاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو

میری بند آنکھوں کے سینے دکھاتے ہیں
تیری یاد کے جگنو

گلشن ناز - ٹھٹھہ قریشی

تیری جدائی

تیری جدائی نے مجھ کو شاعرہ بنا دیا

میری تنہائی نے مجھے پاگل بنا دیا
میری چاہت میں میں ڈوب گئی
میری اداؤں نے مجھے گھائل کر دیا
میری محبت نے مجھے لوٹ لیا
میری خاموشی نے مجھ سے کہہ دیا
میری آنکھوں سے ہم نے سینے چرائے
اور نیندوں سے منہ موڑ لیا
کرمانا چاہو تو اجازت ہے
ہم نے دل کا دروازہ کھول دیا
ہمیں تم سے محبت ہے - ہمیں تم کو یہ بتانا ہے
لوئی کچھ بھی کہے ہم سے - ہمیں تم کو اپنانا ہے
گلشن ناز - ٹھٹھہ قریشی

سب مجھے یاد ہے

وہ تیرا دیکھنا تیرا مسکراتا
میری آنکھوں میں وہ کاجل لگانا
اور پھر شرمائے چلے جانا - سب مجھے یاد ہے
وہ تیری ہنسی زلفیں - تیرا وہ لہراتا ہوا آنچل
میرے ہاتھوں پہ وہ مہندی لگانا - سب مجھے یاد ہے
میری وہ نرم جھمکرتی بندیا -
میرے ہاتھوں کا کھٹکنا ہوا وہ سنگن
میری وہ پائل کا شور مچانا - تیرا یوں میرے قریب آنا
اور کچھ کہتے کہتے رک سا جانا - وہ تیری دلکشی
وہ تیرا انداز بیاں - سب مجھے یاد ہے
گلشن ناز - ٹھٹھہ قریشی

نئی ابھرتی ہوئی شاعرہ نرگس ناز کی شاعری

انتظار

اتنا دکھ مرنے والوں کا نہیں ہوتا ہے
جیتا بچھڑنے والوں کا ہوتا ہے
مرنے والے تو مٹی میں دفن ہو جاتے ہیں
اور کبھی نہ کبھی ان کی یادوں سے نکل جاتی ہے
مگر بچھڑنے والوں کا انتظار ناکی یاد
بیشہ دل میں چھپی رہتی ہے جانے والا شاید
دنیا کی بھیر میں گم ہو جاتا ہے مگر انتظار کرنے والا
اس کی راہ میں آنکھیں بچھائے رہتا ہے
شاید کہ وہ راستہ بھول کر آ جائے
اور نظروں کی پیاس بجھ جائے

نئی خواہش

دیکھے جب شام تنہائی میری کوئی
پھر دل میں اتر جائے میرے کوئی
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی
چاند میں پھر میرا گھر بنائے کوئی
اک نئی خواہش جو دل میں ابھری ہے
ذرا یہ کہ اندھروں میں اڑا لے کوئی
شہر جہاں میرے پیار کے چرچے ہیں
اک تو میری نظر میں نہ سلیا کوئی

غزل

اے محبت تیرے انجام پے رونا آیا
جانے کیوں آج تیرے نام پے رونا آیا
یوں تو ہر شام امیدوں میں گزر جاتی ہے
آج کچھ بات تھی جو شام پے رونا آیا
کبھی تقدیر کا ماتم کبھی دنیا کا گلا
منزل اسے عشق میں ہر کام پے رونا آیا
جب ہوا ذکر زمانے میں محبت کا
مجھے اپنے دل نادان پے رونا آیا
اے محبت تیرے انجام پے رونا آیا

قطعہ

وہ جاستے ہوئے بھی کچھ اپنے سگ لے گیا
پھولوں کی خوشبو بہاروں کے رنگ لے گیا
پہلے بھی تھے ہجر کے شہر و روز بہت تھے
اب کے موسم جدائی جینے کے ڈھنگ لے گیا

فردیات

وہ اکثر ہم سے کہا کرتا تھا
زندگی تمہارے نام کو دی ساقی
نہ جانے زندگی ہمارے نام کر کے
وہ کب کس کا ہو گیا

اپنی زندگی تو اب مفت کا کھلونا رہ گیا ہے غالب
عجبی ہم بھی جایا کرتے تھے
جب کوئی ہمارا ہوا کرتا تھا
مجھے قسمت سے کوئی شکوہ نہیں لیکن اسے خدا
وہ میری زندگی میں آیا ہی کیوں
جو میری قسمت میں نہیں تھا
☆..... نرگس ناز سکھر

شاعری خلیل احمد ملک

مزہ آجائے گا

اک غزل وہ بھی سنائیں تو مزہ آ جائے گا
اک آنسو وہ بھی بہائیں تو مزہ آ جائے گا
آج کہہ دو ساقی سے کہ میرا گم بہت گہرا ہے
وہ نظروں سے ہلاکے دشمنی تمہارے تو مزہ آ جائے گا
اُس زہر کو بھی میں چام بچھ لوں گا ساقی
وہ اگر اپنے ہی ہاتھوں سے ہلاکے تو مزہ آ جائے گا

اُجڑتے دیکھا ہے

رہن شاہ کو آج جو آج سے سرتے دیکھا ہے
چاند کو کاش ہے ستاروں کے چہرے سے نکلے دیکھا ہے
مجھ کو محسوس ہوا ہے کہ درد چلائی کیا ہوتا ہے
جب میں نے بھول کو کبھی سے بھرتے دیکھا ہے
زندگی کتنا عذاب ہے ساقی میری دوست کوئی مجھ سے پوچھے
کئی بار میں نے ان آنکھوں سے محسوس کیا
بہاروں میں اُجڑتے دیکھا ہے

جلنے کی خبر

میرے پہلو میں بھی اک شمع جلا کرتی ہے
جس کی لو سے تصویر بنا کرتی ہے
سانسے تیرے تو زبان میری بند رہتی ہے
دل کی جو باتیں ہیں وہ آکھ ادا کرتی ہے
چپ کیوں ہو ہم سے کوئی تو بات کر
ایسی خاموشی سے تکلیف ادا ہی پوچھا کرتی ہے
شمع جلتی ہے تو زمانے کو پتہ چلتا ہے ساقی
دل کے جلنے کی خبر کب ہی کسی کو ہوا کرتی ہے

شکایت ہوگی

وہ کسی اور کی ہوگی تو قیامت ہوگی
پھر کسی کو بھی نہ کسی سے کبھی محبت ہوگی
اُسے کوئی اور دیکھے اچھا نہیں لگتا مجھ کو
اس سے بڑھ کر کسی کو اور کیا کسی سے الفت ہوگی
کل رات چودھویں کے چاند کو دیکھا تو احساس ہوا
وہ اکیلے ہے اُسے بھی شاید میری ضرورت ہوگی
اسے خدا کی اور کا نہ ہوئے دنیا میری ساقی کو
میرے سوا زندگی بھر نہ مجھ کو تجھ سے شکایت ہوگی
☆..... خلیل احمد ملک
شیدائی شریف

محمد اشرف زخمی دل، بچکی، نرگس ناز صاحب کی شاعری

غزلیات

کیا معلوم کہ سانس بھی ساتھ دے گی
تیری یادوں کو بھلانے کیلئے
روز آتے ہو زلاتے ہو پلے جاتے ہو
میری پلکوں میں اشک سجانے کے بعد
خود ہی بتاؤ کیا ممکن ہے شام بھول جانا
یاد یار کو دل میں بسانے کے بعد
معاف کرنا شام مجبور ہوں میں
بھول جاؤں تم کو مرنے کے بعد

ہر ہنسی میں سو افسانے ہیں
آنکھوں میں دکھ کے خزانے ہیں
اس پر ہم خوش رہتے ہیں
ہم غم مسکرا کر سببے ہیں
سب نے اپنا دکھ سہنا ہے
جب تک زندہ رہنا ہے
جب مٹی میں سو جائیں گے
دکھ سکھ بھی ختم ہو جائیں گے

روشن گلشن گلوں کی تازگی سے روٹھ کر
کیا لے گا تجھ کو پائل زندگی سے روٹھ کر
ہر قدم ہو موڑ بھیلے اندھروں کے سوا
ہم نے کیا پایا اب تک روشنی سے روٹھ کر
حشر تک کوئی نہ آئے گا مٹانے کے لئے شام
اب یقین ہوئے کہ ہم کو کسی سے روٹھ کر
آفتوں میں گھر نہ جائے یوں کی بھی حیات
جس طرح دنیا میری اجڑی خوشی سے روٹھ کر

اندھیری رات میں شمع جلاتا بھول جاتے ہیں
باری یاد آتی ہے بھلانے بھول جاتے ہیں
تمہاری اک سبکی عادت پریشان ہم کو کرتی ہے
نظر میں آ تو جاتے ہو زمانہ بھول جاتے ہو
تمہارے ہاتھ میں اکڑ گئی بھول دیکھا ہے

ہماری راہ میں اکثر بچھانا بھول جاتے ہو
تمہیں تو لوٹ جانے کی اکثر فکر رہتی ہے
مگر جب لوٹ جاتے ہو تو آنا بھول جاتے ہو
سنا ہے تم بھٹکی پر ہمارا نام لکھتے ہو
مگر جب ہم سے ملے ہو کھانا بھول جاتے ہو
خبر سے کرو بات نہ تلواری سے پوچھو
میں قتل ہوا کیسے میرے یار سے پوچھو
فرض اپنا سیمانے ادا کر دیا لیکن
کس طرح کئی رات یہ پیار سے پوچھو
کچھ بھول ہوئی ہے تو سزا بھی کوئی ہوگی

سب کچھ میں بتا دوں گا ذرا پیار سے پوچھو
آنکھوں نے چپ رہ کے بھی درد ادا سنا دی
کیوں کل نہ سکے یہ اب اظہار سے پوچھو
روقی ہے میرے گھر میں تصور سے ہی جس کے
وہ کون تمہارا ہی در و دیوار سے پوچھو
جی لیں گے ہم
جی لیں گے ہم اپنا کیا ہے
دل ہے ٹوٹا پسنا کیا ہے
انا پرست ہے وہ کیا جانے
میرے دل کا تڑپنا کیا ہے
گھر میرا تو چل چکا
اے بادل تیرا برسا کیا ہے
جب چل نکلے ہیں ان راہوں
پھر پیچھے مڑ کے کتنا کیا ہے
دل تو اس نے توڑ دیا پر
سینے میں یہ کسی کا دھڑکنا کیا ہے
وہ تیرے نصیب میں جب نہیں تھا اشرف
تیرا اپنی قسمت سے پھر لڑنا کیا ہے

غم

کھلاڑی
اس نے پیار کا کھیل بھی نفرت سے کھلایا
ہر بار وہ ظالم میری حسرت سے کھلایا
میرے دل و جان پہ سارا حق اُسے
دکھ اتا ہے کہ وہ میری غربت سے کھلایا
دل توڑا تو بکھرے بھی نہ دیا اس نے
میرے دل کے ساتھ کتنی الفت سے کھلایا
کیسے اس کے ہاتھوں پر باد نہ ہوتے دوستو!
پہلی بار زندگی میں کوئی اتنی محبت سے کھلایا
☆..... محمد اشرف زخمی دل
بچکی، نرگس ناز صاحب

شاعرہ طارق ملک کی شاعری

حمد

ابتدا کر رہی ہوں تیرے نام سے
مجھ کو محفوظ رکھ نام بدنام سے
چل کے آئی ہوں میں جائے الزام سے
خوب واقف ہے تو میرے انجم سے
جس نے ہستی تمہاری بھلائی یہاں
شان جھوٹی کمانی بنائی یہاں
پینے کی جس نے تمہارے احکام سے
لا تعلق رہوں ایسی اقوام سے
دن ڈھلے شب دبجو لائی تھی جو
میرے اجداد کے سر پہ آئی تھی جو
خوف آتا ہے مجھ کو اُسی شام سے
دل دہل جاتا ہے گونج کبرام سے
جان اپنی کروں حق کی راہ میں فدا
ایسی راہوں پہ چلتی رہوں میں سدا
جو جڑی ہوں تمہارے در و بام سے
ہے تعلق میرا باب الاسلام سے
تم نے بخشا ہے جن کو جہاں میں قرار
نام اپنا کر دوں میں انہی میں شمار
خیر و برکت ملے شاہ انعام سے
پہنچے لوگوں کو فائدہ میرے کام سے

غزل

اک سرو ہوا کہ جھونکے نے جب تیرا نام بتایا تھا
کچھ گزری باتیں یاد آئیں کچھ چتا زمانہ آیا تھا
دو غوغا اور نمودر ٹگا، پھر دل میں اتر کر آنے لگے
حسرت کی صدا نے درد بھرا اک گیت اٹھکا گایا تھا

معصوم کیں بے نام کلی، اک غنچہ شاخ پہ لہریا
یہ دیکھ کے ڈنکی بھوں پر کی حرف نے درد بگایا تھا
میرا گیت سنا تھا گلشن نے، ہر پھول کلاہہ ہلائی بھی
سن گیت کی ہر مٹی تھی، اک پھول جدا سا پالا تھا
ہر ایک نے دیکھا گلشن میں، وہ پھول تمہاری حسرت کا
بے نام کی خوشبو بھلی تھی، بے رنگ سا کوئی سایہ تھا

غزل

یا غم مل کبرام ملا
درد سے کب آرام ملا
دھوپ میں سارا دن سگورا
سایہ وقت شام ملا
ظلم کی جب فہرست بنی
اس میں تیرا نام ملا
تیری دکھیا عمری میں
چین برائے نام ملا
جس کے سہارے شب کاٹی
ایک چراغ شام ملا
ایک ہم ہی اچھے ہیں سنو
ہر شاعر بھی بدنام ملا

سر ایسی گیت

درد دل توں اٹھے دل کوں چاہ نہ ملی
دل دی در سال تے کیوں پناہ نہ ملی
ل کے دھچوڑے پیسے وقت توڑے دے دوج
عمر گزری ہے سالم دھچوڑے دے دوج
ایں زمانے تے میڈی صلاح نہ ملی
دل دی در سال تے کیوں پناہ نہ ملی
راہ تے منزل دی خواہش رکاوٹ بنی

دل دی دھڑکن دی اپنی تھکاوٹ بنی
راہ رکاوٹ رہی راہ توں راہ نہ ملی
دل دی در سال کیوں پناہ نہ ملی
موت آکے ملا دن دا وعدہ کرے
ہے جو حسرت نبھادن دا وعدہ کرے
تیش توں کلھن دی کوئی وجہ نہ ملی
دل دی در سال تے کیوں پناہ نہ ملی
باہجہ تہیڈے حیاتی ہر بندی رہی
رات میگوں مسلسل ڈر بندی رہی
چن فلک تے با میڈی نگاہ نہ ملی
دل دی در سال تے کیوں پناہ نہ ملی
نالکھ تہیڈا جہاں کوں ڈسندی رہی
رزم سینے دا اپنا ڈکھیدی رہی
بھر کے دھکی غری آں کوئی دوا نہ ملی
دل دی در سال تے کیوں پناہ نہ ملی
نکھ..... نالکھ طارق ملک
ضلع لیہ

غزل

یاد ماضی ملے جو آنکھوں کو سزا دی جائے
اس سے بہتر ہے کہ ہر بات بھلا دی جائے
جس سے تھوڑی بھی امید زیادہ ہو کہی
ایسی ہر شے سر شام جلا دی جائے
میں نے اپنوں کے رویوں سے یہ محسوس کیا
دل کے آگن میں بھی دیوار اٹھا دی جائے
میں نے یاروں کے پچھرنے سے یہ سیکھا گلشن
اپنے دشمن کو بھی جینے کی دعا دی جائے
☆..... سرسل: شکیلہ بانو-لاہور

انتظار حسین ساقی کی درد بھری شاعری

غزل

بجز ہوا کوئی جانے نہ سلتے تیرے
میں اچھی ہوں، کروں کس سے تدرکے تیرے
یہ کیا قرب کا موسم ہے اے نگار بچن
ہوا میں رنگ نہ خوشبو میں ڈالتے تیرے
میں ٹھیک سے تری جاہت تجھے جتا نہ سکا
کہ میری راہ میں جاں تھے مسئلے تیرے
کہاں سے لاؤں تیرا کس اپنی آنکھوں میں
یہ لوگ دیکھنے آتے ہیں آئینے تیرے
نگوں کو رزم ستاروں کو اپنے اشک کہوں
سناؤں خود کو ترے بعد تیرے تیرے
یہ درد کم تو نہیں ہے کہ تو ہمیں نہ ملا
یہ اور بات کہ ہم بھی نہ ہو سکے تیرے
جدا ہونے کا تصور رُلا گیا تجھ کو
چراغ شام سے پہلے ہی بجھ گیا تیرا
ہزار نیند جاؤں ترے بغیر مگر
میں جراب میں بھی نہ دیکھوں وہ رنج تیرے
ہو انہیں موسم گل کی ہیں لودریاں جیسے
نکھر گئے ہیں فضاؤں میں قہقہے تیرے

کیوں خفا ہیں یہ لوگ

پچھڑے مجھ سے کبھی تو نے یہ بھی سوچا ہے
اچھڑا چاند بھی کتنا اداس لگتا ہے
یہ ختم وصل کا لمحہ ہے، رائیگاں نہ سمجھ
کہ اس کے بعد وہی درد یوں کا صحرا ہے
کچھ اور دیر نہ چھڑتا اداسیوں کے شجر
کے خبر ترے سائے میں کون بیٹھا ہے

یہ رکھ رکھاؤ محبت سکھا گئی اس کو
درد رکھ کر بھی مجھے مسکرا کے ملتا ہے
میں کس طرح تجھے دیکھوں نظر جھپکتی ہے
ترا بدن ہے کہ یہ آنکھوں کا دریا ہے
کچھ اس قدر بھی تو آسان نہیں ہے عشق ترا
یہ زہر دل میں اتر کر ہی راس آتا ہے
میں تجھ کو پا کے بھی کھویا ہوا سا رہتا ہوں
کبھی کبھی تو مجھے تو نے ٹھیک سمجھا ہے
بجھے خبر ہے کہ کیا ہے جدا ہونے کا عذاب
کہ میں نے شاخ سے گل کو پھڑکتے دیکھا ہے
میں مسکرا بھی پڑا ہوں تو کیوں خفا ہیں یہ لوگ
کہ پھول ٹوٹی ہوئی قبروں پر بھی کھلتا ہے

غزل

مری محبت تو اک کمر ہے، قری دنا ہے کمال سمندر
تو پھر بھی مجھ سے عظیم تر ہے، کہاں گہر ہے کہاں سمندر
یقیناً ہے دھوکے میں آکے تیرا ہے چاند، پانی کی سلطنت میں
بلندیوں سے دکھائی دیتا ہے بوبو آسمان سمندر
ازل سے بے ست جہجو کا سر ہے درخشاں پانیوں کو
کے خبر کس کو دھوڑتا ہے مری طرح رائیگاں سمندر
میں تہذیب دور سے جو دیکھوں تو ہر طرف تل آب پاکیں
نریب جاؤں تو ریت شعلہ غلہ سال، دھواں سمندر
ہمارے دل میں چپے ہوئے درد کی خبر ختم نہ ہو گی
سنا ہے زیر زمیں خزانوں کا ہے نکل راز داں سمندر
میں استخوان کی سر زمین پر اترے دیکھوں تو بید جاؤں
بٹر سارن، حیات حوالہ یقین سال، گلں سمندر
جہاں جہاں شام غم کی انہر لگی کا نام پتا ہوا ہے
اتنی سے فتن کر گئے ملا ہے وہاں وہاں میراں سمندر

غزل

جہم جو پہنچے سر متقل تو یہ منظر دیکھا
سب سے اونچا تھا جو سر، ٹوک سناں پر دیکھا
ہم سے مت پوچھ کہ کب چاند انجرتا ہے یہاں
ہم نے سورج بھی ترے شہر میں آکے دیکھا
پیاں یاروں کو اب اُس موڑ پہ لے آئی ہے
ریت چکی تو یہ تجھے کہ سمندر دیکھا
ایسے لپٹے ہیں درد و بام سے اب کے جیسے
حادثوں نے بڑی مدت میں مرا گھر دیکھا
زندگی بھر نہ ہوا ختم قیامت کا عذاب
ہم نے ہر سانس میں برپا بیا محشر دیکھا
اتنا بے حس کہ پھٹتا ہی نہ تھا باتوں سے
آدی تھا کہ تراشا ہوا پتھر دیکھا

فردیات

تیرے بغیر جی تو رہا ہوں مگر یہ دل
صحرا کی چاندنی کی طرح سوگوار ہے
تم تو انسان کے مستقبل سے گزر آئے ہو
مجھ سے ٹوٹا ہوا پتا بھی نہ دیکھا جائے
چاند نکلا ہے ترے بعد تو یوں لگتا ہے
میرے آگن کا پتہ بھول گیا ہو جیسے
یوں ترا انتظار کرتا ہوں
جیسے میں تجھ کو یاد ہوں اب تک
نکھ..... انتظار حسین ساقی
تانڈیا نوالہ



سیف الرحمن ذہنی



عمر: 31 سال
تعلیم: شغف: دینی
نوکری کی مدد، جواب
عرض پڑھنا

پتہ: گاؤں مقابر شریف، سال، تحصیل ضلع ساہیوال

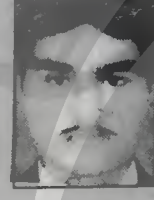
فنا شیر زمان پشاور



عمر: 33 سال
تعلیم: شغف: جواب
عرض پڑھنا، سدرجہ کی پائنتی
فائیس دیکھنا

پتہ: توحید کالونی نمبر 1، مکی نمبر 4 شاہین مسلم گاؤں نزد پھند روڈ، پشاور

تصور علی حسرت کھوکھر



عمر: سال
تعلیم: شغف: قلمی، نوٹک
دوستی، مطالعہ کرنا،

پتہ: اگوجک

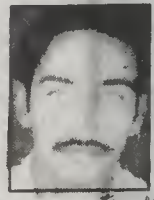
مسٹر ایم ارشد دلی



عمر: 20 سال
تعلیم: شغف: کسی کا دوست
معلوم کرنا، کرنا، قلمی دوستی
کرنا

پتہ: مدینہ انجکشن بائی، روتھ پورہ، علی محمد شہید پاولی، گرجانا، وزیراوالہ

محمد عمران



عمر: 25 سال
تعلیم: شغف: مخلص
لوگوں سے دوستی، مطالعہ کرنا،

پتہ: چشتیان، ضلع بہاولپور

ارمان سنگھ



عمر: 18 سال
تعلیم: شغف: بلا کرے اور
لوگوں سے دوستی، کرنا، مطالعہ کرنا

پتہ: چک نمبر 239 - ب ہرلاں، ڈک خانہ خانواں خاص، تحصیل ضلع فیصل آباد

طارق اسلم



عمر: سال
تعلیم: شغف: تاریخی
کتابوں کا مطالعہ، قلمی دوستی
کرنا

پتہ: محلہ کھوہ، سیکٹر نمبر 3، خلافت، ناؤں شہر، ہری پور

سردار اقبال خان مستوئی بلوچ



عمر: 29 سال
تعلیم: شغف: اچھے
لوگوں سے قلمی دوستی کرنا، جواب
عرض پڑھنا

پتہ: سردار گڑھ، ڈاک خانہ خاص، جھلس و ضلع رحیم یار خان

ریاض احمد



عمر: 36 سال
تعلیم: شغف: ایضاً
جواب، عرض میں کھنڈ
پڑھنا، قلمی دوستی
کرنا،

پتہ: باغیا پورہ، لاہور

فیض اللہ مجاور



عمر: 22 سال
تعلیم: شغف: سکول
میں پڑھنا، نیز
کاشن، کرکٹ
کھیلنا، قلمی دوستی

پتہ: محلہ بک، دربار روڈ، روتھ پورہ، نزد مسجد طیب سلطان والی، ڈیرہ غازی خان

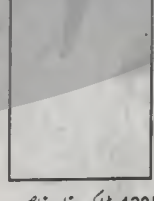
سرفراز ڈاہر



عمر: 20 سال
تعلیم: شغف: قلمی دوستی
کرنا اور جواب
عرض پڑھنا

پتہ: بہتہ لکڑیا نوالہ، ڈاک خانہ شہید منڈی، ضلع آزاد

شہباز حسین



عمر: سال
تعلیم: شغف: کتابیں
پڑھنا، نوٹک دوستی، ایس ایم
ایس کرنا

پتہ: چک نمبر 130/6R، ڈاک خانہ خاص، تحصیل بارڈن آباد، ضلع بہاولنگر

یاسر ساقی



عمر: 22 سال
تعلیم: شغف: ہمدردی
کرنا، دل چیتنا، قلمی دوستی کرنا،
مطالعہ کرنا

پتہ: گورہ پور، پوس آفس ساں نواب، تحصیل وٹس ماہرہ

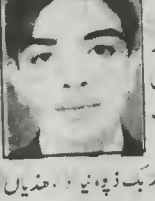
محمد اشرف ذہنی دل



عمر: 25 سال
تعلیم: شغف: جان
والوں سے پیار کرنا، قلمی دوستی
کرنا

پتہ: 51/1، ٹیکس و شیعہ صاحب

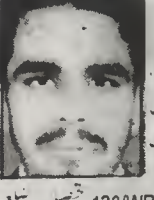
ولید



عمر: 16 سال
تعلیم: شغف: مطالعہ
کرنا، قلمی دوستی کرنا، جواب
عرض پڑھنا

پتہ: معرفت ولید بک ڈپ، نیو، حدیث خاص ضلع قصور

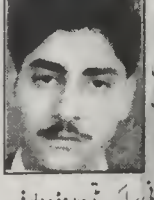
حاکم علی بکر کھٹانہ



عمر: 20 سال
تعلیم: شغف: شاعری
اچھے دوستی تلاش، کہانیاں
کھنڈ

پتہ: چک نمبر 120/WB، تحصیل وٹس و ماڑی

محمد حسن ساغر



عمر: 20 سال
تعلیم: شغف: قلمی دوستی
کرنا، جواب
عرض پڑھنا

پتہ: شاہنواز کالونی، پار، تین روڈ، خارف والہ

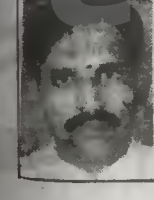
خالد فاروق آسی



عمر: 35 سال
تعلیم: شغف: دوستی
کرنا، شاعری کرنا، جواب
عرض پڑھنا

پتہ: دی لائٹ پبلک سکول، مٹی پورہ، ملت کالونی، فیصل آباد

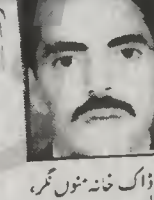
محمد سعید



عمر: سال
تعلیم: شغف: قلمی دوستی
کر کے نبھانا، جواب
عرض پڑھنا

پتہ: ضلع قصور

شاہد سلیم



عمر: 24 سال
تعلیم: شغف: اساتذ
کتاب پڑھنا، کہانیاں کھنڈ اور
دوسروں کی مدد کرنا

پتہ: گاؤں کپہ موڑ، ڈاک خانہ منوں نگر، تحصیل حسن ابدال، ضلع ساہیوال 37103

عاصم یونس



عمر: 20 سال
تعلیم: شغف: قلمی دوستی
کرنا، کرکٹ کھیلنا، جواب
عرض پڑھنا

پتہ: معرفت ناصر اقبال بک، ڈپ، حدیث خاص ضلع قصور

حکیم محمد طفیل طوقی



عمر: 53 سال
تعلیم: فاضل طب
مشغل: جنسی
پیاروں کا علان
کرتا

پتہ: حکیم محمد طفیل ضلع، نی او بیس نمبر
2692، الصفات، النویت

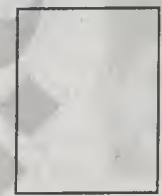
جبرائیل آفریدی



عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغل: شہزادہ
عالمگیر کی یاد میں
ترنہ، قلمی دوستی
کرتا

پتہ: ناصر آباد، ڈاک نہ ۳۷۳، شریفی، تحصیل
سی خیل، ضلع میانوالی

محمد ریاض دسی



عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغل: کرکٹ
کھیلتا اور دوستی
کرتا

پتہ: ڈیرہ گجرانوالہ، پوسٹ آفس منکیر،
تحصیل منکیر، ضلع منیر

محمد دانش ستار



عمر: 7 سال
تعلیم:
مشغل: شرارتیں
کرتا

پتہ: ڈیرہ گجرانوالہ، پوسٹ آفس منیر،
تحصیل منکیر، ضلع منیر

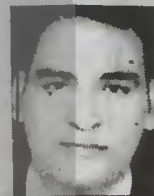
احمد جمی دگی



عمر: ساڑھے ہوں
تعلیم: الف اے
مشغل: کہانیاں
لکھتا، ایجنٹ
دوستوں کی
تلاش

پتہ: تحصیل سی خیل، پوسٹ آفس کالا
باغ، مین بازار کالا باغ، ضلع میانوالی

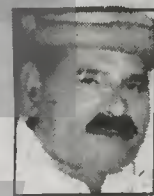
انتظار حسین ساقی



عمر: سال
تعلیم:
مشغل: قلمی دوستی
کرتا، جواب
عرض پڑھتا اور
اس میں لکھتا

پتہ: پک نمبر 594 گ ب، بانی تحصیل، پوسٹ
آفس تاملانوالہ، تحصیل تاملانوالہ، ضلع فیصل آباد

دوست محمد خان وٹو



عمر: سال
تعلیم:
مشغل: قلمی دوستی
کرتا، جواب
پڑھتا اور اس
میں لکھتا

پتہ: معرفت پاک ٹیڑ، لالی لال روڈ ایبہ

آصف ریاض



عمر: 30 سال
تعلیم:
مشغل: فلاجی کام
کرتا اور ایجنٹ
اودوں سے دوستی
کرتا

پتہ: موضع کالووال، تحصیل رینالہ خورد، ضلع
اوکاڑہ

ڈاکٹر محمد ایوب بوہڑ



عمر: 25 سال
تعلیم:
مشغل: ایجنٹ
لوگوں سے دوستی
کرتا

پتہ: گوٹہ ذوالفقار آباد باری شاخ، اوستا
محمد ضلع جعفر آباد

عمران علی شیر انصاری



عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغل: ایجنٹ
دوست
بانا، جواب
عرض پڑھتا

پتہ: محلہ مدینہ کالونی، نزد ایک مینار والی
مسجد، بھائی پھیرو

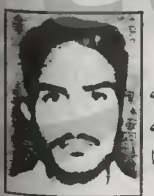
عالمگیر ٹیم



عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغل: جواب
عرض پڑھتا
رکھ

پتہ: جھنگی نزد جامع مسجد شہیدان والی، ڈاک
خانہ خاص، تحصیل ضلع گوجرانوالہ

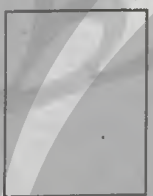
مدر علی مٹھر



عمر: 23 سال
تعلیم:
مشغل: ایجنٹ
دوستوں سے
بے پناہ محبت کرتا

پتہ: معرفت حاجی خادم ایکٹریشن ورکس،
اٹو یک، حافظ آباد روڈ، گوجرانوالہ

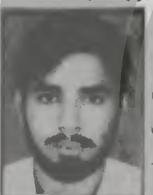
شاہد اقبال خٹک



عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغل: باوقا
دوست کی
تلاش، جواب
عرض پڑھتا

پتہ: گاؤں مری خیل، ڈاک خانہ چندری،
تحصیل ضلع کرک

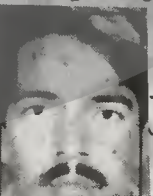
مظہر عباس تنہا



عمر: 19 سال
تعلیم:
مشغل: دین کی
تبلیغ کرتا، برائی
سے روکتا اور
رکنا

پتہ: شیخ سائیکل ورکس، یک 9 ب،
عبدالحکیم، تحصیل میان چنوں، ضلع خانیوال

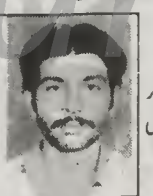
مہر ریاض احمد زید



عمر: 31 سال
تعلیم:
مشغل: جواب
عرض پڑھتا، قلمی
دوستی کرتا

پتہ: یک نمبر 282 ب، ذاب خانہ
خاص، تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

نبیل احمد بھول



عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغل: لو کے اور
لوگوں سے قلمی
دوستی کرتا

پتہ: جناب گوٹہ، سپر ہائی وے کراچی،
پوسٹ آفس، مراد میمن گوٹہ

غلام مصطفیٰ عرف موجو



عمر: سال
تعلیم:
مشغل: شاعری
کرتا، قلمی دوستی
کرتا، جواب
عرض پڑھتا

پتہ: گورگی روڈ، قیوم آباد، B ایریا، 161/6
کراچی

حبیب اللہ



عمر: 22 سال
تعلیم:
مشغل: لڑکے
لوگوں سے قلمی
دوستی کرتا

پتہ: تحصیل چیلو، ضلع گھانچے

سید نادر علی شاہ فراق



عمر: 75 سال
تعلیم:
مشغل: قلمی دوستی
کرتا، رسائل
پڑھتا

پتہ: معرفت رحیمان میڈیکل سنٹر، کالج
روڈ شاہ پور، جاکر ضلع ساکھڑ

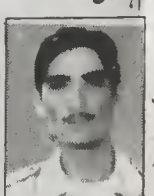
نوید احمد



عمر: 54 سال
تعلیم:
مشغل: ایس ایم
ایس، نوٹک
دوستی، مطالعہ
فلمیں

پتہ: پوسٹ بکس نمبر 2191 لاہور

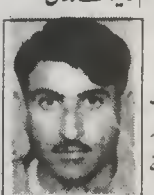
خرم ہارون



عمر: 21 سال
تعلیم:
مشغل: ماں باپ
کی خوشی کی خاطر
پرویس کا ٹائپ
دوستی کرتا

پتہ: خرم ہارون فرام دہی، معرفت محمد سابر
بیج پور شاہینک سینٹر، بساں نواب

بے وقاف ایم زید اے بھول



عمر: 24 سال
تعلیم:
مشغل: جواب
عرض پڑھتا اور
اس کے لئے
لکھتا

پتہ: جلاب گوٹہ سید صاحب، بھول آباد، نزد
عثمانیہ پول، شہر کراچی، ضلع منیر

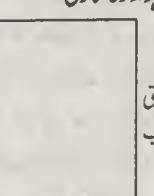
عمر داز بادشاہ



عمر: 20 سال
تعلیم:
مشغل: فٹ بال
کھیلتا، جواب
عرض پڑھتا

پتہ: یک نمبر 377 ک-ب، ڈاب خانہ
476 ک-ب، تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

شاہد نذر لاشاری



عمر: سال
تعلیم:
مشغل: قلمی دوستی
کرتا، جواب
عرض پڑھتا

پتہ: محلہ ماڈل ٹاؤن، نزد ریست ہاؤس،
فاضل پور، شاہینک سینٹر، راجن پور

گلدستہ

اقوال زریں

☆ نادان سے تحمل سے بات کرنا عقل کی زکوٰۃ ہے۔

☆ دوست چاہے جتنا بھی برا ہو اسے مت چھوڑو کیونکہ پانی جتنا بھی گندہ ہو آگ بجھانے کے کام آتا ہے۔

☆ محبت اور خلوص آپس میں فاصلوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

☆ ہمیشہ یاد رکھو کہ رشتے خون کے نہیں احساس کے ہوتے ہیں اگر احساس نہ ہو تو اجنبی بھی اپنا ہے اور اگر احساس نہ ہو تو اپنے بھی اجنبی ہیں۔

☆ عزت نفس کا تعلق ایمان سے ہے اور انا کا تعلق شیطان سے ہے۔

☆۔۔ (حضرت علیؓ)

عبدالوحید بندیل

دنیا و آخرت کی حقیقت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا کہ ایک حسین و جمیل شخص صاف ستھرا لباس زیب تن کئے آیا۔ سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دنیا کی حقیقت بیان فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"دنیا سونے والے خواب کی مانند

ہے اس شخص نے آخرت کی حقیقت دریافت کی۔ فرمایا آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اس میں ایک گروہ جنت میں جائے گا دوسرا جہنم میں۔ جنت کیا ہے؟ سائل نے کیا فرمایا "دنیا میں کیے گئے نیک اعمال کا بدلہ یہ اس کو ملے گا جس نے اس کی خاطر دنیا کو چھوڑ دیا۔ جہنم کے متعلق فرمائیے ارشاد فرمایا "دنیا میں کئے گئے برے اعمال کا بدلہ سائل نے عرض کیا اس امت کا بہترین فرد کون ہے فرمایا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اچھا یہ بتائیے انسان کو کس طرح زندگی گزارنی چاہیے؟ فرمایا قافلہ کی تلاش کرنے والے آدمی کی طرح اپنے مقصد کے حصول کے لیے بروقت چاق و چوبند رہتا ہے نوادو نے کہا دنیا کا قیام کتنا ہے؟

فرمایا قافلہ کے پیچھے رہ جانے والے شخص کے تعبیر یعنی بہت کم دنیا و آخرت میں کتنا ہے فرمایا نیک جھکنے کے برابر ہے سوالات دریافت کر کے وہ شخص چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جرائیں تھے تم کو دنیا و آخرت کی حقیقت سمجھانے کے لیے آئے تاکہ تم دنیا سے بر رغبہ اور آخرت

کی انب مائل ہو جاؤ اس شخص پر انتہائی تجب ہے جو آخرت پر یقین رکھتے ہوئے دنیا کے لیے عمل کرتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تحریر: ایم عمیر مظہر سنی تہکیاں

سچا لطیفہ

بتائی ریحانہ۔ مولے شیشوں والی ٹینک لگائے گندم صاف کر رہی تھیں۔ میں بھی ان کے ساتھ گندم صاف کرنے لگی کہ اتنے میں گندم میں سے دو ٹینک کے شیشے ملے اور یہ کیا!! میں نے بتائی کو بیفر شیشوں کی ٹینک لگائے بولتے سنا "گندم تو بڑی صاف ہے گندم تو بڑی صاف ہے"

☆ ابن اس سعادۃ گوجرانو لہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت ابو بکرؓ کی بنیاد میں عمرؓ کی دیوار ہے حضرت عثمانؓ اس کی چھت ہے اور حضرت علیؓ اس کا دروازہ ہے۔

☆ (عبر فان ایذ و قاص) ننکان صاحب

مال

جواب عرض ڈائجسٹ

☆ فراموشی ریش پروہ و عادی ہے ذرا سی چوٹ لگے تو وہ آنسو بہا دیتی ہے۔ سکون بھری گود میں ہم کو سلا دیتی ہے۔

ہم کرتے ہیں خطا تو چٹلی میں بھلا دیتا ہے۔ ہوتے ہیں ہم خفا تو دنیا بھلا دیتی ہے۔ مت گستاخی کرنا اس ماں کی اسے دوست۔ جب چھوڑتی ہے۔ گھر کو قبرستان بنا دیتی ہے۔ ☆ وقاص ایذ عرفان ضلع ننکانہ صاحب

محبت اور پھول

سرخ گلاب: محبت کا اظہار کرتا ہے سفید گلاب: پاکیزہ سوچ کا ترجمان ہے پیلا پھول: نفرت کے اظہار کو ظاہر کرتا ہے۔ نیلا پھول: نیلے پھول کا تحفہ دینے والا پھولوں کی زبان میں دوسرے شخص کیلئے خالص ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ گویا وہ اس رنگ سے اس وقت تک پیار و محبت اور چاہت کا یقین دلاتا رہتا ہے جب تک وہ اس نیلے آسمان تلے زندہ رہتا ہے۔

☆ عبدالوحید۔۔۔ بندیاں بستہ ملیر کا لوہی مزد جناح اسکو اتر شاہراہ نیافت مارکیٹ کراچی کے "گلینہ ہاؤس" چوراہے۔ سب گھر والے سو

رہے تھے۔ صرف ایک چھوٹا بچہ واجد جاگ رہا تھا۔ جب چور سامان سمیٹ کر لے جانے لگے تو بچہ واجد بولا! امیرا بستہ بھی لے جاؤ ورنہ میں اپنے ابو پوسٹ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی کا چگا دوں گا۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر واجد گلینوی ایچ 1/10 ملیر کا لوہی کراچی

دوستی کیا ہے؟

۱۔ موسم نہیں جو اپنی مدت پوری کرے اور رخصت ہو جائے۔ ۲۔ سادہ نہیں جو نوٹ کر برے اور ختم جائے۔ ۳۔ آفتاب نہیں جو چمکے اور ڈوب جائے۔ ۴۔ پھول نہیں جو کھلے اور مرجھا جائے۔ ۵۔ چاند نہیں جو رات کو اپنی روشنی بکھیرے اور صبح غائب ہو جائے۔ ۶۔ کوئل کی کوک نہیں جو دن کو چبکے اور رات کو سو جائے۔ ۷۔ بلکہ دوستی تو سانس کی طرح ہے جو چلے تو سب کچھ ہے اور ٹوٹے تو کچھ بھی نہیں۔

زندگی کیا ہے؟ ۱۔ زندگی شمع ہے جو جلتے جلتے آخر کار بجھ جاتی ہے۔ ۲۔ زندگی قلم ہے جس کی سیاہی آخر ختم ہو جاتی ہے۔ ۳۔ زندگی چاند ہے جو ایک روز

بچھ جاتی ہے ۲۔ زندگی قلم ہے جس کی سیاہی آخر ختم ہو جاتی ہے۔ ۳۔ زندگی چاند ہے جو ایک روز

بچھ جاتی ہے

جواب عرض ڈائجسٹ

209 فروری 2013

موت کی آغوش میں جا چھپا ہے۔ ۴۔ زندگی موت کا سایہ ہے۔ ۵۔ زندگی خدا کی امانت ہے۔ ۶۔ زندگی سمندر ہے جس کی گہرائی موت ہے۔

اچھی باتیں

۱۔ کسی کو اس کی ذات یا پرانے لباس کی وجہ سے حقیر مت سمجھو اس لیے کہ تیرا رب اور اس کا رب ایک ہی ہے۔ ۲۔ جب تمہارا دل گناہوں کے کاموں میں لگنا شروع ہو جائے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تمہارا رب تم سے ناراض ہے۔

۳۔ انسان کا نقصان مال اور جان کا چلا جانا نہیں۔ انسان کا سب سے بڑا نقصان کسی کی نظروں سے گرجانا ہے۔

☆ راشد لطیف سرے والا

کیا چاہتے ہو!

۱۔ دشمنی کرنا چاہتے ہو تو شیطان سے کرو۔ ۲۔ دوستی کرنا چاہتے ہو تو نیک اعمال سے کرو۔ ۳۔ کھانا چاہتے ہو تو اللہ کا خوف کھاؤ۔ ۴۔ پینا چاہتے ہو تو غصے کو پیو۔ ۵۔ ڈوبنا چاہتے ہو اپنے گناہوں کو دیکھ کر شرمندگی کے سمندر میں

جواب عرض ڈائجسٹ

209 فروری 2013

جواب عرض ڈائجسٹ

دوب جاؤ

- ۶۔ انتظار کرنا چاہتے ہو تو موت کا کرو
- ۷۔ حفاظت کرنا چاہتے ہو تو نظروں کی کرو۔
- ۸۔ پہننا چاہتے ہو تو شرم و حیا کا لباس پہنو۔
- ۹۔ رونا چاہتے ہو تو قبر کے عذاب کو یاد کر کے رو
- ۱۰۔ ہنسنا چاہتے ہو تو زندگی کی بے بسی پر ہنسو
- ۱۱۔ دینا چاہتے ہو تو مستحق لوگوں کو ان کا حق دو
- ۱۲۔ روکنا چاہتے ہو تو گناہوں سے رک جاؤ
- ۱۳۔ بیٹھنا چاہتے ہو تو اچھی صحبت میں بیٹھو۔
- ۱۴۔ چلنا چاہتے ہو تو نیک راستے پر چلو
- ۱۵۔ پرکھنا چاہتے ہو تو اپنے ایمان کو پرکھو
- ۱۶۔ مارنا چاہتے ہو تو اپنے نفس کو مارو
- ۱۷۔ ذرنا چاہتے ہو تو اللہ کے عذاب سے ڈرو
- ۱۸۔ کرنا چاہتے ہو تو مظلوموں کی مدد کرو
- ۱۹۔ بدلنا چاہتے ہو تو نیک بنو

اقوال زریں

- ☆ ماں باپ کی خدمت تب تک کرو جب تک تم خود دنیا سے چلے نہیں جاتے
- ☆ موت اور مشکل وقت کبھی ہٹا کر نہیں آتے
- ☆ عظیم ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنا غم چھپا کر سرکراتے ہیں
- ☆ خدا کی یاد سب غم بھلا دیتی ہے
- ☆ زندگی ایک بار ملتی ہے اسے فضول کاموں میں مت ضائع کریں
- ☆ سب سے زیادہ غریب وہ ہے جس کے پاس علم نہیں
- ☆ اچھا دوست خدا کا بہترین تحفہ ہے
- ☆ جس کا کردار اچھا ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں گرا سکتی
- ☆ ہر ہاتھ ملانے والا دوست نہیں ہوتا
- ☆ کسی کا دل نہ دکھاؤ ورنہ اس کے آنسو تمہارے لیے عذاب بن جائیں گے
- ☆ اعتماد اتنا نازک ہوتا ہے کہ وہ اک بار ٹوٹ جائے تو دوبارہ نہیں جڑتا
- ☆ فضول بیٹھنے سے ذکر الہی بہتر ہے
- ☆ سنگدل دوستوں سے تمہاری بہتر ہے
- ☆ دوسروں کو تھوہینے والا خود

سکون کی زندگی بسر نہیں کر سکتا

☆ ہمیشہ دوسروں کو خوشی دو خدا آپ کو بھی خوشی دے گا

اسلامی مہینوں کے نام اور صفحات

- ۱۔ محرم لفظی ہی حرمت والا، حرام کیا گیا، ممنوع وغیرہ
- ۲۔ صفر اس کا مطلب ہے خالی، زرد
- ۳۔ ربیع الاول آرامی زبان کا لفظ ہے (وہم بہار کی بارش)
- ۴۔ ربیع الثانی مطلب موسم بہار کا آخر مہینہ
- ۵۔ جمادی الاول مطلب (آنکھ بے آنسو)
- ۶۔ رجب مطلب تعظیم کرنا
- ۷۔ شعبان مطلب علیحدگی
- ۸۔ رمضان رمض سے نکلا ہے جسکے معنی میں جلانا
- ۹۔ شوال لفظ شامک سے نکلا ہے۔ مطلب اونٹنی
- ۱۰۔ ذیقعد مطلب بیٹھنا
- ۱۱۔ زوالجہ زوا کے معنی مالک یعنی وہ مہینہ جو حج کا مالک ہے

اسلامی دنوں کے نام

- ۱۔ السبت (ہفتہ) ۲۔ الاحد (اتوار) ۳۔ الاثنين (پير) ۴۔ الثلاثاء (منگل) ۵۔ الالباء

بدھ) ۶۔ انجیس (جمعرات)

۷۔ النجعة (جمعہ) عامر شہزاد اجنبی۔۔۔ چکسوئم شورکوٹ شہر

معلومات

- ۱۔ "یو ایس ایس میسوری" دنیا کا سب سے بڑا بحری جنگی جہاز ہے۔
- ۲۔ امریکہ میں واقع کیلی فورنیا یونیورسٹی دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔
- ۳۔ میڈارین (چینی) زبان دنیا میں سب سے زیادہ بولی جاتی ہے۔
- ۴۔ امریکہ کی کانگریس لائبریری دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے۔
- ۵۔ نوبل پرائز دنیا کا سب سے بڑا انعام ہے۔
- ۶۔ انڈونیشیا سب سے زیادہ جزائر والا ملک ہے۔
- ۷۔ جرمنی کا ڈوپچے نیک دنیا کا سب سے بڑا بینک ہے۔
- ۸۔ چین کی مسخ افواج دنیا کی سب سے بری افواج ہے۔
- ☆ عامر شہزاد اجنبی۔۔۔ چکسوئم شورکوٹ شہر
- چند مسلمان علمائے کرام کے اسماء گرامی
- ۱۔ ابو کمال ماہر ریاضی ۲۔ الفارابی فلاسفر ۳۔ ابراہیم بن

سینا ماہر حسابیات، طب ۴۔

محمد بن موسیٰ ماہر ریاضی ۵۔ ابوبکر محمد ابن زکریا رازی کیسیا، طبیات، طب ۶۔ المسعودی: جغرافیہ دان اور سوانح نگار

۷۔ البیرونی: جغرافیہ دان مورخ ۸۔ عمر خیام: ماہر نجوم

۹۔ یعقوب الکندی: ماہر موسیقی اور فلاسفر

☆ عامر شہزاد اجنبی۔۔۔ چکسوئم شورکوٹ شہر

محبوبہ

ایک عاشق نے اپنی محبوبہ سے کہا۔ کیا واقع تم مجھ سے شادی کرو گی؟ یہ معلوم ہونے کے باوجود بھی کہ میں پہلے 4،4 شادیاں کر چکا ہوں۔

محبوبہ: ہاں ہاں بالکل کیونکہ میں اب اپنے چھٹے شوہر کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتی

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

باپ بولا: بیٹا رکھی تو میں نے تمہاری ماں کی تھی مگر پڑے پڑے یہ نیلی ہو گئی ہے۔

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

☆ غلام عباس ساغر۔۔۔ بستی جیل آباد لنگر رائے

صحت کی قدر مومنوں سے پوچھو
کھلی فضا کی قدر مدھوسے پوچھو
مکہ مکرمہ کی قدر مسلمانوں سے پوچھو
گھر کی قدر بے گھر سے پوچھو
اولاد کی قدر بے اولاد سے پوچھو
آنکھوں کی قدر اندھے سے پوچھو
ماں کی قدر بن ماں والے سے پوچھو
حق کی قدر کسی سچے سے پوچھو
تعلیم کی قدر کسی ان پڑھ سے پوچھو
دولت کی قدر کسی غریب سے پوچھو
مدھو کی قدر ایم وائی سچے سے پوچھو
☆ ایم وائی سچا جہد۔۔

K.S.A

بالی وڈ کی ایک اداکارہ نے ایک
مشہور اداکارہ سے محبت بھرے لہجے
میں پوچھا "مجھ سے شادی کرہ گی"
اس سوال پہ اداکارہ نے شوخ لہجے
میں کہا

ایم سوری میں تو تین دن پہلے ایک
پروڈیوسر سے باہر چاچکی ہوں
تو کیا ہوا میں کچھ ہفتے انتظار کر لیتا
ہوں۔ وہ اداکارہ تو ڈھیسٹ بن کے
ہوا اور ایک جانب چل دی۔

☆ لالہ: (غیث سے) یہ ایل بی
ڈبلیو کا کیا مطلب ہے
غیث: اسکا مطلب ہے کہ لالہ

بوٹ والا
☆ حقیق کبھی بن کے گلاب چہرے
پھل جائے
بھی آسویں کے بکوں پہ جھللا

شاعرہ آستر۔۔

میرا چاند

اک عاشق رات کے وقت اپنے گھر
کی چھت پہ چار پائی پر لیٹا ہوا تھا اور
اپنے محبوب کے بارے میں سوچ رہا
تھا۔ آسمان پر چودھویں کا چاند چمک
رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر دور چمکتے
ہوئے چاند پر پڑتی ہے۔ وہ چاند کہتا

ہے۔
تینوں چن آسمانی آمدے بن آؤ کچھ
غیرب واجن اسے توں چن اس
زینت عرشاں ہی میڈا فخر زمین را
چن اسے توں ہر ماہ و قہ تبدل حسیندا
ایں میڈا بہ موسم واجن اسے تیں چن
وچ داغ ہزاراں بن، بے داغ
یا سیں واجن اسے
ترجین: ایس انمول۔۔۔

بھابڑہ
☆ گلزار کالج کے باہر دھماکے کے
بعد جیور پورٹرنے زخمی لڑکی سے پوچھا
جب ہم گرا تو کیا وہ ایک دم سے
پہنسا؟

زخمی لڑکی (نفسے سے) جی نہیں وہ
رینکتا ہوا میرے قریب آیا اور نہایت
ادب سے پیار سے اور شرما کر بولا
۔۔۔۔ باقی تھاد۔

☆ استاد شاگرد سے:۔ پڑھیں
شاگرد کے اس مصرعے کی تشریح
کرو۔۔۔
وہ جہاں بھی گیا لونا تو میرے پاس آیا

شاگرد:۔ جتنے ہی کھوتی اتھے آن
کھلوتی

☆ ایک لڑکا ایک لڑکی کو بہت چاہتا
تھا۔ لڑکے نے لڑکی کو پر پوز کیا۔
لڑکی نے جواب دیا:۔ تمہارے
ایک ماہ کی آمدنی جتنا تو میرا روز کا
خرچہ ہے۔ میں تم سے پیار نہیں کر
سکتی۔

پھر بھی وہ اس کو چاہتا رہا۔ دس سال
بعد وہ دونوں ایک مارکیٹ میں ملے
لڑکی نے کہا:۔ میرا شوہر ایک بہت
بڑی کمپنی میں جاب کرتا ہے اس کی
ماہانہ سیری ایک لاکھ ہے وہ بہت
ہوشیار ہے۔

لڑکے کی آنکھ میں آنسو آگئے تھوڑی
دیر میں لڑکی کا شوہر آیا اور اس کی نظر
اس لڑکے پر پڑی اور کہا۔ سر آپ
پہاں؟

بعد میں اپنی بیوی سے کہا، یہ میری
کمپنی کے مالک ہیں اور ایک سال کا
"دو ہزار کروڑ" کماتے ہیں۔ سر ایک
لڑکی سے پیار کرتے تھے اس لیے
انہوں نے آج تک شادی نہیں کی۔
(اسے کہتے ہیں سچا پیار)

حصانہ۔۔۔ (مرید)

معلومات عامہ

۱۔ سوڈیم ایک ایسی دھات ہے جسے
پانی میں ڈالیں تو جل اٹھتی ہے۔
۲۔ بد بد آسمان میں اڑتے ہوئے
زمین میں پانی کی گہرائی اور پانی کے

میٹھے یا کڑوا ہونے کا اندازہ لگا لیتا
ہے۔

۳۔ مسلم دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت
پاکستان ہے۔

۴۔ سعودی عرب کی 100 فیصد
آبادی مسلم ہے۔

۵۔ براعظم افریقہ میں سب سے بڑا
مسلم ملک سوڈان ہے۔

۶۔ یورپ میں تین اسلامی ملک
میں جن میں بوسینا، البانیہ اور کوسوو
شامل ہیں۔

۷۔ مسلم دنیا میں سب سے زیادہ
مسجد بن ڈھاکہ (بنگلہ دیش میں)
میں ہیں۔

۸۔ دنیا کا سب سے زیادہ اسن والا
شہر مکہ ہے جہاں قتل و غارت بالکل
نہیں ہے۔

۹۔ دنیا میں سب سے زیادہ اگنے
والی بنری آلو ہے۔

۱۰۔ بندر واحد جانور ہے جو رنگوں
میں تمیز کر سکتا ہے۔

۱۱۔ پاکستان میں سب سے بڑی
کرکٹ ٹرانی کا نام قائد اعظم ٹرانی
ہے۔

۱۲۔ پاکستان کا سب سے بڑا ریڈیو
اسٹیشن اسلام آباد میں ہے۔

☆ مرزیشیر گوندل۔۔ گوجرہ

نعت

خدا کے نبی ہیں۔ ہمارے محمد ﷺ
ہمیں دو جہاں سے ہیں پیارے محمد

گلدستہ

حوا) سے پیدا آیا اور ہم نے تم سب کو
مختلف قومیں اور قبیلے اس لیے بنایا
تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔
اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ
معزز وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار
ہے۔ (القرآن مجید)

☆ حدیث مبارکہ
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ
جس نے تین باتوں کو عقیدہ رکھا اس
نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بولا۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کل کی بات بھی
جانتے ہیں یعنی عالم الغیب ہیں۔
۲۔ رسول اللہ اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے
دیکھا ہے۔

۳۔ رسول اللہ نے ساری شریعت
نہیں پہنچائی بلکہ کچھ خاص باتیں
لوگوں کو نہیں بتائیں۔

☆ اے ایمان والو! کوئی قوم کسی
دور در قیوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن
ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور
نہ ہی عورتیں ایک دوسرے کا مذاق
اڑائیں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی
ہوں۔ اور ایک مسلمان دوسرے کا
مذاق مسلمانوں پر عیب نہ لگائے اور
نہ ہی ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔
(القرآن)

تحریر: محمد زبیر ساد۔۔۔ ملتان
انمول باتیں

۱۔ جس انسان کی صورت اچھی ہو

جواب عرض ڈائجسٹ

میری زندگی کی ڈائری

علی نواز کی ڈائری

آج تاریخ 29/9/12 ہے۔ اور

بروز سنیچر ہے اور میرے پیار کا
گیارہواں سال

بھی پورا ہوا ہے۔ اور یاروں میں اور
بھی اضافہ ہوا ہے۔ آج مجھے مہرین

کی یاد بہت شدت سے آ رہی ہے۔
شاید محبت کی جنگ میں اکیلا ہی جلتا

رہوں گا۔ اور اس بے وفا کو ایک بار
بھی یاد نہیں کیا ہے۔ اس بے وفا کو کیا

پتہ کہ پیار کیا چیز ہے۔ مرحوم شہزادہ
بھائی کہتے تھے کہ ایک کامیاب مرد

کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے
اور ایک ناکام مرد کے پیچھے کئی

عورتوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ مجھے بھی
یقین ہو گیا ہے کہ یہ جس نے بھی کہا

ہے سچ کہا ہے۔ کیونکہ میری بربادی
کا سبب بھی ایک لڑکی ہے آج میں

اتنا اداس ہوں کہ کسی بچھڑے ہوئے
کی یاد آتی ہے۔

چلے جانے دو اس بے وفا کو کسی غیر
کے ہاتھوں میں۔

جو اتنی چاہت کے بعد بھی میرا نہ ہوا۔
کسی اور کا کیا ہوگا

کہاں وفا ملتی ہے ان مٹی کے سین
انسانوں سے ملی

منجانب: علی۔ گلشن مرید
کراچی

رومان

ٹرین میں سفر کے دوران ایک ڈب
میں نہایت فیشن ایبل خاتون سفر کر
رہی تھیں۔ ان کے پاس ایک بچہ

واجد بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی ناک بہہ
رہی تھی۔ جب معزز خاتون پرنسپل

سیدہ اقبال فاطمہ سے برداشت نہ ہو
سکا تو کہنے لگیں۔ کیا آپ کے پا

سچے واجد نے ان کو گھورتے ہوئے
کہا: کیوں نہیں؟ لیکن میں دوسروں

کو اپنا رومال نہیں دیتا
پروفیسر ڈاکٹر واجد

گینوی۔
ایچ 1/10 ملیر کالونی کراچی 37

پوسٹ کوڈ نمبر 75080 صوبہ سندھ
اقوال!

☆ اگر کسی کے دل میں جگہ پیدا کرنا
ہو تو اس کا پورا نام لے کر پکارو۔

☆ نیکی کرو تو بھول جاؤ، گناہ کرو تو
یاد رکھو

☆ زندگی ایک عذاب ہے مگر لوگ
مرتے ہی زندگی کے عذاب کے

لیے ہیں۔
☆ جو علم کی راہ میں چلتا ہے۔ اللہ

اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر
دیتا ہے۔

☆ دنیا کی سب سے بڑی خرابی
عورت ہے اور اس سے بڑی خرابی یہ
ہے کہ عورت کے بغیر گزارہ بھی نہیں

۔ (حضرت علیؓ)
بد نصیبی اور خوش نصیبی
☆ بیماری نے دولت سے کہا کہ تم

کتنی خوش نصیب ہو کہ ہر کوئی تمہاری
تمنا کرتا ہے اور میں کتنی بد نصیب

ہوں کہ ہر کوئی مجھ سے بھاگتا ہے
دولت بولی: خوش نصیب ہو تم کہ تم

آتی ہو تو لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور
میری بد نصیبی دیکھو کہ مجھے پا کر لوگ

خدا کو بھول جاتے ہیں
محمد آفتاب۔ شاد کوٹ ملک

دکوئہ
اچھی باتیں

☆ کمینے کا سب سے بڑا احسان یہ
ہے کہ وہ دکھ نہ دے۔

☆ علم مومن کا گمشدہ مال ہے
جہاں سے ملے لو

☆ عقل مند ہمیشہ غم و فکر میں مبتلا
رہتا ہے۔

☆ زمانے کے پل پل کے اندر
آفات پوشیدہ ہیں

☆ غیر کے لیے کوئی موقع نہیں جب
قریبی رشتہ دار محتاج ہے

☆ مظلوم کس بد دعا سے ڈر کیونکہ
اس کی بدعا شعلے کی طرح آسمان کی

طرف جاتی ہے۔
☆ عورت ایک تصویر کی مانند ہے جو

جابل آدی کے ہاتھ لگ جائے تو اپنی
کچھ قدرو قیمت نہیں رکتی لیکن

صاحب دانش بیش قیمت خیال
کرتے ہیں۔ (نیولین)

☆ عورت سے باتیں کرتے وقت
وہ سنیے جو اس کی آنکھیں کہتی ہیں۔

☆ وجود زن سے ہے تصویر کا نکات
کے رنگ (علامہ اقبال)

ضروری نہیں کہ اس کی سیرت بھی
اچھی ہو اور جس کی سیرت اچھی ہو
ضروری نہیں کہ اس کی صورت اچھی

ہو۔
۲۔ تم اس سے محبت کرو جو تم سے
محبت کرتا ہے نہ کہ اس سے جس سے
تم محبت کرتے ہو۔۔۔

۳۔ اگر تم کسی انسان کو اللہ تعالیٰ
سے مانگتے ہو اور وہ تمہارا نہیں ہو رہا تو
اس کا مطلب ہے کہ کوئی تم کو اللہ

سے مانگ رہا ہے۔ اس کی دعا میں
زیادہ شدت و تڑپ ہے۔۔۔

عورت مفکرین کی نظر میں
☆ خوبصورت عورت کو دیکھنے سے

آنکھ اور نیک دل عورت کو دیکھنے سے
دل خوش ہوتا ہے۔ وکڑ ہو گو۔

☆ عورت کے آنسو روکنے سے
زیادہ آسان کام سمندر کے غضب

کے طوفان کے آگے بند باندھ لینا
ہے۔

☆ عورت ایک تصویر کی مانند ہے جو
جابل آدی کے ہاتھ لگ جائے تو اپنی

کچھ قدرو قیمت نہیں رکتی لیکن
صاحب دانش بیش قیمت خیال

کرتے ہیں۔ (نیولین)
☆ عورت سے باتیں کرتے وقت

وہ سنیے جو اس کی آنکھیں کہتی ہیں۔
☆ وجود زن سے ہے تصویر کا نکات

کے رنگ (علامہ اقبال)

تہماری دسترس میں ہے۔ میں بھولا
نہیں ہوں مجھے سب یاد ہے گاؤں
میں گزاری رات کا وہ پہر، وہ ساری
باتیں، ہنساکون سا مشکل کام ہے؟

بندہ دل پہ جبر کر کے بھی ہنس لیتا ہے
۔ مگر دکھوں کا کسی کی یادوں کا کیا
کریں؟ یہ دل کے اندر سے کہیں

جاتی نہیں ہیں۔ اور گھڑی بھر کے
لیے کہیں چلی جائیں تو دل میں ہی

چھپا دوں کہیں، یا توڑ کے رکھ دوں
کسی کو نے میں تم بھی کسی اپنے کی

آنکھوں میں اجنبیت کے رنگ
دیکھ کر دکھ کی دلدل میں پھنسے ہو۔

کی چپ کا ناراضگی جان کر اس کے
ترے فتنے کی ہیں؟ کسی کیلئے بے

وقت ہوئے ہو، در بدر پھرے ہو
لوگوں کے طعنوں میں باتیں سہی ہیں

؟ کوئی وعدہ کرے نہ آئے تو آنکھوں
میں ریت بھر کے پھرے ہو۔ خار خار

راستوں پر کسی کی یاد نے تمہاری
راہوں میں پھول کھلائے ہیں کسی

کے انتظار میں آنکھوں میں پاؤں
جیسے چھالے جیسی دھن محسوس کر کے

ہنسے ہو، کسی کو پانے کیلئے بھرتوں کے
غذاب سے ہیں؟ کبھی خود کو آسان کی

وسعتوں، بے انتہا پھیلے ہوئے صحرا

☆۔۔۔ علی نواز مزار ضلع گھوٹکی
(ندہ)

سدائے اطہر کی ڈائری

مجھے لمحے یاد رکھنے نہیں آتے اور وہ
اک لمحے کی بات کرتی تھی تم سے

بات ہو رہی تھی ہمیشہ کی طرح تم نے
کہا تھا کہ خوش رہا کرو اور ساتھ یہ

بھی کہا تھا کہ کسی کی بات رکھ لیتے ہو
۔ بہار توں جیسی، کسی شہزادے کی

زندگی جتنی خوبصورت باتیں کرنا

جتنا اکیلا محسوس کر کے روئے ہو؟
 کبھی آنکھیں بند کر کے کسی دل میں
 رہنے والے کو دیکھا ہے؟ ہاں! میں
 میرے پاس اتنے دکھ ہیں۔ میں
 نے یہ سب کچھ کیا ہے پھر بھی کہتے
 ہو کہ خوش خوش رہا کرو۔ سنو! سنا ہے
 عید آ رہی ہے چلو تمہاری بات رکھ
 لیتے ہیں۔ سب کچھ بھلا کر عید کی نوید
 کی سماعتوں کو گواہ بنا کے اک وعدہ
 کرتے ہیں کہ آج سے اداس نہیں
 رہنا، خوش رہنے کی کوشش کرنی ہے
 تم بھی ایسا کرنے کا وعدہ کرو۔ تو
 پھر کیا کہتے ہو وعدہ کرتے ہو۔۔۔؟
 تجھ سے پچھڑیں گے تو مر جائیں گے
 ہاں! کچھ ایسی ہی تھا وعدہ اُن کا
 ☆۔۔۔ رائے اطہر مسعود آتش

محمد خاں انجم کی ڈائری

میں بے اختیار اسے جان تمہاری یاد
 کسی مہربان ماں کی طرح جب مجھے
 پکارتی ہے تو میں شیر خوار بچے کی طرح
 اس کی آغوشِ محبت میں سمٹ کر رہ
 جاتا ہوں اُس وقت مجھ پر کیسی
 کیفیت طاری ہوتی ہے کہ اس کو
 بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں۔
 تمہاری پیاری صورت پر میں اگر کچھ
 لکھتا چاہوں تو قلم ساتھ نہیں دے
 پاتا میں تمہاری کس کس ادا کے
 بارے میں لکھوں شاید الفاظ کم پڑ
 جائیں گے اسے جان میں کبھی کبھی
 سوچتا ہوں کہ میں اس ستارے کی

دینے کی جگہ خود ان آنکھوں میں
 رہتا ہوں اور جب بحرِ قریب آتی ہے تو
 ستارہ خود مٹ چکا ہوتا ہے فنا ہو چکا
 ہوتا ہے آہ میں فنا سے پہلے فنا کیوں
 ہوں۔ جواب دو بولو جاننا کیوں
 ہوں۔۔۔؟
 ☆۔۔۔ محمد خاں انجم۔ لدھے وال
 دیپالپور

سانول کی ڈائری کا ورق

آج میں بہت خوش ہوں وجہ یہ ہے
 کہ آج کا دن میرے لیے نئی ہے
 کیونکہ آج میرے سب کام آسان
 ہوتے گئے ہیں اور سب سے بڑی
 خوشی یہ ہے کہ جو شخص مجھے دیکھنا تک
 گوارہ نہیں کرتا تھا آج وہ نظروں
 سے نظر میں ملا کر آنکھوں کی پیاس
 بجھاتا رہا آج ناجانے کیوں اسکے
 دل میں رحم آیا ہے یا پھر آج اسکے دل
 میں میری الفت کے دیے روشن ہو
 چکے ہیں کوئی بات تو ہے جس کی وجہ
 سے وہ اتنا مہربان ہوا ہے ہر بات پر
 اسکا مسکرا کر دیکھنا نظر میں چرا کر
 دیکھنا پھر مسلسل دیکھنا میں اس بات کو
 کیا نام دوں میں خوش بھی ہوں اور
 پریشان بھی ہوں خوش اسی وجہ سے
 ہوں کہ جو کبھی مجھے خود سے بہت کم تر
 سمجھتا تھا آج مجھے بہت چاہ رہا تھا اور
 پریشان اس بات سے ہوں کہ اسکا
 ساتھ چل دوں پل کا نہ ہو بس یہی
 میرے دل کی خواہش تھی جو پوری ہو
 گی آج خدا جانے اور یار کی وفا
 جانے۔۔۔
 ☆۔۔۔ آصف سانول۔ بہاول نگر

آصف سانول کی ڈائری سے

میں اتنا نرم مزاج کیوں ہوں میں ہر
 باتھ ملانے والے کا دوست کیوں بن
 جاتا ہوں میں ہر مسکراہٹ کا دیوانہ
 کیوں ہو جاتا ہوں شاید میں حسن
 پرست ہوں۔ نہیں نہیں۔ میں حسن
 پرست نہیں میں حقیقت میں محبت
 سے نفرت کرتا ہوں اگر کوئی حد سے
 زیادہ مہربان ہو جائے تو میں انکار
 نہیں کرتا لیکن دل میں خلش ضرور
 رہتی ہے کہ یہ فریب ہوگا اور پھر ہوتا
 بھی وہی ہے لوگ ایسا کیوں کرتے
 ہیں کسی سے جاہت کا ڈھونگ رچا کر
 کسی کی خوشیاں کیوں چھین لیتے ہیں
 اکیلا میں ہی نہیں ہزاروں دوست
 دھوکہ کھا رہے ہیں نمبر ایک تو حسین
 لوگ اپنی اوقات میں رہیں کسی کو
 رسپانس دے دیں پہلے تو بہت گرم جوش
 سے رسپانس دیتے ہیں پھر نہایت ہی
 نرم مزاج سے سواری کہہ دیتے ہیں کیا
 یہی محبت ہے اگر کوئی مجھ سے زیادہ
 محبت جانتا ہو تو وہ مجھ سے رابطہ کر
 کے بتا سکتا ہے۔
 ☆۔۔۔ آصف سانول۔ بہاول نگر

ستونی کی زندگی ڈائری

سوچا کر جھکو بھلانے والی کبھی تو نے
 بھی سوچا ہے کہ کسی کا دل توڑنے
 سے کبھی خدا بھی معاف نہیں کرے گا
 کہ ستونی کیسے جی رہا ہوں گاتیری ہر
 پل یاد میں اور تو کتنی سنگدل ہے اور
 تمہیں اتنی بھی فرصت کہاں ہوگی کہ
 تو نے جو ستونی کو زخم دیا ہے کیا اس کو
 محبت کہتے ہیں وہ میں کبھی بھی یہ زخم
 دکھ درد زندگی نہیں بھولوں گا اور ہر لمحہ
 ہر وقت تیرے زخم تازہ ہیں یاد کروں
 گا اور تیری نشانی سمجھوں گا اور کبھی
 بھی نہیں مٹانے نہیں دوں گا تو ایک
 سنگدل اور بے وفا لڑکی ہے اور تم کیا
 جانو اس پیار محبت کو اور کسی کا دل
 توڑنے میں تمہیں مزاحی آتا ہوگا۔
 ☆۔۔۔ سردار محمد اقبال خان ستونی۔
 رحیم یار خان

مجید احمد جالی کی ڈائری

زندگی بھی کیا چیز ہے، کبھی ہنسانی ہے
 کبھی رولانی ہے، جن سے ستارے
 نہیں ملتے وہ لہجہ لہجہ ساتھ چلتے ہیں،
 جن کی جستجو کرتے ہیں وہ دور کہیں
 صحراؤں میں بھٹک جاتے ہیں۔
 دکھوں کی نگری میں پھول بھی اگتے
 ہیں۔ جب زندگی میں بہار آتی ہے،
 انسان سچی غم بھول جاتا ہے اسے
 صرف اور صرف اپنا محبوب نظر آتا
 ہے جیسے میرے ساتھ ہو رہا ہے۔
 میری زندگی بھی کبھی غموں کے انبار
 سے دبی ہوئی تھی۔ آج اک حسین

ہے۔ میری آرزو ایمان تم ہو۔ میری تمنا ایمان تم ہو میں جدھر جاؤں جہاں بیٹھوں ایمان تیرا حسین چہرہ نظر آتا ہے تیری چائیں۔ تیری نصیحتیں جینے کا سہارا دیتی ہیں۔ ایمان اپنے پیار کو کبھی مرنے مت دینا۔ کاش ایمان تم میرے پاس رہتی۔ ہر طرف پھول بکھرے ہوتے زنگی پھولوں کی دود میں ہوتی۔ تیرے تصور میں گم تیرا مجید تجھے پل بل یاد کرتا ہے۔ ایمان زندگی میں کبھی میری ضرورت پڑے تو بغیر کسی خوف کے میرے پاس آجانا۔ ایمان مجھ کبھی تنہا مت کرنا۔ مجبوریوں کی زنجیروں میں قید ہو کر بھی یادوں کا دامن مت چھوڑنا۔ ایمان آئی۔ لو۔ یو۔ میری سویت جان۔ ایمان زمانے کے سمٹوں کا مقابلہ کرنا۔ تیرا یہ دیوانہ زندگی کی آخری سانسوں تک تیرا ساتھ دے گا۔ ایمان بس اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں دے دو۔ پھر دیکھنا ایمان دنیا کی کوئی طاقت تم کو مجھ سے جدا نہیں کر سکے گی۔ ایمان آزمائینا۔ وفا کا پجاری وفا نبھائے گا۔

☆ مجید احمد جانی۔ موضع بلی والا ملتان

☆ عامر شہزاد کی ڈائری

ہمارے سماج میں قانونی کتابوں میں لکھا ہوا ہے جب انکی بھاگ دوڑ سماج کے روایتی نظام تک پہنچتی ہے تو

اسکے معنی بدل کر رہ جاتے ہیں مختلف طبقات میں تقسیم اس نظام قانون کے بھی کئی رخ ہیں۔ بالاتر طبقے کی خوشنودی ہی قانون کی اصل تحریف و تشریح ٹھہرتی ہے۔ یہ تشریح کتا بوں میں نہیں روایتوں میں تحریر ہوتی ہے۔ ایس روایتیں جس میں قانون سب کیلئے ایک جیسا نہیں بلکہ سمندر اور جال جیسا ہے۔ جہاں طاقتور پھیلی جال کو توڑ کر اور کمزور پھیلی پچ کر نکل جاتی ہے۔ محبت نہ تو روایتوں کو مانتی ہے نہ حقوق میں تقسیم معاشرے کا تجزیہ کر کے محبوب کا انتخاب کرتی ہے۔ دل طبقوں کی پرواہ کرتا ہے اور نہ طاقت اس کا راستہ روک سکتی ہے البتہ آزمائشوں سے ضرور گزرنا پڑتا ہے۔ زندگی کی بساط اور وقت کے دھارے سب قسمت کی باتیں اور مقدر کی چالیں ہیں۔ جیتا وقت واپس نہیں آسکتا مگر مقدر ساتھ دے جاتا ہے۔

☆ عامر شہزاد اجنبی۔ چکسوئم شورکوٹ شی

☆ جنی کی ڈائری ہے

زمانہ قدیم سے عاشق وہ غبار خاک ہے جو یہاں سے وہاں اڑتا پھرتا ہے خودداری اور انا کو بالائے طاق رکھ کر گوئے یار کے طواف میں محو رہتا ہے۔۔۔ مگر آج عشق کی اقدار میں تبدیلی،،، وقت کی ضرورت اور

حالات کا تقاضا ہے، جس نے عشق کا منظر نامہ بدل ڈالا ہے کرداروں میں بھی تبدیلی آچکی ہے، سر پہرے عاشق نے اب ایسے شخص کا روپ دھارا جو اپنے جذبے اور شعور سے کام لیکر محبت کے ساتھ ساتھ دیگر فرائض، منصب کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔

☆ عامر شہزاد اجنبی۔ چکسوئم شورکوٹ شی

☆ ارمان سنگم کی ڈائری ہے

سینڈیا کے مشکل اور کھمبیر کاموں سے فارغ ہو کر جب رات کے آگن میں شام کے پہلو میں اور کسی کی یاد کے سہارے دن بھر کی تھکن اٹارنے کے لیے جب ورق گردانی کرتا ہوں تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ اکثر پرانی یادوں کو دل سے نکالنے میں بڑی دشواری پیش آتی ہے۔ اور مایوسی کے پردے دل پر بلکی سی دھند بنا دیتے ہیں۔ نہ جانے کسی کو دل سے نہ چاہتے ہوئے بھی کیوں نہیں بھول پاتا۔ ہر وقت دن بچل سا جاتا ہے۔ پر کہتے ہیں کہ جنہیں دل میں بسالیا جاتا ہے وہ کبھی بھی دل سے دور نہیں ہوتی۔ مجھے وہ لمحے بھی یاد ہیں جب میں اُس کے ساتھ زندگی کے حسین بل بتاتا تھا اُس کی ہر خواہش کا دل سے احترام کرتا ہے تھا۔ جیسے کسی کی مشہری کی

جانی ہے۔ ہر وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا۔ وقت کے ساتھ انسان کے حالات بھی بدل جاتے ہیں۔۔۔ مگر پھر بھی اُسے جتنی بھولنے کی کوشش کرتا ہوں وہ اُٹنا یاد آتا ہے۔ پتہ نہیں کیوں جس سے ہم اتنی محبت کرتے ہیں کہ دل و جان لُٹا دیتے ہیں۔ وہی ہم سے اتنی دور چلے جاتے ہیں کہ واپس آنے کا راستہ ہی بھول جاتے ہیں۔ (s) تمہیں کیا خبر کہ میں تم کو کتنا چاہتا ہوں۔ تم سے کتنا پیار کرتا ہوں۔ اگر تمہاری محبت لکھنے بیٹھ جاؤں تو زندگی ختم ہو سکتی ہے پر تمہاری محبت میرے دل سے کبھی نہیں نکل سکتی۔۔۔ (s) تمہیں بھلانا میری دسترس میں نہیں۔ پلیز تم لوٹ آؤ۔ ہاں لوٹ آؤ۔۔۔

☆ ارمان سنگم۔ فیصل آباد

☆ حسن کی ڈائری ہے

میں اپنی ڈائری کا ایک شہری ورق اپنے ایک پھول جیسے دوست کے نام کرتا ہوں۔ اگر وہ پڑھے تو وہ مجھ سے رابطہ ضرور کرے، شکریہ "ستاروں کی محفل سے چرایا ہے آپ کو دل سے اپنا دوست بنایا ہے آپ کو اس دل کو ٹوٹنے مت دینا اے دوست کیونکہ اس دل میں بسایا ہے آپ کو۔۔۔

☆ چوہدری حسن بشیر۔ گجرات

☆ وفا کی ڈائری!

سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ اپنی زندگی کی ڈائری کو کہاں سے شروع کروں ساری کی ساری دکھوں اور تکلیفوں سے بھری پڑی ہے! جب سے میری روح، میرا پیار بھٹک چھوڑ کر گئی ہے۔ دل پریشان سا رہتا ہے کسی کام میں دل نہیں لگتا زندگی اک بوجھ بن کر

بچپن ایک ایسی حسین عمر ہے جسے یاد کر کے لوگوں کی اکثریت آئیں بھرتی ہے۔ بچپن میں کسی چیز کی کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ جواب عرض کے بانی شہزاد عالمگیر صاحب بھی اپنے بچپن کو بہت یاد کرتے تھے شاید دنیا کا کوئی ایسا شخص ہو جو اپنے بچپن کو یاد نہ کرتا ہو۔ میں بھی اپنے بچپن کو بہت یاد کرتا ہوں۔

☆ رئیس صدام ساحل۔ سنی خان بیلہ

☆ حسن کی ڈائری ہے

میں میری یادوں میں میری روح صرف میرے محسوس کی حکومت ہے اس دل پر وہ آج بھی بادشاہ بن کر حکومت کر رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک کی ذات اُس کو وہ تمام خوشیاں عطا فرمائیں۔ جسکی وہ تمام کرے اور اس کی جھولی سدا خوشیوں سے بھری رہے وہ سدا ہنستی اور مسکراتی ہے۔

☆ چوہدری حسن بشیر۔ گجرات

☆ وفا کی ڈائری!

سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ اپنی زندگی کی ڈائری کو کہاں سے شروع کروں ساری کی ساری دکھوں اور تکلیفوں سے بھری پڑی ہے! جب سے میری روح، میرا پیار بھٹک چھوڑ کر گئی ہے۔ دل پریشان سا رہتا ہے کسی کام میں دل نہیں لگتا زندگی اک بوجھ بن کر

☆ چوہدری حسن بشیر۔ گجرات

رہ گئی ہے۔ مگر میرے دوستوں کا شکریہ جولوگ میرے کام میرا حوصلہ بڑھایا۔

کر رہے تھے وفادہ انہی سے وفا کے تذکرے ہمیں دیکھ کر بات کا پہلو بدل دیا ہم اداس ہیں اس کو خوش رہنے کی دعا دے کر دوا!

وہ خود بھی ستا ستا تھا اب اس کی یاد بھی ستاتی ہے۔

☆ چوہدری حسن بشیر۔ گجرات

☆ وفا کی ڈائری!

سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ اپنی زندگی کی ڈائری کو کہاں سے شروع کروں ساری کی ساری دکھوں اور تکلیفوں سے بھری پڑی ہے! جب سے میری روح، میرا پیار بھٹک چھوڑ کر گئی ہے۔ دل پریشان سا رہتا ہے کسی کام میں دل نہیں لگتا زندگی اک بوجھ بن کر

☆ چوہدری حسن بشیر۔ گجرات

☆ وفا کی ڈائری!

سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ اپنی زندگی کی ڈائری کو کہاں سے شروع کروں ساری کی ساری دکھوں اور تکلیفوں سے بھری پڑی ہے! جب سے میری روح، میرا پیار بھٹک چھوڑ کر گئی ہے۔ دل پریشان سا رہتا ہے کسی کام میں دل نہیں لگتا زندگی اک بوجھ بن کر

☆ چوہدری حسن بشیر۔ گجرات

☆ چوہدری حسن بشیر۔ گجرات

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو سارے غم ختم ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا لگتا ہے کہ ہم نے کبھی غم دیکھا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خوشیاں دے اور غموں سے بچائے۔ آمین۔ (خوب محمد تنولی۔ دربند و کافی)

میری رائے میں میں نہیں جانتا کہ غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے۔ یہ تو ان لوگوں کو ہی پتہ ہوگا جن کو غم کے بعد خوشی ملتی ہے۔ (محمد ثقلین۔ رکھلہ منڈی)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جب خوشی ملی تو سب کو بتاؤں گا۔ امید یہ قائم ہے۔ (نوید ملک۔ بدین۔ سندھ)

میری رائے میں اچھا لگتا ہے مگر اگر غم کے بعد نہ ملے خوشی ویسے ہی مل جائے تو کچھ اور بھی زیادہ اچھا لگتا ہے۔ اور میں تو سب کچھ اچھا لگتا ہے جب آج ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ (محمد افضل اعوان۔ گوجرہ)

میری رائے میں جن کو غم کے بعد خوشی ملی وہی بتا سکتے ہیں کہ کیسی لگتی۔ جب مجھے بھی غم کے بعد خوشی ملی تو بتاؤں گا۔ غموں کے بغیر زندگی

اوروری۔ (محمد ارسلان احمد دھکی شانی ڈبو کر امندی بہاوالدین)

میری رائے میں جب خوشی کے بعد غم اور غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان ہی کہتا ہے کہ کاش مجھے کوئی غم نہ ہوتا۔ (محمد یسین شفیق۔ خانیوال)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ایک لمحے کے لیے ملتی ہے تو ہم زندگی بھر کے غم بھول جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم دنیا کے غموں کو بھی بھول جاتے ہیں۔ (اداسی شاخان۔ میر پور ماتھیلو)

میری رائے میں جیسے بہت عرصے بعد مجھے اچھا دوست ملا ہے اس طرح غم کے بعد خوشی بھی اچھی لگتی ہے۔ میں تو ناز و جی کے دم سے ہوں۔ ایم۔ وائی سی۔ K.S.A)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا بہت بھلا لگتا ہے اپنوں کا پیا ر نصیب ہوتا ہے۔ دوستوں کی قربت اور زندگی تمام پریشانیوں سے آزاد لگتی ہے۔ (آرزو۔ سوہنا شہر جزائوالہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو خوشی بھی غم کے موسم میں گھر کر می کے عالم میں گم ہو جاتی ہے اور غمگین دل میں اپنا مسکن بنا کر دل

کو اور بھی غمگین اور چھلنی کر دیتی ہے۔ (سید مبارک علی ٹنٹس۔ قائم پور)

میری رائے میں چمن او اس سے پھولوں میں رنگ نہیں وہ زندگی ہی کیا جس زندگی میں غم نہیں۔ (محمد نعیم۔ کروڑا سنگ)

میری رائے میں کچھ بھی نہیں کیونکہ انسان غموں میں جی سکتا ہے لیکن چند لمحوں کی خوشی میں نہیں خوشی ہمیشہ ہیک میں ملتی ہوئی چیز کا نام ہے۔ (اختر صبا۔ بنوں)

میری رائے میں تو انسان پھر سے جینے کی امنگ کے کتر و تازہ پھول کی مانند کھل اٹھتا ہے۔ خوشی عارضی ہی کیوں نہ ہو چمک رہتی ہے بہت پر جوش رکھتی ہے۔ (عبدالملک کیف۔ صادق آباد)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان خوشی کے مارے اپنے غم بھلا دیتا ہے اور پھر کبھی غم کا تصور نہیں کرتا۔ (عبدالجبار نجی۔ منیکرہ)

میری رائے میں میری آپ سے درخواست ہے کہ اب آپ اس کالم کو بند کر دیں کیونکہ خوشی اور غم انسان کے مقدر میں لکھا گیا ہے اس لیے کبھی بھی یہ ایک ساتھ نہیں ملتے۔

(عامر غلام رسول۔ قبول شریف)

میری رائے میں اچھا لگتا ہے کیونکہ ایک غم کے بعد خوشی کے ل جانے سے انسان ایک بار تو تمام دکھ درد بھول جاتا ہے اور پھر سے خوشیوں کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (عثمان غنی۔ تبول شریف)

میری رائے میں اس بارے میں میں کیا بتا سکتا ہوں جس کو ہر غم کے بعد غم ہی ملتے ہیں ایک غم ختم نہیں ہوتا تو دوسرا آ جاتا ہے۔ (عامر امتیاز نازی۔ کلر سیدان)

میری رائے میں غم کے بعد اگر خوشی ملتی ہے تو اس کی قدر بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے اور پھر اس خوشی کو انسان دل سے لگا کر رکھتا ہے۔ (پرنس مظفر شاہ۔ پشاور)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے تو یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے ہمیں ہر حال میں خوش رہنا چاہیے کیونکہ دکھ کھانا مالک اللہ ہے۔ (حافظ محمد عرفان۔ گای خرو)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے کا احساس مفرد ہوتا ہے ایسے لگتا ہے انسان دھوپ سے نکلی کر پل بھر کے لیے چھاؤں میں آ گیا ہو۔ (رنیس ارشد۔ خان پیلہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ایک عجیب سی کیفیت ہوتی ہے۔ کہ شاید یہ وقت کی خوشی کہتے غم

چھپائے بیٹھی ہے۔ (واجد آرزو۔ ساہیوال)

میری رائے میں غم کے بعد جو خوشی ملتی ہے وہ خوشی تمام غموں کو بھلا دیتی یہی خوشی ہمیشہ غم کے بعد اچھی لگتی ہے۔ (مدثر MS۔ ڈاکھانہ ماڑی جھنگ)

میری رائے میں جب انسان غموں سے چور ہو کر اپنا تک کوئی خوشی نوید صحن بن کر چلی آئے تو انسان میں اس غم کو سینے کی قوت سی آ جاتی ہے۔ (عامر شہزاد اجنبی۔ چکسوئم شوگر کوٹ سٹی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت خوشی ہوتی ہے طبعیت خوشگوار ہو جاتی ہے۔ غم کو بھولنے کی انسان میں ہمت آ جاتی ہے۔ (دانیال ساگر۔ چکسوئم شوگر کوٹ سٹی)

میری رائے میں غم کے بعد جو خوشی ملتی ہے وہ بہت اچھی لگتی ہوگی۔ کیونکہ میں تو ابھی غموں کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں۔ (عبدالرزاق مغل۔ چوک بٹلا)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے تو بہت اچھا لگتا ہے کیونکہ اصل خوشی وہی ہوتی ہے جو غموں کے طوق پہننے کے بعد ملے۔ (ایم عامر دھکی۔ چوک بٹلا)

میری رائے میں مجھے غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو دلی مسرت ہوتی ہے اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میں ایمان والوں کو خوف کے بعد اس دن دوں گا۔ (محسن علی جٹ۔ ضلع ساہیوال)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو بہت زیادہ اچھی لگتی ہے۔ زندگی آدمی جو دن باقی ہوتے ہیں وہ بہت خوش ہو کر گزارتا ہے اور سب میں خوشیاں بانٹتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو خوش رکھے آمین۔ (اعجاز احمد دانش۔ وسوے والا ضلع اوکاڑہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے تو بہت اچھا لگتا ہے انسان اپنا ماضی بھول جاتا ہے مگر انسان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے اسے اپنا ماضی نہیں بھولنا چاہیے۔ (حماد ظفر بادی۔ منڈی بہاوالدین)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو زندگی بھر سے مسکرانے لگتی ہے جتنے غم دیکھے ہوتے ہیں انسان ان سب کو بھول جاتا ہے۔ (ایم وکیل عامر جٹ AR۔ ساہیوال)

میری رائے میں غم زندگی وہ ایک جسم ہے اگر کسی انسان کو ہمیشہ خوشی ملتی ہے تو وہ اللہ کو بھی بھول جاتا ہے۔ غم وہ چیز ہے کہ اس سے بندے کو اللہ تعالیٰ بہت یاد کرتا ہے۔ اللہ کو یاد کرنے سے سب کچھ ملتا ہے۔ (شامد اقبال خٹک۔ کرک چندرنی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے تو بہت اچھا لگتا ہے مگر آپ یہ

کو پناہ ختم کر دیں اس کو بھی کافی عرصہ ہو گیا ہے کوئی اور کو پناہ شروع کریں۔ (حماد ظفر بادی۔ مندی بہاوالدین)

میری رائے میں آج تک کبھی خوشی ملی نہیں ہے ہاں جب بھی کوئی دکھ ملتا ہے تو اپنے رب سے دعا کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی اسی خوشی دے میرے رب۔ (ملک ولی اعوان گوردی۔ کینٹ لاہور)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو اچھا لگتا ہوا کیونکہ مجھے ابھی تک کوئی خوشی نہیں ملی۔ جب ملی تو ضرور بتاؤ گا۔ (نوید ملک گولاریجی۔ سندھ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے سے غم ادھور اضرور ہو جاتا ہے لیکن خوشی میں غم کو بھلا یا نہیں جاسکتا۔ (واجدنا زرخشی ساجن۔ ساہیوال)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو انسان اپنا غم بھول جاتا ہے۔ اور انسان کی زندگی بدل جاتی ہے۔ (جواد ترقی۔ ذریعہ اسماعیل خان)

میری رائے میں جب غم کے بعد اچانک خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے بے جان جسم میں جان آگئی ہو اور اک عجیب سی تازگی اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔ (طارق محمود۔ دیوال)

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے۔

کی طرح بنایا جائے کیونکہ شہزادہ عالمگیر کی یاد بہت آتی ہے آپ لوگوں نے جواب عرض کے سب کالم بدل دیے ہیں (امجد علی کوڈوانہ۔ بمقام مکتبہ انوار اللمعات)

میری رائے میں خوشی ملے گی تو بتائیں گے کیسا لگتا ہے بچپن کی چند خوشیوں کے بعد غموں کی ایسی بہار آتی جو لوٹنے کا نام نہیں لے رہی۔ (ایم عاصم۔ چوک میٹرا)

میری رائے میں تو بہت اچھا لگتا ہے ہاں لیکن مجھے آج تک کوئی غم نہیں ملا جس کو ملا ہے خدا ان کو خوش رکھے اور ان کے غم اور دکھ سب دور کرے (آمین) (شاہد یب پرٹس۔ جیل نمبر 75/L)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ایک عجب سامر حلہ لگتا ہے خوشی دوپل کی اور غم تو زندگی کے ہر موز پر منظر رہتا ہے۔ غم زندگی کا ساتھی ہوتا ہے جب کوئی دوست نہیں ہوتا۔ (منیر رضا۔ ساہیوال)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا بہت افرور لمحہ ہوتا ہے۔ لیکن اپنوں کے غموں میں جینا بھی بہت اہم ہوتا ہے (عمرو ازاد آکاش۔ جڑانوالہ)

میری رائے میں غم کے بعد جب انسان کو خوشی ملتی ہے بہت اچھا لگتا ہے اور ان لمحوں میں انسان اللہ کا شکر

جواب عرض ڈائجسٹ 222 فروری 2013

ادا کرتا ہے۔ کہ اس نے غم کے بعد اسے خوشی دی۔ شکر یہ۔ (عبدالستار نیازی۔ زرین بگ دشت مکران)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا فطری عمل ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کسی کو غم زیادہ ملے ہیں اور کسی کو خوشیاں۔ (شاکر حسین شاہ۔ قاضی والا کنگن پور)

میری رائے میں خیرات میں ملی خوشی مجھے ہرگز پسند نہیں ہم اپنے غم میں رہتے ہیں نوابوں کی طرح ابھی غم سے اتنی الفت ہو گئی ہے کہ خوشی روکھ گئی۔ (محمد اسماعیل آزاد۔ کھ کھر گھر یوٹک)

میری رائے میں عجب لوگ بستے ہیں تیرے شہر میں۔ زخم دے کر پوچھتے ہیں حال کیسا ہے غم ہی غم ملے زندگی میں آزاد مر گیا تیری جدائی میں

میری رائے میں شاید خوشی کا دور بھی آجائے اے آزاد آنسو نکل پڑے ہیں تمنا کئے بغیر۔ غم کے بعد خوشی ملی ہی کہاں جو ہم بیاں کر سکے۔ (محمد اسماعیل آزاد۔ کھ کھر گھر یوٹک)

جواب عرض ڈائجسٹ 222 فروری 2013

تھے۔ (ایم اشفاق بٹ۔ لالہ موسیٰ)

میری رائے میں غم اور خوشی انسان کے لیے بہت ضروری ہے اگر غم کے بعد خوشی مل جائے تو بہت اچھا ہوتا ہے انسان سب غم بھول جاتا ہے۔

میری رائے میں انسان کو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے اگر آپ کو غم ملے گا تو انشاء اللہ وہی آپ کو خوشی بھی دے گا اپنے خدا پر یقین کہ وہ تو غم کے بعد خوشی یا خوشی کے بعد غم یہ تو نصیب ہیں۔ (امداد علی عرف ندیم عباس تنہا۔ میر پور خاص)

میری رائے میں آج کل اس نفسا نفسی کے دور میں کوئی بھی کسی کا نہیں بس اپنی ہی جہن میں لوگ جتی رہے ہیں لوگوں کو غم اور خوشی سب ایک ڈرامہ ہی لگتا ہے۔ غم ملا تو چند گھنٹوں تک اور خوشی ملی تو کوئی نکل سچائی تو غم کیا ہے خوش کیا اپنے دل میں خوش محسوس کریں۔ (ندیم عباس تنہا۔ میر پور خاص)

میری رائے میں یہ تو ظاہری بات ہے۔ مٹی کے بعد خوشی ملے تو خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ لیکن مجھے تو خوشی اس وقت ہوتی ہے جب میرا دوست مجھ سے خوشی سے بات کرتا ہے۔ (عالم شیر زاہد۔ ہاجی وال۔ چنیوٹ)

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے۔

پر دکھاوے کے لیے خوشی کے آثار لے آئے گا۔ لیکن وہ اپنے اندر کے غم کو بھلا پاتا۔ (عثمان غنی انجم۔ قبولہ شریف)

میری رائے میں تو سب لکھنے والے لوگوں نے اس کالم میں اپنی اپنی رائے دے دی ہے اب میرے خیال اس کو اب بند کر دیں۔ (پرنس عبدالرحمن گجر۔ گاؤں مین لاٹھا)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا انسان کو صرف اور صرف وقتی طور پر تو خوشی ہوگی لیکن اس خوشی کا اثر زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا کیونکہ غم تو غم ہے۔ (عثمان غنی انجم۔ قبولہ شریف)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملی ہے تو رب کا شکر ادا کرنا چاہیے اور دوسروں کے ساتھ خوشیاں بانٹنی چاہئیں۔ (عمران عباس پرنس۔ خانہوال)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے اور ہم غم کو بالکل بھول جاتے ہیں خوشی اچھی ہے اور غم برا۔ (محمد طارق نور۔ زرین بگ بلوچستان)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے بے جان جسم میں جان آگئی ہو۔ انسان اس وقت سب بھول جاتا ہے۔ (عمر زمان شاہین پرنس۔ 75/18c)

جواب عرض ڈائجسٹ 222 فروری 2013

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری دوسری شادی ہو رہی ہے۔ (امین مراد انصاری۔ کراچی)

میری رائے میں جب غم کے بعد اچانک خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے بے جان جسم میں جان آگئی ہو جیسے بھٹکے ہوئے مسافر کو راستہ مل گیا ہو۔ غم حیات میں گزری ہے زندگی۔ درو کس نے دیا کچھ یاد نہیں۔

میری رائے میں اگر انسان کو غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو خوشی ایک بستی مسکراتی زندگی ہے اس سے انسان کہتا کہ اللہ کی ایک نعمت ہے اس کو کبھی فضول مت سمجھنا۔ (عدیل شہزاد نسیمی۔ منیکہ)

میری رائے میں جدید دنیا میں خوشی بھی نہیں ملتی ہے آج کل کے دور میں خوشی کے آثار نہیں ملتے غم ہی غم ہے۔ بہر حال غم کے بعد اگر خوشی مل جائے تو جان میں جان بھر آتی ہے۔ (عبدالرشید نیرنجو۔ گڈانی۔ لویہ)

میری رائے میں غم کے بعد غم بھی ملے ہیں خوشی نام کی کوئی چیز نہیں دیکھی دعا کریں اللہ پاک ہمیں بھی خوشیوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔ (محمد صفدر دھکی۔ کراچی)

میری رائے میں غم کے بعد اگر امید اچھی ہو تو ضرور خوشی ملتی ہے زندگی میں خوشی اور غم پے در پے ملتے

جواب عرض ڈائجسٹ 222 فروری 2013

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

S.P.S۔ ربنا دل خورد کے نام
ہر روز کی بڑائی اچھی نہیں ہوتی
یہ سوچ لو جدائی ابھی نہیں ہوتی
میں تو صبر کر لوں گا اے مظہر
لیکن بے وفائی ابھی نہیں ہوتی
مظہر علی گچی۔ ساہیوال۔ نور شاہ

☆-----☆
اب میں تنہا ہوں تو محبت کیوں نہیں
آتی
محمد صفدر دکنی۔ کراچی

☆-----☆
نور۔ منڈی بہاؤ الدین کے نام
آگ دل میں لگا کے چھوڑ گئے
تاب غم آزما کے چھوڑ گئے
چارہ سازوں سے اب کیا امید
تم ہی اپنا بنا کے چھوڑ گئے
کریم بٹلی۔ سوئی گیس فیلڈ

☆-----☆
عائشہ۔ کراچی کے نام
اے خدا خوشی ہر پل ان کے پاس
رکھنا
میری عائشہ کو تو کبھی اداس نہ رکھنا
غم نہ آئیں ان کے پاس میرے مولا
تو نظر کرم ان پر خاص رکھنا
علی نواز منواری۔ ضلع تحصیل گھونکی

☆-----☆
کلیم یوسف کے نام
میری یادوں نے تم کو پاگل بنا رکھا
ہوگا
میری باتوں نے تم کو دیوانہ بنا رکھا
ہوگا
اگر یقین نہیں آتا میری محبت کا کلیم
تو دل چیر کر کبھی دیکھ لینا تیرا ہی نام

☆-----☆
نادر قدیر۔ چکوال کے نام
محبت اسکی خیالوں سے کبھی نہیں جاتی
نہید ہے آنکھوں میں مگر کیوں نہیں آتی
وہ ساتھ تھی تو محبت کا لطف تھا مجھے

خوشی ملے تو دل کو سکون آ جاتا ہے۔
(سائلہ قاسم۔ ڈنگہ گجرات)

☆-----☆
میری رائے میں
میری ماں پیارتھی
تو میں بہت ٹھیک تھا اب وہ ٹھیک ہو
گی ہے تو میں بہت خوش ہوں اور ایسا
محسوس ہوتا ہے کہ اب کوئی غم نہیں
ہے۔ (ذکار شیر زمان پشاور)

☆-----☆
میری رائے میں
میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا
ماننا بہت اچھا لگتا ہے خوشی کے مٹنے
سے دل کا ماحول اچھا بن جاتا ہے۔
(ایم جرنیل آفریدی۔ کرمستانی
ناصر آباد)

☆-----☆
میری رائے میں
بہت ہی اچھا لگتا
ہے دل کرتا ہے کہ ہمیشہ خوش رہوں
دکھ کبھی بھی قریب نہ آئیں میں اللہ
رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ
اللہ ہر انسان کو خوش رکھے۔ اور
قارئین کو شاد و آباد رکھے آمین۔
(زیب ظہور احمد بلوچ۔ ڈیرہ مراد
جہانی)

☆-----☆
میری رائے میں
دل خوشی سے جھوم
اٹھتا ہے ہوں پر مسکراہٹ اور
خوشیوں کے گیت بجنے لگتے ہیں
پرائے بھی اپنے لگتے ہیں گے ذمہ نھر
جاتے ہیں اور غم کے بعد خوشی پہ پردہ
ڈال دیتی ہے۔ (عاشق حسین طاہر۔
منڈی نوٹانوالہ)

☆-----☆
میری رائے میں
بہت اچھا لگتا ہے
اور ابھی بھی خوشی کے مٹنے سے بھی

☆-----☆
میری رائے میں
بہت اچھا لگتا ہے
میں ہی تو زندگی ہے۔ (عبدالحمید احمد
سنٹرل جیل فیصل آباد)

☆-----☆
میری رائے میں
زندگی، مکوں سے
جھری ہوئی تھی اچانک اللہ نے چاند
ساہیواؤں کو دل خوش ہو گیا۔ کبھی
ڈانس نہ کیا خوشی سے ڈانس کرنے لگا
ڈانس حرام و حلال یا زور بادل خوش
ہو گیا۔ (حکیم ظہیر۔ گوجرانوالہ)

☆-----☆
میری رائے میں
غم کے بعد خوشی
ملے تو بہت اچھا لگتا ہے۔ جو لوگ غم
دیتے ہیں وہ دوسروں کو ان سے مجھے
خیریت ہے اور جو لوگ دوسروں کو خوشی
دیتے ہیں ان سے مجھے محبت ہے۔
(ندیم لمس)

☆-----☆
میری رائے میں
مجھے زندگی میں
بہت محبت ملی ہے تو میں صرف
مادری محبت ہی ہے جو اگر کمزور جاتی ہے
ٹھنکے، دکھ دینے والے اور دن رات
تڑپانے والے غم نہیں ہیں یہ
اپنے ہی میں جو مجھ پر زخم پر زخم
لگاتے جا رہے ہیں اور میری زندگی
مذاب بتائی ہوئی ہے آخر تک
خدا کی انجمنی۔۔۔ (محمد آفتاب شاہ
کوٹ ملک دوکونہ)

☆-----☆
میری رائے میں
غم کے بعد خوشی کا
ماننا ایسا ہے جیسے بچہ ابھی ماں کی کوکھ
سے پیہ پتا ہے بالکل خوشی اسی طرح
ہے۔ (مسٹر ایم رشید وفا۔
گوجرانوالہ)

☆-----☆
میری رائے میں
بہت اچھا لگتا ہے

جو نہ کرنا تھا وہ کیا اس نے
یاد کرنے سے بھی نہ یاد آؤں
ایسا مجھ کو بھلا دیا اُس نے
علی نواز مزاری۔ ضلع تحصیل گھوٹکی

☆-----☆
محبوبہ۔ لاہور کے نام
اس کے سوا کسی سے محبت نہ تھی
وہی تھا پتھر دل میں کوئی دوسرا نہ تھا
عمر اور از اس کی محبت میں کٹ گئی
سجدے کرتے
یہ اور بات ہے کہ وہ خدا نہ تھا
نوید احمد۔ لاہور

☆-----☆
الہی بخش غمشاد۔ کچھ مکران کے نام
سدا تم ہی رہو میرے دل کی
نگاہوں میں غمشاد
میں حسن پرست نہیں کہ سر یوسف کا
طلبگار ہوں
الہی بخش غمشاد۔ کچھ مکران تربت

☆-----☆
دنیا کے تمام محبت کرنے والے لوگ
میرے بھائی ہیں
عرض ہے اپنوں کا دامن بھی کبھی نہیں
چھوڑنا۔

ایم پرویز آریو۔ دنیا پور

☆-----☆
راشدہ آر۔ چٹوکی کے نام
وقت سمندر کے کنارے پہ کھڑا ہے تو
خیر مانگ
بے رحم لہروں کے ساتھ تیرے قدم

ڈنگا نہ جائیں تم سے ہے ملنا تو ہم تم سے مل کر کہیں
کشور کرن۔ چٹوکی

☆-----☆
تبسم حسین۔ چٹوکی کے نام
باجی کشور کرن بہت اچھی شاعرہ ہے
میں باجی کی شاعری کو بہت پسند کرتا
ہوں۔ میری باجی ہمیشہ سلامت
رہے

☆-----☆
تبسم حسین۔ چٹوکی
اپنی پیاری ماں کے نام
ختم کروں ساری سائیں ماں کے
اک اشارے

☆-----☆
اے خدا اک اور احسان کرنا رکھنا
سلامت ماں میری
کشور کرن۔ چٹوکی

☆-----☆
علی عباس ڈھکون کے نام
دل میں جگہ نہ دیں گے ہم اب کسی کو
محبت کوئی نہ کہیں گے اب ہم کسی کو
محبت نے ہی برباد کر دیا اس قدر علی
اپنی شکل دکھاتے نہ جائیں گے اب
ہم کسی کو
ندیم عباس ڈھکون چک نمبر 79/5

☆-----☆
سدرہ سمر۔ گوجرانوالہ کے نام
بھول جانے والے نہیں یاد کرتے
ہیں ہم
خدا تمہیں خوش رکھے یہ دعا کرتے
ہیں ہم

تم سے ہے ملنا تو ہم تم سے مل کر کہیں
گے

☆-----☆
تمہارے پیار میں اپنی جان بھی
قربان کریں گے

☆-----☆
سیف الرحمن زخمی۔ سیالکوٹ
مقابر شریف

☆-----☆
سدرہ سمر۔ گوجرانوالہ کے نام
تم نے ہی ملنا تو ملا کریں گے ہم
دنیا جلتی ہے تو دنیا کو جلایا کریں گے
ہم

☆-----☆
سیف الرحمن زخمی۔ سیالکوٹ
نائلہ۔ راولپنڈی
تیرے معصوم چہرے کے تقدس کی قسم
دل نے تو کہا وفا نہ بھی تم سے پیار
کیا ہے
امداد علی عرف ندیم عباس تنہا۔ میر پور
خاص سندھ

☆-----☆
گلشن ناز۔ ٹھٹھہ قریبی کے نام
اندازہ بیاں گریہ منہ شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں
میری بات
پرفیس عبدالرحمن گجر۔ گاؤں مین لانبھا

☆-----☆
شبانہ پروین۔ وہاڑی کے نام
وعدہ تو کر گئے پانچویں دن کا
سنا ہے دنیا چار دن کی ہے
محمد ہارون قمر۔ بیچ پور۔ ہزارہ

☆-----☆
وہ جب دور تھا تو بھی کتنے پاس تھا
کیا بیٹھا سا وہ بھی احساس تھا
آج وہ بھی پاس ہو کے کتنا دور ہے
یار ب قسمت کو شاید یہی منظور ہے
محمد آفتاب شاد۔ کوٹ ملک دوکوٹہ

☆-----☆
عمر وراز بادشاہ۔ فیصل آباد
سدا روشن رہے تیرے مقدر کا ستارہ
تجھے اور تیرے نصیب کو کسی کی نظر نہ
لگے

☆-----☆
عمران بلوچ۔ بلوچستان
جبرائیل آفریدی۔ ناصر آباد کے نام
جس وقت چھلک اٹھی ہیں آنکھیں
میری
اپنا دامن کوئی چپکے سے بڑھا دیتا ہے
میں کرتو لوں کسی اور سے اظہار وفا
لیکن
کوئی چپکے سے میرا ہاتھ دبا دیتا ہے
غزالہ جبرائیل۔ لاہور کینٹ

☆-----☆
نور جان۔ تربت کے نام
تجھے پیار ہے میں جانتی ہوں اے نور
جو بات ہے
اور ہے کہ تم نے کبھی کیا تو نہیں
شکیل احمد ساجن۔ تربت مکران

☆-----☆
شکیل احمد ساجن۔ کچھ مکران کے نام
پھولوں سے زیادہ نرم ہو تم شعلے سے

زیادہ گرم ہو تم
اب یہ دل چاہے ہمارا لینے رہیں
جیسے آنچل ہو تم ہمارا۔
رخسار جان۔ تربت کچھ مکران

☆-----☆
رخسار۔ تربت مکران کے نام
آنکھ ہے تصویر تیری ہونٹوں پہ نام تیرا
اگر رخسار مجھے نہ ملا تو تو کیا انجام ہو
گامیرا

☆-----☆
شکیل احمد ساجن۔ تربت مکران
پھولوں کو خوشبو پسند خوشبو کو پھول
پسند
رخسار تیری پسند خدا جانے جھکو تیری
ہر او ا پسند
شکیل احمد رخسار۔ تربت مکران

☆-----☆
G صدیق صاحب۔ کراچی کے نام
نہ جانے کون سی انجھنوں نے گھیرا ہوا
ہے
اگر ساتھ چھوڑ گیا ہے تو اسے ہر جانی
نہ کہو
خالد فاروق آسی۔ فیصل آباد

☆-----☆
R روزی۔ سر صوبہ گلر سیدان کے نام
تمہیں پھولنے میں مجھے کچھ وقت
لگے
اور وہی کچھ وقت میری زندگی ہے
عامر امتیاز نازی۔ سموٹ بڑوہ کلا

سیدان
☆-----☆
محترمہ عاصمہ۔ فتح پور کے نام
زمانے سے سنا تھا محبت ہو جاتی ہے
جو چاہت ایک طرف ہو وہ چاہت ہو
جانی ہے
کہیں یہ دعا کا اک لفظ بھی اثر کر جاتا
ہے
تمہیں پہ برسوں کی عبادت ہار جاتی
ہے

☆-----☆
ارمان سنگم۔ فیصل آباد
محترمہ عاصمہ۔ فتح پور کے نام
درد ملتا ہے مگر دوا نہیں ملتی
دوا ملے بھی تو شفا نہیں ملتی
ہم نے ہر طرف گھوم کے دیکھ لیا ہے
جان
حسن والے تو ملتے ہیں مگر وفا نہیں ملتی
ارمان سنگم۔ فیصل آباد

☆-----☆
محترمہ عاصمہ۔ فتح پور
تم لے تو زندگی مسکرانے لگی
ہر سانس میں تیری خوشبو آنے لگی
یہ تیری ہے یہ تیرا دیوانہ پن
ہر چیز میں تیری صورت نظر آنے لگی

☆-----☆
امین۔ منیراکا نام
ہر مشکل میں دعا تیرے ساتھ ہے
اس بے وفا زمانے میں میری وفا
تیرے ساتھ ہے

شعری پیغام آنے پیاروں کے نام

جائے

۱۲ عضو و اجزاست

سہانے خواب اور ان کی تعمیر تو دیکھو

علی نواز مزاری۔ ضلع و تحصیل گھونکی

محمد صابر - نیکانہ صاحب

مجھے شکوہ ہے

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں مہرین بشیر، عمر گوندل، قمر اعجاز گوندل، حماد ظفر ہادی گوجرہ، یہ نماز نہیں پڑھتے۔ (ڈاکٹر نوید اقبال - گوجرہ)

مجھے شکوہ ہے ایسے قارئین سے جو جواب عرض کی رائیٹر لڑکیوں سے رابطہ کرنے کے لیے اصرار کرتے ہیں پلیز ان سب کو اپنی بہنیں سمجھیں۔ عورت بھی انسان ہے اس طرح ان پیاری بہنوں کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ (محمد خاں انجم - دیپالپور)

مجھے شکوہ ہے دہائی کہانیاں جواب عرض میں نہیں بھیجتے۔ (محمد ساجد کوڑا - جڑانوالہ)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض والوں سے کہ وہ کالم مجھے شکوہ ہے کو بند کیوں نہیں کرتے کہ اس کی جگہ کوئی اچھا سا دوسرا ٹاپک آنا چاہیے۔ (عبدالملک کیف - صادق آباد)

مجھے شکوہ ہے اپنے اُن دوستوں سے جو سب سمجھ کر بھی ساتھ رہنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اور بعد میں خواب میں بھی نظر نہیں آتے۔ (انجی جی - سالکوٹ)

مجھے شکوہ ہے مجھ کو ان لوگوں سے جو اپنا بنا کر بھول جاتے ہیں وہی لوگ جو جان دینے کی قسمیں کھاتے ہیں پھر یکدم بدل کر زندگی کٹھن بنا جاتے ہیں۔ (محمد یاسین - جھنگ)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو دوستی اور پیار کے نام پر معصوم لڑکیوں کو دھوکا دیتے ہیں اور ان کی معصوم جوانی اور پاکیزہ زندگی برباد کر دیتے ہیں۔ (اسد الرحمن - شوکوٹ شہر)

مجھے شکوہ ہے کنول سے جس نے مجھے تو کچھ نہیں بتایا لیکن میر کزن کے ذریعہ پیغام جدائی میرے لیے ہی بھیج دیا۔ کنول میری دعا خوش رہو آباد رہو۔ (امداد علی عرف ندیم - پورخاص)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض میں کچھ معزز لوگوں سے جو آدمی کو خاطر میں نہیں لاتے ذرا بھی نہیں سوچتے کہ زندگی کا کوئی پتہ کب ختم کر جائے۔ (آصف سانول - بہاولنگر)

مجھے شکوہ ہے مجھے شکوہ ہے جناب ریاض احمد باغبانپورہ سے جو اتنے بہترین رائیٹر ہونے کے باوجود

مجھے شکوہ ہے اپنی ذات سے کہ میں نے اتنے پیار کے باوجود بھی کچھ حاصل نہیں کیا اور اس دنیا میں ٹھوکرین کھاتا رہا اب مجھ میں ہمت ہی نہیں رہی۔ (سید مبارک تقی شمس - قائم پور)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو دوستی کے نام پر دھوکا دیتے ہیں دوست بنا کر پھر دھوکا دیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ (اسد الرحمن - شوکوٹ شہر)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں سے جو میری جی دوستی کو تسلیم نہیں کرتے اس دکھ بھری دنیا میں۔ (محمد یاسین - رائی - تھہ پانی)

مجھے شکوہ ہے ایسے دوستوں سے جو ضرورت کے وقت ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ (محمد عظیم - ڈونلڈ لونگہ)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ آتش سے وہ میری کہانیوں کو جگہ نہیں دے رہے جو کافی ماہ سے سراپا انتظار ہیں جواب عرض کی چوکت پر۔ (عمران انجم - رائی - تھہ پانی)

مجھے شکوہ ہے NAZ دری خیل سے جو مجھ سے ناراض ہے لیکن ہم تو وہ دیوانے ہیں جو کانٹوں کو بھی دامن پہنچا لیتے ہیں۔ (مسح اللہ سمی - کوہاٹ کینٹ)

مجھے شکوہ ہے باجی کشور کرن سے

کہ آپ کی تحریریں پسند کرنے پر دو الفاظ کے ساتھ میرا شکریہ ادا نہیں کرتیں۔ پلیز ایسا نہ کیا کریں۔ (مجید خان - قمر - کوئٹہ)

مجھے شکوہ ہے آپ ایسے شخص سے جو میری وفاؤں کو خاطر میں نہیں لاتا کاش اسکے دل میں میری محبت کالا دھواں نہ پڑتا۔ (آصف سانول - بہاولنگر)

مجھے شکوہ ہے SAM سے کیونکہ اس نے مجھے محبت میں دھوکہ دیا خدا کرے تو جہاں بھی رہے خوش رہے آمین۔ S میں آج بھی تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ (عابد علی آرزو - سانگلہ ہل)

جاوید۔ فوراً تھکاس) مجھے شکوہ ہے تقدیر سے جس نے ہم سے ہمارا احترام لیڈر شہزادہ عالمگیر جدا کر دیا لیکن شاید یہی نظام قدرت ہے میں ہمہ وقت ان کی مغفرت کے لیے دعا گو رہوں گا۔ (محمد خاں انجم - لدھی وال)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض والوں سے کہ ایک سال پہلے کہانیاں ارسال کی جو ابھی تک شائع نہیں ہوئیں۔ (ساجد ہزاروی - شیخوپورہ)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دو پیار کرنے والوں کو جدا کر دیتے ہیں۔ (ملک افضل ساگر - صفدر آباد)

مجھے شکوہ ہے شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں۔ نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں M۔ (سید شہزاد آرمانی - ویشواسام)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست انجم شفیع تنہا سے جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجھ سے روٹھ جاتا ہے۔ I miss y o u (نثار احمد حسرت - نور جمال شاہی)

مجھے شکوہ ہے بس شکوہ تو جواب عرض والوں سے ہی ہے جو میری کہانیاں شائع نہیں کرتے۔ بس من بانی لوگوں کی کرتے ہیں۔ (ساجد ہزاروی - شیخوپورہ)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض والوں سے جو بعض لوگوں کی کہانیاں اکثر

شائع کرتے ہیں لیکن میری کوئی کہانی نہیں۔ (ساجد ہزاروی - شیخوپورہ)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض کے نگران اعلیٰ سے کہ میری تحریروں کو جواب عرض میں جگہ کیوں نہیں مل رہی مجھے اپنے فن کو اجاگر کیوں نہیں کرنے دیا جا رہا پلیز نوٹس ضرور لیں۔ (آصف سانول - بہاولنگر)

مجھے شکوہ ہے وقت کی بے رحمی لبوروں سے جو اپنے تیز بہاؤ کے ساتھ میرے مقدر کی ہر خوشی بہا کر نہ جانے کہاں لے گئیں اور دیکھ کر سے آنکھن کے پھول بن گئے۔ (محمد خاں انجم - دیپالپور)

مجھے شکوہ ہے مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں کیونکہ زندگی ایک بار ملتی ہے اُسے ہنسی خوشی جی لو۔ (عامر غلام رسول - قبولہ شریف)

مجھے شکوہ ہے ان شعراء سے جو ادب شاعری کو نیلام کرتے ہیں۔ پلیز ایسا نہ کرنا۔ (اختر صبا - بنوں)

مجھے شکوہ ہے ان سب دوستوں سے جو ایک دوست کے ہوتے ہوئے دوسروں سے پیار کرتے رہتے ہیں پلیز ایسا مت کیا کریں۔ (سید مبارک علی شمس - قائم پور)

مجھے شکوہ ہے اپنے نصیب سے کہ آج تک مجھے کوئی چچا چاہنے والا نہیں ملا ہے۔ جس پر بھی بھروسہ کیا ہے اسی

مجھے شکوہ ہے

نے ناگ بن کر ڈسا ہے۔ (آرزو۔

جزا نوالہ)

مجھے شکوہ ہے اپنی فین سے کہ وہ

مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ میری دعا

ہے کہ جہاں بھی رہے خوش رہے آباد

رہے۔

(خوا محمد تنولی - در بند دوکانی)

مجھے شکوہ ہے حیرا شاہین سے جو

ایک بات کی ضد پکڑ لیتی ہے پلیز

اپنے دماغ کو ٹھیک کرو۔ (ذوالفقار

علی سانول - ملک وال)

مجھے شکوہ ہے N سے جو میرے

سے رابطہ نہیں کرتی پلیز رابطہ کرو میں

آپ کا انتظار کروں گا؟ (نوید ملک۔

بدین)

مجھے شکوہ ہے ریاض احمد باغبانپورہ

کوثر ریاض، مس اقرارالاہور اور جیلہ

اختر واہ کینٹ سے کے آپ نے

جواب عرض میں لکھنا کیوں چھوڑ دیا

ہے۔ (عمر اور آاز کاش۔ جزا نوالہ)

مجھے شکوہ ہے راحت سے کہ اس

نے بہت دن ہو گئے ہیں مجھ سے

رابطہ نہیں کیا۔ آئی۔ لو۔ یو راحت۔

(محمد یلین شیق۔ خانیوال)

مجھے شکوہ ہے عامر شہزاد اجنبی سے

جو میرے پیار کو دھکا دیتا ہے میں

نے اس سے سچا پیار کیا ہے۔ (نبیلہ

اکرم۔ شوگر کوٹ)

مجھے شکوہ ہے R سے جس نے مجھ

سے یہ کہا کہ میں تم کو کہاں گیا جان

مجھے شکوہ ہے

میرا وہ پیار ایک بار کہہ دو میرے ہو

۔ (عامر امتیاز نازی۔ کلر سیدیاں)

مجھے شکوہ ہے شہزاد آتش بھائی

سے پلیز بھائی میری سنووری شائع

کردیں کب تک انتظار کروائیں

گے اب اور انتظار نہیں ہوتا۔ (اسے

۔ آر۔ راجیلہ منظر۔ جمرہ سٹی)

مجھے شکوہ ہے شرا عجاز گوندل فرام

الٹی سے جو ہمیں بھول گئے ہیں۔ شمر

بھائی اتنی دوریاں اچھی نہیں ہوتیں۔

(حماد ظفر بادی۔ گوجرہ)

مجھے شکوہ ہے ان سے جو ٹائم پاس

کرتے ہیں وقت آنے پر چھوڑ دیتے

ہیں۔

I have those peoples

(محمد ثقلین۔ رکھلہ منڈی)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو

دوستی کے وعدے کرتے ہیں۔ اور

نبھانا بھول جاتے ہیں دوستوں سچے

دل سے ہر کسی سے ملو کسی کو ناراض

مت کرو۔ (شاہد اقبال خٹک۔ کرک

چندرنی)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو کسی

لڑکی کو بلاوجہ تنگ کرتے ہیں۔ خدا

کے لیے ایسا نہ کیا کرو کیونکہ آپ کے

گھر میں بھی ماں بہن ہے۔ (نوید

اختر سحر۔ مخدوم پور)

مجھے شکوہ ہے چاچو جبار سے کہ وہ

فون کرتے ہیں لیکن مجھ سے بات

نہیں کرتے پلیز ایسا نہ کریں۔

مجھے شکوہ ہے

(وانش ستار۔ منکیرہ)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو

دلوں کو دل نہیں سمجھتے۔ کھلوتا سمجھ کر توڑ

دیتے ہیں۔ اچھے نہیں ہیں۔ (اداسی

ثناء خان۔ میر پور ماہیلو)

مجھے شکوہ ہے اپنی جان سے یہ اتنی

چھوٹی سی بات پر ناراض ہو گئی کیا

محبت اسی کو کہتے ہیں کہ دو لفظوں میں

یہ رشتہ ٹوٹ جائے۔ (محمد ثقلین۔

رکھلہ منڈی)

مجھے شکوہ ہے کہ جسے چاہا وہ

زندگی میں ملا نہیں۔ مجھے شکوہ ہے جو

لوگ کسی کی محبت کو اس کا فتنہ سمجھتے

ہیں جو مجھے سمجھ نہ سکا۔

(محمد فیاض الحسن۔ کجراتی)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض کے

پورے اسٹاف سے کہ وہ میرے

خطوط آدھے شائع کرتے ہیں۔ اور

نہ ہی کوئی بات سنتے ہیں کہ آپ ہر

بار اسلامی صفحہ کیوں شائع نہیں کرتے

۔ (محمد ارسلان احمد دھکی ٹائی۔ ڈہو

کراء)

مجھے شکوہ ہے آرائیں سے کہ اس

نے جو وعدہ کیا بھلا کر کوئی اور راستہ

اپنا لیا مگر رضا آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا

۔ پلیز لوٹ جاؤ۔ (منیر رضا۔

ساہیوال)

مجھے شکوہ ہے Q سے کہ وہ میری

محبت کی قدر نہیں کرتا لیکن اسے یہ

خبر نہیں کہ میں اسے لیے پل پل ترپتا

مجھے شکوہ ہے

ہوں پلیز جان سمجھا کرو۔ (ارشاد

ساقی۔ ذیر نوالہ)

پنی R جان سے جو مجھ سے بات

نہیں کرتا پلیز R جان بات کرو۔

(خلیل احمد۔ تربت)

مجھے شکوہ ہے قسمت سے اس نے

مجھے ایک بھی لمحہ نہیں دیا جو میں تیرے

ملا وہ اپنے بارے میں سوچ سکوں۔

عالمگیر

I miss you. (ایم پرویز

آریو۔ دنیا پور)

مجھے شکوہ ہے اپنی کزن سے جو

میرے پیار کا جواب نہیں دیتی شاید

اسے مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

(ذیشان عالی۔ فیصل آباد)

مجھے شکوہ ہے سیف الرحمن زخمی

ہے کہ وہ اپنے زخموں کا علاج کرا کرتے

ہی نہیں ہیں اور ہر وقت زخمی رہتے

ہیں۔ (عمران بلوچ۔ حب ڈیم)

مجھے شکوہ ہے شکوہ کس سے کریں

اپنے آپ سے یا اپنوں سے یا

دوستوں سے شکریہ کرنا بھی بیکار ہے

۔ (محمد صفدر دھکی۔ کراچی)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو اپنی

بنادنی عزت کیلئے دوسروں پر الزام

تراشی کرتے ہیں۔ (رائے اطہر

مسعود۔ فورٹ عباس)

مجھے شکوہ ہے چروک جو میں نے

اس کو اپنا فون نمبر دیا تھا ابھی تک فون

نہیں کر رہا ہے۔ پلیز چروک فون

مجھے شکوہ ہے

کرو۔ (خلیل احمد۔ تربت)

مجھے شکوہ ہے آج کل لڑکیوں سے

جو کہ دوستی کرتی ہیں مگر بھائی نہیں

ہیں۔ دوستی کرو تو نبھانا کیونکہ دوستی

ایک پاکیزہ رشتہ ہے۔ (دفا ایم۔

شاہد گیول۔ کراچی)

مجھے شکوہ ہے ایسی لڑکیوں سے جو

کسی سے دولت کی وجہ سے اپنی

پھول سی جوانی کو برباد کر لیتی

ہیں دولت سے پیار کرنے والے کسی

کے دوست نہیں ہوتے۔ (دفا ایم

شاہد گیول۔ کراچی)

مجھے شکوہ ہے کسی کوئی شکوہ نہیں

ہے وفا لوگوں سے بھی نہیں! (اسحاق

انجم۔ گلشن پور)

مجھے شکوہ ہے شہناز مجید کہ وہ مجھ

سے رابطہ کرے میں دوستی کرنا چاہتا

ہوں۔ جلدی رابطہ کریں۔ (علی نواز

مزاری۔ گھوٹکی)

مجھے شکوہ ہے ایڈیٹر سے کہ وہ

میرے غزل اور اشتہار کم شائع

کرتے ہیں مہربانی کر کے شائع

کریں۔ (علی نواز مزاری۔ گھوٹکی)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو

دوست بنا کر نئے دوست ملتے ہی

پرانوں کو بھول جاتے ہیں۔ دنیا

مطلب دی یار۔ (محمد عمران تبسم۔

فیصل آباد)

مجھے شکوہ ہے ان مسلمانوں سے

جو پیسے کے لیے حضور ﷺ کی غلامی کو

مجھے شکوہ ہے

چھوڑ کر کفر کے راستے پر چلتے ہیں۔

خدا را پیسہ ہی سب کچھ نہیں ہوتا ہم

خوش نصیب ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ

جیسے نبی ملے۔ (رائے اطہر مسعود

آکاش۔)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست عمران

سے کہ وہ لندن جا کے ہمیں بھول گیا

یار عمران ہماری دوستی میں ایسی کون

سی کی تھی جو تم ہمیں بھول گئے۔

(رائے اطہر مسعود آکاش)

مجھے شکوہ ہے سہانی یاد کے لحو نبھاء

ساتھ میرا مریض شب ہوں نہ جاؤ

اداس کر کے مجھے۔ (عابد محمود۔ ملکہ

بانس)

مجھے شکوہ ہے ملک ندیم عباس

ڈھکو سے جو کہ میری شانہ راز

چاہت کا یقین نہیں کرتا ہے۔ خدا

گواہ ہے کہ میں آپ سے بھائی

جان جی محبت کرتا ہوں۔ (منظور

اکبر تبسم۔ جھنگ)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست جلوہ

پرکس سے اس کو میں گھر ملنے جاتا

ہوں اور وہ گھر سے باہر نکلتا ہی

نہیں۔ پتہ نہیں وہ مجھ سے کیوں

نفرت کرتا ہے۔ (شاہد تب بانس)

مجھے شکوہ ہے بے وفا گل سے

کہ وہ عید نذر گیا ہے اس نے ابھی

تک مجھے فون تک کیا ہی نہیں آخر کیا

مجبور ہے تیری جامن۔ (مصطفی گل

لیاری۔ راجی)

مجھے شکوہ ہے

جواب عرض ڈائجسٹ

جواب عرض ڈائجسٹ 233 فروری 2013

مجھے شکوہ ہے

جواب عرض ڈائجسٹ

جواب عرض ڈائجسٹ 232 فروری 2013

مجھے شکوہ ہے

ماں سے محبت کا اظہار

☆۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ میری ماں بہت اچھی ہے۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہے۔ ماں کی دعائیں میرے ساتھ ہیں۔ (علی نواز مزاری۔ کھونکی)

☆۔ میں اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہوں۔ ماں میری زندگی ہے۔ میری جان ہے۔ (شکیل احمد۔ تربت)

☆۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اور میری ماں دنیا کی سب سے پیاری ماں ہے اور میں اپنی ماں سے ہمیشہ پیار کرتا ہوں گا۔ (شکیل احمد۔ تربت)

☆۔ ماں خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔ اس کی خدمت کریں جو لوگ ماں کی خدمت نہیں کرتے وہ زندگی میں کامیاب نہیں ہوتے۔ (شکیل احمد۔ تربت)

☆۔ میرا ماں بہت پیاری اور پیار کرنے والی ماں تھی لیکن افسوس وہ ہم سے بہت دور چلی گئی ہے جہاں سے واپسی ناممکن ہے۔ (محمد صفدر دہلی۔ کراچی)

☆۔ روزانہ کچھ وقت اپنی ماں کے ساتھ بیٹھ کر گزار دو کیونکہ کل قیامت

کے روز یہ وقت تمہاری مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔ (وفا ایم۔ شاہد گیول۔ کراچی)

☆۔ ہم سب اپنی ماں سے بہت پیار کرتے ہیں ہماری ساری خوشیاں ماں کے پیار میں ہیں آئی۔ لو۔ یو۔ ماں۔ اللہ تمہیں ہمیشہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین (رائے اظہر مسعود۔ فونٹھاس)

☆۔ ماں ایسی ہستی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں! ماں کی خدمت کرو دوستو! (اسحاق انجم۔ کنگن پور)

☆۔ اگر اس دنیا میں ماں نہ ہوتی تو قیامت ہوتی۔ ماں کی بدولت خوشیاں باقی ہیں۔ دنیا کی تمام مائیں میری زندگی ہیں۔ (ایم پرویز آریو۔ دنیا پور)

☆۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں ماں بھی مجھ سے بہت پیار کرتی ہے میری ماں کی دعائیں میرے ساتھ ہیں۔ (محمد امین بخاری۔ گھونکی)

☆۔ میرا مرشد میری ماں میری دنیا، میرا جہاں۔ میری ماں کا چہرہ تقدس سے بھر پور ہے۔ ماں کے بنا گھر بے رونق ہے۔

(ذیشان بھالی۔ فیصل آباد)

☆۔ ماں کہنے کو تو ایک لفظ ہے مگر اس میں دنیا کی تمام خوبصورتی اور سکون ہے اور آخرت کیلئے جنت ہمیں والدین کی قدر کرنی چاہیے۔ (رائے اظہر مسعود)

آگاش۔ (R-214/9)

☆۔ مائیں کسی بھی معاشرے کی محسن ہوتی ہیں جن کی آغوش میں پرورش پانے والے بچے قوموں کے ضامن بن جاتے ہیں۔ (عابد محمود۔ ملکہ ہنس)

☆۔ اپنی ماں سے پیار کا اظہار کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کاش میری ماں قیامت تک زندہ رہے میری جان میری ماں۔ (ذیشان عالی۔ فیصل آباد)

☆۔ ماں ایسی ہستی کہ میری قلم میں دم نہیں کہ میں ماں کی شان لکھ سکوں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ ماں کے بغیر کھ کا آنگن مونا ناگتا ہے۔ (ارمان سنگم۔ فیصل آباد)

☆۔ ماں تب بھی روتی ہے جب بیٹا کھانا نہیں کھاتا تھا اور ماں آج بھی روتی ہے جب بیٹا کھانا نہیں دیتا ایک ماں سے 4 بیٹے پل جاتے ہیں

مگر 4 بیٹوں سے ایک ماں پائی نہیں جاتی۔ (شاہد اقبال خٹک)

☆۔ ماں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ایک بار خوشی سے ماں کی طرف دیکھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے میری دعا ہے میری ماں کا سایہ میرے سر پر سلامت رہے۔

☆۔ ماں کے بغیر گھر قبرستان کی مانند ہے ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو دوسری طرف باپ کی خوشی میں اللہ کی خوشی ہے ہمیں دونوں کی قدر کرنی چاہئیں۔ (رائے اظہر مسعود آکاش۔ 214/9-R)

☆۔ ماں تجھے سلام ماں کے بارے میں کیا لکھوں اگر ماں کی تعریف لکھوں تو لکھتے لکھتے عمر ختم ہو جائے۔ (عمران بلوچ۔ خب ڈیر)

☆۔ میں نے ساری زندگی لفظ عورت کو گہرائی کے ساتھ سوچا تو دل سے آواز آئی ماں پھر اس آواز کو بسمہ اللہ پڑھ کر ہمیشہ کے لیے سینے سے لگا لیا۔ (محمد خاں انجم۔ دیہا پور)

☆ جب تم دنیا کے دکھوں سے اکتا جاؤ اور تمہارا دل خود غشی کرنے کو کہے تو خدا کی قسم کی آغوش میں جا کر سو جاؤ تمہیں ایک زندگی کا نیا جنم ملے گا۔ (محمد خاں انجم۔ دیہا پور)

☆۔ ماں تیرے ہی دم سے تھیں

یہ روئیں اب تو یہ دنیا بھی ویران لگتی ہے۔ (آصف سانول۔ بہاول نگر)

☆۔ میری ماں میرا عظیم سرمایہ ہے جس نے میری بیشمار خطاؤں کے باوجود بھی مجھے بے حد پیار دیا ہے میرے رب میری ماں کو قیامت تک زندہ و سلامت رکھنا۔ آمین۔ (سید مبارک علی شمس۔ قائم پور)

☆۔ میری ماں دنیا کی بہترین ماؤں میں سے ہے کیونکہ مجھے تھوڑی سی آج آنے پر وہ بہت بے چین ہو جاتی ہے اور میری لمبی عمر کی دعا کرتی ہے۔ (آرزو۔ جڑانوالہ)

☆۔ میں اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہوں۔ ماں دنیا کی عظیم ہستی ہے۔ ماں کے نعم البدل کوئی نعمت نہیں۔ اللہ سب کی ماؤں کی زندگی کرے۔ آمین۔ (خواجه محمد تنولی۔ درندوکانی)

☆۔ جو لوگ ماں سے محبت نہیں کرتے اور ماں کو نہیں سمجھتے وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوں گے۔ ماں سے ہمیشہ محبت سے پیش آؤ۔ (محمد آفتاب شاہ۔ کوٹ ملک دوکوند)

☆۔ ماں جیسا پیار دنیا میں کوئی چیز نہیں دے سکتی ہے۔ میں آج جو کچھ بھی ہوں ماں کی دعاؤں سے ہوں اپنی ماں سے پیار کریں۔ (ذوالفقار علی سانول۔ ملک وال)

☆۔ ماں دنیا کی وہ ہستی ہے جسکی دعا اللہ کبھی بھی نہیں ٹال سکتا اپنی ماں کی قدر کرو آئی۔ لو۔ یوای سوچ۔ (نویدا صفحہ سحر۔ خمد پور)

☆۔ یارب میری ماں کو لازوال رکھنا۔ میں رہوں نہ رہوں ماں کا خیال رکھنا میری خوشیاں بھی لے لے۔ میری سانس بھی لے لے۔ مگر میری ماں کے گرد خوشیاں رکھنا۔ (نوید ملک۔ بدین)

☆۔ ماں جنت کا ایک سایہ دار درخت ہے۔ جس کی چھاؤں بھی کم نہیں پڑتی۔ (محمد بلین شفیق۔ خانیوال)

☆۔ خدا نے ماں کو یہ عظمت کمال دی ماں کی دعا پر آپنی مصیبت ٹال۔ قرآن نے ماں کے پیار کی ایسی مثال دی۔ جنت اٹھا کر ماں کے قدموں میں ڈال دی میری ماں بہت خوبصورت ہے۔ (عامر غلام رسول)

☆۔ اے ماں تجھے سلام میری دعا ہے کہ تیرا سایہ اسی طرح ہمارے سروں پر قائم رہے۔ (عامر امتیاز نازی۔ طر سیداں)

☆۔ ماں کبھی اپنی اولاد کو بددعا نہیں دیتی، دوستوں ماں کی بددعا سے بچو، اگر ماں کسی کو بددعا دے تو ماں کی بددعا عرش کو یاد دیتی ہے۔ آئی۔ لو۔ یو۔ ماں۔ (اے۔ آر۔

جواب عرض ڈائجسٹ

جواب عرض 234 فروری 2013

ماں سے محبت کا اظہار

جواب عرض 235 فروری 2013

ماں سے محبت کا اظہار

جواب عرض ڈائجسٹ

راحیلہ منظر۔ جھمرہ مٹی)

☆۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتی ہوں ماں اپنی اولاد کیلئے ہر تکلیف، ہر دکھ درد، برداشت کر سکتی ہے لیکن اپنی اولاد پر کوئی آنچ نہیں آنے دیتی۔ (اے۔ آر۔ راحیلہ منظر۔ جھمرہ مٹی)

☆۔ میری ماں مجھے بہت پیار کرتی ہے۔ اور مجھے اپنی ماں بہت پیاری ہے خدا اسکو سدا خوش رکھے۔ (رخسانہ عامر۔ شور کوٹ)

☆۔ ماں وہ پھول ہے جس کی وجہ سے پورا گھر ایک چمن کی طرح جگمگا تا رہتا ہے۔ ماں کے بغیر گھر سوناٹا ہے ماں ہی سب کچھ ہے۔ (حماد طر بادی۔ گوجرہ۔)

☆۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں کیوں کہ ماں جیسا اس دنیا میں کوئی نہیں۔ (محمد ثقلین۔ رکھلہ منڈی)

☆۔ ماں ایک عظیم ہستی ہے۔ ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے ماں کے بغیر یہ زندگی عذاب ہے خوش قسمت انسان ہوتا ہے جس کی ماں زندہ ہو ماں تجھے سلام۔ شاہد اقبال خٹک۔ کرک جندری)

☆۔ ماں پورے گلشن کا سب سے خوبصورت پھول ہے۔ جس کی ہر دم خوشبو آتی ہے۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ (ایم وکیل عامر

جٹ۔ ساہیوال)

☆۔ ماں ایک روشن چاند ہے ماں ایک خوشبودار پھول ہے جس کے بغیر رہنا بالکل بھی اچھا نہیں لگتا اس دنیا میں خدا کی جھلک ماں ہے (ڈاکٹر نوید اقبال۔ گوجرہ)

☆۔ ماں میٹھی چھاؤں ہوتی ہے ماں کے آنچل تے زندگی ہوتی ہے۔ اولاد اُداس تو ماں پریشان ہوتی ہے۔ (اداسی شاہ خان۔ میر پور)

☆۔ ماں ایک ایسی ہستی ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں جنت بھی نہیں۔ so care your mothers. (محمد ثقلین۔ رکھلہ منڈی)

☆ جن لوگوں کی اس دنیا میں مائیں زندہ نہیں میرے نزدیک ان سے بڑھ کر اور بری بد قسمتی نہیں ماں تجھے سلام۔ (محمد فیاض الحسن۔ کنجرائی)

☆۔ جب وقت مصیبت میں نے خدا دعا دہل سے اپنی موت کی دعا مانگی۔ فرمان ہوا کہ اسے کیا عطا کروں جس نے تیری بچی عمر مانگی۔ محبتوں کے سارے لفظ ماں تیرے نام۔ (محمد ارسلان احمد دھکی نمائی۔ ڈھوکرا)

☆۔ میں قارئین سے کہنا چاہتا ہوں کہ دعا کریں کہ خدا میری ماں کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

(ریاض ویسی۔ منکیرہ)

☆ ماں کاش تو زندہ ہوتی۔ دوسروں کو دیکھتا ہوں وہ کتنے خوش نظر آتے ہیں مگر آپ کے بغیر میری زندگی میں اندھیرا ہے۔

(منیر رضا۔ ساہیوال)

☆ میری رائے میں انسان کو صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ اندھیری رات کے بعد روشن صبح ضرور آتی ہے۔ (رانا انصاف۔ شاہ کوٹ)

☆ میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت خوبصورت احساس پیدا ہوتا ہے ایسا احساس جو ہمیں اپنے رب کا شکر ادا کرنے کی جانب راغب کرتا ہے۔ (احتمام الحق شانی۔ چلال مندرہ)

☆ میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے بہت زبردست ہوتا ہے جیسے ایک سال بعد جنید جانی جھل جائے تو مجھے حقیقی خوشی ہوگی۔ گو کہ وہ ناراض ہے لیکن مجھے ضرور ملے گا۔ (پریس مظفر شاہ۔ پشاور شہر)

☆ میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو یقین بہت خوش ہوتا ہوں جیسے مجھے ایک نئی زندگی مل گئی ہو۔ تو میں دوبارہ اپنے آپ کو سیٹ لیتا ہوں۔ (عبد الوہید ابراہیم بلوچ۔ کرنٹ مٹی حب چوکی)

آپ کا بہترین دوست کون ہے؟

☆ محمد یقین میرا بہترین دوست ہے کیونکہ وہ میرا بہت خیال رکھتا ہے اور میں بھی اس کا بہت خیال رکھتا ہوں حافظ محمد عرفان۔ گاہی محلہ

☆ اچھا دوست وہ ہے جو مشکل میں ایک دوسرے کے کام آئے اور میں اُسے ہی سب سے اچھا دوست کہوں گا خود دوستوں سے اچھے رہو وہ بھی اچھے ہوں گے

☆ محمد اسحاق انجم۔ ننگن پور

☆ میرا بہترین دوست محمد اعظم ہے وہ میرے ہر کام میں ساتھ بناتے ہیں اور نمازی پر ہمیشہ بندے ہیں ایسا انداز ہیں۔ اور اپنے والدین کی بہت خدمت کرتے ہیں اسی وجہ سے وہ میرے بہترین دوست ہیں۔

☆ خوجہ محمد تونی۔ در بند دوکانی

☆ میرا بہترین دوست N ہے اس کے علاوہ سہرا علی، غلام قادر، شیر گل، قصیر ندیم پتوکی میں ہے اور سب جو جواب عرض پڑھتے ہیں سب میرے اچھے دوست ہیں اور رہیں گے۔ نوید ملک۔ گولارچی (بدین)

☆ میرا بہترین دوست میری ماں ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ دوست وہ جو

مصیبت میں کام آئے تو میرے خیال میں ماں ہی وہ واحد ہستی ہے جو انسان کے ہر مصیبت کے وقت کام آئی ہے۔ اور ماں سے پیار کے لئے کوئی وجہ درکار نہیں ہوتی۔ محمد افضل اعوان۔ گوجرہ

☆ میرا بہترین دوست منزل حسین صداجیئے۔ وہ بہت اچھا ہے اور وفا کی حد تک مخلص اس نے کبھی مجھے کوئی دکھ یا دھوکا نہیں دیا وجہ یہ ہے کہ وہ بہت ہی مخلص اور با وفا ہیں اے دوست تیرے خلوص کو سلام محمد ارسلان احمد دھکی شانی۔ ڈھوکرا

☆ منڈی بہا ولدین

☆ میرا بہترین دوست جنون ادیس ہے۔ جو صرف میرا دوست ہی نہیں وہ میرا بھائی بھی ہے ہم دونوں کی دوستی پاکیزہ اور ایک مثال بھی ہے۔ ہم دونوں کی دوستی بچپن سے ہے۔

☆ ارامی شاہ خان۔ میر پور ماتیلو

☆ میرا بہترین دوست عبدالجبار نجمی ہے اور لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ وہ سال میں ایک یا دو بار ہم ملتے ہیں۔ عدیل شہزاد مچی۔ منکیرہ

☆ میرا بہترین دوست کوئی بھی نہیں ہے لیکن مس صبا، گلشن ناز، کشور کران، آمنہ راو پلندی راحیلہ منظر جھمرہ اور

نرس ناز سے دوستی کی بہت زیادہ خواہش ہے پلیز جلدی جواب دینا! شکریہ

☆ میرا بہترین دوست میری ہمسفر مہوش فخر ہے جس نے مجھے بے پناہ پیار دیا۔ میری پوجا کی۔ مجھے کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ میری بے پناہ خطاؤں کے باوجود بھی پیارا دامن نہ چھوڑا۔ خدا کرے میری جان ہزاروں سال جئے اور ہمارے پیار کو نظر نہ لگے۔ سید مبارک علی ششی۔ قائم پور

☆ میرے بہترین دوست جواب عرض تھے کیوں کے یہ ہمیشہ ساتھ رہتے تھے۔ محمد نعیم۔ کروڑا سانگلہ

☆ میری دوست میری تنہائی ہے کیونکہ تنہائی انسان کو سوچ دیتی ہے اور جب انسان کے پاس ہوتا تو الفاظ اس کے غلام ہوتے ہیں اور وہ خود اپنے الفاظوں کا غلام ہوتا ہے۔ یہی ادب ہے اختر صبا۔ بنوں

☆ میرا بہترین دوست دیدار حسین سمجھو ہے جس نے میرے ہر دکھ میں سکھ میں میرا ہر طرح کا ساتھ دیا۔ اور

جواب عرض ڈائجسٹ

کوئی ملاقات کیلئے

یہ کوئن میں کالم
”ملاقات“
تسلیم کاٹ کر ارسال
کریں

اور اس میں اپنا تعارف لکھ دیجئے۔ کوئن کے ساتھ کسی قسم کی کوئی فیس یا ڈاک ٹکٹ ارسال نہ کریں
کوئن کے بغیر آپ کا تعارف شائع نہیں کیا جائے۔

جواب عرض

نام.....

محلہ.....

کمل پتہ.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

موسم کی طرح کبھی بدلائیں اسکی دوستی
ہر فخر ہے۔

عبدالملک کیف۔ صادق آباد

☆ عشق پیار تو احساس ہوتا ہے پیار

کے بنا جیون کتنا اوشوار ہوتا ہے عمر ہو

تمہاری ستاروں جتنی لمبی ایسا دوست

کہاں برسی کے پاس ہوتا ہے میرا

بہترین دوست عثمان ہے جس سے

میں اپنی ہر بات شیئر کرتا ہوں عامر

غلام رسول۔ قبولہ شریف

☆ میرا بہترین دوست صرف فنکار

شہر زماں پشاور ہو سکتا ہے کیونکہ وہ

میرے شہر کا ہے اور جواب عرض کا

مستقل قاری ہے اس لئے میں اس کو

بہترین بناؤں گا۔

پرس مظفر شاہ۔ پشاور

☆ ایم میرا بہترین دوست ہے وہ

مشکل وقت میں میرا ساتھ دیتا ہے۔

میں اس کی دوستی کبھی نہیں بھول سکتا۔

ایم سے جدا ہونا میرے بس میں نہیں

آئی مس بو

واجد آرزو۔ ساہیوال

☆ میرے سبھی دوست اچھے ہیں اللہ

تعالیٰ انکی عمر دراز فرمائے۔ انسان کو

خود اچھا ہونا چاہیئے اچھے دوست خود

مل جاتے ہیں۔

ایم عاصم دیکھی۔ چوک میٹل

☆ میری بہترین دوست میری ماں

ہے کیونکہ اب دوستوں میں وہ دوستی

نہیں رہی جو پہلے تھی۔ اور ماں تو

اپنے بچے کا ہر طرح خیال رکھتی ہیں
جس نے ماں کو دوست بنایا سمجھ لو کہ

اس نے جنت پائی دنیا میں صرف

ماں ہی وفا کرتی ہیں۔ حسن علی جٹ

۔ ساہیوال

☆ میری بہترین دوست تمہاری

ہے۔ تمہاری نے تمہاری میں تمہارا

ساتھ دیا ہے ہادی اب تمہارا تمہاری کو

تمہاری میں میں تمہا کیسے چھوڑ دوں

۔ حماد ظفر ہادی۔ گوجرہ منڈی

بہا والدین

☆ میرا بہترین دوست شہزاد رحمانی

ہے کیوں کے وہ میرے ہر درد کو سمجھتا

ہے اور میرے ہر راز کو اپنے دل میں

دفن کر لیتا ہے۔ شاہد کسی کا ایسا

دوست ہو۔ توقیر اسلم تمہا۔ تونسہ

شریف

☆ میرا بہترین دوست شہباز ہے جو

میرے ہر دکھ کھ میں کام آتا ہے

میری مدد کرتا ہے اور وہ بہت اچھا

ہے میرا سب سے بیٹ دوست

ہے۔

نور جمال۔ جھمرہ

☆ میرا بہترین دوست راجہ کامران

منظور اکبر اور بس مریم گوندل قمر

گوندل تسکین راجھا عمر دراز آکاش

جبرائیل آفریدی احسن ریاض ہیں۔

حماد ظفر ہادی۔ گوجرہ

☆ میرا بہترین دوست میرا فن ہے

اور یہ فن ہے شاعری میں جب بھی

اداس ہوتا ہوں یہ میرا بہترین

دوست ثابت ہوتا ہے فن شاعری

تیری عظمت کو سلام۔

آصف سانول۔ بہاول نگر

☆ میرا بہترین دوست کوئی نہیں ہے

صرف جواب عرض ہے کیونکہ یہ میرا

دکھا اچھی طرح سمجھتا ہے اور مجھے اتنے

دکھ تلے ہیں اب تو کسی پر اعتبار نہی

نہیں رہا جواب عرض کے

۔۔۔؟ اترا جاوید۔ 36 گ ب

☆ میرا بہترین دوست میری ماں

ہے کیونکہ میں اپنے سارے ام اور

خوشی اپنی ماں کو بتا دیتا ہوں میں اپنی

ہر بات ماں سے کرتا ہوں ایک ماں

ہی آپ کا سچا دوست ہے۔ ملک

ولی اعوان گولڑ وی۔ کینٹ لاہور

☆ میری بہترین دوست کرن ہے

کیونکہ وہ آجکل کی لڑکیوں کی طرح

نہیں ہے۔ دوستی کر کے نبھانا جانتی

ہے۔ کرن لالہ نہیں ہے۔ خود

غرض نہیں ہے۔ مغرور نہیں ہے۔

جواد فر۔؟ ڈیہ اسماعیل خان

☆ میرا بہترین دوست امداد وارث

ہے جو اس بے وفادار میں بھی

میرے ساتھ قدم قدم پر وفا کر رہا

ہے وہ میرا سب سے اچھا دوست

ہے جس کے لئے میری جان بھی

حاضر ہے۔ واحد باز ذہنی

ساجن۔ ساہیوال